روضۂ مبارک مجدد اعظم • سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ عنہ

منظر اسلام کا سہ منزلہ عمارت

مزار مبارک خانقاہِ عالیہ رضویہ بریلی شریف
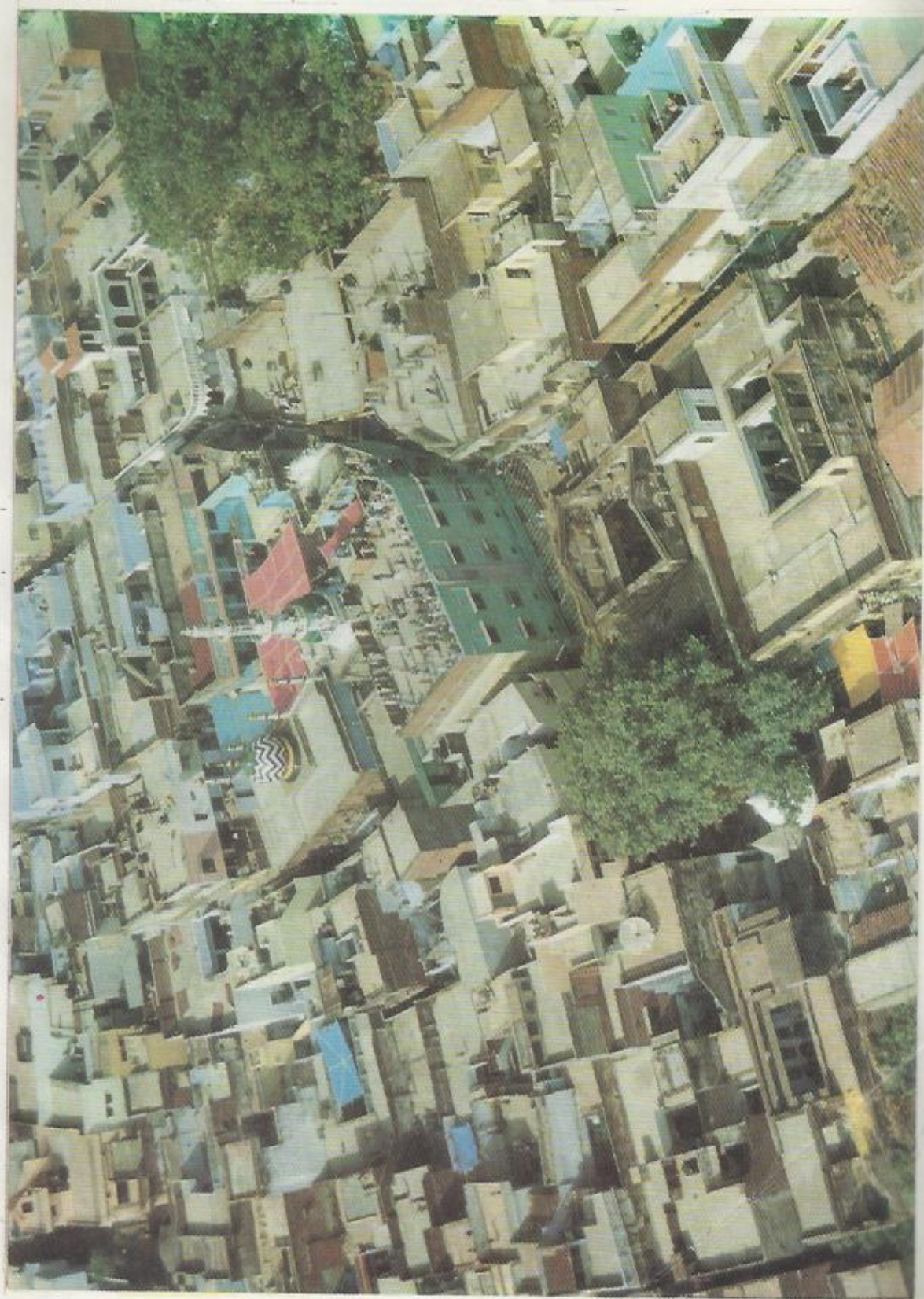
ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر
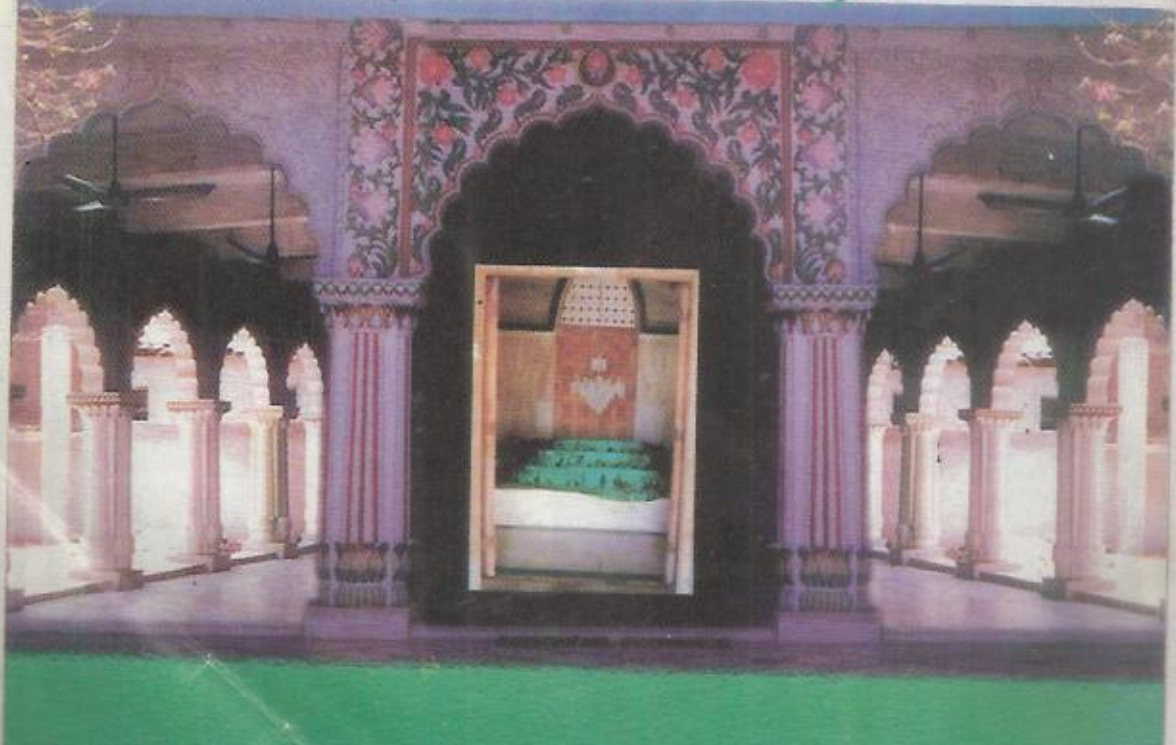
حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب
مہتمم دار العلوم منظر اسلام
در عہد رضا

اسلامیہ انٹر کالج کا صدر دروازہ

رضا ہال کا خوشنما منظر

بفیضِ روحانی: حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

بظلِ روحانی: مفتئ اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

ماہنامہ

اعلیٰحضرت

بریلی شریف کا

شمارہ نمبر ۴ تا ۶ جلد نمبر ۴۲

ماہ: اپریل، مئی، جون ۲۰۰۲ء

ربیع الاول شریف

صفر

صد سالہ منظرِ اسلام نمبر

مدیر اعلیٰ: شہزادۂ ریحانِ ملت پیرِ طریقت حضرت علامہ الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مرتب: حضرت مولانا محمد انور علی رضوی بہرائچی	مشیر: حضرت الحاج قاری محمد تسلیم رضا خاں صاحب نوری	مدیر معاون: حضرت مولانا اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری	مدیر: حضرت علامہ قاری عبد الرحمٰن صاحب رضا قادری

باہتمام: نبیرۂ اعلیٰحضرت الحاج مولانا الشاہ محمد سبحان رضا خاں قادری صاحب سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اعلیٰحضرت سوداگران بریلی شریف

فہرست

شعراء

مشاورتی بورڈ

تزئین کاروکمپوزنگ:- محمد ظہور الاسلام نوری دیناجپوری منظر اسلام کمپیوٹر سینٹر بریلی شریف

۷۸۶/۹۲

دل کی بات

حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب سجادہ نشین آستانہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

نحمده ونصلی علیٰ حبیبه الکریم

امابعد

الحمدللہ! منظر اسلام نمبر کی قسط ثانی آپ کے ہاتھوں میں ہے---ہمیں یہ نمبر ترتیب دیکر شائع کرنے کے بعد انتہائی مسرت و شادمانی کا احساس ہو رہا ہے بالکل اسی طرح جیسے ہم نے کوئی عظیم میدان سر کرلیا ہو---یا کوئی بہت بڑا قلعہ دین کیلئے فتح کرلیا ہو--- خدائے وحدہ قدوس کی بارگاہ جلالت و کبریائی میں دعا کیجئے کہ وہ اس نمبر کو درجۂ قبولیت سے سرفراز فرمائے ......اور اس نہج کا کام کرنے والوں کیلئے مشعل راہ بنائے۔

گزشتہ سال منظر اسلام نمبر کی قسط اول شائع کی گئی۔ جس کو عوام و خواص نے نہایت پسندیدگی و مقبولیت کی نظر سے دیکھا۔ اس کے عمدہ مضامین اعلیٰ مشمولات، عمدہ ترتیب و تزئین دیدہ زیب سرورق اور معیاری طباعت کی احباب اہل قدر نے کافی تعریف و توصیف کی۔ ہندو بیرون ہند سے سیکڑوں خطوط اسکی ستائش میں موصول ہوئے۔ اور بے شمار فون اس کی تعریف میں کئے گئے۔ مولیٰ تعالیٰ احباب کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ علمی و ادبی حلقوں میں اس اہم، گراں قدر معلوماتی اور دستاویزی نمبر کی پذیرائی و مقبولیت سے فقیر کی بیحد حوصلہ افزائی ہوئی

۔اس عظیم ۳۶۰ صفحات پر مشتمل نمبر کی معیاری وممتاز طباعت میں خطیر رقم صرف ہوئی تھی۔اس کے علاوہ عرس رضوی میں منظر اسلام کے جشن صد سالہ کو ضم کرنے کے باوجود ادارے کو توقع وامید سے کہیں زیادہ زیر بار ہونا پڑا تھا۔مگر ہمت جواب دے رہی تھی۔زر کثیر کے صرف نے نہایت ذہنی کشمکش میں مبتلا کر رکھا تھا۔کثرت کار اور جشن صد صالہ کی مصروفیات نے جسم ناتواں کو بھی مضمحل کر دیا تھا۔مگر احباب کے حوصلہ افزا خطوط اور تسلی بخش جملوں نے فقیر کو سہارا دیا۔ہمت بندھی،عزم کیا،اور پھر گزشتہ سال کی طرح امسال بھی زیر نظر نمبر کی ترتیب وتزئین وتدوین کا کام شروع کر دیا گیا۔شب وروز کی انتھک کوششوں کے نتیجوں میں یہ گراں قدر دستاویزی نمبر (قسط ثانی) آپ کے ہاتھوں میں پہونچا جو فقیر کی بے پناہ خوشیوں،مسرتوں اور کامیابی کا موجب ہے۔

انشاء اللہ المولیٰ مستقبل میں اسی نوعیت کے دو نمبر اور آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے یعنی سن ۱۹۰۴ء تک یہ ادبی سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

گزشتہ سال عرس رضوی کے حسین ومسعود موقع پر مرکز اہل سنت یادگار اعلیٰحضرت دار العلوم منظر اسلام کا پہلا جشن صد صالہ منایا گیا جس میں اعزاز نوازی نیز منظر اسلام پر ایک تحقیقی سیمنار کا پروگرام رکھا گیا۔ملک وبیرون ملک کے نامور ارباب علم وقلم اور صاحبان فہم وذکا کی بے انتہاء خدمات جلیلہ کا حتی الوسعت جائزہ لیا اور اپنے قابل مضمون علمی تاثرات سے یادگار اعلیٰحضرت منظر اسلام کو خراج عقیدت پیش کیا۔امسال پھر عرس رضوی میں جشن صد سالہ گزشتہ سال کی طرح اعزاز نوازی اور سیمنار کا پر کیف منظر منظر اسلام کے توسل سے آپ نے ملاحظہ فرمایا۔گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جشن صد سالہ اور زیر نظر نمبر کے بارے میں اپنے اہم مبنی بر حقائق اور بے لوث تاثرات سے ہمیں ضرور نوازیں ہم منتظر رہیں گے۔

منظر اسلام نے جہاں قوم وملت کو بہت سے مدارس ومکاتب لاکھوں فتاویٰ ہزاروں کتابیں عطا کیں۔وہیں سیکڑوں رسائل وجرائد بھی عطا کئے ماہنامہ اعلیٰحضرت اور اس کے سارے نمبر بھی بالواسطہ منظر اسلام کی ہی عطا ہیں زیر نظر نمبر اسی فہرست میں ایک عظیم اضافہ ہے سال گزشتہ کے عرس رضوی سے اب تک ملک وبیرون ملک میں

منظر اسلام نمبر پر اور جشن صد سالہ کے موقع پر کتابوں کی تصنیف و اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ ہند و بیرون ہند کے رسائل نے منظر اسلام پر یہ نمبر بھی شائع کئے اور دیگر کتابیں بھی شائع کیں، بریلی شریف کے کتب خانوں میں کئی کتابیں اس موقع کی مناسبت سے شائع کیں۔ ہند و بیرون ہند میں منظر اسلام کے جشن صد سالہ منائے گئے فقیر کی تمام احباب اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ اس سلسلہ کو جاری رکھیں کیونکہ عیسوی کے لحاظ سے ۲۰۰۱ء میں منظر اسلام کے قیام کو ۱۰۰ رسو سال پورے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ۲۰۰۱ء تک یہ عملی سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔

آپ تمام احباب کا جذبۂ خلوص و محبت دیکھ کر فقیر کی ہمت بندھی اور پھر زر کثیر کے صرف سے اس نمبر کی اشاعت اور جشن صد سالہ کا پروگرام منعقد کیا۔ مخیّرین قوم سے گزارش ہے کہ وہ اخراجات کی طویل فہرست کو مد نظر رکھتے ہوئے دست تعاون دراز کر کے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

ماہنامہ اعلیٰحضرت جو مسلک اعلیٰحضرت کا بے باک ترجمان اور نقیب ہے اسی کا یہ نمبر ہے۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت نے ہمیشہ ہر دور میں قوم وملت کی بے لوث خدمت کی ہے۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت صرف اور صرف مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت اور خدمت دین کے جذبۂ صادقہ کے تحت شائع ہوتا ہے۔ اسکے سوا مالی منفعت یا کوئی دوسرا ہرگز اس کا مقصد نہیں۔ جب جب قوم وملت پر براوقت آیا۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت نے اسکا دفاع کیا، جب جب قوم وملت پر مصائب وآلام کی آندھیاں چلیں۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت نے ایک آہنی دیوار بن کر آندھیوں کا رخ موڑ دیا ،جب جب بدعقیدوں نے مسلک اعلیٰحضرت پر یلغار کی، تب تب ماہنامہ اعلیٰحضرت نے انکی سرکوبی کی، جب جب دشمنان اسلام کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ نے اسلام اور اہل اسلام پر طعن و تشنیع کی، تب تب ماہنامہ اعلیٰحضرت نے مسلمانوں کی مدد کی اور دشمنوں کو کرارا جواب دیا۔

آج بھی مسلم قوم پر چاروں جانب سے یلغار ہے دشمن، اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں۔ گجرات کے نہتے مسلمانوں پر کافی عرصے سے پولیس اور دیگر اسلام دشمن طاقتوں کا ظلم وستم جاری ہے۔ مسلمانوں کی املاک تباہ کرنا، مکانوں کو جلانا، انہیں زندہ نذر آتش کرنا، آج بھی بند نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پہلے بھی حکومت ہند اور

صدر جمہوریہ ہند سے پر زور مطالبہ کیا تھا جو اخبارات ورسائل میں شائع بھی ہوا تھا۔آج پھر اپنے اس ماہنامہ کے عظیم نمبر کے ذریعہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ گجرات میں مودی کی موذی حکومت کا فی الفور خاتمہ کیا جائے مجروحین کو اور مہلوکین کے ورثاء کو قابل قدر اور معقول وظیفہ دیا جائے ۔شر پسند عناصر اور دہشت گرد تنظیموں آر۔ایس۔ایس۔وشو ہندو پریشد،شوسینا اور بجرنگ دل وغیرہ پر پابندی عائد کی جائے۔ورنہ یاد رہے کہ ہندوستانی مسلمان ظلم وتشدد سے تنگ آکر اگر سر سے کفن باندھ کر سڑکوں پر نکل آیا تو تمام اقتدار کو بچانا مشکل ہوگا۔

اخیر میں فقیر کی تمام مدارس ومکاتب جرائد ورسائل اور خانقاہوں اور کتب خانوں سے گزارش ہے کہ ۲۰۰۴ء تک اپنے اپنے انداز میں اپنے اپنے طور پر منظر اسلام کے صد سالہ کا پروگرام مناتے رہیں اور منظر اسلام کی خدمات منظر اسلام کے اہم تلامذہ واساتذہ منظر اسلام کے ممتحین وناظمین کی اہم نمایاں خدمات پر مضمون قلم بند کر کے ادارہ ماہنامہ اعلیٰحضرت کو ارسال فرمائیں۔

منظر اسلام کے بزرگوں کے خطوط یا دیگر تبرکات منظر اسلام کا کوئی اہم واقعہ یا اہم یادداشت یا کوئی اہم نادرو نایاب کتاب آپ کے پاس محفوظ ہوں تو براہ کرم ارسال فرمائیں۔تاکہ آئندہ منظر اسلام نمبر میں شامل اشاعت ہوسکے۔

بارگاہ رب العالمین میں فقیر دست بدعا ہے کہ خدائے پاک بطفیل رسول پاک ﷺ اس خدمت وکاوش کو قبول فرمائے اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔تمام اہل خیر واہل قلم واہل مطالعہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔مسلمانان عالم کی غیب سے مدد اور دشمنوں کو خائب وخاسر فرمائے۔آمین ثم آمین

منظر اسلام زندہ آباد☆مذہب اسلام پائندہ آباد

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

گرامی قدر مخدومی سبحانی میاں دام فیضہ

سلام مسنون! طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر۔

آنمحترم کا فون آنے کے بعد۔ اعلیٰ حضرت میں طباعت کیلئے مطبوعہ کاغذات وفوٹو ارسال کر رہا ہوں۔ اس میں خانقاہ کریمیہ سلامیہ برھانیہ کا رنگین فوٹو۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو قلمی مکتوب اور ایک تحریر جد امجد حضرت عبد الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان جو انہوں نے اعلیٰ حضرت کو تحریر فرمایا۔ روانہ کر رہا ہوں۔ حسب فرمان انہیں اعلیٰحضرت کے اعلیٰ حضرت نمبر میں نمایاں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

عرس اعلیٰ حضرت کا دیدہ زیب بڑا پوسٹر موصول ہوا۔ گرمی کی شدت اور طویل سفر میں عارضہ قلب کا مریض ۔نقاہت ایسی وجوہات ہیں، جن کے باعث عرس میں حاضری نہیں ہو پاتی۔ جسکا مجھے شدت سے احساس ہے۔ دعا فرمائیں جلد آستانہ پر حاضری ہو اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوں

طالب دعا

کفش بردار: محمد محمود احمد قادری

۲۰۰۲/۴/۲۳ء

بقیہ ——— صفحہ ۱۵ کا

مزید برین عزیزی کیا ودی از روں کہ ہر جلسہ میں بجات دستار بندی کا اہتمام ہو
منظر اسلام مسلسل بست زد ترقی و طول حیاتہ و رزقنی بجاہ العالمین من نعمائہ و برکاتہ آمین

والسلام مع الاکرام

رقیمۂ نیاز کیش بارگاہ رضویہ فقیر محمد سلامت علی قادری جبلپوری غفرلہ
سنہ جبلپور ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون

(باقی صفحہ ۹۰ پر)

حضور مفتی اعظم هند قدس سرہ کے مکتوب گرامی کی نقل۔ تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔ (ادارہ)

عزیز محترم مولانا شبیہ القادری صاحب سلمہ☆ بعد سلام مسنون! طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔

آپ کے یہاں کی تاریخیں ۸، ۹، ۱۰ ربیع الاخر مقرر ہوئی تھیں۔ میرا خیال تھا کہ ربیع الاخر میں بمبئی نہ جاؤں گا۔ مگر سید میاں علیہ الرحمہ کے بعد صدر کے انتخاب کے موقع پر اس بار اس میں میرا بمبئی پہنچنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے مجھے معذور سمجھیں، مجھے ۱۱ر کو بمبئی پہنچنا ہے۔ آپ کے یہاں سے ۱۰ر کو چلے تو کس طرح ۱۱ر کو بمبئی پہنچیگا۔ ادھر اودے پور والے جلسے کیلئے آئے ان سے بار بار انکار کیا۔ مگر مظفر میاں نے بہت زور دیا تو وعدہ اودے پور والوں سے کیا۔ میٹنگ میں بمبئی ۱۱ر کو پہنچادیں گے۔ اور اس لئے اس وعدہ پر یہ تاریخیں اودے پور والوں نے منظور کرالیں۔ مجھے یاد نہیں رہتا ہے۔ اب مولوی ریاض احمد صاحب آئے اور انہوں نے یہ کہا کہ آپ نے پہلے سے یہ تاریخیں سیوان کیلئے دی ہیں۔ میں نے کہا تو اودے پور والوں کو انکار لکھدیا جائے۔ مگر یہ سوچتا ہوں کہ ۱۱ر کو بمبئی سیوان سے روانہ ہو کر پہنچ سکتا ہوں۔ اگر نہیں پہنچ سکا تو کس قدر پریشانی ہوگی۔ پورنیہ کا پروگرام ختم کر دیا گیا۔ کہ مجھے کسی طرح بمبئی میٹنگ کیلئے پہنچنا ضروری ہے۔ پھر طبیعت علیل ہوگئی۔ جس کے سبب نہ جاسکا۔ اور لکھدیا کہ جلوس غوثیہ کے موقع پر ۱۱ر کو آؤں گا۔ تو سید میاں کے مسئلہ کو حل کردوں گا۔ مگر سنی جمعیۃ العلماء کے دفتر آپ ۱۱ر کو دو بجے دن سے پہلے پہنچادینے کا وعدہ کریں تو میں اودے پور والوں کو انکار لکھدوں۔ والسلام

فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری غفرلہ

بریلی شریف

مولانا عبد العلی خاں ریاضی داں رامپوری
استاذ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

حضرت مولانا نور الحسین صاحب فاروقی، صدر المدرسین منظر اسلام در عہد حجۃ الاسلام قدس سرہٗ

THE GRAVE OF HAZRAT SYED
MOHAMMAD NAIMUDDIN SB. (RA)

آستانہ پاک حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان

بانی منظر اسلام چودھویں صدی کے مجدد

از-------------ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین قادری رضوی بہاری

مجدد:- صحیح حدیث میں بروایت حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:-

ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (۱) رواہ ابوداؤد والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی المعرفہ، ذکرہ الامام الجلیل جلال الدین السیوطی فی الجامع الصغیر فی حدیث البشیر والنذیر وروا ہ البیہقی فی المدخل وحسن بن سفیان والبزاز فی مسانیدھم والطبرانی فی المعجم الاوسط اوبن عدی فی الکامل ابو نعیم فی الحیہ)۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی پر ایسے شخص کو قائم کرے گا جو اس دین کو از سر نو نیا کردے گا

علامہ حفنی حاشیہ سراج المنیر جامع صغیر میں فرماتے ہیں:-

''ہمارے شیخ نے فرمایا کہ حفاظ کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے''

جن محدثین نے اس کی صحت کی تصریح فرمائی ان میں علامہ ابوالفضل عراقی اور علامہ ابن حجر متاخرین علماء میں سے اور حاکم مصنف صحیح اور بیہقی مستدرک اور بیہقی صاحب مدخل متقدمین محدثین سے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابوداؤد میں فرماتے ہیں:-

اتفق الحفاظ علی تصحیحہ

حفاظ محدثین کا اس حدیث کی تصحیح پر اتفاق ہے

علامہ شیخ بن احمد غزعزی نے ''سراج منیر شرح جامع صغیر'' میں فرمایا ہے:-

''لفظ اول کی قید احترازی نہیں بلکہ غالبی ہے اس لئے کہ اول صدی کے مجدد بالاتفاق خلیفہ راشد خامس الخلفاء

الراشدین حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی ولادت ۵۹ھ اور وفات ۱۰۱ھ میں ہے۔"

تجدید دین کا مفہوم

تجدید کے معنی یہ ہیں کہ ان میں ایک صفت یا چند صفتیں ایسی پائی جائیں جن سے امت محمدیہ (علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیم) کو دینی فائدہ ہو جیسے تعلیم وتدریس، وعظ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، لوگوں سے مکروہات کا دفع اہل حق کی امداد۔

مجدد کے اوصاف

مجدد کیلئے خاص اہلیت سے ہونے کی ضرورت نہیں نہ مجتہد ہونا لازم لیکن یہ صرف ضرور ہے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ، عالم فاضل علوم وفنون کا جامع اشہر مشاہیر زمانہ بے لوث حامئی دین بے خوف قامع مبتدعین ہو حق کہنے میں نہ خوف لومۃ لائم ہو نہ دین کی ترویج میں دنیوی منافع کی طمع متقی پرہیزگار شریعت وطریقت کے زیور سے آراستہ رزائل وخلاف شرع سے دل برداشتہ اور حسب تصریح علامہ حقی مجدد کیلئے یہ ضروری ہیکہ جس صدی میں پیدا ہوا اس کے خاتمہ اور جس صدی میں انتقال کرے اس کے اول میں مشہورو معروف مشار الیہ مالیضاف ہو۔

مجدد کیلئے یہ بھی ضروری ہیکہ علمائے عصر قرائن واحوال اور اس کے علوم سے انتفاع دیکھ کر اس کے مجدد ہونے کا اقرار کریں اس لئے مجدد کو علوم دینیہ ظاہرہ وباطنہ کا عالم حامئی السنۃ قامع البدعۃ ہونا چاہئے۔

مجددین کی اقسام

یہ ضروری نہیں کہ ہر صدی پر ایک ہی مجدد ہو بلکہ ہوسکتا ہیکہ ایک کے علاوہ کئی شخص الگ الگ شعبوں کے مجدد ہوں کما قالہ المناوی رجلا کان او اکثر علامہ محمد طاہر حنفی مجمع بہار الانوار میں فرماتے ہیں:-

من یجدد لہا دینہا کے مصداق میں علماء نے اختلاف کیا تو ہر جماعت نے اپنے امام پر محمول کیا اور بہتر ہیکہ ایسے عموم پر محمول کیا جائے اور صرف فقہاء کے ساتھ خاص نہ کیا جائے اسلئے کہ امت کو اولوالامر یعنی خلفاء محدثین اور واعظین زہاد سے بھی بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں اور رأس کل مائۃ سنۃ اس سے مراد یہ ہیکہ صدی گزری اور مجدد زندہ

مشہور عالم ہوا اور حدیث شریف میں اکابر کی ایک جماعت کی طرف اشارہ ہے جو ہر سو برس کے سرے پر ہوتے ہیں۔

بعض مجددین کے اسمائے گرامی

مجدد مائۃ اولیٰ، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور فقہاء ومحدثین سے بیشمار ہیں اور مجدد مائۃ ثانیہ مامون رشید خلیفہ حضرت امام شافعی حسن بن زیاد اشہب مالکی علی بن موسیٰ یحییٰ بن معین حضرت معروف کرخی اور مجدد مائۃ ثالثہ خلیفہ مقتدر باللہ حضرت امام ابوجعفر طحاوی حنفی امام ابوالحسن اشعری امام نسائی وغیرہ اور مجدد مائۃ رابعہ خلیفہ قادر باللہ امام ابواحمد اسفرائینی ابوبکر محمد خوارزمی حنفی اور مجدد مائۃ خامسہ خلیفہ مستظہر باللہ حضرت امام محمد غزالی قاضی فخرالدین حنفی وغیرہم ہیں۔

مجدد کی شناخت

شیخ الاسلام بدرالدین ابدال رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ میں فرماتے ہیں کہ:-

مجدد معاصرین کے غلبۂ ظن سے پہچانا جاتا ہے اس کے قرائن احوال اور اس کے علم سے انتفاع کے سبب سے اور نہیں ہوتا مجدد مگر عالم علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا ناصر سنت وقامع بدعت ہو پھر کبھی مجدد فقط ایک ہی ہوتا ہے جیسے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی صدی کے مجدد بالاتفاق ہیں اور دوسری صدی کے مجدد امام شافعی ہیں اس لئے کہ محققین کا اجماع ہے کہ اپنے زمانے میں تمام علماء سے اعلم وافضل تھے اور کبھی مجدد دو یا جماعت ہوتی ہے اگر کسی ایک عالم پر اجماع نہ ہوسکا پھر ایسا بھی ہوتا ہیکہ صدی کے درمیان کوئی ایسا شخص بھی ہو جو مجدد سے افضل ہو لیکن مجدد جب ہوگا تو رأس المائۃ (صدی کے سرے) پر ہوگا کیونکہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ صدی کے ختم ہوتے ہوتے علمائے امت بھی ختم ہوجاتے ہیں دینی باتیں مٹنے لگتی ہیں بدمذہبی اور بدعت ظاہر ہوتی ہے اس واسطے دین کی تجدید کی ضرورت پڑتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ایسے عالم کو ظاہر کرتا ہے جو ان خرابیوں کو دور کردیتا ہے اور ان برائیوں کو سب کے سامنے علی الاعلان بیان کر کے دین کو از سر نو نیا کردیتا ہے وہ سلف صالحین کا بہتر عوض خیر الخلف نعم البدل ہوتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابوداؤد میں فرماتے ہیں کہ:-

علامہ ابن اثیر نے فرمایا کہ علماء نے حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کی تاویل میں ہر ایک میں اپنے زمانہ میں اختلاف کیا اور اشارہ کیا اس شخص کی طرف جو صدی کے سرے پر دین کی تجدید

میں لگا ہوتو ہر ایک اپنے مذہب کے حامی وناصر کی طرف مائل ہوا اور بعض علماء کا یہ خیال ہیکہ اس حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے اس لئے حضور اقدس علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے، من یجدد لھا دینھا کا اقتضاء یہ ہرگز نہیں کہ صدی کے سرے پر فقط ایک ہی شخص مجدد ہو بلکہ کبھی ایک ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زائد اس لئے کہ امت کا اصل انتفاع امور دین میں ہے۔ لیکن اس کے سوا دوسرے امور میں بھی بہت انتفاع ہوتا ہے مثلاً اولوالامر اہل حدیث۔

(دور قدیم سے اہل حدیث کا لفظ صرف خادمین حدیث پر بولا جاتا رہا ہے لیکن ۱۸۸۸ء میں سرکار انگریزی کے خدمت گار نجدی عقائد کے پیروکاروں نے اپنی خدمات کے صلہ میں یہ لفظ حاصل کیا حالانکہ ان دیار میں انہیں وہابی کے نام سے پکارا جاتا ہے)۔

قراء، واعظین، عابد، زاہد لوگ اپنے اپنے فنون سے ایسا نفع امت کو پہونچاتے ہیں جو دوسرے سے ممکن نہیں اس لئے اصل حفظ دین میں قانونی سیاست ہے اور اشاعت عدل وانصاف جس کی وجہ ضبط وروایات ہوتی ہے اور زہاد اپنے وعظوں سے امت کو نفع پہونچاتے ہیں اور لوگوں کو تقوی پر ابھارتے ہیں اور دنیا میں زہد سکھاتے ہیں تو بہتر اور ٹھیک بات یہ ہیکہ من یجدد سے اکابر مشہورین کی ایک جماعت ہر صدی پر ظہور وحدوث کی طرف اشارہ ہوا جو لوگوں کے دین کی حفاظت کرے اور برائیوں اور خرابیوں اور بے دینوں بد مذہبوں کو بتا کر دین کی تجدید کریں لیکن بایں ہمہ یہ ضرور ہیکہ مجدد وہی شخص ہوگا کہ صدی کے شروع میں مشہور عالم معروف مشار الیہ ہو یعنی ان فنون میں سے کسی فن میں لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوں ورنہ صدی کے شروع ہونے سے قبل بھی ضرور ایسے علماء ہونگے جو دین کی خدمت میں منہمک ہوں لیکن مجدد سے مراد یہ ہیکہ جس وقت صدی ختم ہوا اور دوسری صدی شروع ہو اس وقت وہ عالم معروف ومشہور زندہ اور مشار الیہ ہو۔

مجدد کے بارے میں چند سوال اور ان کے جوابات

ماہ رجب ۱۲۹۹ھ میں سلہٹ سے مولوی ابوعلی محمد عبدالوہاب صاحب نے جناب مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی مرحوم ومغفور کے پاس اس حدیث شریف کے متعلق ایک استفتاء بھیجا تھا جس میں چند باتیں دریافت کی تھیں جو مجموعہ فتاوی جلد دوم ص ۱۵۱، ۱۵۲ مع جواب مکتوب ہے۔ اس جگہ مختصراً اس کو نقل کر دینا فائدہ سے خالی نہیں۔

(۱) حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ (الحدیث) میں راس آخر صدی مراد ہے یا راس آغاز صدی؟ اور

(۲) مجدد کے شرائط وعلامات کیا ہیں؟ اور

(۳) پہلی صدی سے اس وقت تک کون کون سے مجدد ہوئے؟ اور

(۴) مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد رائے بریلوی مجدد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ علامہ لکھنوی نے ان سوالات کے حسب ذیل جوابات دیئے ہیں:-

(۱) راس مائۃ سے مراد بہ اتفاق محدثین آخر صدی ہے۔ اور

(۲) مجدد کی شرائط وعلامات یہ ہیں کہ علوم ظاہرہ وباطنہ کا عالم ہو اس کے درس وتدریس تالیف وتصنیف وعظ وتذکیر سے نفع شائع وذائع ہو اور احیائے سنت وامانت بدعت میں سرگرم ہو اور ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں اس کے علم کی شہرت اور اس سے انتفاع معروف ومشہور ہو پس اگر آخر صدی نہیں پائی ہے یا اس سے اس زمانہ میں انتفاع احیائے شریعت حاصل نہ ہوا ہو تو وہ مجددین کے صف سے خارج سمجھا جائیگا اور اس حدیث کا مورد ومصداق نہ ہوگا اور اس کا شمار مجددین میں نہ ہوگا، (اس کے بعد عبارت شیخ الاسلام بدر الدین اور مرقاۃ الصعود امام جلال الدین سیوطی نقل کرکے فرماتے ہیں)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ سید احمد رائے بریلوی ولادت ۱۲۰۱ھ میں ہوئی اور ان کے مرید اسماعیل دہلوی وغیرہ مصداق حدیث میں داخل نہیں ہیں (مولوی اسماعیل دہلوی کی ولادت ۱۱۹۳ھ میں ہوئی اور ان دونوں کا انتقال ۱۲۴۶ھ میں ہوا تو سید احمد صاحب نے کوئی آخر صدی نہ پائی اور مولوی اسماعیل دہلوی آخر صدی میں فقط سات سال کے بچے تھے) اس لئے کہ مجدد کیلئے ضروری ہے کہ آخرِ ایک صدی اور دوسری صدی کے اول میں اس صفت کے ساتھ موصوف ہو کہ اس کا نفع عام ہو اور اس کا اشتہار تام ہو اور ان دونوں کی تیرھویں صدی کے وسط میں شہرت ہوئی اتنا زمانہ گزرا علماء نے تعین مجددین میں اسی صفت کا لحاظ کیا ہے جس کی تفصیل علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے رسالہ مسمی بہ الفوائد الجمۃ فی من یبعثہ اللہ لھذہ الامہ'' اور امام جلال الدین سیوطی کے رسالہ مسمی بہ متنبہ فیمن یبعثہ اللہ علی رأس المائۃ'' وغیرہ میں ہے

ان رسائل کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مجدد مائۃ اولی بالاتفاق خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ تھے اور مجدد مائۃ ثانیہ بالاتفاق امام شافعی تھے اور مجدد مائۃ ثالثہ قاضی ابوالعباس ابن شریح شافعی امام ابوالحسن اشعری محمد بن جریر طبری تھے اور مجدد مائۃ رابعہ امام ابوبکر باقلانی اور ابوطیب صعلوکی وغیرہ تھے اور مجدد مائۃ خامسہ امام محمد بن محمد غزالی تھے اور مجدد مائۃ سادسہ امام فخر الدین رازی تھے اور مجدد مائۃ سابعہ امام تقی الدین ابن دقیق العید تھے اور مجدد مائۃ ثامنہ زین الدین عراقی علامہ شمس الدین جوزی سراج الدین تقینی تھے اور مجدد مائۃ تاسعہ امام جلال الدین سیوطی علامہ شمس الدین سخاوی تھے اور مجدد مائۃ عاشرہ شہاب الدین شمس رملی ملا علی قاری۔ (انتھی کلامہ)

فقیر ظفر الدین قادری غفرلہ کہتا ہے اور مجدد مائۃ حادی عشر یعنی الف ثانی امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی (متولد ۱۰ ارمحرم ۹۷۱ھ متوفی ۲۸ رصفر ۱۰۳۴ھ) اور صاحب تصانیف کثیرہ شہیرہ ظاہرہ وباہرہ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی متولد ۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ میر عبدالواحد بلگرامی صاحب سبع سنابل متوفی ۱۰۱۷ھ تھے اور مجدد مائۃ ثانی عشر سلطان دین پرور مالک بحر و بر ابوالمظفر محی الدین اور محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی متولد ۱۰۲۸ھ متوفی ۱۱۱۷ھ وحضرت شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی متوفی ۱۱۴۳ھ قاضی محب اللہ بہاری متوفی ۱۱۱۹ھ تھے اور مجدد مائۃ ثالث عشر مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ) کے فرزند دلبند وشاگرد رشید ومرید مستفید وخلیفہ وجانشین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز متولد ۱۱۵۹ھ متوفی ۱۲۳۹ھ ہیں اس لئے کہ مجدد کی صفات ان میں پائی جاتی ہیں اس لئے کہ بارہویں صدی کے آخر میں صاحب علم وفضل وزہد وتقوی مشہور دیار واطراف تھے اور تیرہویں صدی کے آغاز میں ان کی طوطی ہندوستان میں بولتی تھی اور ساری عمر دینی خدمت درس وتدریس وافتاء وتصنیف ووعظ وپند حمایت دین ونکایت مفسدین میں صرف اوقات فرماتے رہے۔ جزاہ اللہ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء۔

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی علمی خدمات

حمایت دینی کے جملہ کاموں سے قطع نظر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ایک کتاب تحفہ اثنا عشریہ وہ کتاب ہیکہ روز تصنیف سے اس وقت تک کوئی کتاب اس شان کی نہ لکھی گئی یہ کتاب اپنے رنگ کی سب سے پہلی تصنیف ہے کہ اس سے قبل شاید ہی کوئی کتاب اس جامعیت کی ہو میں نے زبانی مستند علماء سے سنا، ازاں جملہ حضرت

مولانا محمد فاخر صاحب بیخود الہ آبادی فرماتے تھے کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک بنانا شروع کیا اس وقت حضرت سید شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ:-

میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں آنکھوں سے بھی معذور ہو چکا ہوں ورنہ اس کتاب اور اس عقیدۂ فاسدہ کا رد بھی تحفہ اثنا عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔

(پروفیسر ایوب قادری اپنے ایک مقالہ میں تحریر کرتے ہیں اودھ میں بڑے بڑے معقولین پیدا ہوئے آخری دور میں مولانا فضل حق خیر آبادی اس قافلے کے سالار اعظم تھے انہوں نے اپنے والد مولانا فضل امام کے علاوہ خاندان ولی اللہی سے بھی استفادہ کیا تھا مگر وہ شاہ اسماعیل اور شاہ اسحاق دہلوی کے بعض افکار وخیالات سے شدید اختلاف رکھتے تھے اور قدیم روش پر سختی سے قائم تھے مولانا محبوب علی دہلوی (تلمیذ شاہ عبد العزیز دہلوی) بھی ان کے ہم خیال تھے ان حضرات نے شاہ اسماعیل کے افکار وخیالات کی سختی سے تردید کی علماء بریلی بدایوں اس سلسلے میں ان کے معین ومددگار اور ہمنوا تھے اردو نامہ کراچی شمارہ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء ص ۵۵ بعنوان اردو میں مذہبی ادب برصغیر میں وہابیت کے معلم اول اسماعیل دہلوی کے اعتزالی اور انحرافی اعتقادات کا رد کرنے والوں میں علامہ منور الدین دہلوی (ابوالکلام آزاد کے پرنانا) شاہ فضل رسول بدایونی علامہ مخصوص اللہ محدث دہلوی (شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے بھتیجے) علامہ محمد موسیٰ دہلوی (شاہ رفیع الدین دہلوی کے صاحبزادے) علامہ خیر الدین (ابوالکلام آزاد کے والد) مولانا نقی علی خان (امام احمد رضا کے والد) حکیم صادق علی خان (مسیح الملک حکیم اجمل خان کے جد امجد) اور کئی دوسرے جلیل القدر علماء سر فہرست ہیں رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔)

یہ انکے مجدد مائۃ ثالث عشر ہونے کی کھلی دلیل ہے کہ انہوں نے حمایت دین میں عزیز وقریب کسی کا بھی پاس نہ کیا۔

بلاد اسلامیہ میں شاہ عبد العزیز کے علوم ومعارف کی شہرت عام

پھر جو بھی شخص شاہ صاحب کی سوانح عمری دیکھے گا جانے گا کہ بیشک وہ تیرہویں صدی کے مجدد تھے پندرہ سال کی عمر میں کتب درسیہ عقلیہ ونقلیہ سے فارغ ہو کر کامل ۶۵ سال حمایت دین نکایت مفسدین میں صرف فرمائے اور (۸۰) اسی سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

درس وتدریس میں معقولات کے علاوہ فقہ ومتعلقات فقہ کا تو انتظام تھا مگر خاص چیز درس حدیث اور فتوی نویسی تھی جس کی شہرت ہندوستان سے باہر روم، شام، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، بیت المقدس وغیرہ تک پہونچی ہوئی تھی قسطنطنیہ سے ملا رشیدی مدنی نے آپکو ایک خط لکھا تھا جس کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:-

شاہ صاحب! آپ کا کچھ ایسا اثر بلاد اسلامیہ میں ہو رہا ہے کہ جب کوئی فتوی دیا جاتا ہے اور علماء اس پر اپنی مہریں ثبت کرتے ہیں تو ہر شخص فتوے میں آپکی مہر تلاش کرتا ہے اور وہ فتوی جس پر آپکی مہر ثبت نہ ہو زیادہ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا آپ یہاں تشریف لے آئیں تو ہم لوگوں کیلئے بڑے فخر کی بات ہے اور سلطان ترکی بھی آپ کی بڑی عزت کریں گے۔

(سلطنت ترکی کے حکمران خلفاء علماء ومشائخ کے نہایت قدر دان تھے مقامات مقدسہ اور مآثر شریفہ کی حفاظت کے علاوہ بڑے متدین ہوتے تھے علمائے کرام ومشائخ عظام بھی ان سے محبت کرتے اور مخلصانہ دعاؤں سے انکو نوازتے چنانچہ ترکی سلاطین کا ذکر امام احمد رضا بریلوی یوں کرتے ہیں ترکی سلاطین اسلام پر رحمتیں ہوں وہ خود اہل سنت تھے اور ہیں)۔

(دوام العیش فی الائمۃ من القریش بار اول مطبوعہ ۱۳۴۱ھ بریلی ص ۶۳)

(۱۹۰۸ء میں سلطان عبدالحمید خان جب تخت ترکیہ سے معزول کئے گئے تو حضرت قبلہ عالم (پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ) نے بہت رنج اور افسوس کا اظہار فرمایا تھا مہر منیر ص ۲۶۹)

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے چند مقتدر تلامذہ

اسی طرح آپ کے درس وتدریس کا شہرہ ہندوستان سے باہر تک پھیلا ہوا تھا آپکی تدریسی خوبیاں آپ کے نامور شاگردوں کے نام ہی سے معلوم ہوسکتی ہیں بطور نمونہ کے از ہزارے یہ ہیں:-

۱:- مولانا شاہ رفیع الدین صاحب (آپ کے برادر خرد)

۲:- شاہ محمد اسحاق

۳:- مفتی صدرالدین خاں صاحب دہلوی

۴:- حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی

۵:-مولانا شاہ مخصوص اللہ صاحب (آپ کے برادرزادے)

۶:-حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی

۷:-حضرت مولانا حسن علی صاحب لکھنوی

۸:-حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ قادری برکاتی بدایونی کانپوری (مصنف رسالہ اشباع الکلام فی المولود والقیام استاذ حضرت مولانا شاہ محمد عادل صاحب کانپوری وشمس العلماء مولانا محمد سعید صاحب حسرت عظیم آبادی)

۹:-حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی

۱۰:-بیہقی وقت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی

۱۱:-حضرت مولانا ملحق الاصاغر بالاکابر وارث العلم والمجد والفضل کابراًعن کابر مولانا سیدنا سید شاہ آل رسول صاحب احمدی مارہروی پیرومرشد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی

۱۲:-حضرت مولانا شاہ ابوسعید صاحب نبیرۂ خواجہ معصوم بن مجدد حضرت مجدد الف ثانی

۱۳:-حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب مجددی

۱۴:-حضرت مولانا شاہ ظہور الحق صاحب قادری پھلواروی بانی خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سٹی

۱۵:-مولانا شاہ عبدالغنی صاحب ابوالعلائی نعیمی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

چودھویں صدی کے مجدد

اور چودھویں صدی کے مجدد مجدد مائۃ حاضرہ مئوید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت صاحب تصانیف کثیرہ وتالیف باہرہ جناب مستطاب معلّی الالقاب مولانا مولوی حاجی حافظ قاری محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ وبرکاتہ قدس سرہ یوم القیامۃ تحت ایامہ اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ اور انتقال پرملال ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ ہے تو تیرہویں صدی کے آپ نے اٹھائیس سال دو مہینے بیس دن پائے اور علوم وفنون درس وتدریس تالیف و تصنیف وعظ وتقریر میں مشہور دیار وامصار وادانی واقاصی ہوئے اور چودھویں صدی کے انتالیس سال ایک مہینہ پچیس دن پائے جس میں حمایت دین ونکات مفسدین اور احقاق حق واذہان باطل اعانت سنت واماتت بدعت میں جان ومال

علم وفضل صرف فرمایااور جس طرح بنا ہمیشہ شرع ومذہب کی نصرت اور مخالفین دین متین کا رد وطرد کیا اور اسمیں کبھی نہ لومۃ لائم کی پرواہ کی اور نہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کا خیال آڑے آیا نہ کبھی شہرت ومدح کی پرواہ کی نہ کسی کی طعن وقدح کے خیال سے حق کہنے میں کوتاہی فرمائی یہ رباعی بالکل حسب حال فرمائی:۔

نہ مرا نوش زتحسیں نہ مرا نیش زطعن

نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے

منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد دروے

جز من و چند کتابے و دوات وقلمے

خداداد ذہن وحافظہ بھی ایسا ملا تھا کہ تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں مروجہ درسی کتابوں سے فراغت حاصل فرمائی میرے سامنے اس وقت مشاہیر واکابر علماء کی سوانح عمریاں ہیں مگر اس وصف میں کوئی بھی آپ کا شریک وسہیم نہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہیکہ جو لوگ ذکی ہوتے ہیں انکا حافظہ اچھا نہیں ہوتا اور اگر ہوا بھی تو وہ شوقین اور محنتی نہیں ہوتے پڑھنے میں جی نہیں لگاتے بلکہ جان چراتے ہیں لیکن یہاں یہ سب خوبیاں بطور خرق عادت جمع تھیں یہ محض عطیہ الٰہی وموہبت رسالت پناہی ہے۔جل علاوﷺ

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

امام احمد رضا قدس سرہ کا علمی مقام

عموماً علمائے کرام فارغ التحصیل ہونے کے بعد تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھتے ہیں اور اعلیٰ حضرت نے طالب علم ہی کے زمانے میں تصنیف فرمانا شروع کردیا تھا جس کا مفصل بیان تصنیفات کے ذکر میں ہے۔جس دن فارغ التحصیل ہوئے اسی دن سے فتوی لکھنا شروع کردیا تھا پہلا فتوی جو لکھا ایسا صحیح ودرست مکمل ومدلل کہ والد ماجد صاحب عش عش کر گئے اور یہ سلسلہ تیرہ سال دس مہینے کی عمر سے یوم وصال تیرہ سو چالیس ہجری پورے چون سال تک جاری رہا افسوس کے ابتدائی برسوں میں فتاوی کی نقل کا سلسلہ نہ رہا اور بعد کو بھی اصل فتاوی کی نقل نہ لی جاسکی پھر بھی جو نقل

ہوسکا بڑی تقطیع (۲۰+۳۶-۸) پر بارہ جلدوں میں ہیں جس کی ہر جلد نو سو اور ہزار صفحے کے درمیان ہے رسائل و مستقل تصنیفات چھ سو سے بالا ہیں جو پچاس فنون پر مشتمل ہیں (۲) جدید تحقیق کے مطابق چودھویں صدی کے مجدد امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے جو پچاس سے زائد علوم وفنون پر مشتمل ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے (۱) تذکرہ علماء ہند (۲) قاموس الکتب اردو مطبوعہ کراچی (۳) سوانح اعلی حضرت از بدر الدین احمد (۴) المجمل المعدد لتالیفات المجدد از ظفر الدین بہاری (۵) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں از پروفیسر محمد مسعود احمد (۶) اردو انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۰ ار مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی (۷) ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا بریلوی نمبر)

آج ہمارے سامنے علمائے متقدمیں و متاخرین کے فتاوی موجود ہیں مگر اس وصف میں بھی اعلی حضرت اپنی نظیر آپ ہیں اتنا مفصل و مدلل و ضخیم فتاوی کسی کا دیکھنے میں کیا سننے میں بھی نہیں آیا تصنیفات بھی اس قدر کثیر و عزیز امام جلال الدین سیوطی مجدد مائۃ عاشرہ کے بعد کسی عالم کی دیکھی نہ سنی گئیں اگلے علماء محرر المذہب امام محمد شمس الائمہ سرخسی ''صاحب مبسوط'' علامہ بیہقی علامہ ذہبی علامہ ابن حجر عسقلانی امام بدر الدین محمود عینی صاحب عمدۃ القاری شرح بخاری قدست اسرارہم، کو نہیں کہہ سکتا۔ ورنہ دیگر علماء کی تصنیفات کو اعلیحضرت کی تصانیف کثیرہ سے کوئی نسبت نہیں۔

امام احمد رضا مرجع العلما۔

آپ نے درس و تدریس بھی کسی مدرسہ میں مدرس ہو کر یا اپنا ہی مدرسہ قائم کر کے نہیں کی تھیں ایک زمانہ میں مرجع طلباءؒ رہے دور دور سے طلباء آکر مستفیض ہوتے رہے سہارنپور اور دیوبند کا تذکرہ اپنی طوفانی عمر قدامت کی وجہ سے بہت مشہور تھا لیکن وہاں کے چند طلباء دیوبند اور گنگوہ چھوڑ کر درس حدیث وفقہ کیلئے بریلی شریف اعلی حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو یہاں کے طلباء کو سخت تعجب ہوا اور ان لوگوں نے آنے والے طلباء سے پوچھا کہ

طلباء کو شمہ خیرا (وہاں بہتر ہوگی اس جگہ زیادہ فائدہ ہوگا) کا مرض ہوتا ہے ایک جگہ پڑھ رہے ہیں وہاں سے پڑھنا چھوڑ کر دوسری جگہ، چل دیئے، وہاں سے تیسری جگہ، لیکن یہ عموما ایسی جگہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ وہاں کی تعریف ہوتی ہو آپ لوگ دیوبند اور گنگوہ سے بریلی کس طرح پہونچے اس لئے کہ وہابی مدرسوں میں اس کی تو توقع ہی نہیں کہ کسی اہل سنت عالم کی تعریف کریں اور وہ بھی اعلی حضرت جیسے رادوہابیہ کی (وہابی عقائد کی تردید کرنے والا)

"ان لوگوں نے کہا کہ" ٹھیک ہیکہ وہاں مولانا کی مدح وثنا نہیں ہوتی مگر ایک بات کہنے پر وہ بھی مجبور ہوتے تھے (امام احمد رضا بریلوی کے مخالف آج بھی آپ کے علمی وقار تصلب دینی تبلیغ واشاعت دین اور عشق رسول علیہ ﷺ کو ماننے پر مجبور ہیں ملاحظہ ہو پیغامات یوم رضا مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۷۱ء) جب کوئی تذکرہ نکلتا تو اخیر میں ٹیپ کا بندیہ ضرور ہوتا تھا کہ قلم کا بادشاہ ہے جس مسئلہ پر قلم اٹھادیا پھر نہ کسی موافق کو اضافہ کی ضرورت رہتی ہے اور نہ مخالف کو انکار کی یہی صفت ہماری کشش کا باعث ہوئی جو دیوبند وگنگوہ کو چھوڑ کر بریلی پہنچے۔

۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک ۵۴ رسال کے عرصہ میں کتنے سونہیں کتنے ہزار طلباء آپ کے علوم کی روشنی سے فیضیاب ہوئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انکا کوئی رجسٹر تو تھا نہیں جسمیں سب کا نام داخلہ کے وقت لکھ لیا جاتا ہو اور اگر تصنیفات کے ذریعہ آپ کے علوم وفیوض سے مستفیضین کی تعداد معلوم کرنے کی کوشش کیجائے تو یہ قریب قریب ناممکن ہے کہ ان کا شمار ہزار ہا ہزار سے بھی بالا ہو جائیگا۔

وعظ کی همه گیری

وعظ وپند کا طریقہ ابتدائے زمانہ میں تو بہت زوروں پر رہا شہر میں کوئی محلہ بلکہ سنیوں کا کوئی مکان ایسا نہ ہوگا جو حضور کے پند ونصائح سے محروم رہا ہو اگر چہ اخیر زمانہ میں جب کہ تصنیف وتالیف کی طرف توجہ کثیر کرنی پڑی اس سلسلہ میں کمی ہوگئی پھر بھی ہر سال چار جلسے وعظ کے مستقل طریقے پر سال وصال تک قائم رہے۔

دو جلسے میلاد شریف کے اپنے مکان پر بارہ ربیع الاول کو روز وشب میں یہ جلسہ اتنا بڑا اور اس قدر مرجع الخلائق تھا کہ اس جلسہ کی شدت اور اعلی حضرت کے وعظ سے بہریاب فیضیاب ہونے کیلئے پورا شہر ٹوٹ پڑتا اور اس تاریخ میں کوئی بڑی مجلس میلاد شریف شہر میں نہیں ہوتی تھی تیسرا جلسۂ وعظ ماہ شعبان میں طلباء مدرسہ منظر اسلام کی دستار بندی کے موقع پر اور چوتھا جلسہ وعظ اپنے پیر ومرشد سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ العزیز کے عرس کے موقع پر ۱۸ رماہ ذوالحجۃ الحرام کو ان دونوں وعظوں (یعنی مدرسہ منظر اسلام کے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی اور بقیۃ السلف حجۃ الخلف سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی کے عرس کے موقع پر وعظ) سے نہ صرف اہل شہر ہی بہرہ یاب ہوتے بلکہ اطراف واکناف ہند سے روساء علماء مشاہیر شائقین جلسۂ دستار بندی وعرس کی شرکت کیلئے آتے اور وعظ سے فیضاب

ہوتے۔

حق وصداقت کا کوہ بلند

حمایت دین ونکایت مفسدین، معاندین، دین متین، میں اعلیٰ حضرت نے پوری عمر تن من دھن دولت سب کچھ صرف کردیا جس کو عرب وعجم کے مسلمان سب جانتے ہیں آپ نے حق واضح کرنے میں جو دین وملت کا فریضہ ادا کیا وہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے مجدد مائۃ حاضرہ (موجودہ صدی کا مجدد چونکہ مؤلف نے چودھویں صدی میں مضمون لکھا اس سے مراد ہے چودھویں صدی کے مجدد) ہونیکا بین ثبوت ہے اگرچہ بعض مخالفین اصل حقیقت تک نہ پہنچنے کی وجہ سے یہ اعتراض کربیٹھے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب عمر بھر سب کارد کرتے رہے جس سے ان کی مقبولیت کو بڑا صدمہ پہنچا ورنہ وہ جس قابلیت اور جامعیت کے عالم تھے سارا زمانہ انکی قدم بوسی کرتا اور پیشوا مانتا، یہ اسی خیال کے لگ بھگ ہے جو مشرکین عرب حضور اقدس ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں تو ہم سب لوگ آپ کو اپنا سردار ماننے کو تیار ہیں اور ہر شخص اپنی دولت وآمدنی سے ایک حصہ آپ کی نذر کردے گا جس کی وجہ سے آپ سب سے زیادہ مالدار ہوجائیں گے، لیکن حضور اقدس ﷺ نے اس کی طرف اصلا التفات نہ فرمایا بلکہ انکو ٹھکرادیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مجدد مائۃ حاضرہ، حمایت دین ونکات مفسدین کیلئے بنایا تھا۔ نہ اس لئے کہ اس سے ذاتی فائدہ اٹھائیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس قدر تحریر وتقریر رسائل واشتہارات کا فائدہ کیا ہوا؟ یہ جان بوجھ کر ٹھیک نصف النہار کے وقت آفتاب عالم تاب کا انکار کرنا ہے

حدیث شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت کرے تو روئے زمین کی حکومت سے بہتر ہے۔

اور یہاں تو ہزاروں کیا لاکھوں اشخاص نے انکی تقریرات، تحریرات سے فائدہ اٹھایا گمراہ دیندار ہوئے مذبذب مستقیم ہوئے سنی صحیح العقیدہ راسخ الاعتقاد ہوئے کہ بدمذہبیت کا جھونکا کجا، آندھی بھی انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی وہ ہشت دھات کی طرح اپنے عقیدوں پر پختہ اور ثابت قدم ہیں نماز کی پنج وقتہ دعا اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم والضالين (۱) ہمیں سیدھے راستہ پر چلا ان

لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا ان کے حق میں بالکل مقبول ہوئے ہر شخص جادۂ مستقیم پر قائم اور ہر قسم کی بدمذہبی اور بدمذہبیوں سے علیحدہ ہے دعائے قنوت میں روزانہ خداوند عزوجل کے سامنے جو کہتے ہیں ونخلع ونترک من یفجرک (۲) اے اللہ ہم اس سے دور ہوتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے اس میں پورے اترے والحمد للہ علی ذالک

حقیقت تبلیغ

انبیائے کرام جو خاص تبلیغ وارشاد خلائق ہی کیلئے مبعوث ہوتے ہیں جن کو ارشاد ہوتا ہے بلغ ما انزل الیک (۳) جو آپ پر اترا اس کی تبلیغ کیجئے ان کے متعلق بھی یہ کلام نہیں کیا گیا جو احکام الٰہی آپ ان تک پہونچائیں ان کو انکا مصداق بنادیں عامل کردیں بلکہ صاف فرما دیا گیا انما علی رسولنا البلاغ المبین (۱) ہمارے رسولوں پر توصرف واضح طور پر پہونچا دینا ہے سورہ مائدہ وما علی رسول الا لبلاغ المبین (۲) رسول کے ذمہ صرف واضح طور پر احکام کا پہونچا دینا ہے سورہ نور وعنکبوت ونمل خود انہوں نے بھی یہ فرما دیا وما علینا الا البلاغ المبین (۳) ہمارے ذمہ تو صرف احکام پہونچا دینا ہے سورہ یٰسین آخر نہیں دیکھتے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کی اتنی طویل مدت تبلیغ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما (۴) پس وہ ان میں ساڑھے نوسو برس تبلیغ کرتا رہا ساڑھے نوسو برس تبلیغ وہدایت کا نتیجہ خود فرماتے ہیں انی دعوت قومی لیلا ونھارا فلم یزدھم دعائی الافرارا میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن حق کی طرف بلایا لیکن میری اس دعوت سے ان کا فرار اور زیادہ ہوا یہاں تک کہ بارگاہ الٰہی میں التجا کرنی پڑی رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا "خداوندا! روئے زمین پر کسی کافر کا ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑ"

چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی آسمان سے پانی برسا زمین ابلی کشتی پر جو گنتی کے چند نفوس مسلمان تھے، ان کے سوا کوئی نہ بچا ،اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ (۵) میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق حدیث شریف میں ہے کہ جب انہیں اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اذھبا الی فرعون انہ طغی تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ اس کو ہدایت کرو کہ اس نے سرکشی کی" یہ دونوں

حکم الٰہی کی تعمیل میں چلے تو وحی ہوئی مگر اے موسیٰ وہ ایمان نہ لائیگا، انہوں نے عرض کیا کہ خداوند! پھر ہمارے جانے اور حیران ہونے کا کیا فائدہ؟ ارشاد ہوا۔

''تمہیں تبلیغ کا اجر ملے اور اس پر حجت الٰہی قائم ہو'' قیامت کے دن وہ یہ تو نہ کہہ سکے۔

ماجاءنا من بشیر ولا نذیر، ہمارے پاس کوئی بھی احکام الٰہی سنا کر خوشخبری دینے والا اور منہیات بتا کر ڈرسنانے والا نہ آیا''

خود حضور اقدس ﷺ کو فرمایا گیا ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لایومنون ''بیشک جسکی قسمت میں کفر ہے ان پر برابر ہے کہ انہیں آپ ڈرسنایئے وہ ایمان لانے کے نہیں'' اس جگہ بھی سواء علیھم فرمایا یعنی ڈرسنانا اور نہ سنانا ان کے لئے برابر ہے'' یہ نہیں فرمایا سواء علیک ءانذرتھم ام لم تنذرھم یعنی ڈرسنانا اور نہ سنانا آپ کیلئے برابر ہے، اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کو تبلیغ کا ثواب بہر حال ملے گا، وہ بدبخت مانیں یا نہ مانیں، اسی لئے اللہ عزوجل نے انبیاء کرام کا ذمہ ہلکا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

''بیشک آپ ایصال الی المطلوب نہیں کرسکتے جس کو دوست رکھیں (ا) ہدایت کے مفہوم میں دو امور داخل ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہے، سیدھے راستہ تک پہونچا دے'' صدق اللہ ورسولہ) پھر کسی عالم کے ذمہ کیونکر یہ کام ہوسکتا ہے کہ مخالف کو گمراہی سے نکال کر سیدھے راہ پر لاکر کھڑا کردے کہ وہ تو بہر حال انبیاء کے نائب ہی ہیں، پھر اعلیٰ حضرت کے کارنامہ کو دیکھتے ہیں تو بلاشبہ کہنا پڑتا ہے کہ سو میں نہیں تو اسی نوے فیصدی کامیابی ہوئی، بڑے بڑے مخالف کے مقابلہ میں ہمیشہ صامت وساکت رہے بلکہ اکثر کو تو اقرار کرنا پڑا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب واقعی ٹھیک فرماتے ہیں مگر مصلحت وقت کا تقاضا یہ ہے حالانکہ دین وایمان کا تقاضا بلاخوف لومۃ لائم گوئی حق جوئی ہے، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

چودھویں صدی کے مجدد کی تصدیق کرنیوالے چند مقتدر علماء کے اسماء گرامی:

اب رہی یہ بات کہ آپ کے زمانہ کے علماء ومشاہیر نے آپ کے علوم سے انتفاع دیکھ کر آپ کو مجدد مانا تو یہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے، اگر ان تمام حضرات کے صرف نام ہی لکھے جائیں جنھوں نے آپ کو مجدد مانا تو اس کیلئے

ایک دفتر درکار ہو۔

مگر دفترے دیگر انشا کنم

اس لئے صرف چند اشہر مشاہیر علماء اہل سنت کے نام نامی پر اکتفا کرتا ہوں

ا۔ حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب وارث سجادہ قادریہ برکاتیہ خانقاہ کلاں، مارہرہ شریف

۲۔ حضرت زبدۃ السالکین مرجع الطالبین سیدنا شاہ ابوالقاسم عرف شاہ جی میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ صادقیہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

۳۔ حضرت عارف باللہ مقبول بارگاہ سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب، سجادہ نشین خانقاہ کلاں، مارہرہ شریف۔

۴۔ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری برکاتی معینی، سجادہ نشین خانقاہ قادریہ معینیہ ،بدایوں شریف

۵۔ حضرت مطیع الرسول عبدالمقتدر صاحب قادری معینی سجادہ نشین خانقاہ معینیہ قادریہ بدایوں، جنہوں نے ۱۳۱۸ھ کے جلسۂ پٹنہ میں وعظ کہا (۱) ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں ندوہ کا جلسہ پٹنہ میں ہوا، قاضی عبدالوحید رئیس پٹنہ نے بھی اسی سال مصلحین ندوہ علماء اہل سنت کا جلسہ منعقد کیا، کثیر علماء اہل سنت کے بیان ہوئے ،اسی جلسہ میں اہل سنت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ نے ندوہ کے غیر اسلامی افعال پر شدید گرفت فرمائی، اس تاریخی جلسہ میں آپ نے خطاب فرماتے ہوئے آیات واحادیث اور تفسیر وتاریخ سے ''دوقومی نظریہ'' پر زبردست دلائل قائم فرمائے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (۱) حیات اعلیحضرت، ج ا، ص ۱۲۷ (۲) خطابات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ مکتبہ رضویہ گجرات، ۱۹۷۸ء ص ۱۹) کہا اور اس میں مولانا احمد رضا خان کو ان الفاظ سے یاد کیا۔

جناب عالم اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب :

یہ وعظ جب ہی دربار حق وہدایت میں طبع ہوگیا تھا (۲) اسی جلسۂ پٹنہ میں ندوہ کے غیر اسلامی اقوال وحرکات پر گرفت کرتے ہوئے چودھویں صدی کے مجدد اور دیگر علماء اہل سنت نے جو وعظ فرمائے وہ دربار حق وہدایت میں شائع ہو چکے

حضور صاحب سجادہ کے کاشانۂ اقدس کا بیرونی منظر

ہیں، امام احمد رضا خان قدس سرہ کا وعظ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی میں دوبارہ چھپ چکا ہے، وعظ کا عنوان ہے۔

"بیان ہدایت نشان مجدد مائۃ حاضرہ مئوید ملت طاہرہ امام علماء اہل سنت حضرت مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دام فیضہ القوی

۶۔ وعظ خوش بیاں شیریں زباں شہید فی نصرۃ الدین حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری بدایونی

۷۔ حضرت مولانا اسدالاسدالاشدالارشد مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی، پیلی بھیتی۔

۸۔ حامئی سنت جناب مولانا مولوی حکیم خلیل الرحمٰن خاں صاحب پیلی بھیتی

۹۔ حضرت سلطان الواعظین مولانا مولوی شاہ عبدالاحد صاحب قادری، پیلی بھیتی

۱۰۔ حضرت ضیاء الاسلام والحق والدین مولانا ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب قادری ضیائی پیلی بھیتی

۱۱۔ حضرت مولانا سراج الدین ابوالذکاء شاہ محمد سلامت اللہ صاحب اعظمی، رام پوری

۱۲۔ حضرت مولانا شاہ ظہور الحسین صاحبفاروقی رامپوری

۱۳۔ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت ابوالوقت مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب لکھنوی رامپوری

۱۴۔ حضرتعید الاسلام جناب مولانا شاہ عبدالسلام صاحب قادری جبل پوری

۱۵ حضرت حامئی دین وملت مولانا محمد بشیر صاحب قادری جبل پوری

۱۶۔ حضرت مولانا برہان الحق شاہ محمد عبدالباقی صاحب جبل پوری

۱۷۔ حضرت حامئی سنت، ماحئی بدعت جناب حاجی منشی محمد لعل خاں صاحب قادری مدراسی

۱۸۔ حضرت استاذی مولانا مولوی شاہ عبیداللہ صاحب الہ آبادی، کانپوری

۱۹۔ حضرت مولانا مولوی شاہ حبیب الرحمٰن صاحب کانپوری

۲۰۔ جناب حامئیسنت ماحئی بدعت مولانا شاہ مشتاق احمد صاحب کانپوری

۲۱۔ عمدۃ الواعظین شبیہ غوث پاک حضرت سید شاہ علی حسین صاحب، کچھوچھہ شریف

۲۲۔ جناب مولانا مولوی پیر قاضی عبد الغفار صاحب بنگلور

۲۳۔ جامع علوم عقلی نقلی واعظ شیریں بیاں مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھہ شریف

۲۴۔ عمدۃ المتکلمین حامئی دین متین مولانا محمد فاخر صاحب بیخود الہ آبادی

۲۵۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عمر الدین صاحب قادری ہزاروی

۲۶۔ جناب مستطاب مولانا مولوی قاضی عبد الوحید صاحب رئیس عظیم آباد

جنہوں نے مجلس علماء اہل سنت، پٹنہ منعقدہ ۱۳۱۸ھ میں پرزور قصیدہ پڑھا اور اس میں علماء کرام حاضرین جلسہ کی تعریف وتوصیف کی (۱) قاضی محمد عبد الوحید رئیس پٹنہ کا قصیدہ جس میں موجود کثیر علماء اہل سنت کا نام لیکر ان کی تعریف و توصیف کی گئی۔ رسالہ آمال الابرار والامام الاشرار۔ میں چھپ چکا ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حیات اعلیٰ حضرت جلد ا، ص ۹۶، ۱۱۳) اس میں اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھا

وہ عالم اہل سنت مصطفا نا

مجدد عصر ہ الفر د الفرید

جسکو سیکڑوں علماء کرام نے سنا اور بخوشی قبول کیا اور کسی نے انکار نہ کیا تو گویا اس لقب پر اجماع اہل سنت وجماعت کا ہوا۔ اس وجہ سے اعلیٰ حضرت کے نام باہر سے جتنے خطوط آیا کرتے جن کی تعداد مجموعی سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تک پہنچتی ہے، ان سب میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ یہ چار صفتیں ضرور ہوا کرتیں۔

حرمین طیبین اور دیگر علماء بلاد اسلامیہ کی طرف سے آپ کے مجدد ہونے پر اتفاق

اور یہ کچھ علماء ہندوستان ہی (۱) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۵۱، ۵۲۔ دبدبہ سکندری رامپور جلد ۸۶، شمارہ ۲۵ مطبوعہ ۱۱، اکتوبر ۱۹۴۸ء میں تقریظ کی عبارت کو یہ کہہ کر ترک کیا ہے) اسی پر موقوف نہیں، علماء حرمین شریفین ودیگر ممالک اسلامیہ نے حضور پرنور کو اسی لقب سے یاد فرمایا ہے، تقریظات حسام الحرمین والدولۃ المکیہ و اخبار البیان دمشق وغیرہا ملاحظہ ہوں۔

حضرت غیظ المنافقین وفوز الموافقین، حامی السنۃ واہلہا، ماحی البدعۃ وجہلہا، زینۃ الزمان وحسنۃ الاوان، منشد خطب الکرم

محافظ الحرم، العلامۃ الجلیل والفہامہ النبیل حضرت مولانا السید اسماعیل خلیل اولاھم اللہ بالعز والتبجیل اپنی تقریظ حسام الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

و احمداللہ تعالی علی ان فیض ھذا العالم العامل الفاضل الکامل صاحب المناقب و المفاخر "مظھرکم ترک الاول للاخر فرید الدھر وحید العصر مولانا الشیخ احمدرضا خان سلمہ اللہ الرب المنان لابطال حججھم المداحضۃ بالآیت والاحادیث القاطعہ کیف لاوقد شھد لہ عالموا مکۃ بذلک ولم یکن بالمحل الارفع لما وقع منھم ذلک بل اقول لوقیل فی حقہ

انہ مجدد ھذ القرن
لکان حقا وصدقا
ولیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

فجزاہ اللہ خیرالجزاء عن الدین واھلہ ومنحۃ الفضل والرضوان بمنہ و کرمہ

اقوال زریں

☆علم انسانیت کو دارین میں ترقیاں عطا کرتا ہے،

☆اعلیٰ حضرت کو ان کے علم کی بنیاد پر دنیائے حق وصداقت نے اپنا امام تسلیم کیا

☆علم زندگی کے ہر شعبے میں صدارت کا حقدار ہوتا ہے

علم سے خدائے پاک کی معرفت حاصل ہوتی ہے

بانی منظر اسلام کے

خلفاء کی زرین خدمات

از ------------------------------پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، گولڈ میڈلسٹ پی، ایچ، ڈی

فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خان قدس سرہ العزیز (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کو اپنے دور میں جو ہمہ گیر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی غالبا معاصرین علماء صوفیا میں کسی کو حاصل نہ ہوسکی آپ کے خلفاء کا دائرہ اتنا وسیع ہیکہ ایک طرف صوبہ مدراس سے صوبہ بنگال اور صوبہ بہار میں آپ کے خلفاء پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف صوبہ پنجاب صوبہ سرحد اور بلوچستان اور تیسری طرف صوبہ سندھ پاکستان اور صوبہ راجستھان سے صوبہ سی، پی اور یو، پی تو گویا آپکے زیر نگین تھے دائرہ خلفاء کی یہ ہمہ گیری شاید معاصرین صوفیاء میں کسی کو حاصل نہ ہوسکی آپ کے خلفاء پاک و ہند میں مختلف شہروں میں موجود تھے مثلا بنگلور، مدراس، کلکتہ، عظیم آباد، جبل پور، آرا، محمود آباد، میرٹھ، مراد آباد، بجنور، نگینہ، باندہ، اعظم گڑھ، کچھوچھہ، پیلی بھیت، الور، پرتاب گڑھ، کوٹلی لوہاراں، کراچی، کھروڑہ۔ سیال کوٹ، لاہور، آگرہ، مکھڈ، زنیرہ وغیرہ پھر نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلاد عرب افریقہ اور انڈونیشیا وغیرہ میں بھی آپ کے خلفاء موجود تھے مثلا مدینہ منورہ مکہ مکرمہ طرابلس، فابلس وغیرہ (حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء کے متعلق مزید تفصیلات کیلئے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں)

(ا) احمد رضا خان۔ الاجازۃ الرضویہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) قلمی

(ب) حامد رضا خان۔ الاجازۃ المتینہ لعلماء بمکۃ والمدینہ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) قلمی

(ج) محمد مسعود احمد۔ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور (۱۹۷۳ء)

ظاہر ہیکہ ان کے خلفاء نے مجموعی طور پر حضرت فاضل بریلوی کے پیغام کو کہاں کہاں پہونچایا ہوگا یہی وجہ ہیکہ پاک وہند میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں آپ کے معتقد اور جاں نثار موجود نہ ہوں۔

آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) اور حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) کے مریدین ومعتقدین تو تقریبا تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں خصوصاان ممالک میں بکثرت ہیں ۔ترکی،شام،مصر،عراق،یمن،لیبیا،الجزائر،سوڈان،افریقہ اور انگلستان اس میں شک نہیں کہ حضرت فاضل بریلوی کی شہرت ومقبولیت میں ان کے محیر العقول علم وفضل اور روحانیت کے علاوہ ان کے خلفاء کی مساعی کا پورا پورا دخل ہے ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ اکثر بزرگوں کے خلفاء میں چند ہی چمکتے ہیں سب کے سب نہیں چمکتے لیکن فاضل بریلوی کے بیشتر خلفاء علم وعمل کے درخشاں آفتاب نظر آتے ہیں اس سے، خود فاضل بریلوی کی عظیم شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے عظیم انسان ہی عظیم تاثیر رکھتے ہیں۔

حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت بڑی متحرک اور فعال ہے (Dynamic) اس بلا کی حرکت اور جہد وعمل کی قوت معاصرین میں نظر نہیں آتی آپ نے یہی جذبہ عمل اپنے خلفاء میں منتقل کیا چنانچہ اکثر خلفاء علم وعمل کا روشن مینارہ نظر آتے ہیں انہوں نے پاک وہند اور بیرونی دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا پیغام پہونچایا اور مسلک اہل سنت وجماعت کی اشاعت کی اور ملت اسلامیہ کو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا سچا فدائی وشیدائی بنایا انہوں نے اس مقصد کیلئے تبلیغی دورے کئے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے اخبارات ورسائل جاری کئے جن خلفاء نے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں

(۱) حضرت مولانا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ

آپنے ناگپور میں علی گڑھ کے توڑ پر مدرسۃ العلوم مسلمانان قائم کیا جو غالبا سی پی میں پہلا دینی مدرسہ تھا

(۲) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی علیہ الرحمہ (۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء) آپنے عظیم آباد بہار میں مدرسہ حنفیہ قائم کیا اسی مدرسہ کے پہلے سالانہ اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی نے شرکت فرمائی حضرت مولانا عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمہ نے اس اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی کو مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے پہلے پہل یاد کیا جس پر بعد میں علماء حرمین شریفین

نے صاد کیا مثلاً یہ علماء

موسی علی شامی، شیخ حسن بن عبدالقادر، سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ

(۳) مولانا رحیم بخش آروی علیہ الرحمہ (۴۴-۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء) آپ نے آرہ بہار میں مدرسہ فیض الغرباء قائم کیا مشہور و معروف مورخ وادیب سید سلیمان ندوی آپ کے تلامذہ میں تھے

(۴) مولانا سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمہ (۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء) آپ نے الور راجستھان میں ۱۹۰۷ء میں مدرسہ قوت الاسلام قائم کیا پھر ایک عرصہ بعد ۱۹۲۴ء میں لاہور پنجاب میں دارالعلوم حزب الاحناف کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا جس نے پاک وہند میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور دے رہا ہے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے پاکستان کے جلیل القدر عالم و مفتی حضرت مولانا سید احمد ابوالبرکات علیہ الرحمہ (جو خود حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے) اس ادارے کے نگراں اور ناظم اعلیٰ رہے اب ان کے صاحبزادے مولانا مفتی محمود احمد رضوی مدظلہ اس کام کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

(۵) مولانا شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء آپ نے میرٹھ اور ڈربن میں یتیم خانے قائم کئے اور برما میں ایک اسکول قائم کیا اس کے علاوہ مانڈو میں ایک دینی درسگاہ قائم کی۔

(۶) مولانا محمد حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ (۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) آپ نے ۱۹۲۴ء میں پیلی بھیت میں آستانہ شیریہ کے نام سے ایک عربی مدرسہ قائم کیا۔

(۷) مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء آپ نے میرٹھ میں مسلم دارالیتامیٰ والمساکین قائم کیا۔

(۸) مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) آپ نے بریلی شریف مدرسہ منظر اسلام کے قیام میں پوری کوشش کی۔

آپ ہی کے صاحبزادے علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ممبر قومی اسمبلی پاکستان نے کراچی میں دارالعلوم امجدیہ کے نام سے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ قائم کیا جو نہایت اہتمام سے چل رہا ہے اور ملک کے ممتاز دینی مدرسوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۹) مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء آپ نے ۱۹۲۸ء میں مرادآباد مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت کی بنیاد رکھی ۱۳۵۲ھ میں یہ مدرسہ جامعہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا اس ادارے نے قابل ذکر خدمات انجام دیں اسی ادارے کے تربیت یافتہ پاکستان میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں قیام پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۴۸ء میں آپ نے جامعہ نعیمیہ کے نام سے لاہور میں ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی جو آج پاکستان کے معروف دینی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس وقت اس کے مہتمم ونگراں حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی مدظلہ العالی ہیں (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل)

(۱۰) مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء) آپ نے تقسیم ملک کے بعد کراچی میں ایک علمی و تبلیغی ادارہ قائم کیا آپ کے فرزندار جمند علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ نے اس کو فروغ دیا انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ اور ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اول الذکر کا صدر دفتر کراچی میں ہے اور موخر الذکر کا بریڈ فورڈ انگلستان میں اور شاخیں پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں ہیں۔

حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کے فرزند نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء) نے جامعہ علیمیہ کے نام سے کراچی میں ایک دینی ادارہ قائم کیا جو اپنی نوعیت کا واحد دینی ادارہ ہے مرحوم نے ایک ادارہ ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن کے نام سے بھی کراچی میں قائم کیا تھا۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی زید مجدہ نے ماریشس (افریقہ) کے شہر پورٹ لوئیس میں سنی رضوی سوسائٹی (جسکی شاخیں انگلینڈ افریقہ اور پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم ہیں) اور رضا اکیڈمی کے نام سے علمی ادارے قائم کئے ہیں۔

الغرض حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء اور انکی اولاد و تلامذہ وخلفاء نے تبلیغ واشاعت دین کیلئے انتھک کوشش وجد وجہد کی اس وقت فاضل بریلوی کے خلفاء وتلامذہ اور پھر ان کے خلفاء اور تلامذہ پاک وہند خصوصاً پنجاب وسندھ میں بڑا اہم کام انجام دے رہے ہیں مثلاً:-

(۱) کراچی میں عبد المصطفیٰ ازہری (ابن مولانا امجد علی اعظمی علیہما الرحمہ)

(۲) کراچی ہی میں علامہ شاہ احمد نورانی (ابن مولانا عبد العلیم صدیقی علیہما الرحمہ)

(۳) لاہور میں علامہ سید محمود احمد رضوی (ابن علامہ سید احمد ابوالبرکات علیہ الرحمہ)

(۴) کوٹلی لوہاران میں مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی (ابن علامہ محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ

راولپنڈی میں مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ (ابن مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی علیہ الرحمہ) یہ علماء اہلسنت وجماعت تبلیغ واشاعت میں ہر سطح پر اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

(۴) پاکستان کے بیشتر مدارس عربیہ ایسے ہیں جنہیں حضرت فاضل بریلوی کے فیض یافتہ علماء چلا رہے ہیں بخوف طوالت یہاں صرف چند مدارس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب

(۱) مدرسہ حزب الاحناف لاہور (۲) جامعہ نظامیہ لاہور (۳) جامعہ نعیمیہ لاہور (۴) دارالعلوم رضویہ حنفیہ عارف والا (۵) دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (۶) جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد (۷) جامعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد (۸) جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد (۹) مدرسہ انوار العلوم ملتان (۱۰) مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان (۱۱) مدرسہ مظہر العلوم ملتان (۱۲) جامعہ محمدیہ محمدی شریف (۱۳) دارالعلوم حنفیہ سیالکوٹ (۱۴) مدرسہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (۱۵) جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی (۱۶) مدرسہ اشرف المدارس اوکاڑہ (۱۷) مدرسہ مظہریہ امدادیہ بندیال (۱۸) دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ (۱۹) دارالعلوم جامعہ حنفیہ قادریہ محبوب آباد

صوبہ سندھ

(۲۰) دارالعلوم امجدیہ کراچی (۲۱) دارالعلوم نعیمیہ کراچی (۲۲) جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی (۲۳) دارالعلوم حامدیہ رضویہ کراچی (۲۴) جامعہ رضویہ علیمیہ کراچی (۲۵) جامعہ نوریہ رضویہ کراچی (۲۶) شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی (۲۷) جامعہ فریدیہ رضویہ کراچی (۲۸) دارالعلوم سبحانیہ قادریہ کراچی (۲۹) جامعہ رضا کراچی (۳۰) جامعہ محمدیہ نعیمیہ کراچی

(۳۱) رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدرآباد (۳۲) دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد (۳۳) جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر (۳۴) جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ

صوبہ سرحد

(۳۵) دارالعلوم قادریہ مردان (۳۶) جامعہ غوثیہ پشاور (۳۷) مدرسہ غوثیہ محمودیہ مدین

صوبہ بلوچستان

(۳۸) مدرسہ غوثیہ رضویہ کوئٹہ (۳۹) دارالعلوم قادریہ قاسمیہ خضدار (۴۰) دارالعلوم قاسمیہ (۴۱) دارالعلوم غوثیہ رضویہ خضدار۔

آزاد کشمیر

(۴۲) مدرسہ جامعہ حنفیہ بجرہ (۴۳) سنی حنفی دارالعلوم عباس پور (۴۴) دارالعلوم محمدیہ نظامیہ میرپور

یہ تو صرف پاکستان کے معدود چند مدارس عربیہ کی فہرست ہے اگر اس فہرست میں پاکستان کے تمام سنی دینی مدارس اور ہندوستان و دیگر ممالک کے سنی ادارے شامل کرلئے جائیں تو یہ فہرست ایک قاموس کی شکل اختیار کرجائیگی ضرورت ہیکہ کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں اور حضرت فاضل بریلوی کے زیر اثر جن مدارس نے تشکیل پائی انکی ایک جامع اور مستند تاریخ مرتب کریں۔

(۴) علمی اور تدریسی میدان کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے صحافتی میدان میں قابل ذکر خدمات انجام دیں، خود فاضل بریلوی کی ادارت میں ماہنامہ ''الرضا'' بریلی سے جاری ہوا جس کے متعلق مولانا شبلی نعمانی (مصنف سیرت النبی ﷺ) لکھتے ہیں

''مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ''الرضا'' بریلی سے نکلتا ہے۔ جس کی چند قسطیں بغور وخوض دیکھی ہیں اس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

(الندوۃ اکتوبر ۱۹۱۴ء ص ۱۷) بحوالہ انوار الصوفیہ (قصور) جنوری وفروری ۱۹۷۶ء، ص ۳۳)

خلفاء میں جن حضرات نے میدان صحافت میں قدم رکھا ان میں سے چند کی تفصیل یہ ہے

(۱) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی نے ۱۳۱۵ھ میں ''مخزن تحقیق'' جاری کیا جو بعد میں ''تحفہ حنفیہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

(۲) مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی نے افریقہ سے ایک گجراتی اخبار ''الاسلام'' کے نام سے جاری کیا۔

(۳) مولانا احمد حسین امروہی نے (م ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء) میں امروہہ میں پہلا پریس قائم کیا اور ایک رسالہ ''گلدستہ نسیم چمن'' جاری کیا۔

(۴) مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے مرادآباد سے ''السواد الاعظم'' جاری کیا جس نے ملک کی سیاسی اور دینی فضاء پر بہت اچھا اثر مرتب کیا۔ موصوف ہی کے تلمیذ رشید مفتی محمد حسین نعیمی لاہور سے ماہنامہ ''عرفات'' نکال رہے ہیں اور دوسرے شاگرد رشید علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیرہ سے ماہنامہ ''ضیائے حرم'' نکال رہے ہیں کراچی کا ماہنامہ ''ترجمان اہل سنت'' پہلے پہل غالباً علامہ مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمہ کی کوشش سے جاری ہوا تھا۔

(۵) مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) نے امرتسر سے ہفت روزہ ''الفقیہ'' جاری کیا، آپ ہی کے صاحبزادے مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی نے کوٹلی لوہاراں سے ماہنامہ ''ماہ طیبہ'' جاری کیا جو غالباً بند ہوگیا۔

(۶) علامہ سید احمد ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور سے ماہنامہ ''رضوان'' جاری کیا

(۷) مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ شاہ احمد نورانی نے کراچی سے اخبار ''المدینہ'' جاری کیا، موصوف ایک انگریزی ماہنامہ {The Message International} بھی جاری کررہے ہیں، اور آپ ہی کی کوشش سے بریڈفورڈ (انگلستان) میں ورلڈ اسلامک مشن کا صدر دفتر قائم ہوا جہاں سے ''الدعوۃ الاسلامیہ'' نکل رہا تھا مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے فرزند نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری نے ''جامعہ علیمیہ سے ماہنامہ The minart جاری کیا۔

مندرجہ بالا اخبارات و رسائل کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں سے بہت سے رسائل نکل رہے ہیں جو فاضل بریلوی کے خلفاء اور تلامذہ کے زیر اثر ہیں۔ مثلاً

(۱) ماہنامہ الحسن، پشاور

(۲) ماہنامہ تاج، کراچی

(۳) ماہنامہ نور اسلام شرقپور

(۴) ماہنامہ فیض رضا فیصل آباد

(۵) ماہنامہ سلسبیل لاہور

(۶) ہفت روزہ مصر، فیصل آباد

(۷) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ

(۸) پندرہ روزہ السواد الاعظم، لاہور

(۹) ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور

(۱۰) ہفت روزہ الہام، بہاولپور

(۱۱) ماہنامہ مہر وماہ، لاہور

(۱۲) ماہنامہ سلطان العارفین، گکھڑ (گوجرانوالہ)

(۱۳) ماہنامہ نعت، لاہور

ہندوستان اور انگلستان میں بھی اہل سنت کے اخبارات ورسائل نکل رہے ہیں، ان میں چند ایک یہ ہیں۔

(۱) ماہنامہ استقامت، کانپور

(۲) ماہنامہ نوری کرن، بریلی

(۳) ماہنامہ پاسبان، الہ آباد

(۴) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی

(۵) ماہنامہ المیزان، بمبئی

(۶) ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۷) ماہنامہ مولوی، دہلی

(۸) ماہنامہ سلطان الہند، اجمیر شریف

(۹) پندرہ روزہ حنفی سری نگر کشمیر

(۱۰) ماہنامہ سنی دنیا بریلی

(۱۱) ماہنامہ حجاز جدید، نئی دہلی

(۱۲) ماہنامہ حجاز، لندن

(۱۳) ماہنامہ اسلامک ٹائمز اسٹاک پورٹ

(۱۴) ماہنامہ قاری، دہلی

(۱۵) ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف

مدارس عربیہ کے قیام اور اخبارات ورسائل کے اجزاء کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے تصنیفی میدان میں بھی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' (مصنف محمد صادق قصوری) میں تقریباً ۱۶۸ رتصانیف کا ذکر کیا گیا ہے ان میں بیشتر تصانیف وہ ہیں جو انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب میں شامل نہیں، اس لئے یہ تفصیلات قاموس کیلئے ایک اہم ذخیرہ ہیں۔ مزید تلاش وجستجو کیجائے تو یہ تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہوسکتی ہے۔

(۵) حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء نے تبلیغی تدریسی، صحافتی اور تصنیفی میدانوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، چنانچہ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی، تحریک پاکستان وغیرہ میں آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء نے جو خدمات انجام دی ہیں ناقابل فراموش ہیں۔ ان حضرات میں قابل ذکر ہیں:۔

(۱) حضرت سید محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ

(۲) حضرت مولانا محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ

(۳) حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ

(۴) پروفیسر سید سلیمان اشرف علیہ الرحمہ

(۵) مولانا شاہ احمد مختار صدیقی علیہ الرحمہ

(۶) مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ

(۷) مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ

(۸) مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

(۹) مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ

(۱۰) مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ

(۱۱) مولانا ابوالبرکات سید احمد علیہ الرحمہ

(۱۲) سید فتح علی شاہ علیہ الرحمہ

(۱۳) مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ

(۱۴) مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ

(۱۵) مولانا تقدس علی خان علیہ الرحمہ

(۱۶) مولانا عارف اللہ شاہ میرٹھی علیہ الرحمہ

(۱۷) مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ

مولانا برہان الحق نے مسلم لیگ اور پاکستان کیلئے جو خدمات انجام دیں اس کا کچھ اندازہ مکاتیب بہادر یار جنگ سے ہوتا ہے نواب بہادر یار جنگ (م ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ء) اپنے مکتوب (محررہ ۱۲ر مارچ ۱۹۴۳ء) میں مفتی برہان الحق کو لکھتے ہیں:۔

''سن کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لے لی ہے۔ میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں''

فاضل بریلوی کے خلفاء نے تحریک پاکستان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اس کا آغاز خود فاضل بریلوی نے کیا تھا، چنانچہ ۱۸۹۵ء میں عظیم آباد پٹنہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں آپ نے برطانوی اور ہندو سامراج کے خلاف مسلمانوں کو اتحاد اسلامی پر منظم ہونے کی ہدایت فرمائی اور دوقومی نظریہ کی وضاحت کی۔ پھر ۱۹۲۰ء

میں ایک محققانہ رسالہ "الحجۃ المؤتمنۃ" لکھ کر مزید وضاحت کی (۷) رئیس احمد جعفری اوراق گم گشتہ، مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء ص ۳۰۵) حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی وفات کے تقریباً "پانچ برس بعد ۱۹۲۵ء میں ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم لدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی مساعی سے آل انڈیا سنی کانفرنس کا چارروزہ اجلاس (۱۷/۱۸/۱۹/۲۰/مارچ) مراد آباد (یوپی بھارت) میں منعقد ہوا (۸) آل انڈیا کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ ماہنامہ اشرفی ص ۱۳ تا ۲۱) بابت شوال المکرم ۱۳۴۳ھ مطابق مئی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ محترم محمد جلال الدین قادری زید مجدہ کی عنایت سے اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں میسر آگئی ہیں۔ اس کانفرنس میں پاک و ہند کے تقریباً ۳۰۰ علماء شریک ہوئے۔ (مسعود)

اجلاس کی صدارت حضرت سید شاہ علی حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ (۹) حضرت سید شاہ علی حسین محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت الخطبۃ الاشرفیہ کے عنوان سے ماہنامہ اشرفی بابت مئی ۱۹۲۵ء میں شائع ہو گیا تھا۔ (مسعود)

کانفرنس کے مستقل صدر کے فرائض حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے انجام دیئے (۱۰) حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کا خطبہ صدارت ملفوظات امیر ملت مرتبہ منور حسین مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۷۱ تا ۲۰۳) میں شائع کر دیا گیا ہے) اور مجلس استقبالیہ کے صدر حضرت فاضل بریلوی کے شہزادے اور خلیفہ حضرت مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ مقرر ہوئے۔ جس سیاسی و مذہبی اور معاشرتی پس منظر میں اور جن مقاصد کے تحت یہ اجلاس منعقد کیا گیا مندرجہ بالا حضرات کے صدارتی خطبوں کے مطالعہ سے ان کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ کا خطبہ نہایت ہی اہم ہے (۱۱) یہ خطبہ "خطبہ صدارت جمعیت عالیہ" کے نام سے ۱۹۲۵ء میں بریلی سے شائع ہوا۔

اس کانفرنس کے تاریخی پس منظر اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے کے بعد ہم اس خطبے کے مندرجات سے چند نکات اور اقتباسات پیش کرتے ہیں جو آج بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے آج سے ۵۲/سال پہلے تھے۔

حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے خطبہ میں ملت اسلامیہ کے مذہبی، سیاسی تمدنی اور معاشرتی پہلوؤں پر بصیرت افروز خیالات کا اظہار فرمایا ہے، خطبہ اتنا طویل ہے کہ دو نشستوں میں تمام ہوا۔ اس

خطبے میں آپ نے مندرجہ ذیل مقاصد کو سامنے رکھا اور پھر ہر مقصد کے تحت اظہار خیال فرمایا:-

۱:-تبلیغ

۲:-مذہبی تعلیم

۳:-حفظ امن

۴:-اصلاح معاشرت

یہ افتتاحیہ تفصیل کا متحمل نہیں اس لئے ہم مندرجہ بالا مقاصد میں مؤخر الذکر دو مقاصد کے بارے میں عرض کریں گے، کیونکہ ان کا تعلق ایک عالم دین سے زیادہ ماہر سیاست و معاشیات سے ہے، شاید ان لوگوں کے لیے یہ اچنبھے کا باعث ہو جو علماء کو کاروبار جہاں کے لائق نہیں سمجھتے، لیکن ان کو نہیں معلوم کہ

کاروبار جہاں سنورتے ہیں

ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

اول الذکر دو مقاصد کے بارے میں مختصراً عرض کر کے پھر آخر الذکر دو مقاصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:-

۱:-تبلیغ دین کے سلسلے میں حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد کی طرف سے مدرسۃ التبلیغ کی تجویز پیش کی، اس کے قواعد وضوابط طریقہ کار پر روشنی ڈالی اور نصاب کے بارے میں اظہار خیال فرمایا ہے۔

۲:-مذہبی تعلیم کیلئے انہوں نے بہت سی تجاویز پیش کیں مثلاً قصبات میں محلہ وار مدارس کا قیام انگریزی مدارس کے طلبہ کیلئے مدرسۃ اللیل کا قیام ضلع میں ایک بڑے مدرسے کی تجویز اور صوبہ میں ایک مدرسہ عالیہ کا قیام جو چھوٹے مدارس کا نگراں ہو اور جملہ مدارس جمعیت عالیہ کے ماتحت ہوں ہر کامل النصاب مدرسے میں دارالافتاء اور محکمہ تصنیف و تالیف کا قیام وغیرہ وغیرہ۔

۳:-چونکہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اس لئے حفظ امن کے سلسلے میں انہوں نے مسلمانوں کو ہدایات دیں۔

الف:- جس طرح بھی ہو امن کی زندگی بسر کرنی چاہئے، جھگڑے اور نزاع کا جس راہ میں خطرہ اور اندیشہ ہو اس سے

اجتناب کرنا چاہئے۔ (حامد رضا خاں، خطبہ صدارت مطبوعہ بریلی ۱۹۲۵ء ص ۲۹)

(ب) اس وقت جنگ میں مصروف ہو جانا ہماری قومی اور مذہبی زندگی کیلئے نہایت خطرناک ہے۔

(حامد رضا خان، خطبہ صدارت بریلی ۱۹۲۵ء ص ۳۱)

مگر یہ صلح جوئی دین ومذہب کی قیمت پر ہرگز نہ تھی، چنانچہ اس صلح کوشی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ ہدایت بھی فرماتے ہیں:-

''تم ہرگز کبھی ایسی جماعت پر اعتبار واعتماد نہ کرو جو تم کو اسلام کی کوئی خصوصیت کوئی امتیاز کوئی ادنی رسم یا تمہارا کوئی جائز شرعی، عرفی قانونی حق چھوڑنے کیلئے اشارہ بھی کرے کہ الحذر الحذر۔

(حامد رضا خان، خطبہ صدارت، بریلی ۱۹۲۵ء ص ۳۳)

(ب) ہم سوراج کو مسلمانوں کے حق میں ایک تباہ کن مصیبت سمجھتے ہیں۔ (ایضا ص ۳۴)

اقتصادی اور معاشی لحاظ سے ہندوستان کے مسلمان بہت کمزور تھے اور یہ بات عام مسلمان سیاستدانوں نے کم محسوس کی کہ سیاسی استحکام کیلئے معاشی استحکام نہایت ضروری ہے بلکہ دور جدید میں معاشی استحکام کے بغیر سیاسی استحکام ناممکن نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے اس حقیقت کو شدت سے محسوس کیا اور اس سلسلے میں بہت سی تجاویز اور تدابیر پیش کیں۔ حتی کہ طالب علموں کیلئے یہ ضروری قرار دیا کہ زمانہ طالب علمی میں والدین پر بوجھ نہ بنیں بلکہ سوسائٹی کا ایک مفید فرد بنیں ان کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔:-

الف۔ دستکاری اور پیشہ وہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہئے، یہ دولت وہ ہے جو نہ دشمن چھین سکتا ہے نہ کہیں رہین ومکفول ہو سکتی ہے بے منت روزی کا ذریعہ ہے۔ (حامد رضا خان، خطبہ صدارت ص ۳۶)

ب۔ برادران اسلام! تمہارے بزرگ تجارت کرتے تھے تجارت عیب نہ سمجھی جاتی تھی تم تجارت کرو۔

(ایضا ص ۳۱)

ج۔ برادران ملت! نوکری اور ملازمت کا خیال چھوڑ کر تجارت پر ٹوٹ پڑو تو دیکھو تھوڑے عرصے میں تم کیا ہو جاتے ہو۔

(ایضا ص ۳۹)

د۔ نکمے اور بیکار لوگوں کیلئے بھی مشغلے سوچے جائیں۔ (ایضاص ۳۸)

ہ۔ اگر وہ تعلیم پاتا ہے، تب بھی اس کیلئے ایسا ٹھیکہ یا تجارت تجویز کریں جس میں وقت کم صرف ہو مگر آمدنی پیدا ہو سکے، تا کہ بچے اس عمر سے تجارت یا حرفت اور کسب مال کے خوگر و عادی ہو جائیں۔ (ایضاص ۳۹)

ہمارے طلبہ اکثر اب بھی بے کار رہتے ہیں۔ ست خوری کی عادت بہت سے مسائل پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے طالب علمی کے دوران ہی کسب معاش کی فکر لازم ہے جو قومیں بیدار ہیں۔۔ کچھ نہ کچھ کما ہی لیتے ہیں۔ کفایت شعاری سودی قرضوں سے نجات اور بیت المال کے قیام کیلئے یہ ہدایات فرماتے ہیں۔

(و) ہمیں اپنے مصارف شب و روز کم کرنے کی فکر کرنا چاہئے۔ (ایضاص ۴۰)

(ن) سود لینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور سچی توبہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ بھی حال ہو مگر سودی قرض نہیں لیں گے۔

(ایضاص ۴۳)

(ج) اللہ تعالی میسر کرے اور ایک ایسا بیت المال بن جائے تو اس سے مقروض مسلمانوں کے قرض ادا کرنے کے علاوہ نادار و غریب مسلمانوں کو زراعت یا تجارتی ضرورت کیلئے روپیہ قرض بھی دیا جا سکتا ہے تا کہ وہ ساہوکاروں کے دام حرص سے محفوظ رہیں۔ (حامد رضا خان، خطبہ صدارت ص ۴۸)

حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے اس سلسلے میں ''ذخیرۂ قرض حسن'' کے نام سے چھوٹے بیتالمال کے قیام پھر ہر گاؤں میں انجمن قرض حسن کی تشکیل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس مسئلے پر ایک ماہر معاشیات کی طرح اظہار خیال فرمایا ہے۔

جس زمانے میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی وہ داخلی اور خارجی طور پر بڑے انتشار و اختلاف کا زمانہ تھا۔ خارجی طور پر حالات یہ تھے کہ ترکوں کو شکست ہوئی خلیفہ اسلام ممالک مغربیہ کے تحت بے اثر ہو کر رہ گیا۔ مصطفیٰ کمال نے اناطولیہ میں ایک خود مختار تر کی حکومت قائم کی اور دوسرا خلیفہ منتخب کیا، مگر ۱۹۲۴ء میں اسکو معزول کر کے ملک بدر کر دیا، واور اس طرح خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ جس نے ساری دنیا کے مسلمانوں خصوصا پاک و ہند کے مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر بے حد متاثر کیا۔

حرمین شریفین میں ابن سعود کے گستاخانہ عمل اور مقامات مقدسہ کے انہدام کی کارروائی سے مسلمانان پاک وہند کے جذبات مشتعل تھے لیکن اس زمانے میں بعض ایسے بھی مسلمان تھے جنہوں نے بے حرمتی کی، اس کارروائی پر ابن سعود کو مبارک باد کے تار بھی بھیجے اور فدائی مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی

داخلی طور پر حالات یہ تھے کہ لالہ منشی رام متعصب آریہ سماجی نے آگرے میں ایک مرکز قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہب اسلام سے برگشتہ کیا جائے، پھر فروری ۱۹۲۵ء میں آریہ مت کے بانی دیانند کی سوسالہ تقریب کے موقع پر مسلمانوں کو دین اسلام سے منحرف کرنے کیلئے مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں، اس زمانے میں اخبار تنظیم امرتسر، زمیندار لاہور اور ملاپ لاہور وغیرہ میں لالہ ہردیال ایم اے کا مضمون شائع ہوا جس سے ہندو ذہنیت کھل کر سامنے آگئی۔ اس مضمون کا یہ اقتباس قابل توجہ ہے:۔

''اہل ہنود کا اسلام سے ہرگز اتفاق نہیں ہوسکتا، اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز کوشش سے ہندو بنا کر اہل ہنود کے کسی نہ کسی فرقے میں داخل کرلو اور اس طرح سوراجیہ حاصل کرلو اور بھارت ورش کو تمام غیر ہندوؤں سے پاک اور شدھ کرلو، اور ہندو ریاست قائم کرکے رعب، جاہ وحشم کی تخویف اور زر کے لالچ سے تمام مسلمانوں کو گمراہ کرکے ہندو بنا لو''۔

خود مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ان میں بہت سے باطل فرقے پیدا ہوگئے تھے اور ملت اسلامیہ ایک عجیب سیاسی اور فکری انتشار کا شکار ہوگئی تھی۔ اس زمانے میں مسلمانوں کے ایک طبقے نے ہندوؤں ہندو لیڈروں کو بادشاہی مسجد کے منبر پر بٹھایا، ہندوؤں کی ارتھیوں کو کندھا دیا، اور ان کی دل جوئی کی خاطر گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگوائی اور اس طرح خود ہی شعائر اسلام کو مٹایا۔ الغرض وہ کچھ کیا جو ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا اور اخلاقی حالت اس سے بدتر تھی گویا ترقی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس داخلی اور خارجی انتشار کی حالت میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کی گئی، جس کے اعظم مقاصد یہ تھے :۔

(۱) جو عادات ورسوم اسلام کے منافی ہیں ان کو ختم کرنا۔

(۲) مروجہ علوم کی تعلیم اور سرکاری ملازمتوں کے حصول کیلئے مسلمانوں کی ہمت افزائی کرنا۔

(۳) مسلمانوں کے دلوں میں صحیح اسلامی تصورات قائم کرنا اور حضور اکرم ﷺ کا سچا غلام بنانا۔

(۴) قرآن پاک کی مقدس تعلیم عام کر کے سلف صالحین کا پیرو بنانا۔

(۵) باطل فرقے جو اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہو کر ٹکڑوں میں بٹ گئے ہیں تعلیم و تفہیم کے ذریعہ ان کو عقائد باطلہ سے الگ کر کے اپنا بنانا اور مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنا۔

(۶) سیاسی اور مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کی انفرادیت اور عظمت کو قائم کرنا اور ان کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلا کر باوقار بنانا۔ نیز ہندوؤں کے اوچھے ارادوں سے باخبر کرنا۔

ان اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اہل سنت و جماعت اور فاضل بریلوی کے خلفاء و معتقدین نے ۱۹۲۵ء سے اپنی کوششیں تیز کر دی تھیں اور وہ پاکستان کیلئے راہ ہموار کر رہے تھے، اس سے قبل فاضل بریلوی سے جو کچھ ہو سکا انہوں نے کیا۔ خصوصاً دو قومی نظریہ کی طرف توجہ دلا کر ایک نیا جوش و ولولہ پیدا کیا۔

پھر جب انہوں نے ۱۹۴۰ء میں اقبال پارک لاہور میں قرارداد پاکستان پیش کی تو علمائے اہل سنت و جماعت کے قائد مولانا محمد عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) نے اس کی پرزور تائید کرتے ہوئے بڑی موثر تقریر فرمائی۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں ۱۹۴۶ء میں بنارس میں سہ روزہ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی اس میں پانچ ہزار سے زیادہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے شرکت کی اور حاضرین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی۔ اس عظیم اور بے مثال کانفرنس کے بانی اور معاونین حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے بہت سے خلفاء جن کا ذکر پیچھے کر دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علماء اہل سنت قابل ذکر ہیں:۔

(۱) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۱ء)

(۲) حضرت عبد الرحمٰن بھر چونڈی شریف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء)

(۳) امین الحسنات حضرت پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۰ء)

(۴) حضرت مولانا محمد ابراہیم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۸ء)

(۵) حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۰ء)

(۶) حضرت مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۶ء)

(۸) حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۰ء)

(۹) ابوالحسنات حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۱ء)

(۱۰) حضرت مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) حضرت مولانا قاری محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ نائب امام مسجد جامع فتح پور (۱۹۷۱ء)

الغرض آل انڈیا سنی کانفرنس نے ۱۹۲۵ء میں جس شاندار طریقے سے اپنی کوشش کا آغاز کیا یہ سن قابل توجہ ہے۔ کیونکہ اسی سے قبل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس بنارس اس کا نقطہ عروج ثابت ہوا۔

افسوس اس کانفرنس کی کارکردگی کی تفصیلی رپورٹ مرتب نہیں کی گئی وگرنہ عالمی مورخوں کے سامنے پاکستان کا حقیقی پس منظر آتا۔ بات اتنی پرانی ہوگئی کہ اب جو حقائق وانکشاف کیے جاتے ہیں تو بعض حلقے اس عمل کو تاریخ گڑھنے سے تعبیر کرتے ہیں ۔ بیشک لاعلمی کی بناء پر کہتے ہیں، اگر ان کو پوری طرح حقائق کا علم ہوجائے تو ہرگز ایسی باتیں نہ کہیں۔

مرکزی مجلس رضا لاہور کے صدر جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کے ایماء پر مولانا جلال الدین صاحب قادری زید مجدہ آل انڈیا سنی کانفرنس پر ایک تحقیقی مقالہ قلمبند فرمارہے ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے۔ بلاشبہ وہ لائق صد تحسین ہیں کہ وہ کام کررہے ہیں کہ جو ہمارے مورخوں کو کرنا تھا۔ ان کا بارگناہ ہلکا کررہے ہیں۔ کرم کردے الٰہی زندہ باشی۔

حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء میں بعض تو ایسے بھاری بھرکم ہیں کہ ان کے حالات اور خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ضخیم کتابیں تیار ہوجائیں۔ افسوس ابھی تک کماحقہ کام نہیں کیا گیا ورنہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے آسمان علم ودانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند سمیٹے ہوئے تھا۔ ان خلفاء پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے لیکن اس راہ میں بہت سے کٹھن مرحلے ہیں، ان کو طے کرنا آسان نہیں، جناب محمد صادق قصوری نقشبندی مجددی

جماعتی زید مجدہ نے نامعلوم کتنی کوشش وجانفشانی کے بعد اتنا کچھ جمع کیا ہے۔اصل میں یہ کام سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کا کوئی عالم کرتا توزیادہ مناسب تھا مگر مولیٰ تعالیٰ نے یہ سعادت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقدر میں لکھ دی تھی۔

جناب محمد صادق قصوری صاحب اس سے قبل ''اکابر تحریک پاکستان'' پیش کر چکے ہیں، جو ۱۹۷۶ء میں نہایت ہی آب وتاب سے گجرات پاکستان سے شائع ہوچکی ہے۔اس کتاب میں بھی بعض اہم خلفاء کے حالات آگئے ہیں:۔

پیش نظر کتاب ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تقریبا۸۳؍خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے جو پاک وہند اور ممالک اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے بعض کے حالات مفصل ہیں بعض کے مجمل اور بعض کے بہت ہی مجمل لیکن اگر تلاش وجستجو جاری رہی تو انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں بہت سے اضافے متوقع ہیں پیش نظر کتاب میں ابتداء میں صرف ۵۳؍خلفاء کے حالات شامل تھے اور بعد میں مولانا جلال الدین قادری زید مجدہ نے ۳۰؍خلفاء کے حالات کا اضافہ کیا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

پیش نظر کتاب ''خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں تقریبا۸۳؍خلفاء کا ذکر کیا گیا ہے، بعض کے حالات مفصل اور بعض کے بہت مجمل۔ماسوائے چند ایک کے تمام خلفاء کا تعلق پاک وہند سے ہے۔اگر تمام خلفاء عرب کو بھی شامل کرلیا جاتا تو یہ کتاب ضخامت کے لحاظ سے دوگنی ہوجاتی کیوں کہ ان خلفاء کی تعداد بھی کچھ نہیں، البتہ ان کے حالات کا پاکستان میں دستیاب ہونا ذرا مشکل ہے اس کیلئے تلاش وجستجو اور محنت کی ضرورت ہے اگر حرمین شریفین کے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو یہ کام قدرے آسانی سے ہوسکتا ہے۔اس کتاب میں خلفاء عرب کے علاوہ پاک وہند کے بعض خلفاء بھی رہ گئے ہیں، مثلاً:۔

۱۔مولانا میر مومن علی مومن جنیدی علیہ الرحمہ۔ (سعید احمد انصاری۔موج صبا مطبوعہ لاہور ص ۲،۳،۴،۵)

۲۔مولانا عبدالسلام باندوی علیہ الرحمہ ۔

۳۔مولانا سید نورالحسن نگینوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

اگر فاضل مصنف مزید تلاش وجستجو کریں تو ان حضرات کے حالات مل سکتے ہیں۔

لیکن انہوں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں۔اس جوان صالح ہمت کو آفریں ہے کہ نامساعد حالات میں بھی

اپنی قوت کو مادی منافع کے حصول کے بجائے رضائے الٰہی اور دین کی خدمت کیلئے وقف کردیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، عوام تو عوام خواص میں بھی یہ بے نفسی اور للٰہیت شاذ و نادر ہی ملے گی۔ اس زمانے میں جبکہ بوڑھے اور جوان کھانے کمانے میں لگے ہوئے ہیں۔ کسی جوان کا اسلاف کرام کے اثاثے کو سنبھالنا اور ان کے کارناموں کا بیان کرکے ان کو زندہ رکھنا یقیناً بڑی بلند ہمتی کا کام ہے۔

فاضل مؤلف نہ کسی علمی ادارے کے اسکالر ہیں، نہ کسی یونیورسٹی کے پروفیسر، اور نہ کسی کالج کے لیکچرار، مگر کام وہ کر رہے ہیں جو ہمارے دانشوروں کو کرنا چاہئے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب پڑھے لکھے نوجوانوں اور بزرگوں کیلئے محرک ثابت ہوگی۔ فاضل مولف کے مقالات پاکستان کے مختلف رسائل میں شائع ہورہے ہیں۔ مثلاً

☆ ضیائے حرم (لاہور)

☆ ترجمان اہل سنت (کراچی)

☆ الہام (بہاولپور) انوار الصوفیہ (قصور) وغیرہ چند سال ہوئے کہ انہوں نے میدان تحقیق و تحریر میں قدم رکھا ہے۔ بعض مقامات بڑے وقیع لکھتے ہیں۔ مثلاً:-

☆ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (شاہی امام مسجد فتح پوری) قدس سرہ العزیز کے حالات اور ملی خدمات پر ان کا مقالہ جس کا خلاصہ ماہنامہ ضیائے حرم (لاہور) شمارہ اگست ۱۹۷۵ء اور ماہنامہ ترجمان اہل سنت (کراچی) شمارہ نومبر ۱۹۷۴ء، میں شائع ہوچکا ہے۔

علمی اور تحقیقی میدان میں اگر فاضل مولف کو صحیح رہنما مل گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ کوئی اہم کام کرگزریں گے کیونکہ تحقیق میں اصل چیز لگن ہے جو ان میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور اس مخلصانہ پیشکش کو شرف قبولیت بخشے۔

آمین اللھم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منظر اسلام ''روئداد سال دوئم'' کے آئینے میں

تحریر: محمد علامہ عبدالحکیم شرف قادری پاکستان

زینت سجادہ عالیہ رضویہ مرکز اہل سنت بریلی شریف حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف!

یہ امر باعث مسرت وفرحت ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کو قائم ہوئے سو سال پورے ہو چکے ہیں اور ۲۵ صفر کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس کے موقع پر جشن صد سالہ منایا جا رہا ہے۔ دنیا بھر کے اہل سنت وجماعت آپ کو مسرت وشادمانی کے اس سعید موقع پر تہہ دل سے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

بلاشبہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف منارۂ نور وہدایت ہے، مرکز حق وصداقت ہے، منبع رشد ومعرفت ہے سرچشمۂ فیض وبرکت ہے، شیخ مکتب کے فیضان نظر کا یہ عالم ہے کہ جو یہاں آیا صبغۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کے رنگ) میں رنگا گیا۔ کوئی مفتی اعظم ہند تو کوئی ملک العلماء کہلایا۔ کوئی مفسر اعظم ہند تو کوئی شیر بیشہ اہل سنت قرار پایا۔ کوئی محدث اعظم پاکستان تو کوئی شیخ القرآن کے منصب پر فائز ہوا۔

منظر اسلام بریلی شریف ۱۳۲۲ھ میں ابتداء رحیم یار خاں کے مکان پر قائم کیا گیا۔ مولانا ظفرالدین بہاری اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی دو طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح ہوا۔ محدث بریلوی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف کا سبق شروع کرایا۔ منظر اسلام تاریخی نام ہے جو امام احمد رضا بریلوی کے چھوٹے بھائی مولانا علامہ محمد حسن رضا خاں نے تجویز کیا۔ وہی اس مدرسہ کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔

دوسرے سال ۱۳۲۳ھ کی روئداد منظر اسلام اس وقت میرے سامنے ہے جسے علامہ محمد حسن رضا خاں نے مرتب کیا تھا۔ دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ کی عنایت سے یہ روئداد راقم کو حاصل ہوئی

۔اس روئداد میں دوسرے سال کی آمدنی اور خرچ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ نیز کلاس وار طلباء کی تعداد اور زیر درس کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔عام طور پر مدارس میں ابتدائی کلاس کو پہلی کلاس قرار دیا جاتا ہے اور آخری کلاس یعنی درجہ حدیث کو آٹھویں کلاس کہا جاتا ہے۔جب کہ اس مدرسہ میں قرآن پاک کی کلاس کو درجہ اول قرار دیا گیا۔اس درجہ میں پڑھنے والے ۲۵ طلبہ تھے۔چار طلبہ قاعدہ بغدادی پڑھنے والے تھے۔دوسرے درجے میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد اکیس تھی۔ان میں مولانا سید حکیم عزیز غوث،مولانا ظفر الدین بہاری،مولانا سید عبد الرشید،مولانا نواب مرزا وغیرہم علماء تھے۔اور یہ درس نظامی کی آخری کلاس تھی،تیسرے درجے میں ستائیس طلباء تھے،چوتھے درجے میں چونتیس طلباء تھے اور پانچویں درجے میں پانچ طلباء تھے۔ان درجات کے طلباء کی تعداد ۱۱۶ تھی جب کہ باقی درجات کے طلباء کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔تاہم امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوچ کی ایک انفرادیت یہ تھی کہ حدیث شریف کی کلاس کا نام درجہ ثانیہ اور ابتدائی کتب پڑھنے والے طلباء کی کلاس کا نام درجہ ثامنہ رکھا۔

اس روئداد سے منظر اسلام کے نصاب کا بھی پتہ چلتا ہے،نصاب میں جہاں منطق کی کتب میر زاہد،ملا جلال ،ملا حسن،حمد اللہ،قاضی مبارک،شرح سلم،بحر العلوم،فلسفہ میں میبذی اور علم ہیات میں تصریح وغیرہ کتب شامل ہیں۔شفاء شریف اور مسند امام اعظم بھی شامل نصاب ہے جنہیں آج بھی شامل نصاب کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح فارسی کی متعدد کتب تعلیم عزیزی،اخلاق محسنی،انوار سہیلی،گلزار دبستاں حصہ اول،رقعات مظہر الحق وغیرہ شامل ہیں۔

اس روئداد میں امتحان لینے والے علماء کے تأثرات بھی شامل ہیں۔ ممتحن حضرات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی

(۲) حضرت مونا عبد السلام جبل پوری

(۳) مولانا حافظ قاری بشیر الدین جبل پوری

(۴) حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری

(۵) مولانا محمد ارشد علی رام پوری رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا عبد السلام جبل پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحریر کردہ تأثرات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند

مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت مولانا حسنین رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ بھی امتحان دینے والوں میں شامل تھے۔ اگرچہ یہ واضح نہیں ہوتا کہ انہوں نے کس درجہ کا امتحان دیا۔ مولانا عبدالسلام جبل پوری تحریر فرماتے ہیں۔

خصوصا میاں مولوی مصطفیٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسنین رضا خاں نے جس عمدگی اور خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید و باید محققانہ امتحان دیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ بارک اللہ فی علمھما و فھمھما۔ (روئداد ۱۳۲۳ھ ص ۳)

حضرت علامہ مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری تلمیذ رشید حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم دفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام مجدہم سے امید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے۔ ایسے برکات فائض ہوں جو تمام اطراف وجوانب کی ظلمات اور کدورات کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ منیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنیفہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو۔ (روئداد ص ۵۱)

اس روئداد میں طلباء کیلئے لکھے ہوئے دو فتوے بھی شامل ہیں۔ ایک فتویٰ اردو میں ہے جو علامہ مولانا ظفر الدین بہاری کا تحریر کردہ ہے اور دوسرا فارسی میں ہے جو علامہ مولانا غلام محمد بہاری کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ منظر اسلام میں کس نہج پر طلبا کو تیار کیا جاتا تھا۔

منظر اسلام بریلی شریف کے پہلے ناظم حضرت مولانا حسن رضا خاں تھے۔ دوسرے ناظم حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں ۱۳۶۲ھ کے بعد پانچ، چھ سال مولانا تقدس علی خاں ناظم رہے۔ پھر مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں ان کے بعد مولانا ریحان رضا خاں اور اب حضرت مولانا سبحان رضا خاں قادری رضوی مدظلہ ناظم ہیں۔

ابتدائی دور کے اساتذہ میں یہ نام ملتے ہیں۔

مولانا بشیر احمد علی گڑھ ☆ مولانا علامہ رحم الٰہی مظفر نگر

صدر الشریعہ مولانا امجد علی گھوسی اعظم گڑھ ☆ بدر الطریقہ مولانا عبدالعزیز خاں بجنور

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلی شریف (فرزند اکبر امام احمد رضا)

صدر الشریعہ مولانا امجد علی علوم شرعیہ نقلیہ میں اور مولانا رحم الٰہی علوم عقلیہ میں ممتاز تھے۔ ان میں سے کسے صدر مدرس بنایا جائے اس بارے میں آراء مختلف ہوگئیں۔ امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا انہیں باری باری صدر مدرس بنایا جائے۔ اور ۵۰ روپے مشاہرہ دیا جائے۔

اگر کوئی مدرس غیر حاضر ہوتا تو اس کی ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جاتی اور اگر ان کے صاحبزادے (حضرت حجۃ الاسلام) غیر حاضر ہوتے تو ان کی دوچند تنخواہ کاٹ لی جاتی تھی۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کی للّٰہیت کا یہ عالم تھا۔ نظام حیدرآباد دکن نے آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں کو صدر الصدور کے عہدے پر مقرر کرنا منظور کیا۔ جب یہ آرڈر امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دکھایا گیا۔ تو آپ نے یہ کہہ کر معاملہ ختم کردیا۔ ع

این دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ

اسی طرح نظام حیدرآباد دکن نے منظر اسلام بریلی شریف کیلئے دوسو روپے ماہانہ منظور کئے۔ جو امام احمد رضا بریلوی نے تاحیات وصول نہیں کئے البتہ آپ کی وفات کے بعد حجۃ الاسلام کے دور میں وصول کئے گئے آپ نے فرمایا تھا

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا ☆ میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارہ ناں نہیں

انہوں نے صرف یہ کہا نہیں تھا۔ بلکہ اس پر عمل کر کے دکھادیا۔ اور اس کی برکت یہ ہوئی کہ ان کا قائم کیا ہوا دار العلوم منظر اسلام دنیا بھر کے اہل سنت و جماعت کا مرجع اور مرکز قرار پایا۔ اور موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا سبحان رضا خاں مدظلہ العالی نے سابق وزیر اعظم ہند کی دو کروڑ روپے کی پیش کش مسترد کر کے اسلاف کی یاد تازہ کردی۔ اللہ تعالیٰ منظر اسلام بریلی شریف کو مزید وسعت اور ترقی عطا فرمائے اور اس عظیم الشان ادارے کو صبح قیامت تک پائندہ وسلامت رکھے۔ آمین۔

مقام مسرت ہے کہ اس وقت بھی تبحر علماء اور مدرسین کی ایک ٹیم منظر اسلام میں مسند تدریس کی زینت ہے اور قوم سازی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ آستانہ عالیہ رضویہ زندہ باد۔ منظر اسلام پائندہ باد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا شمس الحق شمس صدیق بریلوی قدس سرہ

ازقلم:۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

حضرت علامہ شمس الحسن صدیقی بریلوی ابن مولوی ماسٹر ابوالحسن صدیقی عاصی بریلوی (م ۱۹۳۷ء) ابن مولانا حکیم محمد ابراہیم بدایونی مرحوم ومغفور نیا شہر بریلی محلہ ذخیرہ کے اس مکان میں ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے جس مکان میں عالم اسلام کی ایک عظیم ہستی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء)

انقلاب سے ایک سال قبل ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مکان دراصل امام احمد رضا کے جد امجد کی ملکیت تھا جس کو بعد میں حضرت شمس کے والد ماجد نے خرید لیا تھا۔ حضرت شمس بریلوی نے امام احمد رضا کا زمانہ تو پایا مگر آپ صرف دو یا ڈھائی برس کے تھے کہ دین اسلام کا یہ مرد حق جس کو دنیا اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کرتی ہے۔ دنیا سے رخصت ہوگیا۔ البتہ حضرت شمس کا بچپن اور تعلیم اعلی حضرت کے دونوں لائق فرزندوں کی گود اور نگرانی میں ہوئی جس کے مثبت اثرات ان کی علمی کاوشوں میں نمایاں ہیں۔

حضرت شمس بریلوی خود بھی ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد، دادا، پردادا کے علاوہ آپ کے تایا مولوی ریاض الدین صدیقی بریلوی (م ۱۹۳۳ء) صاحب تصانیف بزرگ گذرے ہیں اور روہیل کھنڈ بریلی کے مشاہیر علماء وشعراء اور ادباء میں ان حضرات کا شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت شمس کے پردادا صاحب سیف وقلم تھے۔ آپ کی تصنیف "تاریخ فرح بخش" کا W. Hoey نے بعنوان "Memories of Delhi and Faizabad" کے نام سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔

حضرت شمس کے دادا یعنی جد امجد محترم حکیم محمد ابراہیم بدایونی مراد آباد در روہیل کھنڈ میں قائم ہونے والے پہلے اسکول کے صدر مدرس (ہیڈ ماسٹر) تھے۔

حضرت شمس کے والد ماجد محترم ابوالحسن عاصی صدیقی بریلوی اپنے وقت کے قابل قدر استاد، بے مثل شاعر اور بریلی کی مشہور صاحب علم شخصیت تھے۔ آپ عاصی تخلص فرماتے اور اکثر کلام صوفیانہ ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے:-

پنہاں یہ کس کے عارض تاباں کا نور ہے
جس کی ضیا سے کعبہ دل رشک نور ہے
کھلتا نہیں ہے بھید قریب و بعید کا
اتنا ہی وہ قریب جتنا کہ دور ہے
عاصی تجھے گناہوں سے اتنا خطر ہے کیوں
دیکھی ہے تو نے شان بھی آمرزگاری کی

معراج النبوی ﷺ کو آپ نے ایک شعر میں بہت خوبصورتی سے پیش کیا ہے ملاحظہ کیجئے:-

وہ اتنی جلد سیر لا مکاں کر کے ہوئے واپس
کہ تھی زنجیر جنبش میں اور گرمی تھی بستر میں

(ماخوذ جہان شمس ص ۴۱-۴۳)

حضرت شمس کے تایا مولوی حاجی ریاض الدین صدیقی بریلوی ۱۸۴۵ء میں بریلی میں پیدا ہوئے اور طول عمر کے بعد ۱۹۳۳ء میں بریلی ہی میں انتقال ہوا۔ آپ غالباً بریلی شہر کے پہلے گریجویٹ ہیں۔ کیونکہ جب آپ نے B.A کا امتحان پاس کیا تو لوگ ان کو دیکھنے آتے تھے کہ بریلی کا کون باشندہ ہے جس نے یہ سند حاصل کی ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے معین الدین اور صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی سے پروفیسر یوسف سلیم چشتی پیدا ہوئے جنہوں نے علمی ادبی دنیا میں بڑی شہرت پائی۔

پروفیسر سلیم چشتی کی کتاب "تاریخ تصوف" ان کی معرکتہ الاراء کتاب ہے۔ سلیم یوسف چشتی حضرت شمس کے رشتہ کے بھانجے ہوتے تھے۔ مولوی ریاض الدین کی دوسری بیٹی سے پروفیسر محمود بریلوی پیدا ہوئے۔ پروفیسر محمود علی خاں بریلوی ابن ارشاد علی خاں بریلوی (م ۱۹۴۱) ابن قاسم علی خاں رامپوری بریلی میں ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ

۱۹۷۷ء میں پاکستان آگئے اور ڈیفنس سروس میں انفارمیشن آفیسر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آپ دو درجن سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے اردو کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی متعدد تاریخی اور اسلامی نقطہ نظر سے کتابیں لکھیں۔

حضرت شمس بریلوی کے چھوٹے چچا مولوی خلیل الدین صدیقی بریلوی ''روسی'' لقب سے ملقب تھے کیونکہ آپ عرصہ دراز تک تاشقند (روس) میں السنیہ شرقیہ کے پروفیسر رہے تھے۔ آپ مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ متعدد اسلامی زبانوں پر کامل عبور رکھتے تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ (ماخوذ ''یادگار بریلی'' مرتبہ افتخار احمد ۱۹۷۰ص ۴۶-۴۹)

حضرت کے دونوں بھائی جوانی میں ہی انتقال فرما گئے ۲۵-۲۶ سال کی عمر میں اور دونوں کی شادیاں بھی نہیں ہوئی تھیں۔

حضرت شمس بریلوی کا شجرہ نسب :-

حکیم محمد ابراہیم بدایونی، مولوی ریاض الدین صدیقی، مولوی ابوالحسن عاصی صدیقی، مولوی خلیل الدین صدیقی بریلوی، معین الدین صدیقی، عزیز الحسن، فیض الحسن، مولوی الحسن صدیقی بریلوی، رفیع الدین صدیقی میجر خبر الدین صدیقی، ناصر الدین صدیقی، جاوید شمس، فرید شمس، سعید شمس، ۶ بیٹیاں، محمد علی نبیل حسن، شبیہ شمس، عارف حسن، سیف حسن، رضا حسن۔

حضرت شمس بریلوی کے تین بیٹے چھ بیٹیاں اور ۵ داماد ماشاء اللہ حیات ہیں جبکہ سب سے بڑے داماد انتقال کر چکے ہیں اور تین بیٹے بچپن میں فوت ہو گئے جبکہ اہلیہ سکندر بیگم بنت حافظ عبدالسعید خاں کا انتقال ۱۹۹۳ء میں ہوا تھا۔

تعلیمی زندگی :

حضرت شمس بریلوی نے رسم بسم اللہ کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں جس کی بنیاد خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں رکھی تھی اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور دیگر مقتدر علماء سے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے بعض اساتذہ کرام کے نام ملاحظہ کریں۔

☆ حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، خلیفہ وسجادہ نشین امام احمد رضا بریلوی

☆ حافظ عبدالکریم چتوڑگڑھی، خلیفہ اعلیٰ حضرت

☆ مولانا رحم الٰہی منگلوری (م ۱۳۶۳ھ)، خلیفہ اعلیٰ حضرت

☆ مولوی احسان علی مونگیری

☆ مولانا سید قاسم علی مونگیری

☆ مولوی رونق علی بریلوی

اس مدرسہ کے علاوہ آپ نے الٰہ آباد بورڈ سے فارسی زبان کے امتحانات، منشی کامل اور ادیب کامل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔ شاعری میں آپ نے مولوی سید قاسم علی خواہاں بریلوی سے اصلاح لی اور بعد میں ان کے بیٹے شایان بریلوی کی اصلاح کی۔

درس و تدریس :

آپ نے تدریس کا آغاز صرف ۱۷ سال کی عمر میں مدرسہ منظر اسلام میں ۱۹۳۵ء سے شعبہ فارسی میں بحیثیت استاد کیا اور ۱۹۴۵ء تک یہ خدمت انجام دیتے رہے اور جب آپ نے مدرسہ منظر اسلام چھوڑا اس وقت آپ شعبہ فارسی کے صدر مدرس تھے۔ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۴ء آپ بریلی کے اسلامیہ کالج میں استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ ۱۹۵۶ء میں پاکستان تشریف لے آئے اور گورنمنٹ اسکول ایئرپورٹ میں ملازمت اختیار کی اور ۱۹۷۵ء میں اس ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

نعتیہ شاعری کی بنیاد

حضرت شمس بریلوی نے ایک موقعہ پر اپنے گھر کی ایک نشست میں راقم السطور کو بتایا کہ دوران تدریس ۱۹۳۷ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقعہ پر آپ نے نعتیہ مشاعرہ کی بنیاد ڈالی اور یہ نعتیہ مشاعرہ ہر سال بریلی ٹاؤن میں منعقد ہوتا تھا اور اس کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی اور ناظم مشاعرہ بھی آپ ہی ہوتے تھے۔ آپ نے مزید بتایا کہ عموماً حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) اس مشاعرہ کی صدارت فرماتے اور جب کوئی شاعر ذرا سی بھی شرعی غلطی کرتا آپ فوراً سرخ بتی کا بٹن دبا دیتے جس سے سامعین اور شاعر کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے کوئی غلطی کی

ہے۔ پھر آپ اصلاح فرماتے۔ آپ نے ۱۹۴۳ء کے نعتیہ مشاعرہ میں جو نعت پڑھی تھی اس کے چند اشعار بھی سنائے ملاحظہ کیجئے:۔

بیٹھا ہو دل میں عشق کی دولت لئے ہوئے
جنت سے دور حاصل جنت لئے ہوئے
رضوان کے پاس چند بہاریں ہیں خلد کی
طیبہ کی ہر بہار ہے جنت لئے ہوئے

احقر نے اس موقعہ پر آپ سے استفسار کیا کہ حضرت آپ نے آج تک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی پر کوئی منقبت نہیں لکھی تو کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ کچھ دنوں میں لے لیجئے گا۔ جب چند دن کے بعد خدمت میں پہنچا تو فرمانے لگے مجید اللہ اعلیٰ حضرت کوئی معمولی شخصیت نہیں اور ان کے علمی کارنامے دو چار نہیں وہ اور ان کی علمی کاوشیں ہمہ جہت ہیں اسلئے دس بیس نہیں سینکڑوں اشعار ان کی شخصیت کیلئے بھی کم ہیں اسلئے آپ مجھے کچھ وقت دیں تو بھرپور منظوم نذرانہ عقیدت آپ کو پیش کروں گا۔ المختصر آپ نے ۵ رہزار اشعار پر مشتمل اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کی علمی کاوشوں پر منظوم اظہار خیال مثنوی مولانا روم کی بحر میں لکھ کر احقر کے حوالے کر دیا اور شرط یہ لگائی کہ اس کو کتابت کے بعد شائع کیا جائے۔ انشاء اللہ اس کی اشاعت کا جلد از جلد بندوبست کیا جائے گا کیونکہ یہ حضرت کا دیوان بھی ہے اور بقول خود ان کے کہ میں نے اپنی تمام تر شاعری کی توانائی صرف کر دی ہے اور میرے بعد اس قسم کی کوئی خدمت نہ کر سکے گا۔ (ملفوظات شمس غیر مطبوعہ)

ادبی و قلمی خدمات

☆ ۱۹۳۶ء میں ''انشاء ابوالفضل'' (دفتر اول) کی شرح لکھی جو انور بک ڈپو لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

☆ ۱۹۴۲ء میں میر حسن کی مثنوی ''سحر البیان'' پر مقدمہ لکھا۔ ۱۹۴۶ء میں نول کشور پریس سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔

☆ ''تنقیدی شہ پارے'' اورینٹل بک ڈپو بریلی سے شائع ہوئی۔

☆۱۹۴۶ء تا ۱۹۵۲ء آپ ایجوکیشن بک ڈپو علی گڑھ سے وابستہ رہے اور کئی کتابیں تصنیف فرمائیں ان میں چند نام قابل ذکر ہیں مثلاً

☆ تہذیب خانہ داری

☆ بچوں کی تربیت

پاکستان آمد کے بعد ۱۹۵۲ء تا ۱۹۶۶ء آپ ایجوکیشنل پریس سے وابستہ ہوئے اور ادارہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی سے آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوئیں۔

☆ ترجمہ گلستان سعدی مع حواشی

☆ ترجمہ بوستان سعدی مع حواشی

☆ شرح دیوان حافظ شیرازی مع حواشی

☆ ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم

☆ سعیدی اردو کمپوزیشن حصہ اول و دوم

اسی دوران دیگر اداروں نے بھی آپ کی مندرجہ ذیل مطبوعات شائع کیں۔

☆ ارمغان سیفی پر تنقید ناشر سلطان احمد نقوی

☆ تکان مرگ کا ترجمہ "موت کا جھٹکا" مکتبہ رشیدیہ کراچی

☆ معلم الدین کا ترجمہ مکتبہ رشیدیہ کراچی

☆ نفسیات کے زاویے ناشر محراب ادب کراچی

☆ لمعات خواجہ کا ترجمہ مع سوانح و تبصرہ

ناشر ادارہ معین الادب کراچی

☆ ترجمہ لطائف اشرفی

☆ مقدمہ مقامات صوفیہ ناشر مکتبہ نبویہ لاہور

☆ مقدمہ ماثر الکرم دائرۃ المصنفین کراچی

علامہ صاحب ۱۹۲۶ء تا ۱۹۹۵ء مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی سے وابستہ رہے، اس دوران آپ کی کئی معرکۃ الاراء تصنیفات، تالیفات وتراجم معہ مقدمات شائع ہوئیں۔

☆ مقدمہ کشف المحجوب

☆ مقدمہ مکاشفۃ القلوب

☆ مقدمہ مدارج النبوۃ

☆ مقدمہ فوائد الفوائد

☆ مقدمہ خصائص الکبریٰ

☆ مقدمہ ارشادات رسول ﷺ

☆ مقدمہ کلیات جامی (فارسی)

☆ مقدمہ وترجمہ غنیۃ الطالبین

☆ مقدمہ وترجمہ تاریخ الخلفاء

☆ مقدمہ وترجمہ عوارف المعارف

☆ مقدمہ وترجمہ نفحات الانس

☆ مقدمہ وترجمہ اورنگ زیب خطوط کے آئینے میں

☆ کلام رضا کا تحقیقی وادبی جائزہ

☆ سرور کونین ﷺ کی فصاحت

☆ نظام مصطفیٰ ﷺ

☆ مقدمہ وترتیب کلام "ذوق نعت"

(مولانا حسن رضا بریلوی)

۱۹۸۰ء تا وصال آپ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ آپ کا شمار ادارہ کے بانیوں میں ہوتا ہے اس دوران آپ کے کئی مقالات اور کتابیں ادارہ سے شائع ہوئیں اور کئی زیر طبع ہیں۔

☆ امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری جلد اول ۱۹۸۴ء

☆ امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری جلد دوم ۱۹۸۶ء

مقالات جو معارف رضا کے مختلف سالانہ شماروں میں شائع ہوئے۔

☆ فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام شمارہ ۱۹۸۱ء

☆ امام احمد رضا کے حواشی کا تحقیقی جائزہ ۱۹۸۶

☆ امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری ۱۹۸۳ء

☆ شرح قصیدہ رضا بر اصطلاح نجوم وفلکیات ۱۹۸۷ء

☆ شرح قصیدہ رضا بر اصطلاح نجوم وفلکیات ۱۹۸۸ء

☆ محدث بریلوی اور میاں نذیر حسین دہلوی ۱۹۹۱ء

☆ فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ عالمگیریہ زیر طبع

☆ ''آفتاب افکار رضا'' مثنوی کی بحر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علوم وفنون کا ۵ر ہزار اشعار میں تعارف وتبصرہ (زیر طبع)

☆ ''تاریخ نعت'' (زیر طبع)

☆ ''لمعات شمس'' حضرت شمس صاحب کی مختصر سوانح وتعارف ۱۹۸۶ء

☆ ''جہان شمس'' حضرت شمس کا تفصیلی تعارف اور ان کی تصنیفات وتالیفات اور دیوان پر تبصرہ، مؤلف اسمٰعیل رضا ذبیح ترمذی

بحیثیت شاعر---آپ اردو، عربی، فارسی کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی اشعار کہتے ہیں افسوس کہ آپ کا دیوان تلف ہوگیا۔

حضرت شمس بریلوی کی حیات و افکار پر ان کی حیات میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے ایک کتاب "جہان شمس" کے نام سے ۱۹۹۲ء میں شائع کی تھی۔ اس کتاب کے مولف حضرت کے بھانجے سید اسمٰعیل رضا ترمذی مدظلہ العالی تھے اور اس کی تدوین و تزئین احقر نے کی تھی۔ اس کے علاوہ مولانا غلام یحیٰ مصباحی نے انڈیا میں اپنے Ph.d کے مقالے میں حضرت شمس بریلوی کی دینی، ادبی خدمات کا جائزہ لیا ہے لیکن ابھی تک حضرت شمس کی ادبی، دینی خدمات پر بحیثیت مترجم، مقدمہ نگار، شاعر اور تبصرہ نگار کے کسی اہل قلم نے تفصیل سے اظہار خیال نہیں فرمایا ہے جبکہ آپ ۱۰ر سے زیادہ ضخیم تصوف کی کتابوں کے مترجم ہیں۔ ۲۰ر سے زیادہ کتابوں پر کم از کم سو صفحات کے مقدمات تحریر کیے ہیں جو الگ تالیف کا درجہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ بھی بیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور مولوف ہیں جبکہ سب سے بڑا کارنامہ پانچ ہزار اشعار پر مشتمل مثنوی کے بحر میں منظوم اظہار خیال ہے جو اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کے علمی کمالات کے ساتھ ساتھ اس میں ۹۰ نعتیں ہیں جو ۹۰ مختلف عنوانات پر لکھی گئی ہیں۔

احقر جو حضرت شمس بریلوی کا ادنیٰ شاگرد ہے اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ حضرت کے ساتھ گزرے ہوئے ۱۴ر سال کے لمحات کو "ملفوظات شمس" کے نام سے مرتب کروں۔ احقر کو حضرت نے اتنا قریب کر لیا تھا کہ اگر پندرہ بیس دن کے اندر اندر حاضر خدمت نہ ہوتا تو آپ یا تو فون کر کے بلواتے یا خط میں عموماً یہ شعر لکھ کر بھیج دیتے:-

مجھ کو بھلا دے سارا زمانہ تو غم نہیں
اللہ کرے کہ تم کبھی ایسا نہ کر سکو

راقم جیسے ہی حضرت کے دولت کدہ پر پہنچتا آپ بڑی شفقت فرماتے تھے اور میرے اہل خانہ کو دعائیں دیتے اور اکثر ایک یا دو کتابیں مجھے نذر کرتے۔ آپ اپنی بیٹی عذرا انجم زوجہ سرتاج احمد خاں کے یہاں قیام کرتے تھے اکثر آپ کے گھر والے مجھ سے کہتے کہ آپ ہمارے پاپا (حضرت شمس بریلوی) کی دوا ہیں کیونکہ آپ سے ملاقات کے بعد پاپا میں ظاہری توانائی آجاتی ہے اور کئی دن تک خوش رہتے ہیں لہٰذا آپ ضرور ضرور ۱۰-۱۵ دن میں ایک چکر لگا لیا کریں۔ یہی بات محترم سرتاج صاحب نے کئی مرتبہ محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب (صدر ادارہ) سے کہی۔

حضرت شمس بریلوی سے احقر کی پہلی ملاقات ۱۹۸۳ء کے کسی مہینے میں ہوئی تھی جو مجھے یاد نہیں اور اس کے بعد مہینے دو

مہینے میں ایک ملاقات ضرور ہوتی تھی۔ احقر نے اکثر نشستوں کو قلمبند کرلیا ہے جو ملفوظات کی شکل میں انشاء اللہ ترتیب دوں گا۔ حضرت کی شخصیت کو انتہائی مختصر الفاظ میں یوں خراج عقیدت اور اظہار خیال پیش کرتا ہوں کہ:

''آپ سچے پکے حنفی بریلوی مسلمان، رواداری کے پابند، سچے اور کھرے، مخلص اور وفادار، وقت اور وعدے کے پابند، زبان وقلم میں محتاط، انتہائی حساس، مہمان نواز، دوستوں سے اچھی توقعات، گوشہ نشین''

راقم کی حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی قدس سرہ العزیز سے آخری ملاقات ڈیفینس کے مکان میں انتقال سے چند روز قبل ۲۴ر فروری ۱۹۹۷ء ۱۶ر شوال ۱۴۱۷ھ بروز پیر شام ساڑھے چار بجے ہوئی۔ اس آخری ملاقات میں آخری کلمات جو حضرت شمس کی زبان سے سنے وہ خود ان کی لکھی ہوئی فارسی کی ایک رباعی تھی، ملاحظہ کیجئے:-

در راہ بقا باغ و صحرا بگذشت

تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت

ہیہات کہ بیشتر عمر فانی

بے طاعت ایزد تعالیٰ بگذشت

(حضرت شمس)

پھر وہ گھڑی آگئی کہ حضرت خالق حقیقی کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس دنیا سے رات ۹ بجے بروز بدھ، ۱۲ر مارچ ۱۹۹۷ء ر ۱۴۱۷ھ کو (P.N.S شفا ہسپتال کراچی میں) اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ کراچی کے سخی حسن قبرستان میں تدفین ہوئی۔

وہ جو اک مقدمہ نگار تھا، وہ جو اک ادیب شہیر تھا

جسے کہتے تھے شمس بریلوی، یہ اس کی لوح مزار ہے

(حضرت شمس)

اب چند تاریخی مادے ملاحظہ کیجئے جو آپ کے شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی مدظلہ العالی ،سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل مانچسٹر نے روانہ کیے۔

☆ادیب والا جاہ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی ۱۴۱۷ھ

☆صاحب یگانہ ادارہ تحقیقات ۱۴۱۷ھ

☆مخدوم من جامع الکمالات ۱۴۱۷ھ

☆شمس ذی وقار ۱۴۱۷ھ

☆شمس بے داغ ۱۴۱۷ھ

آخر میں محترم طارق سلطان پوری کے بھی چند مادہ ہائے وصال ملاحظہ کیجئے:۔

☆عالم دولت رضویت (۱۹۹۷ء)

☆ترجمان افکار رضا (۱۹۹۷ء)

☆بے مثل شمس بازغہ (۱۹۹۷ء)

☆خاصہ فکر رضا (۱۹۹۷ء)

☆آہ شمس اوج رضا (۱۴۱۷ھ)

☆احتشام بزم تحقیق (۱۴۱۷)

ارشادات عالیہ

الصلوۃ عماد الدین

☆نماز دین کا ستون ہے

☆طہارت نماز کی کنجی ہے

☆نماز تمام اعمال میں سب سے اہم اور اعظم ہے

عصر حاضر کے علمی ومسلکی تقاضے اور منظر اسلام کا قائدانہ کردار

از قلم: ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی علی گڑھ

بلاشبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی ومسلکی قیادت کے بعد ان کے مولد و مسکن ومدفن بریلی کو اہل سنت کے لئے مرکز کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ آج کوئی بھی شخص اعلیٰ حضرت کی دینی قیادت کو تسلیم کئے بغیر سنی ہونے کا دعویدار نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ان کا قائم کردہ ''جامعہ منظر اسلام'' دینی مدارس اور ان کے نصاب ونظام میں قائدانہ اور مرکزی حیثیت کا حامل ہونا چاہئے۔

عصر حاضر میں منظر اسلام پر مختلف النوع قسم کی ذمہ داریاں عائد ہو رہی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کی بجا آوری فرض عین کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی لئے امید کی جانی چاہئے کہ ارباب جامعہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے قائدانہ کردار ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوں گے۔

میرے خیال میں عصر حاضر میں منظر اسلام پر جو اہم ذمہ داریاں عائد کی ہیں انہیں مندرجہ ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) عصری تقاضوں کے مطابق نصاب تعلیم کی ترتیب وتدوین اور علم دین کی ترویج واشاعت

(۲) مسلک اہل سنت کی تبلیغ واشاعت۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ علم اور عروج لازم وملزوم ہیں۔ اور علم ہی اپنے جلو میں عروج وترقی اور کامیابی وکامرانی لاتا ہے۔ قوموں کی ترقی اور خوش حالی، قوت وطاقت کا سرچشمہ علم ہی ہے۔ اسی طرح قلم کی طاقت کے آگے تیر وتلوار کند ثابت ہوتے ہیں۔ قلم وقرطاس کو ہم رشتہ کر کے ہی علم کی بلندیوں کو سر کیا جاسکتا ہے۔ علم وفضل کے ہفت خواں طے کئے جاسکتے ہیں۔ علم وقلم کی ایسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر منبع علم۔ قرآن کریم نے سب سے پہلے علم وقلم کا ہی ذکر کیا ہے۔ قرآن ناطق نے علم کی اہمیت کو اس قدر اجاگر کیا اور اس کے لئے وہ حکمت عملی اختیار کی کہ جاہلیت کے شاہکار عرب ایک صدی کے اندر امام العلوم بن کر ابھرے۔

بظاہر امی لقب لیکن تلمیذ الرحمن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہجرت کے بعد موقع ملتے ہی سب سے پہلے ایک مرکزی مسجد و مدرسہ کی بناء ڈالی۔ مسجد سے متصل صفہ ہی اس وقت کا مدرسہ تھا۔ اصحاب صفہ اس اولین مدرسہ کے ہمہ وقتی طالب علم تھے۔ یہی ان کی درس گاہ تھی اور یہی ہوسٹل یا رہائش گاہ بھی۔ ان مخصوص طلباء کے علاوہ ہر صحابی بیک وقت جزوقتی طالب علم بھی تھا۔ اور معلم بھی۔ اس لئے کہ ہر شخص کے پیش نظر آپ کا یہ فرمان رہتا تھا کہ جسے جو بات معلوم ہو وہ اسے دوسروں تک ضرور پہنچائے۔

علم کی ترویج واشاعت کے لئے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم لازمی ہیں۔ اس لئے کہ جہاں آپ نے حصول علم کی ترغیب وتلقین فرمائی وہیں علم کو دو حصوں میں بھی تقسیم فرمایا۔ علم نافع اور علم غیر نافع۔ زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول کیلئے بیجد دعا فرمائی رب زدنی علما آپ کی ہمہ وقتی دعا تھی وہیں علم غیر نافع یا مضر علوم سے اللہ کی پناہ بھی چاہی۔

اللھم انی اعوذبک من علم لاینفع

قرآن کریم کی آیت کریمہ ہے۔ سنریھم آیاتنا فی الافاق وفی انفسھم (پارہ ۲۵ آیہ ۵۳ سورہ حم سجدہ) عنقریب دکھائیں گے ہم ان کو اپنی نشانیاں کائنات میں اور خود ان کے نفوس میں) درحقیقت انفس وآفاق میں ہی قدرت الٰہی کی نشانیاں موجود ہیں۔ جیسے جیسے ان کے سربستہ راز واہورہے ہیں۔ نت نئے عالم وجود میں آرہے ہیں۔ ابتدائی دور کے مسلمانوں نے اس طرف توجہ دی تو حکومت وسیاست نے ان کے قدم چومے دنیا کا غالب حصہ سیاسی اور ذہنی اعتبار سے ان کا غلام ہوگیا۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے جمود وتعطل کو شعار بنایا علم سے منہ موڑا نتیجہ میں سیاسی اضمحلال اور علمی زوال آیا۔

قرآن کی بلاغت نے علوم دو حصوں انفس وآفاق میں تقسیم کیا ہے۔ علم نفس سے مراد وہ علوم ہیں جنہیں آج کی اصطلاح میں سوشل سائنسز (Socialscience) ہومنیٹیز (Humanities) کہا جاتا ہے۔ ان میں نفسیات، عمرانیات، سیاسیات، اقتصادیات تاریخ وجغرافیہ وغیرہ شامل ہیں۔

علم الآفاق سے مراد پیور سائنسز ہیں ان میں طبعیات، نباتات، ارضیات، جمادات، حیوانات اور کیمیاء وغیرہ ہیں ظاہر ہے ان دونوں کے مطالعہ سے ہی اسرار کائنات آشکارا ہوتے ہیں۔ نت نئی ایجادات ظہور میں آتی ہیں اور بنی

نوع انسان ترقی وکامرانی کی جانب رواں دواں رہتا ہے اسی لئے ان دونوں کا مطالعہ منشائے خداوندی ہے۔

اس طرح خود خالق علوم نے ہی یہ طے کردیا کہ کن علوم کا مطالعہ ضروری ہے۔

نظام تعلیم کو کیسا ہونا چاہئے اور یہ کہ کون سے علوم ملت اسلامیہ کی فلاح وبہبود کیلئے ضروری ہیں۔

نظام تعلیم وہ اساس ہے جس پر کسی قوم کی رفعت کی عظمت وبلند وبالا قصر تعمیر ہوتا ہے یہی وہ اسلحہ ہے جو مذہبی اور تہذیبی روایات واقتدار کی حفاظت کرتا ہے اسی مدد سے نہ صرف قوم مامون ومحفوظ رہتی ہے بلکہ کامیابی وکامرانی کے مراحل بھی طے کرتی ہے۔ اسی لئے زندہ قومیں اپنے نظام تعلیم بہت ہی غور وفکر کے بعد مرتب کرتی ہیں اور اسی قومی روایات سے ہم آہنگ بناتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مفکرین قوم کی ہیئت اجتماعی پر غور وفکر کرتے وقت سب سے پہلے اپنی توجہ نظام تعلیم پر مرکوز کرتے ہیں۔ اور قومی ضروریات وروایات کے مطابق نظام تعلیم اور نصاب تعلیم مدون ومرتب کرتے ہیں۔ افلاطون اور ارسطو سے موجودہ دور تک سبھی مفکر وفلفی تعلیمی امور پر بھی غور وفکر کرتے۔ اور اس کا ماحصل اپنے تعلیمی نظریات میں پیش کرتے رہے ہیں۔

اہل نظر جانتے ہیں کہ انسانی وجود کی طرح نظام تعلیم بھی اپنی ایک روح اور ضمیر رکھتا ہے۔ یہ روح اور ضمیر دراصل اس کے واضعین ومرتبین کے عقائد ونفسیات، زندگی کے متعلق ان کے نقطہ نظر اور ان کے اخلاق کا عکس وپرتو ہوتا ہے۔

نظام تعلیم کے کچھ بنیادی واساسی اصول تو ناقابل ترمیم وتنسیخ ہوتے ہیں۔ جن سے صرف نظر قومی المیہ اور قومی تباہی کا باعث ہوسکتی ہے۔ لیکن زندگی کی طرح نصاب تعلیم بھی ارتقاپذیر ہے۔ اور وہ کوئی جامد شئی نہیں بلکہ وقت اور قومی ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہنا چاہئے۔

قرون اول اور خصوصا صحابہ کرام کے نصاب تعلیم کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رسمی اور غیر رسمی تعلیم میں مندرجہ ذیل مضامین شامل تھے۔

(۱) قرآن مجید، تفسیر اوامر ونواہی، ناسخ ومنسوخ کا حکم، شان نزول وغیرہ۔

(۲) احادیث اور اسوۂ حسنہ کا علم۔

(۳) عربی شاعری وامثلہ کا علم۔

(۴) انساب کا علم۔

(۵) حسب ضرورت یہود ونصاریٰ اور مجوسی کی زبانوں اور ان کے مذاہب کا مطالعہ۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے نہ صرف عبرانی سیکھی تھی بلکہ توریت کا مطالعہ کرکے ان کے اعتراضات کا دفاع کرنے اور حسب ضرورت جوابی اعتراض واقدام کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کی تھی۔ گروہ صحابہ میں کتنے ہی افراد فارسی، رومی، حبشی وغیرہ زبانیں جانتے تھے۔ اوران ممالک سے تعلقات میں معاون ومترجم کی خدمت انجام دیتے تھے۔

(۶) کچھ لوگوں کو حسب دلچسپی علم الابدان وعلم نفس میں مہارت حاصل کرنیکی ترغیب بھی دی جاتی تھی۔ یہی لوگ طبیب ومعالج کی خدمت انجام دیتے تھے۔

(۷) ملٹری سائنس یا فنون حرب کی تعلیم تقریباً لازمی تھی۔ گھوڑ سواری، تلوار بازی، نیزہ بازی، تیراندازی، اور تیرا کی پر بطور خاص زور دیا جاتا تھا۔ آپ نے نہ صرف ان فنون کے حصول کی تاکید فرمائی بلکہ انہیں تفریح ودل بستگی کے مشغلے بھی قرار دیا۔

پہلی صدی ہجری کے اسلامی مدارس میں تقریباً یہی نظام ونصاب رائج رہا۔ دوسری صدی ہجری میں عباسیوں کے عہد عروج میں یونانی اور رومی علوم کی ترویج واشاعت نے نصاب تعلیم کے تقاضے بدل دیئے۔

اسی لئے علمائے عصر نے منطق وفلفسہ اور علم کلام کو نصاب تعلیم کا ایک اہم جز قرار دیا اور انہیں کی مدد سے علوم اسلامی اور عقائد اسلامی کو مضبوط اساس فراہم کی۔

یونانی اور رومی علوم نے نفع ونقصان دونوں پہنچائے۔ ان کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہوا کہ علماء کی توجہ قرآن وحدیث اور فقہ سے ہٹ کر منطق وفلفسہ اور علم کلام کی طرف زیادہ ہوگئی۔ علوم کو علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ میں منقسم کردیا گیا۔ قرآن وحدیث وغیرہ کے علوم کو علوم نقلیہ قرار دیا گیا۔ ان کے مقابلہ میں علوم عقلیہ منطق وفلفسہ وغیرہ کی اہمیت اور قدردانی بڑھ گئی اسی لئے علوم عقلیہ کے عالم خود کو برتر سمجھنے لگے۔

صدیوں تک یہی تقسیم اور یہی علوم داخل نصاب رہے۔ مدارس کا مشہور ومعروف درس نظامیہ تقریباً اسی اساس پر قائم ہوا۔ لیکن اب ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ اس نصاب تعلیم میں عصری تقاضوں کے پیش نظر انقلابی

تبدیلیاں کی جائیں۔ بعض مدارس نے جزوی تبدیلیاں کیہیں۔ لیکن یہ ناکافی ہیں۔ منظر اسلام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس ضمن میں قائدانہ کردار ادا کرے۔ ایک نیا اور مکمل تبدیل شدہ نصاب تعلیم کیسا ہونا چاہئے اسکا ایک خاکہ پیش خدمت ہے۔ جسے اہل علم مزید غور وفکر کرکے بہتر بنا سکتے ہیں۔

(۱) پہلے دو سال تک قرآن کریم، ضروری مسائل وطریق عبادات اور اردو اور عربی زبانی سکھائی جائے۔ تاکہ طلبہ ان زبانوں پر عبور حاصل کرکے آئندہ کی تعلیم بآسانی حاصل کرسکیں۔

(۲) اس دو سالہ تیاری کورس کے بعد پانچ سالہ عمومی کورس ہو۔ جس میں قرآن کریم کو صحت کے ساتھ تلاوت کرنے اس کے ضروری معنی ومطالب سمجھنے پر زور ہو۔ احادیث کا انتخاب مشکوۃ جیسی کتب کے ذریعہ پڑھایا جائے۔ مسائل فقہ کی تفہیم بہار شریعت جیسی کتب کے ذریعہ ہو ان کے ساتھ عصری علوم میں سے طبی، سائنسی اور سماجی علوم جیسے علم مدنیت تاریخ، تاریخ ہند و تاریخ اسلام، جغرافیہ، سیاسیات وغیرہ مبادیات پڑھائی جائے۔ ہندی اور علاقائی زبان حسب ضرورت سکھائی جائے۔ ان زبانوں کے ادب کے بجائے صرف زبان کے سمجھنے سمجھانے اور اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کی صلاحیت پر زور ہونا چاہئے۔

اس سات سالہ کورس کے بعد عالم کی سند تفویض کی جاسکتی ہے۔

(۳) ان فارغ التحصیل طلباء میں سے جواہر قابل کو تلاش کرکے مختلف میدانوں میں سے کسی ایک میں تخصص حاصل کرنے کیلئے داخل کیا جائے۔ انہیں خصوصی مراعات، سہولیات مہیا کی جائیں، انہیں ملت کا سرمایہ سمجھ کر انکی نگہداشت و پرورش کی جائے۔

یہ داخلے سخت مقابلے وسابقے کے بعد ہی عمل میں لائے جائیں کسی بھی میدان تخصیص میں دس سے زیادہ طلباء کو داخل نہ کیا جائے تاکہ انہیں پر مکمل اور بھرپور توجہ دی جاسکے۔ یہ کورس پانچ سالہ پر محیط اور مندرجہ ذیل موضوعات میں سے کسی ایک پر مبنی ہوسکتا ہے۔

(۱) تخصص فی القرآن والتفسیر: اس میں تمام معلوم ومعروف عربی واردو تفاسیر کا مطالعہ شامل ہو۔ قرآنی علوم پر مکمل عبور حاصل کرنے پر زور دیا جائے۔

(۲) تخصص فی الحدیث: اس میں تمام معلوم مجموعہ ہائے حدیث کا مطالعہ کرایا جائے۔ نیز احادیث سے متعلق تمام علوم عمیق مطالعہ اس میں شامل ہو۔

(۳) تخصص فی الفقہ: اس میں تمام مذاہب فقہ کا تفصیلی وتقابلی مطالعہ کیا جائے فقہ کے چاروں معروف مذاہب کے ساتھ فقہ جعفریہ کا مطالعہ بھی شامل نصاب ہو۔ ان سب کے تقابلی مطالعہ کے ساتھ فقہ حنفی کی برتری پیش نظر رکھی جائے۔

(۴) تخصص فی المناظرہ: اس میں مسلمانوں کے تمام معروف مسالک نیز عیسائیت وہندوازم کا تفصیلی وتنقیدی مطالعہ شامل ہو۔ اپنی دلچسپی کے مطابق کوئی طالب علم کسی خاص مسلک کے متعلق امتیاز حاصل کرسکتا ہے۔

مناظرین کی تیاری میں اذہان کو حکمت و دانائی، نرم روی اور شیریں مقالی کا خوگر بنایا جائے۔ انہیں شخصیات پر نہیں نظریات پر تنقید کا عادی بنایا جائے۔ اپنے نظریات کو دلائل و براہین سے ثابت کرنے والا بنایا جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے موجودہ مناظرین میں سے اکثر کا حال اس کے قطعی برعکس ہے۔ وہ اپنی تنگ خوئی تلخ نوائی اور فسادی انداز نظر سے بہت سے مذبذب اور آزاد خیال لوگوں کو اپنی جماعت سے جدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور پورے مسلک کی بدنامی اور اسے نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس انداز نظر کو بدلنے کی اشد ضرورت ہے۔

(۵) تخصص فی الادب: اس میں عربی یا اردو ادب کا عمیق مطالعہ شامل ہو۔

(۶) تخصص فی الطب: طب یونانی بڑی حد تک مسلمانوں کے متعلق رہا ہے اس کی حفاظت اور ترویج واشاعت مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس لئے بھی بی یو، ایم، ایس، قسم کا پانچ سالہ کورس طب یونانی کے متعلق رائج کیا جائے۔ اس نصاب کی تکمیل کے بعد فاضل کی سند تفویض کی جاسکتی ہے۔ مثلا فاضل طب، فاضل ادب وغیرہ۔ نظام ونصاب کی اس انقلابی تبدیلی کے ساتھ ہی منظر اسلام کو یہ کوشش بھی کرنی چاہئے کہ اس کے ہم خیال مدارس اس نصاب کو اختیار کریں۔ اور خود کو منظر کے مرکزی نظام سے بھی وابستہ کرلیں۔ اس طرح مدارس کا ایک وفاق وجود میں آجائیگا۔ جو ایک مرکزی بورڈ یا یونیورسٹی کی شکل اختیار کرلے گا۔ جس کا بنیادی مقصد امتحانات کا انعقاد اور اس کیلئے ضروری قواعد وضوابط تیار کرنا ہوگا۔ یہ خیال رکھا جائے کہ مختلف مدارس کے مالی معاملات میں کوئی مداخلت نہ کی جائے۔ کیونکہ یہی اکثر بناء فساد ہوسکتی ہے۔ انہیں اپنے مالی وسائل مہیا کرنے اور انہیں اپنے زیر انتظام خرچ کرنے میں بالکل آزاد وخود مختار مانا جائے۔ البتہ قواعد و

ضوابط اور نصاب تعلیم کا پابند بنایا جائے۔ اگر ہم خیال مدارس کا ایک بڑا وفاق وجود میں آجائیگا تو اسے حکومت اور مختلف تعلیمی اداروں کی منظوری بھی بآسانی حاصل ہو جائیگی۔ یہ پروجیکٹ کثیر سرمایہ کا طالب ہے۔ اسی لئے مختلف مدارس میں تخصص کے شعبے تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ ابتدائی سات سالہ نصاب تو سبھی مدارس میں ہو لیکن تخصص کا کوئی ایک میدان کسی ایک مدرسہ میں ہو تو دوسرا کسی دوسرے مدرسے میں۔ اس طرح کام بھی تقسیم ہو جائیگا۔ کم سرمایہ میں کام ہو سکے گا۔ اور انتظامی امور میں بھی سہولت ہوگی۔

اگر خلوص، محنت، لگن، دیانت وامانت اور یکسوئی کے ساتھ جدوجہد کی جائے تو ایک بے نظیر مرکزی ادارہ کا خواب جو ابھی خواب پریشاں سے زیادہ نہیں شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ افراد کی ذاتیات اور خواہشات کو دینی اور مسلکی ضرورت کے اوپر قربان کر دیا جائے۔ اگر خلوص و دیانت وامانت سے کام کا آغاز ہوگا تو انشاء اللہ مالی وسائل کی کمی آڑے نہیں آئیگی۔ اعلیٰ حضرت سے جذباتی اور روحانی وابستگی رکھنے والے کروڑوں افراد اس ادارے کے پشت پناہ اور کفیل بن جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسلک اہل سنت کی تبلیغ واشاعت اور اس سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ۔ منظر اسلام کا دوسرا اہم فرض ہے۔

موجودہ دور، فکری بے راہ روی اور مذہب حق سے دوری کا دور ہے۔ آج مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ یا تو مذہب سے بیزار ولا تعلق ہے۔ یا پھر مختلف گمراہ کن جماعتوں کا شکار ہے۔ اس کی بڑی وجہ عام مسلمانوں کی دین سے ناواقفیت، حقائق سے دوری، گمراہ کن جماعتوں کی مشنری اسپرٹ اور خود اہل سنت کی مجرمانہ حد تک غفلت ولا پرواہی ہے۔ گمراہ کن جماعتوں اور گروہوں نے گزشتہ ایک صدی میں اپنی انتھک محنت وجدوجہد اور تبلیغی سرگرمیوں سے عوام الناس کی ایک بڑی تعداد کو اپنا ہمنوا اور پشت پناہ بنالیا ہے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ شاہ اسماعیل دہلوی سے پہلے مسلمانوں کا سواد اعظم انہیں عقائد کا پیرو تھا۔ جنہیں آج بریلویت سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کا اعتراف خود اغیار کے اہل قلم کو بھی ہے۔ مشہور غیر مقلد عالم ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا ہے۔ امرتسر میں مسلم آبادی ہندو سکھ وغیرہ کی مساوی ہے۔ اسی سال قبل تقریبا سب مسلمان اسی خیال کے تھے۔ جنکو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے (شمع توحید ص ۴۰ مطبوعہ ۱۹۳۷ء)

شاہ اسماعیل دہلوی کی ایک اور معتقد و تذکرہ نگار مولوی محمد جعفر تھانیسری نے تاریخ عجیبہ میں لکھا ہے میری موجودگی ہند

کیوقت ۱۲۷۸ھ شاید پنجاب بھر میں دس وہابی عقیدہ کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۲ھ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر ایسا نہیں ہیکہ جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم چار حصہ وہابی معتقد محمد اسماعیل کے نہ ہوں ۔یہ شہادتیں تو قدیم ہیں ۔آج حالت دیکھئے کیا ہے ۔آپ اکثر شہروں میں متصلب سنی چند ہی پائیں گے ۔سنی مساجد اور سنی امام کو تلاش ہی کرتے پھریں گے ۔عوام کی اکثریت خواہ اپنے عقائد واعمال میں سنی ہی ہو مگر وہ رہنمائی دیوبندی علماء سے حاصل کررہی ہے اور انہیں کی اقتدا میں بے تکلف نماز ادا کررہی ہے ۔آج مساجد تو کجا مقابر اور خانقاہوں پر بھی انہیں کا قبضہ ہے ۔وقف بورڈ ان کے زیر تصلب ہے ۔ذرائع ابلاغ ان کے ہاتھ میں ہے ۔پریس کی طاقت وہ طاقت ہے کہ جو بڑے سے بڑے جھوٹ کو سچ ثابت کرسکتی ہے اور کررہی ہے ۔اسی طاقت سے انہوں نے اہل سنت کو عام مسلمانوں کی نگاہ میں بدعتی ،گمراہ ،پیٹ کے پجاری ،فسادی اور جھگڑالوں بنادیا ہے ۔انہوں نے جو کچھ کیا اپنے مفاد کیلئے کیا ۔سوال یہ ہے کہ ہم نے ایسا کیوں ہونے دیا ۔اسی کی طرف ایک نظر ہمیں اپنی کمزوریوں اور فی زمانہ پسپائی کے اسباب وعوامل پر ڈالنی چاہئے ۔اسمیں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت نے وہابیہ کے خلاف تردیدی لیریچر کی شکل میں اسلحہ اور گولہ بارود کے انبار لگادیئے ۔لیکن ان اسلحہ کو استعمال کرنے والے تربیت یافتہ سپاہیوں کی تیاری کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاسکی ۔جب کہ اغیار نے جگہ جگہ مدارس قائم کرکے اپنا دفع کرنے والوں کی افواج کھڑی کردیں ۔مساجد پر قبضہ کرکے اور تبلیغی سرگرمیوں میں دن رات ایک کرکے عوام کو اپنا ہمنوا بنالیا ۔جن لوگوں کی حقائق پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ کل وہ دفاعی پوزیشن میں تھے اور آج ہم اپنے قلعوں کی حفاظت کی طرف سے فکر مند ہیں ۔جن میں جگہ جگہ شگاف پڑ چکے ہیں اور جن پر ہر طرف سے اغیار کی یلغار ہے ۔یہ نہ صرف لمحہ فکریہ ہے بلکہ مؤثر تدابیر کیلئے ہمہ تن جدوجہد ہونا بھی ضروری ہے ۔

اہل سنت کے گرد تنگ ہوتے ہوئے اس حصار کو توڑنا آج ہر سنی کا فرض ہے۔ خصوصا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اہل خاندان اور ان کے قائم کردہ منظر اسلام پر بطور خاص یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل امور کو اختیار کیا جائے تو انشاء اللہ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا جاسکتا ہے۔

(۱) اہل سنت کے متعلق گمراہ کن پروپیگنڈے کا سد باب مؤثر طریقے سے کیا جائے۔

(۲) اغیار کی منتخب و مستند کتب سے ان کے عقائد اخذ کر کے اشتہاروں، کتابچوں، پمفلیٹوں اور ہینڈ بل وغیرہ کی شکل میں شائع کر کے مفت عوام تک پہونچائے جائیں۔

(۳) ان جملوں کو بطور خاص عوام تک پہونچایا جائے۔ جن سے صریح توہین رسالت ہوتی ہے۔

(۴) آجکل مزارات اور خانقاہوں میں جو کچھ ہورہا ہے وہ سب اہل سنت کے ہی کھاتے میں لکھا جاتا ہے۔ اور اہل سنت کو ہی ان حرکات کا مرتکب گردانا جاتا ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کیا جائے۔ بدعات وخرافات کا بھر پور اور واضح رد کر کے ان سے برأت کا اظہار کیا جائے۔

(۵) اپنی مساجد، مقابر اور خانقاہوں کے تحفظ کیلئے بھر پور جد وجہد کی جائے۔ وقف بورڈوں میں مسلک کا واضح اندراج کرایا جائے۔ اور اس سلسلہ میں حکومتی سطح پر کوشش کی جائے۔

(۶) مبلغین کی ایسی جماعتیں تشکیل دی جائیں جو مختلف علاقوں میں جا کر غلط فہمیوں کا ازالہ اور صحیح عقائد کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دیں۔ ان کا طریقہ کار اغیار کے طریقہ کار سے قطعا مختلف ہونا چاہئے۔

اگر ان انسدادی تدابیر پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ بڑھتے ہوئے سیلاب بلا کا رخ موڑا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اہل سنت خواب خرگوش سے جاگ جائیں۔ اپنے فرض کو سمجھیں اور جہد وعمل کو اپنا شعار بنائیں۔

وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیب سجادہ عالیہ رضویہ حضرت مولانا **سبحان رضا خاں** صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف!

آپ کے مکتوب گرامی اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ذریعہ یہ معلوم کرکے دلی مسرت ہوئی کہ آپ بریلی شریف میں ۲۵ رصفر کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس کے موقع پر جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کا صد سالہ جشن منا رہے ہیں۔ مبارک صد ہزار مبارک۔

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف صرف ایک ادارہ اور محض ایک مدرسہ نہیں بلکہ مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ ایمانی تحریک ہے جس نے کروڑوں دلوں کو نور ایمان سے منور کیا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کی چاندنی چاردانگ عالم میں پھیلادی۔ جس نے بے دینی اور بدمذہبی کی طاغوتی شورشوں کا رخ موڑ دیا۔ جس نے ایسے ایسے جانباز مجاہدین اسلام تیار کیے کہ ان کا ایک ایک فرد پورے پورے ملک کیلیے کافی تھا۔

یہ وہ مرکز ہے جس کی سرپرستی حسان زمانہ مولانا حسن رضا بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے کی۔ جس میں حضرت مولانا ظہور الحسین فاروقی مجددی، حضرت مولانا رحم الٰہی اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی (مصنف بہار شریعت) رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر نادر روزگار اساتذہ علم وعرفان کے جواہر لٹاتے رہے۔ جس کے پہلے طالب علم ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا عبد الرشید تھے جو بعد میں علم وحکمت کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ جس کی کشش مولانا علامہ محمد سردار احمد چشتی قادری اور مولانا علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی ایسے شہبازوں کو زیر دام لائی ان میں سے ایک کو محدث اعظم پاکستان اور دوسرے کو شیخ القرآن کے

منصب جلیل پر فائز کیا۔ علم وحکمت کے ان تاجداروں نے علم وعرفان کے دریا بہا کر پوری دنیا کو سیراب کیا جس کے طلباء ہی نہیں مدرسین کو بھی حضور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی نے فیضیاب کیا۔

منظر اسلام بریلی شریف کے پاس اگرچہ وسائل کی فراوانی اور بلڈنگ کی خاطر خواہ وسعت نہیں رہی لیکن یہ مرکز کبھی باطل کے آگے سپر انداز نہیں ہوا۔ لادینیت کے ساتھ کبھی صلح نہیں کی۔ پرچم اسلام کو کبھی سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ یہ ایک لاہوتی نغمہ ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کے کانوں میں نہیں دلوں میں جاں نواز آواز بن کر اتر گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے بانی اخلاص وللہیت کے پیکر تھے۔ اسلام کے سچے شیدائی اور سرکار دو عالم ﷺ کے جاں نثار غلام تھے۔ انہوں نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کے عشق ومحبت کا پیغام عام کردینے کیلئے نچھاور کردیا تھا۔ اوران کے بعد آنے والے منتظمین اسی شاہراہ عشق وایمان پر چلتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس مرکز اہل سنت کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف حضرت مولانا سبحان رضا خاں مدظلہ العالی کو عمر دراز عطا فرمائے اور انہیں اپنے آباء واجداد کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کی ذات والا سے ہمیں بڑی توقعات ہیں۔ والسلام

(مفتی) محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی

ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، شیخوپورہ و تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سائل کا مسجد میں سوال کرنا حرام ہے
اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔

(حدیث شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبلہ وکعبہ محترمی ومکرمی مخدوم اہل سنت ضیائے ملک وملت، پاسبان مسلک رضا، شہزادہ ریحان ملت، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سبحان رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سلام مسنون: اول حمد وثناء وبعدہ درود وسلام

تأسیس منظر اسلام کے صد سالہ دور تعلیمی کے ملفوف ہونے پر جشن عظیم کے سلسلہ میں لاتعد ولاتحصیٰ ہدیہ تبریک کے ہار آپ کے گلوئے ناز میں آویزاں رہیں۔ جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ والاشان حضرت پیر قاضی ابوالفضل محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے تحت ماہنامہ میں مرقوم ''موضوعات'' میں سے ایک موضوع پر کچھ کلمات رقم کیے ہیں۔ امید واثق ہے۔ کہ آپ اپنے صد سالہ تألیفی پروگرام کے سلسلہ میں اسے بھی زیور طباعت سے مزین فرمائیں گے۔ اگر کوئی حکم نامہ ہوتو وہ ناچیز کیلئے سعادتمندی کا پیش خیمہ ہوگا۔

دعا کا طالب

خادم اہل سنت بندۂ غوث الوریٰ محمد عبدالقوی نوشاہی اویسی

آستانہ عالیہ محدث اعظم فیصل آباد پاکستان

منظر اسلام اور پاکستان بحوالہ دینی علمی فیضان

از: رشحات قلم

بندۂ غوث الوریٰ محمد عبدالقوی ایم اے گولڈ میڈلسٹ ابن مولانا محمد دین مسکین آستانہ عالیہ محدث اعظم فیصل آباد پاکستان

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

علم سے مرقع و مرصع، عالم کی مثال کسی بھی حسین وجمیل ثمر آور شجر سایہ دار کی جڑ کی مانند ہوتی ہے۔ جو کثیر التعداد شاخوں کے حامل منضبط و مضبوط تنے کے جنم کا سبب بنتی ہے۔ بالفاظ دیگر کہا جا سکتا ہے کہ جڑ سے پھوٹنے والے تنے سے کئی ایک بڑی چھوٹی شاخیں عمل تولد کے مراحل طے کر کے مزید کثیر التعداد شاخوں میں تقسیم ہو کر پروان چڑھتی ہیں ۔اور پھر اسکی ہر شاخ، اس کے گل و ثمر سبھی اپنی لطافت و حلاوت میں افادیت کلی رکھتے ہیں۔ جن سے بنی نوع انسان، چرند پرند، جمیع مخلوق حسب دلخواہ استمتاع کرتی ہے۔ بات کسی بھی مادر علمی کی ہو اس کے بانی کی مثال تو جڑ ہے۔ اور وہ مادر علمی تنے کی مثل ہے۔ اور پھر اس مادر علمی کی مختلف مواضع و اماکن میں مزید شاخ در شاخ کی تقسیم کی مثال پھولوں اور پھلوں سے جھکی لدی شاخیں ہیں۔ جو عمل افادیت کا موثر سبب و ذریعہ بنتی ہیں اسی طرح کسی بھی مادر علمی کی ذیلی درسگاہیں اس کے علمی، تعلیمی، درسی ثمرات میں نور و تنویر اور تعمیر و تشہیر کی ضامن ہوتی ہیں۔ جن سے خواص و عوام کا جم غفیر اپنی علمی و ادبی اشتہا کی تکمیل کرتا ہے تو اس شجر سایہ دار کی جڑ کی مثال السید الامام بقیۃ السلف الکرام احد الائمۃ الزھاد والکاملین العباد الشاہ احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز ہیں۔ جن سے دار العلوم منظر اسلام کا قد آور تناور وجود با کمال پا کر عالم شباب کو پہنچا جس کی ثمر آور شاخوں سے کل عالم کو دینی اعتقادی حلاوتوں کے بھرے ثمرات میسر ہیں۔

۱۹۰۴ء/۱۳۲۲ھ میں دار العلوم کے عمل تاسیس سے قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا مطمح نظر ارض بریلی پر صرف سنگ و خشت کی چار دیواری ہی نہ تھا درس اصحاب صفہ کی اشاعت و ترویج کی روایت حسنہ کو عملی جامہ کی صورت میں تا قیام قیامت سلک تسلسل و استمرار میں پرو دینا مقصود تھا۔ جس کی ضیاء پاشیوں اور ضو فشانیوں سے جمیع مخلوق دین متین اور تمسک

اختیار کرلے۔ پس آپ کی شبانہ روز کی انتھک جہد مستمر، سعی اخلاص اور جگر کاوی کے سبب ہی منظر اسلام علم وفن کی درس وتدریس، کتب کی تالیف وتصنیف، عقائد کی تنقیح وتصریح عشق مصطفوی کی تبلیغ وترویج میں برصغیر پاک وہند تو کیا بلکہ دنیائے اسلام کے افق پر آفتاب نصف النہار کی طرح منور ہوا اور ہے اور رہے گا۔ بفضل خداعزوجل ورسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اس مادر علمی نے بہتر وابتر حالات میں بھی اپنے دینی اور مسلکی تصلب کے مقصد اہم اور عزم اعظم پر گرفت کی گرہ ڈھیلی نہ ہونے دی۔ اور گردش زمانہ کی پیہم تند وتیز عاصف وقاصف اور صرصر وعقیم ہواؤں میں بھی اپنے پائے ثبات کو متزلزل نہ ہونے دیا۔ بلکہ اپنے صد سالہ عظیم دور حیات میں اساتذہ، طلباء اور عامۃ الناس کو عقائد مسلک اہل سنت کی سلک میں پرو دیا۔ بے سروسامانی اور تنہائی کے عالم میں منظر اسلام نے عرصہ قلیل میں نقش دوام کی صورت میں تاریخ کے اوراق پر جو انمٹ نقوش ثبت کئے وہ دیگر مدارس کیلئے مشعل راہ ہیں۔

کلمات مذکورہ سے راقم کا مقصود دار العلوم منظر اسلام کے تعارفی عقیدت نامہ کی گرہ کشائی تھا۔ ہمارا موضوع قلم کو حدود وقیود میں مسدود کر کے پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کی طرف کشاں کشاں سرکانے کی سعی حاصل میں کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے۔ اس امر وعنوان کے تحت بے بضاعتی کے عالم میں کچھ نقوش منتخب ذیلی سطور میں ملفوظ ہیں ملک عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کو محبت وعقیدت کے الفاظ وکلمات کے موازین میں ناپنے یا تولنے کے عمل کو کم علمی وکج فہمی سے تعبیر کیا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی اپنے جذبات واحساسات عقیدت کو لسان قلم پر لاکر جواہر محبت کی مالا بنا کر محبوبین کے سینے پر آویزاں کرنے کی سعادت سے مسعد ہو رہا ہوں۔

یاد رہے، یہ بات حسن تعمیر کی ہو تعریف کا مرجع معمار ہی ہوگا۔ تعریف تصویر کی ہو توصیف حقیقتاً مصور کی ہی متصور ہوگی بات کلام کے حسن کی ہو مدح متکلم کی ہی کہلائے گی۔ انداز تحریر میں رنگ حسن بھر دیا جائے۔ تو داد تحسین کا استحقاق محرر کو ہی حاصل ہوگا قابلیت واہلیت اگر تلمیذ کی بیان کی جائے۔ تو حقیقت میں تعریف وتوصیف اس کے معلم اور مادر علمی کی ہی ہوگی۔ جو مادر علمی کو پہلے ترتیب وتدریب کا سانچہ بناتا ہے۔ پھر اپنے تلمیذ کو علم کی آنچ دیکر تیشۂ عمل سے تراش تراش کر اس سانچے کے مطابق ڈھال دیتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں تری عشق گری کو ساقی ☆ کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

اس سلسلہ میں منظر اسلام بریلی شریف سے اکتساب فیض کرنیوالی ان نادر الوجود شخصیات کے تذکرہ خیر کے جرعہ کفائیت سے ہم ملتفی ہوں گے۔ جو دین مصطفوی اور عشق مرتضوی کی امین ہو کر ارض پاکستان میں محو تبلیغ ہوئیں ؎

چمن کی بات ہو یا بزم مے کا نام آئے

لبوں پہ تذکرہ یار آہی جاتا ہے

ویسے بھی اگر ہم پاکستان کے دینی افق کا طائرانہ نگاہ سے عمومی مشاہدہ کریں تو اس حقیقت کی تعیین ہوتی ہے کہ لفظ ''رضا'' کا اسم نسبت تذکیر یا تانیث (رضوی رر ضویہ) کی صورت میں اکثر مدارس وجامعات کے اسماء میں اکلیل عروس کا سماں باندھتا ہے۔ یہ فیضان رضا اور جامعہ منظر اسلام کی علمی یادگار کا محبت بھرا بین ثبوت ہے۔ چونکہ بانی جامعہ رضویہ منظر اسلام قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سادات کرام سے غایت درجہ انس و پیار تھا۔ ان کے اسی گوشہ محبت کو معمول میں لاتے ہوئے ہم سید السادات امام المحدثین علامہ مولانا سید محمد دیدار علی شاہ قدس سرہ العزیز کی خدمات نبیلہ کو مبدأ عنوان بناتے ہیں اگرچہ آپ نے دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے مراحل علم کی تکمیل جلیل کی مگر اعلیٰ حضرت کی نظر کیمیا و سیمیا گر نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ آپ کو امانت خلافت کی عطا سے سلسلہ قادریہ رضویہ کا امین بھی بنادیا اور فقہ حنفیہ کی تمام کتب کی اجازت روایت بھی مرحمت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت کی صحبت کے شب و روز میں منظر اسلام کی علمی اور فنی خدمات وتعلیمات کے عمیق مشاہدہ نے آپ کے دل میں منظر اسلام کی نہج پر دینی ادارہ کی تاسیس وتعمیر کی قلعی کھول دی۔ ۱۹۲۵ء میں شہر لاہور میں آپ نے ''حزب الاحناف'' کے نام پر دار العلوم کی خشت تاسیس اپنے دست کرامت سے رکھی۔

مزید تقدیر کی اتم درجہ موافقت کا اظہار یوں ہوا کہ آپ کے جگر گوشہ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ آپ کے خلف ارشد ثابت ہوئے آپ اپنے والد گرامی محدث الوری اور حضرت صدر الافاضل کی سنگت ومعیت میں بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے فقہ کی جزئیات، تقابل ادیان اور دیگر علوم پر مہارت تامہ حاصل کی دوسرے علماء کے ساتھ خدمت افتاء نویسی بھی انجام دی جس کی نگرانی خود قبلہ اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے۔ جس کا اثر بایں طریق ظاہر ہوا کہ پاکستان میں ہزاروں فتاویٰ آپ کی نوک قلم سے مترشح ہوئے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول اور بہار شریعت کے ابتدائی حصص

آپ کے زیر نظر مرحلہ طباعت واشاعت سے گزرے اور حزب الاحناف میں سلسلہ درس وتدریس کی صورت میں روایت اسلاف کو بھی جاری رکھا۔ الحاصل یہ پدر وولد دونوں کی کاوشوں نے ''حزب الاحناف'' کی خیمہ زنی کر کے تاریخ سنیت میں فیضان رضا کے مثالی نقوش منقش کر دیئے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو تختہ وصال پر غسل دینے کی سعادت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت نے علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ کو بھی تمام علوم اسلامیہ، قرآن وحدیث، فقہ اور سلاسل طریقت کی خصوصی سند اپنے دست مبارک سے لکھ کر عطا فرمائی۔ علامہ محدث الوری قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے اور علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے برادر اصغر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ نے اپنے والد گرامی اور دیگر اساتذہ سے کتب پڑھیں۔ قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، صدرالافاضل علامہ محمد نعیم الدین مرادآبادی سے بھی مستفیض ومستنیر ہوئے۔ مسجد وزیر خاں لاہور میں منصب امامت سنبھالا۔ پاک وہند کی ہر تحریک میں عدیم المثال فعال کردار ادا کیا۔ متعدد بار جیل کی سلاخوں کے پیچھے آپ کو محصور کیا گیا۔ مگر آپ کے پائے ثبات کو خراش تک نہ پہنچی۔ جیل میں ہی آپ نے علمی گوہر فشانیوں سے اوراق جڑے تو وہ ''تفسیر ابوالحسنات'' کے نام سے موسوم ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے ساتھ آپ کی قلبی محبت وعقیدت کا حد درجہ احساس آپ کی شستہ گفتگو سے ہوتا تھا۔

فقاہت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندہ ترین تصویر مولانا ابو یوسف محمد شریف قدس سرہ تھے۔ آپ ملقب بہ فقیہ اعظم اور محدث کوٹلوی ہیں آپ سلسلہ خرقہ خلافت میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے ماذون تھے۔ فقیہ اعظم کا لقب بھی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا عطا کردہ ہے۔ آپ نے علم کدہ رضویت پہونچ کر اکتساب فیض کیا۔ واپس سیالکوٹ کے قصبہ کوٹلی لوہاراں آکر فقہ حنفیت پر مثالی کام کیا۔ سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک فقہ پر حافظ ابن ابی شیبہ کے وہ اعتراضات جن میں امام اعظم علیہ الرحمہ کے بعض مسائل کو خلاف حدیث گردانا گیا۔ جب انہی اعتراضات کو آڑ بنا کر غیر مقلدین نے عوام کو بہکانا چاہا تو آپ نے کتاب تائید الامام باحادیث خیر الانام تصنیف کی اس میں ابن ابی شیبہ کے اعتراضات کا مسکت رد تحریر فرمایا اس کتاب کے مطالعہ پر حضرت صدرالافاضل کے یہ الفاظ تھے۔ ''حافظ ابن ابی شیبہ اگر آج ہوتے تو ضرور اس تحریر کی قدر کرتے اور اس کو اپنی مصنف کا جزو بناتے۔ ''یا کتاب الرد'' کو مصنف سے خارج کرتے''

حضرت مولانا سردار احمد محدث اعظم علیہ الرحمہ نے بریلی شریف سے پاکستان آکر جب جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا سنگ بنیاد رکھا

توشجرہ رضویت کی آبیاری کیلئے اولا مال معاونت بھی فقیہ اعظم مولانا محمد شریف علیہ الرحمہ نے ہی فرمائی تھی۔

نائب مجدد اعظم حضرت شیخ الحدیث ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ ملقب بہ محدث اعظم کو سلسلہ وخانوادہ اعلیٰ حضرت میں وہی حیثیت حاصل تھی۔ جو کہ بدن انسانی میں ریڑھ کی ہڈی کو حاصل ہوتی ہے۔ آپ کے عدم ذکر سے فیضان رضا کی تاریخ کا باب ادھورا ہی رہ جائیگا۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی ہو یا مظہر اسلام بریلی آپ کی قلبی اتجاہات کے رہین رہے۔ منظر اسلام کو من کل الوجوہ بام تکمیل تک پہنچانے میں آپ کی عرق ریزی کا خاصہ عمل دخل تھا۔ آپ صدر وسادہ الاساتذہ پر بھی تمکنت نشین ہوئے۔ اور تدریس دورہ حدیث شریف کا آغاز بھی بریلی شریف سے فرمایا تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف آوری پر آپ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا سنگ تاسیس رکھا پہلے پہل دارالعلوم کی عمارت محض ایک شامیانہ ہی تھا۔ جو بعد میں عالیشان پرشکوہ عمارت پر منتج ہوا۔

آپ کے زیر تلمذ رہنے والے کثیر التعداد تلامذہ پاکستان آئے جنھوں نے مدارس وجامعات قائم کرکے علم رضویت کو اوج ثریا تک پہنچادیا۔ ہاں اغیار بھی اس بات کے معترف ہیں کہ پاکستان میں پیغام رضا اور عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی شمع کو شعلہ دوام عطا کرنے والے محدث اعظم ہی ہیں تو پھر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ آپ کے دم قدم سے پاکستان نغمات رضا سے گونج اٹھا۔

سبک اس کے ہاتھوں سے سنگ گراں
پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگ رواں

اسی نامور سلسلہ کی اہم کڑی شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی بھی مرقوم ہے۔ آپ نے منظر اسلام سے تکمیل دورہ حدیث کی سند حاصل کی بریلی شریف،

گجرات اور وزیر آباد میں ذوق تدریس کی پیاس بجھائی۔ اکثر ملی و مذہبی تحاریک میں فعال کردار ادا کیا۔ قائد اعظم آپ کی دعوت پر ہی وزیر آباد تشریف لائے۔ آپ نے سلسلہ قیل وقال کیلئے وزیر آباد میں جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی آپکی مدلل، متصوف منطقانہ اور فلفسیانہ تقریر وتدریس میں فیضان رضا کی بہار و پھوار سے سامعین و معلمین کے چہرے غنچوں کی طرح کھلے رہتے توجہ طلب بات ہے کہ پاکستان کے مدارس کے تدریسی ماحول میں سب سے زیادہ شہرت محدث اعظم

کے دورہ حدیث شریف کو حاصل تھی جب کہ دورہ قرآن کریم علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کا مشہور تھا۔

فیضان رضا کی تقدیس وتنویر میں مقدس ومنور ہو کر شہر و مضافات کو نور علم میں بسا گئے۔ وہ فقیہ العصر حضرت مولانا تقدس علی خاں قدس سرہ جن کی شخصیت کے تعارف میں یہی امر کفایت کرتا ہے کہ آپ مجدد اسلام کے تلمیذ رشید اور خلیفہ اجل ہونے کے ساتھ ساتھ نسبی لحاظ سے نواسے بھی تھے۔ منظر اسلام کے مہتمم بھی رہے۔ جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سندھ کے شیخ الجامعہ تھے، اور حضرت حجۃ الاسلام سے شرف دامادی بھی آپ کو حاصل تھا، نابغہ روزگار شخصیات آپ کے خرمن تلامذہ کے زمرہ میں شامل ہیں فکر اعلیٰ حضرت کی جیتی جاگتی تصویر تھے آپ کی لسان ہو یا قلمدان دونوں ہمہ وقت فکر رضا اور خدمت مسلک اہل سنت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

دین وملت کے وقار علامہ وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلک رضا کے زبردست مؤید و عامل تھے۔ ابتدائی تعلیم منظر اسلام سے حاصل کی قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت کے دست کرم پر بیعت کی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۱ء منظر اسلام میں مسند تدریس پر فائز رہے بعد ازاں چاٹگام مشرقی پاکستان میں جامعہ احمدیہ سنیہ میں شعبہ تدریس سے منسلک رہے پھر روشنیوں کے شہر کراچی میں مرکزی دار العلوم امجدیہ کے طلباء آپ کے بحر ذخار علم سے سیراب ہوتے رہے آپ ناظم تعلیمات، شیخ الافتاء اور شیخ الحدیث کی مسانید پر بھی تمکین نشین رہے۔ آپ درس وتدریس، تحریر و تقریر گفت وشنید کے خاکوں میں فکر رضا کا رنگ بھرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتے تھے۔

دور افتادہ میں حافظ العلوم علامہ جلال الدین قدس سرہ کی خدمات بھی قابل صد تحسین ہیں اگرچہ ظاہری بصارت سے محروم تھے۔ لیکن خدائے لم یزل نے اس کے نعم البدل بصیرت قلبی سے خوب خوب نوازا تھا۔ ۱۹۴۶ء میں بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل فرمائی محدث اعظم پاکستان، مفتی اعظم ہند اور حضرت صدر الافاضل مرادآبادی علیہ الرحمہ سے اکتساب علم کیا۔ آپ کو قبلہ مفتی اعظم ہند کی طرف سے اجازت روایت حدیث بھی تھی۔ منقولات و معقولات کتب کی تکمیل کے بعد وطن مالوف واپس آکر جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ کے نام کو سنگ وخشت کا لبادہ عطا فرمایا ۱۹۶۲ء سے تادم وصال دورۂ حدیث شریف پڑھاتے رہے مسلک رضا پر نہایت متصلبانہ گرفت رکھتے تھے۔ پیغامات رضا کے ابلاغ میں آپ کے دار العلوم کی انجام کردہ خدمات کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔

شریعت مصطفوی کی اسی راہ ارشاد ابلاغ پر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام جان ہزاروی ثم لاہوری علیہ الرحمہ بھی اعلیٰ حضرت سے مستفید ہوئے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے شہرۂ علم کی شنید سے بریلی شریف پہنچے درس نظامی کی کتب اخیرہ اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی قبلہ اعلیٰ حضرت نے آپ کی دستار بندی فرمائی اور سلاسل طریقت کی اجازت سے بھی ماذون فرمایا۔ دارالعلوم منظر اسلام میں مدرس اور مسجد بی بی جی میں امام وخطیب مقرر ہوئے۔ پاکستان صوبہ پنجاب کے ضلع ہزارہ میں آپ کو عہدہ قضا پر حکومت نے مامور کیا۔ مگر دستبردار ہوگئے۔ اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں صدر مدرس اور شیخ الافتاء کی مسند پر جلوہ گر ہوئے اپنی تصانیف وتالیفات کی صورت میں اعلیٰ حضرت کے فیضان کو خواص وعوام تک پہنچادیا۔ فتاویٰ غلامیہ، نور العینین فی سفر الحرمین، سیف الرحمانی علی راس القادیانی، دیوان غلامیہ، نغمہ شہادت (غیر مطبوعہ) القول الحتاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط، رسالہ اذان علی القبر وتعدد الجمعۃ فی مساجد المصر آپ کے علمی وقلمی شہ پارے ہیں۔

فرق باطلہ کے خلاف تقریری وتحریری طور پر جہاد کرنے میں خلفائے اعلیٰحضرت میں سے مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا امام الدین قادری رضوی سیالکوٹی علیہ الرحمہ بھی نمایاں وعیاں ہیں میدان تصنیف وتالیف کے شہ زور تھے۔ صاحب تصانیف عدیدہ ہیں۔ جن میں اکثر زیور طباعت سے آراستہ نہ ہوسکیں۔ لیکن نصرۃ الحق، احتیاط الظہر، ہدایۃ الشیعۃ، الذکر المحمود فی بیان المولد المسعود منظر عام پر آئیں جو کہ آپ کے زور قلم اور وفور علم پر دال ہیں۔

سیالکوٹ کے خانوادۂ سادات کے درویش صفت عالم مولانا صوفی قلندری علی سہر وردی علیہ الرحمہ نے بھی منظر اسلام بریلی شریف میں اڑھائی سال کی اقامت کے دوران اعلیٰ حضرت کے علم کے بحر تلاطم سے خوب سیرابی حاصل کی سند خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعدازاں دیار داتا علی ہجویری لاہور میں جامع مسجد حضرت شاہ ابوالمعالی قادری علیہ الرحمہ اور مسجد چوہدریاں قلعہ گوجر سنگھ میں خطیب رہے آپ قلم کے دھنی تھے۔ جمال الٰہی، سیاح لامکاں، میلاد الرسول، رسالہ علم غیب، حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ، تذکرہ سہر وردی، الفقر فخری، انوار سہر وردیہ، پردہ نسواں آپ کے قلمی شاہکار ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا سید فتح علی شاہ قادری قدس سرہ کی عملی شخصیت کی کاوش کشمیر وجموں میں عمیق دینی اثرات

مرتب کرنے میں فعال رہی۔ آپ کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مختلف مدارس میں کتب درس نظامی پڑھنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل پر قرطاس فراغت حاصل کیا۔ اعلیٰحضرت کے دست اقدس پر بیعت کی اور خلف رشید بھی بنے۔ سیالکوٹ کے نواحی علاقوں اور جموں وکشمیر میں مسلسل تبلیغی دورے فرماتے رہے۔ عوام وخواص کو مسلک اہل سنت اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ تصانیف میں معیار صداقت، چہل حدیث، سچا ایمان، مجموعہ وعظ (تین حصے) اور مجموعہ اشعار یادگار ہیں۔

کشمیر کی وادیوں، گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک پیغام رضا کی ترسیل وتبلیغ میں حافظ علامہ پیر محمد فاضل تاجدار ڈھانگری قدس سرہ العزیز نے بھی خون وعرق ایک کردیا درس دورہ حدیث شریف کے دوران قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ سے اکتساب فیض کیا۔ بعدازاں ڈھانگری شریف کشمیر میں اپنے تدریسی ذوق کی تکمیل کیلئے مدرسہ کی بنیاد رکھی جو کہ پورے کشمیر کا منفرد و یکتا فکر رضا کا حامل ادارہ ہے۔ آزاد کشمیر میں آپ کے نفخ ولایت کی بدولت مسلک اہل سنت کی بہار پروان چڑھی اور اسکی چوٹیاں نغمات رضا کی بازگشت سے گونج اٹھیں۔

منظر اسلام کے دینی تبلیغی فیضان کے سلسلہ میں علامہ مفتی مختار احمد قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی بھی مرتبط ومنضبط ہے بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف قبلہ سیدی محدث اعظم سے کیا۔ آپ بہت شریف الطبع، نہایت کم گو باعمل عالم دین تھے۔ آپ کو علم الفقہ اور علم المیراث پر ید طولیٰ حاصل تھا جامعہ قادریہ رضویہ میں تدریس فرماتے رہے۔ فتاویٰ نویسی میں کمال درک حاصل تھا۔

فخر المحدثین پروردہ فیضان رضا بحر العلوم علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ بھی قابل کتابت زر ہیں۔ آپ نے اجمیر مقدس اور بریلی شریف میں قبلہ محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اپنے والد گرامی صدرالشریعہ علامہ امجد علی صاحب قدس سرہ سے بھی درسی کتابوں کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔ آپ کا ذوق علمی آپ کو جامعہ ازہر مصر اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ لے گیا۔ انڈیا میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف اور پاکستان میں جامعہ محمدی شریف جھنگ، جامعہ رضویہ منظر اسلام ہارون آباد، اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں تدریسی مناصب پر فائز ہو کر یادگار اسلاف بن کر تعلیمات اسلاف سے طلباء کو بہرہ مند فرماتے رہے۔

صلحاء وصالحین کے احوال وسیر کو اسوۂ حیات بنا کر فیضان اعلیٰحضرت سے فیضیاب ہو کر اعزاز ولایت حاصل کرنے والے شیخ الحدیث مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی علیہ الرحمہ قبلہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خانوادۂ عظیمہ سے تھے۔ بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔

اپنے برادر اکبر مفتی تقدس علی خاں سے بھی درس نظامی پڑھا۔ منتہی کتب اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل حضرت صدرالشریعہ کے زیر تلمذرہ کر فرمائی۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں مسند تدریس پر براجمان ہوئے۔ شہر لاہور میں جامعہ گنج بخش اور جامعہ حامدیہ رضویہ اور ہر دو مدارس قائم فرمائے۔ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان اور ہفت روزہ جمعیت لاہور کے نگراں بھی رہے۔

مناظر اسلام شیر اہل سنت مولانا عنایت اللہ قادری رضوی قدس سرہ العزیز کی پیرانہ سالی میں بھی شیر دلی مذہب باطلہ پر شمشیر براں کی طرح کوندتی اور برستی تھی۔ بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم سے دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ حضرت حجۃ الاسلام سے شرف بیعت حاصل تھا۔ اور محدث اعظم سے شرف خلافت، آپکی حیات مبارکہ کے ہر ہر لمحہ کو پاسبان مسلک رضا کی حیثیت حاصل تھی۔ عقائد، دلائل، مکالمہ اور مناظرہ کے میدان کے علاوہ آپ جان ومال کے بھی شہ زور تھے۔ مذہب باطلہ کے بڑے بڑے نامور مناظرین کے برج گمنام لحد میں اتار دیئے، سانگلہ ہل میں جامعہ نقشبندیہ رضویہ کی تاسیس سے منظر اسلام کی یاد تازہ فرمائی۔ آپکی تعمیر کردہ فن تعمیر کی نادر الوجود مسجد کے بلند وبالا مینار پر شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے مشائخ کے اسماء مبارکہ لکھے ہوئے ہیں۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ کے مرید وخلیفۂ صادق استاذ العلماء مولانا محمد معین الدین شافعی رضوی علیہ الرحمہ ہندوستان کے شہر ممبئی کے رئیس زادے تھے، بریلی شریف میں قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ کے زیر تلمذ مراحل علم کی تکمیل فرما رہے تھے۔ کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں آپ کے ساتھ ہی پاکستان آگئے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی تعمیر وترویج میں آپکی مساعی ناقابل فراموش ہیں۔ جامعہ کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ اور یادگار رضا جامعہ قادریہ رضویہ کے قیام میں بھی آپ کا مرکزی کردار رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے شجر شریعت وطریقت سے علامہ حافظ ابراہیم خوشتر زید مجدہ بھی منسلک ومتمسک ہیں۔ زندگی کی ابتدائی بہاروں میں ہی منظر اسلام بریلی شریف کے ساتھ سلسلہ علم وتعلم کے لئے وابستہ ہوگئے۔ تقسیم ہند کے

بعد دورۂ حدیث حضرت محدث اعظم سے کیا۔ راولپنڈی کے علاقہ گوجر خاں میں سلسلہ تدریس جاری فرمایا۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء تک ساہیوال میں ذوق معلّمی پورا فرماتے رہے۔ پھر نغمات و پیغامات رضا کی تشہیر و تبلیغ کیلئے بیرون ملک سدھارے آپ کی کاوشوں سے ہی سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کا قیام عمل میں آیا۔

مفتی اعظم ہند نے آپکو خرقۂ و خلافت سے نوازا۔

دور حاضر میں یادگار اسلاف کی صورت میں شیخ الحدیث حافظ عبد الرشید رضوی زید مجدہ کا وجود مسعود بھی نعمت ہے آپ جلیل القدر مدرس، محقق، بے مثل مناظر اور ماہر علم الکلام ہیں۔ درس دورۂ حدیث شریف کیلئے دیوبند جانا چاہتے تھے۔ کہ آپ کے والد علامہ محمد قطب الدین علیہ الرحمہ نے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کی وساطت سے آپ کو صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت صدر الافاضل ان دنوں آل انڈیا سنی کانفرنس کے سلسلے میں بہت مصروف تھے۔ انہوں نے آپ کو بریلی شریف قبلہ محدث اعظم کے پاس پہنچادیا۔ سند فراغت کے حصول کے بعد جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں ضلع جھنگ میں جامعہ قطبیہ رضویہ قائم کیا۔ ان دنوں آپ حضرت محدث اعظم کے آستانہ عالیہ سے ملحق مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ آپ چراغ رضویت کی چھلیل کی مثل ہیں۔

ان علماء وفضلاء، مفسرین ومحدثین جن کا ہم نے مذکورہ سطور میں اجمالی ساخاکہ نقش کیا ہے کے علاوہ اور بھی سیکڑوں ایسے جواہر، مکنون ہیں۔ جنہوں نے فیضان رضا کے امین ہوکر اپنی زندگیوں کے شب وروز دین مصطفوی کیلئے وقف کردیئے۔ منظر اسلام کے مدرسین اور فارغ التحصیل طلباء کی کسی بھی میدان میں انجام کردہ خدمات نبیلہ کو قلمبند کرنا انجم شماری کے مترادف ہے جوکہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے کیونکہ اس امر کیلئے لاتعداد صفحات پر مشتمل سیکڑوں دفتر درکار ہیں۔ اور ان علماء کے عدم تذکرہ پر ہمارا موضوع شکوۂ تشنگی میں لب کشا ہی رہیگا۔ لیکن طوالت مضمون کے پیش نظر بطور مشت از خروارے بقیہ علماء کے صرف اسمائے گرامی پر اکتفا کے سوا کوئی ہمیں اور سبیل سمجھاتی نہیں دیتی۔

آفتاب علم وحکمت کے ان تابندہ و درخشندہ ستاروں میں سے مولانا غلام یزدانی یحییٰ ہزاروی، مولانا مختار الحق صدیقی ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا سید محمد یعقوب شاہ گجراتی، مفتی محمد نواب الدین فیصل آبادی، مولانا ولی النبی بیکی تورڈ شریف مردان

،مولانا محمد الیاس سیالکوٹی ،مولانا مطیع الرضا خاں راولپنڈی ،مولانا سید حیدر علی علی پور سیداں ،مفتی ظفر علی کراچی ،مولانا محمد نواز بھکی ،مولانا سید محمد منصور شاہ کشمیر،اور مولانا سیف الدین کے اسماء گرامی قدر بھی راقم کے کہنہ حافظے کے قرطاس پر مرقوم ہیں چونکہ علماء کا یہ لامتناہی سلسلہ ہے تو جن تک ناچیز کی نظر مطالعہ اور ید عاملہ کی رسائی نہیں ہوسکی ان کی خدمت عالیہ میں اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کے سبب گلدستہ معذرت بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں لیکن اتنا کہنے میں تو میں حق بجانب ہوں کہ شہر بریلی کے منبع علم وحکمت سے فارغ التحصیل علماء و محققین ،علوم وفنون اور عشق مصطفوی کی ایسی شمعیں فروزاں کر گئے کہ جوراہ علم کے سنگ میل میں ثابت ہوئیں اور سپیدۂ صبح کی مثل ان کے اجالے راہ گذاروں کیلئے مینارہ نور کی حیثیت پا گئے ۔ یہ سب کیا ہے۔نظر وفکر رضا کے ابدی کرشمے ہیں ،جو مخالفین اسلام اور معاندین اہل سنت کو سیل آب کے خس وخاشاک کی طرح بہا کر لئے جارہے ہیں۔

کتب لغت وادب کی اوراق گردانی کے دوران یہ بات بھی زیر مطالعہ آتی ہے ۔''ھما'' نامی پرندہ جس کے سر گزر جائے تو وہ شہنشاہ بن جاتا ہے تو منظر اسلام وہ حقیقی ھما ہے کہ جو طالب علم اس کے درس وتدریس کے ماحول سے گذر جاتا ہے وہ علوم وفنون کے میدان کا شہسوار بن جاتا ہے۔

یادرہے اس مرکز علم وفن کی یہ طالع مندی اس کے بانی اوحد العلماء الربانیہ افرد العظماء الحقانیہ مجدد اسلام حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے علم وفضل اور نظر ولایت پر منتج ہوتی ہے۔

پس صد سالہ جشن منظر اسلام پر لاتعدولاتحصی ہدیہ تبریک کے ہار اس کے گلوئے ناز میں تاابد آویزاں رہیں ۔صد سالہ عرصہ حیات طے ہونے سے دنیوی صحیفہ حیات ملفوف نہیں ہوجایا کرتے بلکہ گذشتہ صدی میں سے کسل وتساہل کے کچے سنگریزے نکال کر جرأتوں اور کامیابیوں کی سخت چٹانوں پر آئندہ صدی کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور پھر نئی صدی کے تازہ جھونکے نئی بہار اور تر وتازگی کے پیامبر ہوتے ہیں ۔افق کی وسعتیں بھی مزید وسیع ہوتی ہیں ۔تو جامعہ رضویہ منظر اسلام کے شعبہ ہائے علوم وفنون کے اشتغال عملیہ کا دائرہ کار اور ان کے گرد تشنگان علم کا حلقہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔بقول ڈاکٹر اقبال

تو رہ نورد شوق ہے منزل نہ کر قبول ☆ لیلیٰ بھی ہمنشیں ہو محمل نہ کر قبول

امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق

از ---------------- ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کراچی

اچھی اور مستند معلومات کی حامل تحریر کسی بھی قوم کا ورثہ ہوتی ہے تحقیق صرف الفاظ کو گرامر کے اصولوں کے مطابق جمع کرنے کا نام نہیں تحقیق اپنی معلومات کا انبار لگا دینے کا نام نہیں لکھتے وقت وہی الفاظ استعمال کرنا چاہئے جو قاری کو بات صحیح طور پر سمجھا سکیں اور اصل مدعا بیان کر سکیں تحقیق میں ضروری ہیکہ معلومات اس طور پر سامنے لائی جائیں کہ انکا منطقی ربط بھی باقی اور نتائج کو اخذ کرنے میں دشواری بھی نہ ہو۔

اسلام نے بلا تحقیق و تصدیق کوئی بھی بات دوسروں تک پہونچانے کو ناپسند کیا ہے مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول ﷺ کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع رسول ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہیکہ وہ بات کی تحقیق کئے بغیر اسے آگے بڑھا دے۔

معلوم ہوا کہ بلا تفتیش و تحقیق کسی بھی بات کو دوسروں تک نہیں پہونچانا چاہئے کسی بھی بات کو بلا تحقیق دوسروں تک پہونچانے سے دو اثرات تو عام ہوتے ہیں۔

(۱) غلط بات سے معاشرہ میں بد اعتمادی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے

(۲) اگر کہی گئی بات عملی نتائج رکھتی ہے تو بلا تحقیق ایسے کلام سے تکلیف دہ نتائج نکل سکتے ہیں

مختصر آیہ کہ تحقیق ایک سنجیدہ اور ذمہ داری کا کام ہے اس کی افادیت محقق تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ محقق کے خیالات تحریر کے ذریعہ دوسروں تک پہونچتے ہیں

حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں بریلی شریف ہی میں وصال فرمایا محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ سے بہت جلد فراغت حاصل کر لی چنانچہ ایک جگہ خود

فرماتے ہیں۔

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں ۱۳ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے (۵)

امام احمد رضا نے اپنے رسالہ اجازت الرضویہ لمبجل مکۃ البھیہ میں جن کثیر علوم وفنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر میں ان کو تبحر حاصل تھا جس کا اندازہ ان علوم وفنون سے مزین اور ان کی کثیر تعداد میں مطبوعہ غیر مطبوعہ تصانیف سے ہوتا ہے۔

امام احمد رضا کے کتب ورسائل کی تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہے مگر افسوس کہ ان میں اکثر مفقو د ہیں اور مزید یہ کہ ان کی کوئی مستند وجامع فہرست بھی دستیاب نہیں۔

ڈاکٹر حسن رضا خان اعظمی نے اپنے ڈاکٹریت (P.H.D) کے مقالے فقیہ اسلام میں امام احمد رضا کی چھ سو چھیاسٹھ کتب ورسائل (مطبوعہ وغیر مطبوعہ) کا ذکر کیا ہے جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے فاضل علامہ عبدالمبین نعمانی فاضل بریلوی کی فہرست کتب مرتب فرما رہے ہیں وہ غالبا (۸۲۰) آٹھ سو بیس رسائل تک مرتب فرما چکے ہیں (۶)

مولانا سید ریاست علی قادری مرحوم (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان) نے تقریبا نو سو سے متجاوز فہرست تیار کی تھی مگر افسوس کہ ان کے سانحہ ارتحال کے بعد انکے خاندان کی اسلام آباد سے کراچی منتقلی میں کہیں گم ہوگئی اس وقت بین الاقوامی ریسرچ انسٹیوٹ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی مرکزی لائبریری گوشہ محققین میں تقریبا تین سو ساٹھ مطبوعہ کتب ورسائل اور ایک سو پچاس کے قریب عکسی مخطوطات کا ذخیرہ موجود ہے۔

الغرض کسی کا کثیر التصانیف ہونا فی نفسہ کوئی خوبی نہیں جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ مصنف کا اسلوب تحریر وتحقیق کیا ہے وہ رطب یابس بیان کرنے کا تو عادی نہیں۔

امام احمد رضا کے اسلوب وتحقیق اور قوت فیصلہ سے متعلق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کرلیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور وفکر کے

بعد کرتے ہیں انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاوی میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی (۷)

ناظم ندوۃ العلماء لکھنو علامہ ابوالحسن علی ندوی امام احمد رضا کی قوت استدلال پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں

انہوں نے ایک کتاب بنام الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ تصنیف کی یہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ ان کے وفور علم اور قوت استدلال پر دال ہے (۸)

فاضل بریلوی کے فتاوی میں اسلوب تحقیق اور معیار پر اظہار خیال کرتے ہوئے پاکستان کے ممتاز ادیب ودانشور حکیم محمد سعید دہلوی فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک ان کے فتاوی کی اہمیت اس لئے نہیں کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزیات کے مجموعے ہیں بلکہ انکا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب ومعیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں (۹)

فتاوی رضویہ امام احمد رضا کے اسلوب تحقیق کا عظیم شاہکار ہے اور آپ کی وسعت علمی وفقہی جزیات پر عمیق نظر کا درخشان باب ہے اس کے مطالعہ سے ان کے تحقیقی جوہر کھلکر سامنے آتے ہیں اور یہ بھی واضح ہوتا ہیکہ وہ فتوی نویسی کے تمام اصول وقواعد سے بخوبی آگاہ ہیں ان کے فتاوی میں فتوی نویسی کے تمام اجزاء پائے جاتے ہیں یعنی مستفتی کا نام و پتہ تاریخ استفتاء صورت مسئولہ اور پیش آمدہ واقعات کے ضروری جزیات اور اہم تفاصیل

امام احمد رضا سے جب بھی کوئی مسئلہ پوچھا گیا یا فتوی طلب کیا گیا تو آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کیا پھر حدیث نبوی سے استفادہ کرنے کی کوشش کی بعد ازاں آثار سیر اور فقہاء احناف سے استفادہ کیا (۱۰) جس کی بدولت فقہ حنفی کو برصغیر میں وسعت اور قبول عام کا درجہ حاصل ہوا۔

امام احمد رضا کے فتاوی میں ایک اصول نمایاں نظر آتا ہے کہ آپنے جن ماخذ ومصادر سے فتاوی میں استدلال کیا ان کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے جو کہ آپکی وسعت مطالعہ علمی دیانت اسلاف احناف سے اتفاق وعقیدت اور روایت کے تسلسل کی درخشان دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے اسلوب وتحقیق کی نمایاں خصوصیات ہے۔

امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق بلند ہی نہیں بلکہ بہت بلند ہے انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں نادر ونایاب تحقیقات پیش کرکے ہر دور کے اہل علم وفن کو ششدر کیا

آپ نے محققین کیلئے معیاری تحقیق سے متعلق بعض رہنما نکات پیش فرمائے ہیں ان میں سے چند نکات بیان کئے جاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ آپکا اسلوب تحقیق کس قدر بلند ہے

تحقیق میں صحت نسخ اور صحت متن کو اساسی اہمیت حاصل ہے اکثر محققین اسکی پرواہ نہیں کرتے اور چھپی ہوئی کتاب سے استفادہ کر کے استدلال واستناد کرتے ہیں اور اس کے مندرجات کو بلا تامل مصنف سے منسوب کر کے فتوی دیتے ہیں امام احمد رضا نے اس معاملے میں بہت محتاط صحت نسخ صحت متون اتصال سند تواتر تداول اور احتیاط استدلال وغیرہ پر بحث کی ہے۔ صحت نسخ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں بہت رسالے خصوصا اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جس کا اصلا ثبوت نہیں (۱۱)

(۱) کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں ہے بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب الیواقیت والجواہر امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ میں ہے (۱۲)

اتصال سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۱) علماء کے نزدیک ادنی درجہ ثبوت یہ تھا کہ ناقل کیلئے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو (۱۳)

(۲) اگر ایک اصلی تحقیقی معتمد سے اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے یعنی اصول معتمدہ متعددہ سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے یہ اتصال سند اصل وہ شئی ہے جس پر اعتماد کر کے مصنف کی نسبت جائز ہو سکے (۱۴)

تواتر پر بحث میں لکھتے ہیں۔

(۱) کتاب کا چھپ جانا اس سے متواتر نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا اس سے نقل کر کے کاپی ہوئی (۱۵)

(۲) متعدد بلکہ کثیر ووافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوت تواتر کو بس نہیں جب تک کہ ثابت نہ ہو کہ سب نسخے جدا جدا اصل مصنف سے نقل کئے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہوئے ورنہ ممکن کہ بعض نسخے محرفہ ان کی اصل ہوں ان میں الحاق ہوا اور یہ اس سے نقل در نقل ہو کر کثیر ہو گئے (۱۶)

تداول سے متعلق امام احمد رضا فرماتے ہیں

(۱) اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان ہو کہ اس میں تغیر و تحریف نہ ہوئی اسے مثل اتصال سند جانا (۱۷)

(۲) تداول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کے مطمح نظر رہی ہو جس سے روشن ہو اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیر نظر آچکے اور وہ بحالت موجود رہی ہو اسے مصنف کا کلام مانا جاے (۱۸)

(۳) زبان میں علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے (۱۹)

احتیاط نقل و استدلال پر بحث کرتے ہوئے امام احمد رضا درج ذیل نکات پیش کرتے ہیں

(۱) علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے نسخے میں ملے اگر صحت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخے سے جسے اصل سمجھ کر مقابلہ کیا تھا یوں ہی اس ناقل تک تو یہ کہنا جائز ہیکہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں (۲۰)

(۲) اس نسخہ صحیحہ معتمدہ سے جسکا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا ثقہ نے کیا وسائط زائد ہوں تو سب کا اسی طرح کا معتمدات ہونا معلوم ہو تو یہ سب بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز (۲۱)

وزارت تعلیم حکومت سندھ کے سابق اڈیشنل سکریٹری اور پاکستان کے ممتاز ماہر تعلیم و نصاب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد امام احمد رضا کے معیار تحقیق کے متعلق فرماتے ہیں

امام احمد رضا کا تحقیقی معیار بہت بلند تھا اپنی تصنیف حجب العوار میں انہوں نے ماخذ اور اس کے متن پر علمی بحث کی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیسے بلند پایاں محقق تھے (۲۲)

امام احمد رضا کی تحقیقات اور ان کا معیار اس قدر بلند ہیکہ ان سے برصغیر کے محققین ہی نہیں بلکہ علماء عرب اور مشرقین یورپ بھی متاثر نظر آتے ہیں

مشہور شامی عالم شیخ عبد الفتاح ابوغدہ (۲۳)

(پروفیسر کلیت الشریعہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض سعودی عرب) جو عربی زبان وادب کے ممتاز ادیب ودانشور اور تقریبا پچاس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں فرماتے ہیں۔

میں نے جلدی جلدی میں امام احمد رضا کا ایک عربی فتوی مطالعہ کیا عبارت کی روانی اور کتاب وسنت واقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران وششدر رہ گیا اور اس ایک فتوی کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبرست فقیہ ہے (۲۴)

یوروپی مستشرق کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبۂ تاریخ کی فاضلہ ڈاکٹر باربراڈی مٹکاف لکھتی ہیں

احمد رضا کی نگارشات کا انداز مدلل تھا جس میں بیشمار حوالوں کے ڈھیر ہوتے تھے جس سے ان کی علمی اور عقلی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے (۲۵)

۱۳۳۹ھ میں داناپور (ہندوستان) کے محمد حنیف خان نامی شخص نے امام احمد رضا سے ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے ایک رسالہ جب العوارعن مخدوم بہار تحریر فرمایا تھا اس رسالے کے شروع میں امام احمد رضا نے اسلوب تحقیق کے تمام جزئیات پر تفصیلی بحث کی ہے جو کہ محققین کیلئے لائق دید اور قابل مطالعہ ہے

امام احمد رضا کی علمی شخصیت کا تقاضہ تھا کہ بین الاقوامی تحقیقی اداروں اور عالمی جامعات میں ان پر تحقیقی کام ہو چنانچہ عالمی جامعات نے اپنا رخ امام احمد رضا کے سمت کیا ہے فاضل بریلوی کے حوالے سے تحقیقاتی کام ہوا ہے اور مزید ہو رہا ہے جس کی تفصیلات ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سالانہ مجلہ میں ہر سال شائع ہو رہی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکول وکالج اور جامعات کے تعلیمی نصاب میں امام احمد رضا کے حوالے سے اسباق شامل کیے جائیں تا کہ نئی نسل اپنے اسلاف کے علمی کارناموں اور ان کے اسالیب تحقیق سے معترف ومستفیض ہو سکے

اس ضمن میں ان محققین علماء دانشور حضرات کی زیادہ ذمہ داری ہے جو امام احمد رضا سے عقیدت ومحبت کا رشتہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ جس منصب مقام پر فائز ہیں جہاں بھی ہیں وہاں اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے اس سمت میں پیش قدمی کریں امام احمد رضا اور دیگر اسلاف کرام کی شخصیات اور کارناموں کو ہر سطح پر داخل نصاب کرانے کیلئے تحریری انداز میں جدوجہد کریں اور ارباب حل وعقد کی توجہ مبذول کرانے کیلئے تحریر وتقریر کے دیگر میڈیا کے تمام ذرائع سے کام لیں

حواشی وحوالے

(۱) قاضی عبدالقادر ڈاکٹر تصنیف و تحقیق کے اصول مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۲ء ص ۳

(۲) مسلم شریف جلد اول مطبوعہ مصر ص ۳ ۷ مطبوعہ کراچی ص ۸

(۳) قاضی عبدالقادر ڈاکٹر تصنیف و تحقیق کے اصول مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۲ء ص ۵۴

(۴) ظفرالدین بہاری مولانا حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ بریلی

(۵) احمد رضا خان مولانا الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیہ بشمول رسائل رضویہ (مرتب علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری) جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۳۰۹

(۶) یاسین اختر مصباحی مولانا، امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء ص ۳۸

(۷) مقالات یوم رضا حصہ سوئم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ص ۱۰

(۸) ابوالحسن علی ندوی مولانا۔ مدحۃ الخواطر بہجۃ المسامع والنواظر جز ثامن مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۷۰ء ص ۴۱

(۹) محمد سعید دہلوی حکیم فاضل بریلوی کی طبی بصیرت مشمولہ سال نامہ معارف رضا شمارہ نہم ۱۹۸۹ء مطبوعہ کراچی ص ۹۹

(۱۰) محمد طفیل حافظ ڈاکٹر قرآن حکیم فتاویٰ رضویہ کا اولین ماخذ بشمولہ سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۹۹۴ء مطبوعہ کراچی ص ۵۷

(۱۱) احمد رضا خان مولانا جب العوارعن مخدوم بہار مطبوعہ لاہور ص ا

(۱۲) ایضا

(۱۳) ایضا ص ۲

(۱۴) ایضا ص ۳

(۱۵) ایضا ص ۲

(۱۶) ایضا ص ۴

(۱۷) ظفرالدین بہاری مولانا المجمل المعدد لتالیفات المجدد مطبوعہ پٹنہ ص ۷

(۱۸)(الف) ایضاً ص ۷ (ب) احمد رضا خان مولانا جب العوار عن مخدوم بہار ص ۴

(۱۹) احمد رضا خان مولانا جب العوار عن مخدوم بہار مطبوعہ لاہور ص ۴

(۲۰) ایضاً ص ۳

(۲۱) ایضاً ص ۲

(۲۲) محمد مسعود احمد ڈاکٹر افتتاحیہ (فقیہ اسلام از ڈاکٹر حسن رضا خان اعظمی) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء ص ۲۳

(۲۳) شام کے معروف حنفی عالم عبد الفتاح ابو الغدہ کا ۱۶ فروری ۱۹۹۷ء کو ریاض میں وصال ہو گیا ہے جنۃ البقیع
مدینہ منورہ) میں آسودہ خاک کیا گیا آپ کے تفصیلی حالات وخدمات پر چکوال (پاکستان کے فاضل عابد حسین شاہ
اردو میں تفصیلی مقالہ مرتب کیا ہے جو کہ پاک وہند میں زیر طبع ہے

(۲۴) یاسین اختر مصباحی مولانا امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء ص ۱۸۴

(۲۵) Dr . Bar bra bmetcalf The Reform is tulema Musim Religiou sleadershipin india (1860,1900)bar ke le y 1974

بحوالہ فقیہ اسلام

اے بریلی میرا باب جنت ہے تو
یعنی جلوہ گہہ اعلیٰ حضرت ہے تو
بالیقیں مرکز اہل سنت ہے تو
یہ تیری مرکزیت سلامت رہے

دینی مدارس کی ابتداء

از: ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، ہمدرد یونیورسٹی دہلی

علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کیلئے قوم وملت کے سربراہوں نے قدیم زمانوں سے مدارس کا ایسا سلسلہ قائم کیا ہے۔ کہ جو آج تک جاری ہے عرب وعجم ہر جگہ مذہب حق کی اشاعت اور دینی علوم کی ترویج میں قوم کے دانشور سرگرم عمل ہیں مگر اسلامی درسگاہوں کا یہ انداز جو اس زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ آغاز اسلام ہی سے تو نہیں پھر بھی چند صدی بعد وجود میں آگیا تھا۔ قدیم زمانے میں اس قسم کی مخصوص درس گاہوں کو کسی خاص جگہ یا خاص شخصیت کی طرف منسوب کرتے تھے۔ آج بھی یہ طریقہ جاری ہے اس زمانے میں بھی اس کے بہترین نمونے مل سکتے ہیں۔

اسلامی مدارس باضابطہ طور پر کب وجود میں آئے اس کی ابتداء کے سلسلے میں مورخین کی رایوں میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہیکہ پہلا عربی اسلامی مدرسہ ملک شاہ سلجوق کے وزیر نظام الملک نے بغداد میں قائم کیا تھا۔ اس کے بعد بصرہ، بلخ مرو اور دوسرے مقامات پر بھی عربی مدارس کی بنیادیں رکھی گئیں۔ اس طرح یہ سلسلہ روزافزوں دراز ہوتا گیا۔ مگر اس تاریخی حقیقت کی کچھ مشہور مورخین جیسے علامہ جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) اور علامہ سبکی نے تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ نظام الملک کے مدرسہ قائم کرنے سے پہلے نیشاپور کے اندر ایک ادارہ "المدرسۃ البیہقیہ" کے نام سے موجود تھا۔ جس کی تعمیر سلطان محمود کے بھائی نصر بن سبکتگین کی کوششوں سے ہوئی تھی۔ علامہ تقی الدین المقریزی (م ۸۴۵ھ) مدارس کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان المدارس مما حدث فی الاسلام لم تکن تعرف فی زمن الصحابۃ ولا التابعین وانما حدث عملھا بعد الاربعمائۃ من الھجرۃ و اول من بنی مدرسۃ فی الاسلام اھل نیشابور بنیت بھا مدرسۃ البیھقۃ۔

ترجمہ:۔ اسلام میں باضابطہ اسلامی مدارس کا آغاز نہ تو دور صحابہ میں ہوا، اور نہ دور تابعین میں یہ سلسلہ چوتھی صدی

ہجری کے بعد شروع ہوا۔ اور سب سے پہلا مدرسہ ''المدرسة البیهقة'' کے نام سے نیشاپور میں قائم کیا گیا۔

نظام الملک کے اسلامی مدارس کی بنیاد ڈالتے ہی جنگل کی آگ کی طرح عالم اسلام میں اسلامی مدارس کا رواج پھیل گیا۔ شروع زمانہ میں تو ہر فن کے الگ الگ مدرسے قائم ہوئے۔ اور ان میں ہر فن کے باضابطہ الگ الگ مدرس رکھے جاتے۔ تمام فنون سے ہٹکر علماء فقہ کی طرف زیادہ توجہ دیتے تھے طلبہ کی لمبی تعداد فقہ ہی سے متعلق ہوا کرتی تھی۔ فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی، کی الگ الگ تعلیم دی جاتی تھی۔ تمام گروہوں کے علیحدہ مدرسے ہوتے۔ ٹھیک یہی حال دوسرے فرقوں کا تھا۔

بنوامیہ کے زمانے تک موجودہ درس وتدریس کا انداز نہ تھا۔ بلکہ استاذ زبانی تقریر کرتا۔ طلبہ اسے قلم بند کرتے۔ یہ سلسلہ عباسی دور میں بھی عرصہ تک جاری رہا۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ کتابوں کا درس شروع ہوا۔ مگر پرانا طریقہ یکسر ختم نہ ہوا۔ دسویں صدی ہجری کے آغاز تک یہ سلسلہ چلنے کے بعد علامہ جلال الدین السیوطی کے وفات پاتے ہی ختم ہوگیا۔

اس وقت میں علوم عقلیہ کے علاوہ تمام فنون کو لوگ دلچسپی سے پڑھتے۔ معقولات کو نصاب سے خارج سمجھنے کے علاوہ نفرت وبیزاری کا اظہار بھی کرتے۔ مگر بعد کے زمانے میں علوم عقلیہ پورے نصاب درس پر چھا گیا۔ اور ابھی تک اس کا تسلط بعض مدارس میں برقرار ہے۔

وہ اسلامی مدارس جہاں ان فنون کی تعلیم دیجاتی تھی بیشتر اسلامی ممالک میں قائم ہوچکے تھے۔ امراء، روسا، سیاسی تدبر وتفکر کے علاوہ علوم وفنون سے بھی شغف رکھا کرتے تھے۔ جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شاہی محلات سرائے اور دیگر تاریخی عمارتوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ وہ مدارس کی بھی تعمیر کراتے اور اسے اپنے نام کی طرف منسوب کرتے۔ ایسے مدارس کی ایک طویل فہرست ہے ذیل میں مختصر تعارف کیساتھ ان کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(۱) مدرسہ فاضلیہ: یہ مدرسہ قاہرہ میں درب ملوخیا میں واقع تھا۔ اس کو القاضی الفاضل عبدالرحیم بن علی البیسانی نے اپنے مکان سے متصل ۵۸۰ھ میں قائم کیا تھا (المقریزی۔ الخطط ۲/۳۶۶)

(۲) مدرسہ ناصریہ: اس مدرسہ کو زین الدین کتبغا المنصوری نے قبہ منصوریہ سے متصل ۶۹۵ھ میں تعمیر کرانا شروع کیا تھا۔ جسکی تکمیل قلاوون ناصر کے ہاتھوں ۷۰۳ھ میں ہوئی (الخطط ۲/۲۰۸)

(۳) مدرسہ فارسیہ : یہ مدرسہ قاہرہ میں خط الفہادین میں واقع ہے۔ اس کی تعمیر امیر فارس الدین السبکی نے ۷۵۶ھ میں کرائی (الخطط ۳۹۳/۲)

(۴) مدرسہ ملکیہ: مدرسہ مشہد حسینی قاہرہ میں واقع ہے۔ اس کو امیر الحاج سیف الدین آل ملک الجوکندار نے اپنے مکان کے سامنے بنوایا تھا (الخطط ۳۹۲/۲)

(۵) مدرسہ اقبغاویہ: یہ مدرسہ قاہرہ میں جامع ازہر کے قریب مدرسہ طیبرسیہ کے سامنے واقع ہے امیر اقبغا علاء الدین نے ۷۴۴ھ میں اسکی بنیاد ڈالی۔ اور ۷۴۰ھ میں مکمل کرادیا (الخطط ۳۸۳/۲)

(۶) دار الحدیث النوریہ: یہ مدرسہ دمشق میں ہے اسکی تعمیر نور الدین محمود نے کرائی۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے دار الحدیث کی بنیاد ڈالی (النعیمی۔ الدارس ۹۹/۱)

(۷) المدرسۃ النظامیہ الشام: دمشق کے بڑے مدارس میں سے یہ ایک ہے۔ اس کی تعمیر الملک المظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب نے ۵۷۴ھ میں کرائی (النعیمی۔ الدارس ۲۱۶/۱)

(۸) المدرسۃ العزیزیہ: ملک عزیز عثمانی نے اس کی بنیاد ۵۱۹ھ میں ڈالی۔ مگر بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ اس کی بنیاد ملک افضل نے ڈالی تھی۔ بہر حال اس کی تکمیل عزیز عثمانی کے ہاتھوں ہوئی (النعیمی۔ الدارس ۳۸۳/۱)

(۹) المدرسۃ القطبیہ: اس کی تعمیر سیدہ عصمۃ الدین (متوفاۃ ۶۹۳ھ) نے کرا کے اپنے حقیقی بھائی الملک افضل قطب الدین کی طرف منسوب کردیا۔ اس میں شافعی اور حنفی دونوں مذاہب کی تعلیم ہوتی تھی (ابن قاضی شہبہ، طبقات الشافعیہ ۲۱۹/۲)

(۱۰) مدرسہ امجدیہ: ابن شداد نے اس مدرسے کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بانی ملک مظفر نور الدین عمران بن ملک امجد ہیں (ابن قاضی شہبہ، طبقات الشافعیہ ۱۱/۳)

(۱۱) مدرسہ اشرفیہ: اس کی بنیاد اشرف شعبان بن حسین نے ترک حکومت میں ڈالی تھی مگر اس کی تکمیل نہ ہوسکی۔ پھر ناصر فرج بن ظاہر برقوق نے اسے منہدم کر کے جوش میں اس کی تعمیر کرائی (الصبح الاعشیٰ ۳۶۳/۳)

اس کے علاوہ مدرسہ اسلامیہ، مدرسہ نوریہ، مدرسہ غزالیہ، مدرسہ مجاہدیہ، مدرسہ امجدیہ (مصر) مدرسہ مستنصریہ (بغداد)

مدرسہ تنکریہ (قدس) مدرسہ بیبرسیہ (مصر) مدرسہ اتابکیہ (دمشق) دارالحدیث الاشرفیہ (مصر) وغیرہم اہم مدارس ہیں جن میں تمام ممالک کی تعلیم انفرادی طور پر دی جاتی تھی۔اور بعض مدارس میں مشترکہ تعلیم دیئے جانے کا رواج بھی تھا۔

ھندوستان میں دینی مدارس کی ابتداء

ہندوستان میں دینی درسگاہوں کی تعمیر بعد میں ہوئی۔البتہ تعلیم وتدریس کا انتظام پہلے سے موجود تھا جہاں لوگ داخل ہو کر دین متین کی تعلیم حاصل کرتے۔اور علماء سے درس حدیث وقرآن لیتے۔وہ درس گاہیں جنہیں مدرسہ کے نام پر استعمال کیا جاتا تھا۔ان میں مساجد، مقابر، اور قدیم خانقاہیں شامل تھیں مساجد ومقابر کی تعمیرات کچھ اس انداز سے ہوئیں کہ انہیں درس وتدریس کیلئے استعمال کیا جاسکے عرصہ دراز تک مساجد کی تعمیر اسی نہج پر ہوتی رہی جو عبادت خداوندی کے ساتھ تعلیم کی مکمل ضروریات کو پورا کرسکتی تھی دلی، آگرہ، جونپور، احمد آباد گجرات وغیرہ قدیم اسلامی دارالسلطنتوں میں اسی نہج پر عظیم الشان مسجدیں تعمیر ہوئی ہیں جو اب تک باقی ہیں ان کی ہیئت کذائی صاف بتاتی ہے کہ ان کا بڑا حصہ تعلیم گاہوں کے کام آتا تھا دہلی کی فتح پوری مسجد اس کی واضح نشانی ہے۔

قدیم خانقاہیں بھی درس وتدریس کیلئے بہت کارآمد ثابت ہوتی تھیں صوفیہ گوشہ نشین اور مشائخ زمانہ اس وقت صرف مجاہدہ نفس اور اوراد ووظائف ہی کو عبادت نہیں تصور کرتے بلکہ شریعت وطریقت کے علاوہ ظاہری علوم حاصل کرنے والوں ظاہر وباطن دونوں کی تعلیم کو لازم وضروری سمجھتے تھے۔ہر خانقاہ میں باطنی علوم حاصل کرنے والوں کی کثیر تعداد پائی جاتی تھی۔اس بناء پر قدیم خانقاہوں کو بھی مدارس ومکاتب کے سلسلے میں شمار کرنا چاہیے۔

بزرگان دین اور سلاطین کے مقابر بھی تعلیم وتدریس کے فرائض کیلئے استعمال کئے جاتے تھے۔مقبرے کے اردگرد کے کمرے درس وتدریس ہی کی خاطر بنائے جاتے تھے۔مقبرہ علاء الدین خلجی اور مقبرہ ہمایوں اس کی بین مثال ہے۔

ہندوستان میں باضابطہ دینی مدارس کا آغاز محمود غزنوی کے دور سے سمجھنا چاہئے۔یہ بادشاہ چونکہ علم دوست اور علماء پرست تھا اور اس کا دربار علماء فضلاء کی مقدس جماعت سے بھرا رہتا تھا اسی علماء کی صحبت کی بدولت ترویج علم کے سلسلہ میں مدارس ومساجد کی تعمیر کا شوق دامن گیر ہوا تاریخوں میں ملتا ہے کہ ۴۰۹ھ میں فتح قنوج سے غزنی واپسی کے بعد منتہائے ذوق وشوق مسجد ومدرسہ کی بنیاد ڈالی تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے

''سلطان محمود غزنوی نے اس مسجد کو اس قدر حسین بنوایا تھا کہ اس کے حسن وخوب صورتی کیوجہ سے اسے ''عروس فلک'' کہا جانے لگا تھا۔ اوراسی مسجد کے کنارے مدرسہ قائم کیا تھا جس میں عمدہ اور نادر کتابوں کے نسخے فراہم کئے تھے''

سلطان کی علم دوستی کو دیکھ کر اس کے دربار کے تمام افراد امراء وروٴسا اور تمام اعیان مملکت کے اندر مدرسہ ومسجد قائم کرنے کا شوق پیدا ہو گیا تاریخ فرشتہ کے کہنے کے مطابق۔

اعیان مملکت میں سے ہر ایک نے مساجد، مدارس سفارتخانے کی تعمیر میں پیش قدمی کا مظاہرہ کیا۔

سلطان کی علم دوستی کا اثر ہندوستان تک ہی محدود نہ رہا بلکہ قدیم کتب تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان سے باہر تمام اسلامی ممالک میں مدرسوں کا جال پھیل گیا اور دھوم دھام سے دینی درسگاہوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

اور آج صرف ہندوستان کے اندر ہی ہزاروں سے زائد مدارس علم، دین کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔

سلطان محمود کے بعد جب اس کا لڑکا شہاب الدین مسعود تخت نشین ہوا تو اس نے باپ کا طریقہ کار اپنایا اور علم پروری اور علماء نوازی کے معاملہ میں باپ کے نقش قدم کو اپنے لئے مشعل راہ قرار دیا اور حدود مملکت میں بکثرت مدارس قائم کئے تاریخ فرشتہ میں ہے

دراوائل سلطنت اودر ممالک محروسہ چنداں مدارس ومساجد بنیاد نہاد کہ زبان از تعداد آں عاجز وقاصر است

مغل حکومت کا آخری چراغ گل ہونے تک اسلامی مدارس کا جال پوری مملکت میں بچھ گیا، اجمیر، دہلی، سندھ، لاہور، پنجاب، آگرہ، بنگال، مالوہ، بدایوں، اودھ، بہار، ملتان، کراچی، کشمیر، لکھنو، گجرات، سورت، اور جونپور ودیگر اضلاع میں سیکڑوں سے زائد مدارس قائم ہوئے جن میں کچھ تو حوادث زمانہ کے شکار ہوگئے اور کچھ چراغ سحری کی طرح ہیں۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا دینی وعلمی فیضان

تحریر: عبد الجبار رحمانی پاکستان

بریلی شریف کے اس تاریخی شہر روہیل کھنڈ کے ایک علمی گھرانے نے انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کو بیدار کیا ۔مسلمانوں کو متحد اور فوجی تربیت دے کر انگریزوں کے خلاف فوج تیار کی۔اس فوج کیلئے تربیتی کیمپ بھی اس گھرانے کے جدامجد نے قائم کیا اسی گھرانے میں ایک ذہین فرزند کی ولادت ہوئی اور اس عظیم فرزند نے اپنے جدامجد کی روایت کو زندہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو باطل قوتوں کی یلغار سے بچانے کیلئے ایک عظیم الشان ادارہ کے قیام کیلئے بنیاد رکھی ۔اس صدی کے مجدد برحق اور عوام اہل سنت کے تاجدار اعلیٰ حضرت مجدد برحق الشاہ مولانا احمد رضا فاضل ومحدث بریلوی نے ہندوستان میں سیدھے سادھے عاشق رسول مسلمانوں کے عقائد پر حملہ آور نجدی ،وہابی ،دیوبندی ،نیچری اور لاتعداد مختلف عقائد کے ڈاکوؤں کی یلغار دیکھی تو آپ نے مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کیلئے اور علماء کرام کی ایک فوج ظفر تیار کرنے کیلئے کام کا آغاز بالکل اسی طرح کیا۔جس طرح انگریز کی غلامی سے آزادی کیلئے آپ کے جدامجد نے عسکری تربیت کا مرکز قائم کیا۔آپ نے مسلمانوں کے عقائد کے تحفظ اور سرکار مدینہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی شکل بگاڑنے والے دین کے لٹیروں کے خلاف ہندوستان کے صوبے یوپی کے شہر بریلی میں ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت کے ایک معتقد رحم الٰہی صاحب کے گھر کے ایک کمرے میں دو طالب علموں مولانا ظفر الدین بہاری ،مولانا عبد الرشید عظیم آبادی کو آپ (اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مفکر قرآن وحدیث الشاہ مولانا احمد رضا فاضل ومحدث بریلوی) نے بخاری شریف کا درس دیکر باقاعدہ آغاز فرمایا۔اس مدرسہ کا تاریخی نام جامعہ رضویہ منظر اسلام آپ کے برادر خورد حضرت مولانا حسن رضا خاں نے تجویز فرمایا۔جامعہ رضویہ منظر اسلام ترقی کی منازل طے کرتا ہوا بعد میں محلہ سوداگران بریلی شریف میں اپنی عمارت میں منتقل ہوگیا۔اس منتقلی کی ضرورت جگہ کی تنگی اور طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پیش آئی شہزادۂ اکبر قبلہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں کی محنت شاقہ سے

جامعہ رضویہ منظر اسلام کی نئی عمارت تعمیر ہوئی اور الحمدللہ! اس مرکزی جامعہ کے ملک بھر کے علاوہ بیرون ملک بھی لاتعداد الحاق شدہ دارالعلوم کام کررہے ہیں۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بعد اس کے نظم کو چلانے کیلئے حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں قادری، مفتی اعظم ہند قبلہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں قادری، مبلغ اسلام علامہ مفتی ریحان رضا خاں رحمانی میاں بحسن وخوبی کام کرتے رہے اور ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ اجکل شیخ الاسلام علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نظم ونسق کو چلا رہے ہیں۔ آپ نے نوجوانی میں اپنے والد محترم قبلہ ریحان ملت رحمانی میاں کی اچانک رحلت کے بعد اس اہم ذمہ داری کو سنبھالا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب خانقاہ کی مرکزی عمارت بوسیدہ ہو چکی تھی۔ مسجد رضا تعمیر مکمل کئے جانے کی جانب توجہ دلا رہی تھی۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام طلباء کی کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے اپنی تنگ عمارت ہونے کا شکوہ کررہا تھا۔ اس موقع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی وصیت کے تسلسل کی روشنی میں مرشدی ریحان ملت کی وصیت کیمطابق سیدی مرشدی ریحان ملت کے چہلم شریف کی تقریب میں شہنشاہ مارہرہ شریف (سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف) سیدی مصطفیٰ حیدر حسن میاں مدظلہ العالی اور قبلہ ریحان ملت علیہ الرحمہ کے برادر اصغر علامہ مولانا مفتی اختر رضا ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے لاکھوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے عوام کے مجمع میں خانقاہ رضویہ بریلی شریف کے سجادہ نشین کی ذمہ داری اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نظم ونسق کی بھاری ذمہ داری شیخ الاسلام علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کے جوان کاندھوں پر رکھدی۔ آپ نے رات دن جاگ کر مسجد رضا کی تعمیر کو مکمل کرادیا خانقاہ کی مرکزی عمارت کو از سر نو تعمیر کر کے سنیوں کا ایک نہ مٹنے والا تاج محل تعمیر کرادیا آج خانقاہ کی عمارت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شایان شان نظر آتی ہے۔ اس کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کی عمارت کی توسیع کا کام کرایا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے قبل ناظمین جامعہ منظر اسلام نے ان توسیعی کاموں کی جانب توجہ کیوں نہیں دی؟ جناب اس کا ایک جواب تو یہ ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بعد تمام شہزادگان نے اپنے اپنے دور میں ترقیاتی کام کرائے تھے اور کام ہوئے۔ لیکن دوسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے! قبلہ ریحان ملت کے دور میں خاندان کے کچھ افراد کی جانب سے کچھ نئے ادارے قائم کئے جانے سے مرکز کی اعانت میں کمی آگئی تھی۔ اس کے

ساتھ عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر بھی کچھ لوگوں کی جانب سے نذرانے کی رقوم بھی خرد برد ہونے لگی تھیں۔ نئی نئی دوکانیں کھل گئی تھیں۔ ریحان ملت ایک نرم طبیعت کے مالک تھے۔ نجی تنازعات ومعاملات وہ سڑکوں پر طے کرنا نہیں چاہتے تھے۔ موجودہ سجادہ نشین قبلہ شیخ الاسلام علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں نے ریحان ملت کے پردہ فرمانے کے بعد سجادہ نشین اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نظم کو انتہائی سختی اور مدبرانہ انداز میں چلایا آپ نے اپنا معمول بنالیا جب ساری دنیا سوتی ہے اس وقت آپ جامعہ اور خانقاہ کے معاملات کی نگرانی فرماتے ہیں روزانہ کی کارگزاری معلوم کرتے ہیں۔ اچھے کاموں پر ملازمین کو شاباشی دیتے ہیں غلط کاموں پر سرزنش فرماتے ہیں۔ ملکی اور بیرون ملک سے آنے والے ہر خط کا جواب باری آنے پر تحریر کراتے ہیں۔ قبلہ صاحب سجادہ حضرت علامہ سبحان رضا خاں سبحانی میاں کے بارے میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ آپ نے سجادہ نشینی کا منصب سنبھالنے کے بعد سے ایک معمول بنالیا ہے کہ آپ بریلی شریف سے ایک سال میں دو مرتبہ باہر جاتے ہیں۔ ایک بار آپ ہر سال حج بیت اللہ کیلئے۔ اور ایک بار عرس خواجہ غریب نواز پر۔ اس کے علاوہ آپ بریلی شریف سے باہر نہیں جاتے۔ اس میں آپ کی کامیابی کا راز ہے۔

مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف نے ایسے ایسے علم کے چراغ روشن کئے جو زمانے اور حالات کے تھپیڑوں سے بھی نہ بجھ سکے۔ آج دنیا کے کونے کونے میں ایسے گوہر نایاب کی علمی گہرائیوں کے نقوش موجود ہیں اور ان روشن چراغوں نے کتنے اور دیئے روشن کردیئے۔ یہ چراغ اور دیئے اپنی اپنی جگہ چمک رہے ہیں ان میں سے چند کا ذکر یہاں کرنا ضروری ہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی قادری، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری، مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری، صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن، حافظ ملت مولانا عبد العزیز، حضور استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، قبلہ مفتی برہان الحق جبل پوری، حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب، قطب مدینہ ضیائے ملت مولانا ضیاء الدین مدنی، مولانا غلام جیلانی میرٹھی، میرے مرشد قبلہ مفتی ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا خاں، مفتی اعظم سندھ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی جودھ پوری، اور بے شمار اکابر علماء نے اس گہوارہ علم وادب سے علم کی مشعل حاصل کی۔ اور آج ان کی مشعل سے زمانہ منور

ہو رہا ہے۔ آج دنیا میں کہیں بھی آپ چلے جائیں آپ کو مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا دینی علمی فیضان ہر سو نظر آئے گا۔ جس طرح سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جد امجد و اکابرین نے انگریز کے خلاف علم آزادی بلند کرتے ہوئے بریلی کو انگریزوں کے خلاف عسکری کیمپ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اور انگریز کے خلاف جنگ لڑی اس جذبہ کے تحت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ۱۳۲۲ھ میں جامعہ رضویہ منظر اسلام قائم فرما کر لادین قوتوں اور انگریز کے اشارے پر فرقہ واریت پھیلانے والے عناصر کے خلاف ایک ایسا علمی کیمپ قائم کر دیا۔ جس سے ایک سو سالہ دور میں جامعہ رضویہ منظر اسلام سے فارغ ہونے والے علماء دنیا میں بے شمار عالم پیدا کر کے بدمذہبوں کے خلاف علمی جہاد کر رہے ہیں۔ بقول شاعر کے

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے

جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

آج منظر اسلام کا ایک ایک فارغ التحصیل عالم گستاخ رسول عناصر کی بیخ کنی کرنے میں مصروف ہے۔ اس شعر میں شاعر کیا خوب کہہ رہا ہے

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ

احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا طالب علم گستاخ رسول کے خلاف سینہ ٹھونک کر کیا خوبصورتی سے اپنا تعارف کرا رہا ہے

گلستان رضا کا پھول ہوں ریحان کہتے ہیں

مرا آغاز جنت ہے مرا انجام جنت ہے

(ریحان ملت)

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا ایک اور طالب علم اللہ سے دعا کرتے ہوئے کیا خوب کہہ رہا ہے

خدا اتنی قوت دے میرے قلم میں

کہ بدمذہبوں کو سدھارا کروں میں

امام احمد رضا قدس سرہ

بحیثیت ایک عظیم ماہر تعلیم

از ---------- محقق اہل سنت مولانا محمد جلال الدین قادری کھاریاں گجرات (پاکستان)

امام احمد رضا قدس سرہ جہاد آزادی سے ایک سال قبل شوال المکرم ۱۲۷۲ھ ۱۴؍ جون ۱۸۵۶ء کو مرکز علم وفضل بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی زندگی کا مختصر خاکہ یہ ہے۔

۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء چار سال کی عمر میں قرآن مجید کا ناظرہ ختم کرلیا۔

۱۲۸۰ھ/۱۸۶۴ء کو ہدایۃ النحو کی شرح لکھی۔

۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء کو اصول فقہ کی بلند مرتبت کتاب مسلم الثبوت پر حاشیہ لکھا۔

۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم سے فراغت پائی۔ دستار فضلیت سے نوازے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال سے بھی کم تھی۔ ۱۴؍ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو دار الافتاء بریلی میں مسند افتاء کی ذمہ داری سونپی گئی۔ جس کو آخری دم تک ایسا نبھایا کہ شاید وباید۔

ربیع الاول ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء کو مارہرہ مطہرہ میں حاضر ہو کر والد ماجد حضرت علامہ مولانا شاہ نقی علی خاں قدس سرہ کے ہمراہ قدوۃ الاولیاء الکاملین حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اسی وقت جمیع سلاسل طریقت کی اجازت سے مشرف ہوئے۔

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۸ء کو والدین کے ہمراہ پہلا حج کیا، اسی دوران حرمین شریفین کے اعاظم علماء کرام سے جملہ علوم وفنون کی اجازت حاصل کی، حرمین کے علماء نے ''ضیاء الدین احمد'' کا عظیم لقب عطا کیا۔ یہ عطیہ ربانی دراصل آپ کے علم وفضل کا اظہار تھا۔

۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء کو علمی مرکز فرنگی محل میں نزول اجلال فرمایا۔ ۱۵ر تا ۱۷ر شوال ۱۳۱۱ھ/۲۲ر تا ۲۴ر اپریل ۱۸۹۳ء کو ندوۃ العلماء کے جلسہ تاسیس میں شرکت فرمائی اور ''اصلاح نصاب'' پر ایک مفید مقالہ پڑھا۔ اس اجلاس میں ملک بھر کے جلیل القدر علماء ماہرین تعلیم جمع تھے، ان میں مولانا محمد علی مونگیری، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا احمد حسن کانپوری، علامہ شبلی نعمانی، شیعہ مجتہد غلام حسین کنتوری، مولوی محمد ابراہیم آروی (اہل حدیث) اور مولوی محمد احسن بہاری (غیر مقلد) کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے (۱) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء، مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ بحوالہ تذکرہ محدث سورتی ص ۱۰۶۔)

۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں بریلی میں ایک عظیم نئے دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ جو منظر اسلام کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو دوسرا حج کیا۔ اسی سفر حج کے دوران علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور عالم اسلام سے آئے ہوئے بے شمار فاضل علماء کرام نے باصرار امام احمد رضا قدس سرہ سے علوم و فنون اور سلاسل طریقت کی اجازتیں حاصل کیں۔ جلیل القدر علماء نے آپ کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو (۲) سفر حج علماء کرام کی اجازتیں حاصل کرنا اور خاص حرمین شریفین میں عزت افزائی کی تفصیل ملاحظہ کرنے کیلئے رجوع فرمائیں (ا) الملفوظ حصہ دوم (ب) الاجازات المتینۃ لعلماء مکہ والمدینہ (ج) مقدمہ حسام الحرمین میں (د) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں وغیرہ

۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء کو تدبیر فلاح و نجات اصلاح تصنیف فرمائی۔ جس میں مسلمانوں کی ترقی و آزادی کیلئے تجاویز مرتب فرمائیں۔

۱۳۴۰ھ صفر کی پچیس تاریخ بروز جمعہ مبارکہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء بریلی میں وصال فرمایا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کا خاندان برصغیر میں ایک عظیم علمی شہرت کا حامل رہا ہے۔ آباء و اجداد کا شمار اپنے دور کے جلیل المرتبت فضلاء میں ہوتا تھا۔ روحانی اور علمی امور میں یہ حضرات مرجع خلائق تھے۔

مشہور بزرگ مورخ مولوی عبدالعزیز بریلوی ''اسلامی مدارس وغیرہ'' کے عنوان سے بریلی کی علمی عظمت کا اظہار یوں کرتے ہیں ''بریلی میں علوم اسلامی کے عروج کا زمانہ حافظ الملک کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔ جب کہ روہیل کھنڈ میں پانچ ہزار علماء مساجد و مدارس میں درس دیتے ہیں۔ مولوی حیدر علی لکھتے ہیں ''اگرچہ شہر بانس بریلی بمقابلہ دہلی، لکھنو، آگرہ قصبہ ہے۔ مگر کبھی یہ قصبہ عالموں، حکیموں، شاعروں، خوش نویسوں، اور ہنر مندوں سے خالی نہیں رہا ہے'' (۳) تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی مولفہ مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی، مہران اکیڈمی کراچی ص ۳۵۵)

یہی مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی خاص امام احمد رضا قدس سرہ اوران کے خاندان کے علمی مقام کومختصر الفاظ میں بیان کرتے ہیں''۔

''اس مدرسہ کوایک مشہور سلسلہ خاندان سے نسبت ہے۔جس کے مورث اعلیٰ محمد سعید خاں ان کے لڑکے سعادت خاں ان کے لڑکے محمد اعظم خان ان کے لڑکے محمد کاظم علی خاں ان کے لڑکے محمد رضا علی خاں ان کے لڑکے نقی علی خاں کے لڑکے احمد رضا خاں، حسن رضا خاں، محمد رضا خاں۔

احمد رضا خاں کے لڑکے حامد رضا خاں و مصطفیٰ رضا خاں صاحبان بہت مشہور ہوئے، محمد اعظم خاں نے دہلی سے یہاں سکونت منتقل کی۔اس خاندان کی دیہات زمینداری سے امیرانہ زندگی بسر ہوتی رہی۔

مولوی احمد رضا خان کی شہرت کو چار چاند لگ گئے، حنفی، سنی، فاضل اجل۔کامل اکمل، سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ نے تقریباً (۷۵۰) کتابیں تصنیف کیں۔سفر حجاز میں علماء عرب سے سند حدیث وفقہ واصول وتفسیر حاصل کی۔مسائل میں فتاوی رضویہ طویل ترین کتاب لکھی، قرآن کا بہترین ترجمہ کیا۔ایک عمر فتاوی نویسی میں بسر کی، تقریر و تحریر کے ذریعے سے پچاس برس خدمت دین میں گزارے۔نام نامی اعلیٰ حضرت مولانا حاجی شاہ احمد رضا خاں، مجدد مائۃ حاضرہ مشہور ہوا۔تاریخ ولادت ۱۲۷۲ھ التوفی ۱۵ رتمبر ۱۳۴۰ھ مدفن مسکن سے قریب ہے معتقدین کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا۔دو درسگاہیں ایک سوداگری محلہ میں دوسری مسجد بی بی جی صاحبہ میں ''(بہار پور)'' دارالعلوم کا نام منظر اسلام ہے''(۴) تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی ص ۲۵۶) نوٹ:۔جدید تحقیق کے مطابق آپکی تصانیف تقریباً ایک ہزار ہیں اور وصال ۲۸ راکتوبر ۱۹۲۱ء

امام احمد رضا قدس سرہ جن علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، ان کی تعداد پچپن سے زائد ہے۔ان میں سے بعض علوم آپ نے اساتذہ کرام سے حاصل کئے۔بعض علوم اساتذہ کی فن کی کتب سے محض مطالعہ سے حاصل کئے بعض علوم کو آپ نے ایجاد کیا جن علوم پر آپ کو عبور تام تھا۔ان میں ریاضی، ہیئت، اور طبعیات کے بعض وہ فنون ہیں جن سے آج کے علمی دور میں علماء قدیم اور علماء جدید دونوں کے کان آشنا ہیں (۵) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:۔الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ فقیر قادری عفی عنہ (ب) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر

مشہور ریاضی داں ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے پہلی ہی ملاقات کے بعد جو تاثر پیش کیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ڈاکٹر سر ضیاء الدین فرماتے ہیں۔

''حقیقت میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے۔'' (۶) اکرام امام احمد رضا'' تالیف ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور

تعلیم سے فارغ ہو کر امام احمد رضا قدس سرہ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے آپ کے اکثر تلامذہ آسمان علم و فضل کے نیر درخشاں بن کر چمکے (۷) امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات مرجع العلماء تھی، دور دور سے طلباء استفادہ کیلئے حاضر ہوتے تھے، یہاں تک کہ سہارنپور اور دیوبند کے چند طلباء بھی حدیث وفقہ کے درس کیلئے حاضر ہوئے ملاحظہ ہو۔

چودھویں صدی کے مجدد، مطبوعہ مکتبہ رضویہ لاہور ص ۸۵

فاضل بریلوی تلامذہ کی طویل فہرست میں چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) مولانا حسن رضا خان

(۲) مولانا محمد رضا خان

(۳) مولانا حامد رضا خان

(۴) مولانا سید اشرفی اشرفی

(۵) مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی

(۶) مولانا ظفر الدین بہاری

(۷) مولانا عبد الواحد پیلی بھیتی

(۸) مولانا حسنین رضا خاں (۹) مولانا سلطان احمد خان

(۱۰) مولانا سید امیر احمد (۱۱) مولانا حافظ یقین الدین

(۱۲) مولانا حافظ عبد الکریم (۱۳) مولانا سید نور احمد چاٹگامی

(۱۴) مولانا منور حسین (۱۵) مولانا واعظ الدین

(۱۶) مولانا عبد الرشید (۱۷) مولانا شاہ غلام محمد بہاری

(۱۸) مولانا حکیم عزیز غوث (۱۹) مولانا نواب مرزا

اپنے دور کے جلیل القدر علماء سے امام احمد رضا قدس سرہ کے گہرے علمی روابط تھے آپ کے یہاں علمی محافل کا انعقاد ہوتا جس میں یہ علمی ستارے جمع ہوتے ایسا بھی ہوتا ان علماء کے ہاں یا ان کے مدارس کے سالانہ اجلاس میں امام احمد رضا قدس سرہ شریک ہوتے علمی مذاکرات ہوتے بعض مدارس میں امام احمد رضا قدس سرہ بطور ممتحن تشریف لیجاتے، طلبہ کی علمی استعداد معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے مسائل سے براہ راست واقفیت حاصل کرتے علمی مراکز کے ناظم حضرات آپ سے اکثر علمی امور پر مشورہ لیتے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے زندگی بھر ملازمت نہیں کی کہ ملازمت کے کچھ ایسے تقاضے ہوتے ہیں جو ملازم کو اپنی مرضی کے خلاف پورے کرنے پڑتے ہیں آزادی کے ساتھ اظہار رائے ممکن نہیں ہوتا مگر امام احمد رضا کو جو کچھ کہنا ہوتا بڑے واشگاف الفاظ میں برمحل بیان کردیتے برصغیر میں ایک ہزار سالہ مسلمانوں کے دور اقتدار کا زوال آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نئے خداوندان اقتدار کی تعلیم اور انکی تہذیب کے پرستاروں کی غیر دانش مندانہ حرکات اور اسلام دشمن کردار قدیم اقدار سے نفرت اور جدید تہذیب سے محبت یہ سب کچھ آپ کے سامنے تھا اس پر آپ کا دل تلملایا' تڑپا' مسلمانوں کو نا مسلمان بنانے کی مذموم کوششوں کا آپ نے بغور جائزہ لیا۔

اپنے خاندانی علمی پس منظر کے علاوہ امام احمد رضا قدس سرہ کی اپنی تمام زندگی عملی و علمی مسائل اور ان کے حل سے متعلق گزری اور پھر بقول ڈاکٹر اقبال وہ بڑی سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد اپنی رائے قائم کرتے ہیں اس طرح انہیں اپنی رائے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی، دیگر حیثیات کے علاوہ امام احمد رضا قدس سرہ ایک معلم تھے، ایک مفکر تھے، ایک مجدد تھے، ہندوستان کے دور آخر میں اتنی ہمہ گیر صفات و جہات کا مالک اور بصیرت تامہ رکھنے والا مفکر بہت ہی کم ہی دیکھنے میں آیا وہ اس طبیب کی طرح قوم کا علاج کرتا رہا جو اصل مرض کی تشخیص کے بعد ہی بنیادی علاج کرتا ہو اس طرح اگرچہ یہ علاج دیر طلب ہوتا ہے مگر موثر اور دیرپا ہوتا ہے۔

ان حیثیات کی موجودگی میں امام احمد رضا قدس سرہ کا ''کہا ہوا'' اس قابل ہیکہ سنا جائے، پڑھا جائے، اور اس پر عمل کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منظر اسلام اور سنی تحریکات

از:- ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلی شریف

یادگار اعلیٰ حضرت ۔ مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام اپنا سو سالہ سفر نہایت کامیابی سے طے کر کے عالم اسلام سے تہنیت وعقیدت کا خراج وصول کر چکا ہے۔ اس سو سالہ مدت میں اس جامعہ اہل سنت سے تقریباً بارہ ہزار علماء، حفاظ اور قراء فارغ ہو کر جہان سنیت میں اجالا برپا کر چکے ہیں۔ منظر اسلام کے ان فارغین میں برصغیر ہند و پاک، بنگلہ دیش ،نیپال ،لنکا، لوسیتھو ،جنوبی افریقہ، موریشش اور نیدرلینڈ کے طلبہ شامل ہیں۔ آج عالم سنیت میں علماء ومشائخ کی جو جماعت اور مدارس اسلامیہ کا جو زریں سلسلہ نظر آتا ہے وہ اسی یادگار رضا مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کی دین ہے۔ ہر سنی ادارہ میں منظر اسلام کا حسین منظر نظر آتا ہے اور ہر فاضل ۔ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے اسی منظر کا ڈائرکٹ یا ان ڈائرکٹ فیض پایا ہوا ہے۔

یہ ریحاں دین وسنت کے مہکتے ہیں جدھر دیکھو
نوازش ہے رضا کی اور احساں ان کے منظر کا

(ریحان ملت)

اک صدی سے سمائے علمی پر
مہر درخشاں ہے منظر اسلام
عالم سنیت جہاں تک ہے
نور افشاں ہے منظر اسلام

(بدرالقادری)

''منظر اسلام'' کے ناظمین نیز ''منظر اسلام'' کے اساتذہ، طلبہ اور فارغین کی ایک اجمالی فہرست ملاحظہ کرنے کے بعد اندازہ لگانے والے خود اندازہ لگالیں کہ علم دین کی ترویج و اشاعت، مسلم معاشرہ کی اصلاح، اسلامی سیاست کی قیادت و رہنمائی، عقائد و اعمال کے تحفظ و تحریک، باطل کی سرکوبی۔ الغرض غلبۂ دین و سنیت کا جو کارنامہ ۲۰ رویں صدی عیسوی کے آغاز سے اب تک کے سو برسوں میں انجام پذیر ہوا ہے اس میں منظر ہی کی حرارت و توانائی دوڑ رہی ہے کہ نہیں اور ہر ایک میں ''منظر'' ہی کا منظر جلوہ گر ہے یا نہیں؟

(۱) بانی منظر اسلام:- مجدد دین وملت، عظیم البرکت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ

(۲) منظر اسلام کے ناظمین:- ناظم اول۔ اور مہتمم اول:- حجۃ الاسلام علامہ مولانا محمد حامد رضا خاں (امام احمد رضا کے خلف اکبر) عارضی مہتمم دوم:- مفتی تقدس علی خاں (داماد حجۃ الاسلام) مہتمم دوم:- مفسر اعظم علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (حجۃ الاسلام کے خلف اکبر) مہتمم سوم:- ریحان ملت علامہ مولانا محمد ریحان رضا خاں (مفسر اعظم کے خلف اکبر) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ مہتمم چہارم:- علامہ مولانا محمد سبحان رضا خاں قبلہ (ریحان ملت کے خلف اکبر)

(۳) منظر اسلام کے اساتذہ، طلبہ و فارغین:- (اس فہرست میں ان صاحبان علم و فضل کو بھی شامل کیا گیا ہے جو ابتدا منظر اسلام کے طالب علم رہے ہیں اور بعد میں فراغت کہیں اور سے لی ہے یا جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد امام احمد رضا کی خدمت میں یا منظر اسلام میں درس و تدریس، مختلف علوم، افتاء و مناظرہ وغیرہ میں دسترس حاصل کرنے کیلئے آئے ہوں یا جنہوں نے امام احمد رضا سے منظر اسلام کے قیام کے بعد اسناد لی ہوں یا جنہیں منظر اسلام سے اعزازی اسناد عطا کی گئی ہوں)

علامہ رحم الٰہی منگلوری، علامہ بشیر احمد علی گڑھی، علامہ ظہور الحسن رام پوری، صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، ملک العلماء علامہ ظفر الدین، علامہ عبد الرشید عظیم آبادی، مفتی اعظم ہند علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (امام احمد رضا کے خلف اصغر) علامہ حسنین رضا خاں (برادر زادہ اعلیٰ حضرت۔ استاذ زمن کے صاحبزادے) برہان ملت علامہ مفتی برہان الحق جبل پوری، محدث اعظم ہند علامہ سید محمد میاں کچھوچھوی، علامہ سید عزیز غوث بریلوی، امین فتویٰ علامہ مفتی محمد شفیع بیسل پوری، مفتی غلام جان ہزاروی، علامہ سید محمد دیدار علی الوری، علامہ ابو البرکات سید احمد رضوی الوری، علامہ حامد علی

فاروقی رائے پوری، صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی، شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی، حافظ ملت علامہ عبد العزیز بھوجپوری (بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور) محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد، شمس العلماء علامہ شمس الدین جونپوری، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن اڑیسوی، مفتی اعجاز ولی خاں بریلوی، امین شریعت علامہ رفاقت حسین، علامہ غلام جیلانی اعظمی، علامہ عبد المصطفی ازہری، مفتی وقار الدین، اجمل العلماء مفتی محمد اجمل سنبھلی، محدث احسان علی مظفر پوری، مولانا سید ایوب علی رضوی، مداح رسول مولانا جمیل الرحمٰن بریلوی، مفتی سید افضل حسین، مفتی نظام الدین الہ آبادی، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ محمد ابراہیم سمستی پوری، علامہ محمد احمد خاں جہانگیر وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔ نیز علامہ سید محمد عارف نانپاروی، علامہ غلام مجتبیٰ اشرفی، جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی، علامہ منان رضا خاں بریلوی، علامہ محمد صفی مقیم برطانیہ، علامہ محمد حنیف مقیم برطانیہ، مفتی عبد الواجد مقیم ہالینڈ، علامہ شاہ عالم مقیم افریقہ، علامہ محمد احمد مقیم افریقی، علامہ عبد الہادی افریقی، علامہ عبد الحمید افریقی وغیرہ۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت از علامہ صادق قصوری و ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر ۲۰۰۱ء)

شخصیات کی تعمیر، مدارس کے قیام، فرقہائے باطلہ کی تردید وسرکوبی باطل اور فروغ اسلامیہ کے باوصف با قاعدہ سنی تحریکوں میں حصہ لیکر وابستگان منظر اسلام نے جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں وہ بھی غلبۂ دین وسنیت کے اہم تر کارنامے ہیں اور بالخصوص عہد رضا سے لیکر قبل آزادیٔ ہند (۱۹۴۷ء) تک "جماعت رضائے مصطفیٰ" اور "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے پلیٹ فارموں سے اور بعدہ سنی جمیعۃ العوام" کے پلیٹ فارم سے منظری صاحبان بصیرت وعلم وفضل نے جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ سو سالہ تاریخ دین وسنیت کا خصوصی اور زریں باب ہے۔

زیر نظر مقالہ میں ان کا ایک اجمالی جائزہ پیش ہے۔

جماعت رضائے مصطفی اور منظری حضرات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ۱۹۲۰ء میں "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی بنیاد رکھی۔ اس کے اغراض ومقاصد کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

(الف) مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت وناموس وعظمت کا تحفظ

(ب) اہل سنت کی تنظیم ۔تبلیغ دین ، مدارس ، دارالافتاء ، اور دارالقضاء وغیرہ کا قیام ، کتب امام احمد رضا نیز سنی لیٹریچرس کی اشاعت ،

(ج) باطل کی سرکوبی اور فرقہائے باطلہ کا رد بلیغ

(د) مسلمانان اہل سنت کو مذہب کے کنٹرول میں رکھ کران کے سیاسی ، سماجی ، اور معاشی شعبہ ہائے حیات کا استحکام وغیرہ ۱۹۲۰ء میں جماعت رضائے مصطفیٰ کی بنیاد رکھی گئی اور یہی سال مسلمانان ہند کے ملی تشخص ، ایمان اور مال وجان کیلئے بڑا ہی خطرناک اور بھیانک سال تھا ، ملکی آزادی اور سلطنت عثمانیہ ٹرکی پر فرنگی مظالم کے خلاف آواز بلند کرنے کے پردے میں موہن داس کرم چند گاندھی نے مندرجہ ذیل تحریکات چلائیں ۔

''تحریک خلافت ، تحریک ترک موالات ، تحریک ہجرت ، اور تحریک جہاد'' مسلمان اپنا برا بھلا سوچے بغیر گاندھیائی آندھی میں اڑتا چلا جا رہا تھا ۔مولوی عبدالباری فرنگی محلی ، مولوی عبدالماجد بدایونی علی برادران ، ابوالکلام آزاد ، سب کے سب مسٹر گاندھی کی چوکھٹ پر دین و دنیا نچھاور کررہے تھے ۔کل تک فرنگی عظمت اور برطانوی حکمرانی کا نغمہ الاپنے والے حکومت انگریزی کے نمک خوار ووفادار اب خلافتی اور نیشلسٹ بن گئے تھے ۔ مساجد میں شردھانند کو منبروں پر بٹھایا جارہا تھا ۔دین وایمان پامال ہورہے تھے ۔جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ مشکل ہوگیا تھا مگر ہر طرف خموشی طاری تھی ۔آخران تحریکات کے خلاف بریلی ہی سے صدا بلند ہوئی اور بریلی کے عظیم تر فاضل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان کا قلع قمع کیا ۔ان تمام تحریکات کا زور توڑ کر مسلمانوں کے دین وایمان اور مال وجان کا تحفظ آپنے اپنے صاحبزادگان ذی شان ، حجۃ الاسلام ومفتی اعظم ہند نیز اپنے خلفاء وتلامذہ اور منظر اسلام کے وابستگان کی مدد سے کیا ۔(ملخصا ''اندھیرے سے اجالے تک''، ازعلامہ شرف قادری)

چند حضرات کے اسماء ملاحظہ کیجئے

مفتی محمد رضا خاں (امام احمد رضا کے برادر خورد) ، علامہ حسنین رضا خاں (امام احمد رضا کے برادر زادے) ، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی ، صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی ، علامہ حسنین رضا خاں ، ملک العلماء علامہ ظفر الدین ، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری ، شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خان وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے وصال کے بعد "جماعت رضائے مصطفیٰ" کو کافی دھکا لگا۔ لیکن آپ کے خلفاء ، تلامذہ اور ہم مسلک علماء نیز منظری حضرات نے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔ اسی زمانے میں آریہ سماج کے بانی شردھانند نے آگرہ، متھرا، بلند شہر، میرٹھ، بھرت پور، علی گڑھ، وغیرہ اضلاع نیز راجپوتانہ میں مسلمانوں کی جبری شدھی کرنے کی تحریک چلائی۔ اس تحریک کو توڑنے اور لاکھوں مسلمانوں کو ایمان کے تحفظ نیز غیر مسلموں کو آغوش اسلام سے ہمکنار کرنے میں حسب ذیل حضرات نے اہم کردار کیا۔

(۱) حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں (۲) مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں (۳) امیر ملت پیر سید جماعت علی (۴) صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی (۵) صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی (۶) علامہ غلام قطب الدین برہمچاری (۷) مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم میرٹھی (۸) علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی (۹) علامہ ابوالحسنات قادری (۱۰) علامہ احمد مختار صدیقی میرٹھی (۱۱) علامہ نثار احمد کانپوری (۱۲) علامہ مشتاق احمد کانپوری (۱۳) محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی (۱۴) شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم

مندرجہ بالا حضرات میں نمبر ۱، ۲، ۸، ۱۳، ۱۴، منظری ہیں۔

ان صاحبان علم وفضل کے علاوہ دیگر علماء بھی اس مہم میں شریک تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے اعاظم اور شیروانی خاندان کے افراد نے بھی اس مہم میں حصہ لیا علاوہ ان کے مختلف انجمنوں اور وفود نے بھی اس میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ انہیں وفود میں ایک وفد۔ "وفد منظر اسلام آگرہ" کے نام سے بھی تھا اور اس میں منظر اسلام کے فارغین شامل تھے۔ (ملخصا دبدبہ سکندری رام پور ۱۹۲۳ء کے مختلف شمارے)

آل انڈیا سنی کانفرنس اور وابستگان منظر اسلام

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاسیسی اجلاس ۲۰ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء مرادآباد میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے داعی صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تھے۔ خصوصی شرکاء میں حسب ذیل حضرات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی، علامہ سید احمد اشرف، محدث اعظم ہند، قبلہ پیر جماعت علی شاہ، حجۃ الاسلام بریلوی، علامہ

سید دیدار علی الوری، پروفیسر سلیمان اشرف، علامہ مشتاق احمد کانپوری، علامہ عبد الاحد پیلی بھیتی، علامہ احمد مختار میرٹھی رحمۃ اللہ علیہم

تاسیسی اجلاس کی صدارت حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور مجلس استقبالیہ کی صدارت حضور حجۃ الاسلام بریلوی قدس سرہ نے فرمائی۔

حضور حجۃ الاسلام کے خطبہ کی بابت حضور محدث اعظم ہند نے فرمایا۔

''یہ خطبہ صدارت اپنی نوع کا ایسا جامع خطبہ تھا جو حضرت خطیب کے شایان شان ہے۔ ہندوستانی سیاست، اغیار کی پالیسیاں، تدابیر دفاع، نظام عمل وغیرہ کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جسے شرعی نقطہ نظر سے آئینہ نہ فرمایا ہو اور سلسلہ کلام میں ہندوستان کے فتن اور نام نہاد اتفاق واتحاد کی حقیقت صاف فرما کر اس کا محل صحیح فرما دیا ہے۔ یہ کہنا بالکل بے محل نہیں ہے کہ دنیائے اہل سنت میں ہندوستان کے اندر اپنی خصوصیات میں یہ سب سے پہلا خطبہ تھا۔ اس کے پڑھنے کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد پر روشنی پڑتی ہے اور وہ ساری تجاویز پیش نظر ہو جاتی ہیں جو کانفرنس میں باتفاق رائے طے پائی ہیں۔ (ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ مجریہ شوال المکرم ۱۳۴۳ھ اپریل ۱۹۲۵ء ص ۱۸)

اس خطبہ کو راقم کئی سال قبل سنی دنیا سے ''خطبہ حجۃ الاسلام'' کے نام سے شائع کر چکا ہے

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد کا اجمالی خاکہ

(۱) مسلمانان اہل سنت کو متحد کر کے انہیں منظم کرنا۔ مسلمان نسلوں کو حدود شرع میں لانے کی مؤثر تدابیر کرنا۔

(۲) عقائد واعمال کی اصلاح

(۳) مسلمانوں کو اسلامی زندگی کا درس دینا اور امور معاش ومعاد میں دینی طریقہ پر ان کی رہنمائی کرنا

(۴) ارتداد کو روکنے کیلئے کارآمد تدابیر اختیار کرنا۔ (۵) عظمت وناموس مصطفیٰ کا تحفظ اور مسلمانوں کو دامن مصطفیٰ سے کلی طور پر وابستہ کرنا (۶) مسلم معاشرہ کی اصلاح (۷) مدارس اور ادارہ کا قیام نیز واعظین ومبلغین کیلئے مفید نصاب تیار کرنا وغیرہ۔

(۲) آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد (نشاط ثانیہ اجلاس)

منعقدہ ۱۹؍۲۰؍شوال ۱۳۵۸ھ ۱۳؍۱۴؍اکتوبر ۱۹۳۹ء یہ کانفرنس حضور حجۃ الاسلام کی صدارت میں ہوئی تھی ۔ اس میں حسب ذیل مشاہیر نے شرکت فرمائی۔

(۱) مفتی اعظم ہند بریلوی (۲) صدر الشریعہ (۳) مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم میرٹھی (۴) علامہ محمد عارف اللہ قادری (۵) صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، (۶) محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد (۷) علامہ احمد یار خاں نعیمی (۸) علامہ مفتی محمد اجمل نعیمی (۹) علامہ محمد ابراہیم سمستی پوری (۱۰) علامہ رضوان الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اتفاق رائے سے یوپی کیلئے صدر چنے گئے ۔ (ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۱؍تا ۲۸؍جولائی ۱۹۴۵ء ص ۱۲)

مندرجہ بالا فہرست میں وابستگان منظر کی تعداد چھ ہے۔

(۳) آل انڈیا سنی کانفرنس مبارکپور

۲۰؍نومبر ۱۹۴۵ء کو دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں ایک اجلاس حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز مرادآبادی علیہ الرحمہ کی صدارت میں ہوا۔ اس میں حضور حافظ ملت کو اتفاق رائے سے صدر منتخب کیا گیا اور حضرت علامہ عبد المصطفی ازہری قدس سرہ کو نائب صدر یہ دونوں حضرات منظری ہیں (دبدبہ سکندری ۵؍دسمبر ۱۹۴۵ء)

(۴) آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس (مقامی)

۱۱؍اکتوبر ۱۹۴۵ء بمقام پیلی کوٹھی زیر صدارت حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ اس کانفرنس میں حضور حافظ ملت منظری قدس سرہ نے جو تقریر فرمائی اس سے مجمع از حد متاثر ہوا اور حضور صدر الافاضل قدس سرہ نے اسے بہت سراہا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے سنی کانفرنس کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلہ میں متعدد سفر بھی کئے (ملخصاً دبدبۂ سکندری ۲۴؍اکتوبر ۱۹۴۵ء)

آل انڈیا سنی کانفرنس مین پوری، منعقدہ ۲۱؍تا ۲۵؍نومبر ۱۹۴۵ء

شرکاء کانفرنس :۔ صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی، حضور محدث اعظم ہند، حضور صدر الشریعہ، حضرت مفسر اعظم ہند، حضرت علامہ عارف اللہ میرٹھی، حضرت علامہ مصباح الحسن پھپھوندوی، علامہ احمد یار نعیمی، مفتی آگرہ علامہ عبد

الحفیظ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ

اس کانفرنس میں بھی وابستگان منظر اسلام نمایاں رہے۔(ہفت روزہ الفقیہ ۲۱ر تا ۲۸ر دسمبر ۱۹۴۵ء)

(۶) آل انڈیا سنی کانفرنس بدایوں

رجبی شریف کے شاندار اجلاس ۲۰، ۲۱، ۲۲، رجب المرجب ۱۳۶۵ھ ۲۱، ۲۲، ۲۳ر جون ۱۹۴۶ء منعقد ہوئے۔ان میں حسب ذیل علماء نے شرکت فرما کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(۱) صدر الافاضل، (۲) علامہ عبدالحامد بدایونی (۳) مفتی آگرہ (۴) علامہ ہاشم میاں فرنگی محلی (۵) حضور سید العلماء (۶) علامہ سردار احمد (۷) علامہ ظہور الاسلام (۸) حضور حافظ ملت (۹) علامہ محمد ابراہیم سمستی پوری وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم۔

اس کانفرنس میں ۶، ۸، ۹ر وابستگان منظر اسلام سے ہیں۔

(۷) آل انڈیا سنی کانفرنس اجمیر شریف

عرس خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر ۵، ۶ر رجب المرجب ۱۳۶۵ھ مطابق ۷، ۸ر جون ۱۹۴۶ء دیوان سید آل رسول اجمیری کی صدارت میں ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔سیکڑوں علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کا اجتماع رہا۔حسب ذیل علماء نے خطاب کیا۔

(۱) حضور محدث اعظم ہند منظری (۲) حضور صدر الافاضل (۳) علامہ عبدالحامد قادری (۴) علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۵) حضور مفسر اعظم ہند منظری (۶) علامہ عابد القادری وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم۔اس کانفرنس میں بنارس کانفرنس کی منظور کردہ تجاویز کی پرزور تائید کی گئی۔

(۸) آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ر اپریل ۱۹۴۶ء بنارس کی اس تاریخ ساز کانفرنس سے ہر ذی شعور سنی مسلمان خوب واقف ہے۔اس کانفرنس نے مسلمانان اہل سنت کے مذہبی، سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی، اور تہذیبی امور کے استحکام میں اہم کردار ادا کیا۔متحدہ ہندوستان کے سیکڑوں مشاہیر علماء ومشائخ نے اس کانفرنس میں شرکت کی اور لاکھوں کا مجمع رہا۔حسب ذیل علماء ومشائخ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت محدث اعظم ہند (منظر اسلام) (۲) حضرت صدر الافاضل (منظر اسلام) (۳) حضرت مفتی اعظم ہند (منظر اسلام) (۴) حضرت علامہ عبد الحامد بدایونی (۵) حضرت ملک العلماء (منظر اسلام) (۶) حضور صدر الشریعہ (منظر اسلام) (۷) حضرت علامہ عبد العلیم میرٹھی (۸) حضرت علامہ سید الشاہ دیوان آل رسول اجمیری (۹) حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد لاہوری (منظر اسلام) (۱۰) حضرت علامہ قمر الدین سیالوی (۱۱) حضرت علامہ سید زین الحسنات مانکی شریف (۱۲) حضرت علامہ سید ابوالحسنات سید محمد احمد لاہوری (۱۳) خاں بہادر حاجی بخش مصطفیٰ علی مدراسی (۱۴) حضرت علامہ صبغۃ اللہ شہید انصاری فرنگی محلی (۱۵) شیر بنگال حضرت علامہ عزیز الحق (۱۶) حضرت مفتی عبد القدیر بدایونی (۱۷) حضرت علامہ محمد ابراہیم سمستی پوری (منظر اسلام) (۱۸) حضرت مفتی مظہر اللہ دہلوی (۱۹) حضرت مجاہد ملت (منظر اسلام) (۲۰) حضرت مفتی آگرہ (۲۱) حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی وغیرہ صاحبان رحمۃ اللہ علیہم۔ اس کانفرنس میں حضرت علامہ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو امیر ملت تسلیم کیا۔

نوٹ:- آل انڈیا سنی کانفرنس کے اہم ارکان اور شرکاء میں وابستگان منظر اسلام سے حسب ذیل حضرات کے اسماء بھی قابل ذکر ہیں۔

حضرت مفتی تقدس علی خاں، علامہ غلام جیلانی اعظمی، حضرت علامہ شمس الدین جونپوری، حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی، حضرت علامہ سردار احمد گورداس پوری، حضرت علامہ سردار علی، حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی، حضرت مفتی وقار الدین، حضرت علامہ عبد الغفور، حضرت علامہ فضل غنی، حضرت علامہ احسان علی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم۔ (تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس از علامہ جلال الدین قادری)

آل انڈیا سنی جمیعۃ العوام

۱۹۴۷ء کے بعد ملک تقسیم ہوگیا۔ علماء بھی تقسیم ہوگئے۔ ہندو پاک میں سنیوں کی متعدد تنظیمیں اور کانفرنسیں تشکیل پائیں۔ بھارت میں بھی فروغ سنیت کیلئے بھانت بھانت کی تنظیمیں قائم ہوتی رہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ تحریک، آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء وغیرہ نے اہل سنت وجماعت کی فلاح وصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۶۳ء میں سرکار مفتی اعظم ہند نے جماعت رضائے مصطفیٰ کی نشاط ثانیہ فرمائی۔ آپ ہی کی سرپرستی میں حسب ذیل کمیٹی

کی تشکیل ہوئی۔ حضور برہان ملت آل انڈیا صدر۔ حضرت مولانا ابولوفاء فصیحی غازی پوری ناظم اعلیٰ، حضرت علامہ سید مدنی میاں کچھوچھوی نائب صدر اول، حضرت مفتی رفاقت حسین نائب صدر دوم، حضرت علامہ علی محمد دھوراجوی ناظم اعلیٰ دوم، نائب ناظم حضرت علامہ عبدالصمد پھپھوندوی اور حضرت سید حمایت رسول بریلوی خازن بنائے گئے۔ (نوری کرن نومبر ۱۹۶۳ء)

حضرت مفتی اعظم ہند کی سرپرستی میں تقریباً گیارہ، بارہ سال تک جماعت رضائے مصطفیٰ کے تحت دین وعلم دین کی ترویج واشاعت کا کام ہوتا رہا۔ بعد میں سرکار مفتی اعظم کی علالت کے سبب جماعتی کام میں کمزوری آ گئی۔ مسلمانان اہل سنت کی مذہبی سیاسی عمرانی حالات کے تحت ریحان ملت حضرت علامہ محمد ریحان رضا خاں مہتمم جامعہ منظر اسلام نے ۱۹۷۸ء میں آل انڈیا سنی جمیعۃ العوام قائم فرمایا۔ بریلی شریف میں اس کے تحت اتحاد ملت کانفرنسیں ہوئیں۔ جن سے مشربی وخانقاہی اور مسلم برادرانہ اختلافات کو کم کرنے میں کافی حد تک کامیابی ملی۔ حضور ریحان ملت نے ملک کے مختلف حصوں میں اس کی شاخیں قائم کیں۔ بمبئی، کانپور، مظفر پور اور کلکتہ وغیرہ کی شاخوں نے مسلمانان اہل سنت کے مذہبی تعلیمی اور سماجی امور کے استحکام میں اچھی کارگزاری دکھائی۔ منظر اسلام کے اساتذہ بالخصوص علامہ سید عارف صاحب علامہ نعیم اللہ خاں صاحب وغیرہ نے حضرت ریحان ملت کا ہاتھ بٹایا۔ مولانا سعید جیلانی کانپوری بھی اس میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۸۵ء میں حضور ریحان ملت کے وصال کے بعد کئی برسوں تک یہ جماعت معطل رہی بعد میں آپ کے صاحبزادے علامہ توصیف رضا خاں نے اس کی نشاط ثانیہ فرمائی۔

خلاصۂ کلام

''منظر اسلام'' کو محض ایک ادارہ یا ادارہ کی عمارت کی نظر سے نہ دیکھ کر اس کے سو سالہ تبلیغی، تدریسی، تعلیمی، اشاعتی، وتعمیری سفر پر نظر ڈالئے تو یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ منظر اسلام درحقیقت سنیت کی جائے پناہ، اہل سنت کی تربیت گاہ ہے۔ منظر اسلام ایک تحریک کا نام ہے۔ سینوں میں عشق مصطفیٰ اور عقیدت اولیاء کی شمع روشن کرنے کی تحریک کا نام یعنی غلبہ اسلام کی تحریک کا نام ہے، اس ایک چراغ سے ان گنت چراغ روشن ہوئے اور ہر سُت دین وسنیت اور علوم دینیہ کا اجالا پھیل گیا۔ مدارس کا نیٹ ورک قائم ہوگیا۔ منظر اسلام نے اہم تحریکات میں اہم ترکردار ادا کیا ہے اس کا سفر جاری ہے۔ دعا ہے کہ یہ منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھتا اور مسلمانان اہل سنت کو صراط مستقیم پر چلاتا چلا جائے آمین۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ منظر اسلام کی تاریخ مرتب کرائی جائے تا کہ دنیا کے سامنے اس کے زریں کارنامے کھل کر سامنے آسکیں۔

منظر اسلام کی تاسیس اور اس کا

پس منظر

ازقلم:۔ حسن منظر قدیری کشن گنج (بہار)

امام احمد رضا قدس سرہ کا دور فتنہ وشر کا دور، ایک بولتی کتاب ہے جس کے ورق ورق میں حق و باطل کی معرکہ آرائی کا بیان ہے۔ باطل کی شرانگیزی اور حق کے دفاع کا تذکرہ ہے۔ صحرائے نجد سے رسول دشمنی کا جو طوفان اٹھا تو سیدھے دیوبند کی دھرتی پر رکا۔ پھر ملک کے دوسرے خطہ میں بلائے ناگہانی کی طرح پھیل گیا۔ اس طوفان کی زد میں آنے والے سادہ لوح مسلمان تذبذب کے شکار ہوگئے۔ پھر تو ایسی قیامت کا منظر سامنے آیا اور ایمان وعقیدہ میں ایسا شگاف کہ مسلمان بریلوی و دیوبندی دو مکتبہ فکر میں تقسیم ہوگئے۔ دین وایمان کے پرسکون ماحول پر یہ پھوٹ اس واسطے پڑی کہ سمندر پار سے آئے ہوئے انگریز ہندوستان پر حکمراں تھے اور ان کی گندی سیاست یہ تھی کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالکر لمبے عرصے تک ان پر حکومت کی جائے چنانچہ انگریزوں کے اشارے پر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی خاندانی روایت سے بغاوت کر کے تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، جیسی زہریلی اور ایمان سوز کتابیں لکھیں۔ اور پورے ملک میں آگ کے شعلے بھڑکا دیئے۔ یہ آتشی طوفان دین وایمان کے خاکستر کرنے کیلئے کچھ کم نہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے ناپاک تحریروں کی روشنی میں علمائے دیوبند نے دوورقی، سہ ورقی ایسے رسالے تصنیف کئے جن سے الوہیت کا تقدس مجروح ہوا۔ اور دامان رسالت پر بھی حرف آیا ان رسالوں میں کہیں تو رسالت مآب ﷺ کے علم غیب کا ایسا خون کیا کہ آج بھی لہو آستین کا پکار رہا ہے۔ کہیں پر ختم نبوت کی ایسی بیخ کنی کی کہ غلام احمد قادیانی اپنی نبوت کا پرچم لہرانے لگا۔ اور کہیں پر ذات الٰہی پر امکان کذب کا بہتان رکھا۔ غرض کہ اس طرح سے علمائے دیوبند نے ہزاروں ایسے گمراہ کن مسائل پیش کئے جو خالص اسلامی عقائد ونظریات سے متصادم ہورہے تھے اور مسلمان بیچارے جو سلف صالحین کے مسلک سے جڑے ہوئے تھے وقت کے ان طوفانوں میں تنکے کی طرح ہچکولے کھارہے تھے۔ اس سیاسی کشمکش، اور مذہبی اضطراب میں

بریلی کی دھرتی پر ایک امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت تھی۔ وہ ایسے امام اور مجاہد تھے جو ہندی مسلمانوں کی بچی قیادت کررہے تھے ایک طرف وہ انگریزی حکومت سے باغیانہ ذہن رکھتے تھے دوسری طرف اہل ایمان کی ملی کشمکش میں حوصلہ افزائی کررہے تھے اور باطل کی سرکوبی اور ایمان وعقیدہ کی صحیح ترجمانی اپنی باطل شکن تحریروں سے کررہے تھے۔

فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی ذات ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کی نمائندگی کررہی تھی ماضی پر ان کی عمیق نگاہ تھی وہ اگر سرمایہ ماضی سے اخذ کررہے تھے تو اس کی پونجی میں اضافہ بھی کررہے تھے۔ زمانہ حال پر ان کی نظریں مرکوز تھیں اپنے علم وفن سے دامن حال کو لالہ زار بنارہے تھے۔ اور مستقبل کو اپنے آئینہ احساس میں دیکھ رہے تھے کہ رسول دشمنی کا جو شعلہ بھڑک اٹھا ہے وہ اب سرد نہ ہوگا۔ بلکہ شب وروز اس کی لو اور تیز ہوگی۔ اور وادی وکہسار اس کی زد میں آتے رہیں گے اور یہ حیات مستعار اس لمحہ کی منتظر ہے ۔ جس میں دھڑکنوں کو ابدی سکون مل جاتا ہے اب سوال یہ تھا کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کی خالص ترجمانی کون کرے گا۔ اور اس بدعقیدگی کے طوفان کو کون روکے گا۔ حالات کے اس موڑ پر ان کی دوررس نگاہوں میں ایک نہایت ہی حسین خواب جھلک رہا تھا۔ جس کی تعبیر ایک اعلیٰ پیمانے کی دانش گاہ تھی اس عظیم دانش گاہ میں مناظر، محدث، اور فقیہ اور باصلاحیت علماء کی ایسی جماعت تیار ہوئی جو ہر محاذ پر اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت اہل اسلام کی قیادت اپنے مکتبہ فکر کی تبلیغ واشاعت اور باطل فرقہ کی تردید کرتی رہے۔

مجدد اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہوں میں ہندوستان کا قدیم نقشہ تھا جو جغرافیائی اعتبار سے مختلف صوبے اضلاع اور قصبوں کے خانوں میں بٹا تھا۔ اور ہر صوبہ وضلع قصبہ ودیہات میں اگرچہ مذہبی تعلیم کیلئے مکاتیب ومدارس قائم تھے۔ لیکن ان میں اعلیٰ تعلیم کا بندوبست نہیں تھا۔ معیاری تعلیم کیلئے جن درسگاہوں کی ضرورت تھی ان کا وجود خال خال نظر آتا تھا۔ آج اگرچہ ہر کوچہ وبازار میں مکاتیب ومدارس کی بھرمار ہے لیکن میں اس عہد غلامی کی بات کررہا ہوں جو ہندی اقوام کی تعلیمی و معاشرتی تباہی وبربادی کی خونچکاں داستان سنارہا ہے اس عہد میں یہ آزادانہ ماحول تھا کہاں ؟ کہ ملک کی کھلی فضاؤں میں اپنی مذہبی روایت برقرار رہے ایسے تنگ وتاریک ماحول میں بھی مذہبی تعلیم کا احساس امام احمد رضا قدس سرہ کے مقدس سینے میں موجزن تھا۔ انہیں مذہب کا درد بھی تھا۔ اور شریعت مطہرہ کا پاس بھی وہ ایک مخلص ہمدرد تھے وہ اس حقیقت کو خوب سمجھ رہے تھے کہ اگر مسلمان علم دین سے ناآشنا ہوکر جہل وناخواندگی کے اندھیروں میں سرگرداں رہے

توان کا وجود صفحۂ ہست وبود سے مٹ جائے گا۔ یہ احساس بھی ایک عظیم ادارہ کی تشکیل کی غمازی کرر ہا تھا۔

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ ایک انجمن علم وفن کا نام ہے۔ یعنی ہر فن کے وہ مسلم الثبوت امام تھے۔ چاہے فقہی مسائل ہوں یا دینی علوم، فکری ابحاث ہوں یا نظری دلائل ہر ایک علم وفن میں وہ یکتائے روزگار دکھائی دیتے ہیں۔ علم ریاضی و ہندسہ میں کمال، علم اقلیدس کے اشکال پر انہیں عبور، اور ہیئت اور توقیت پر انہیں بیپناہ قدرت حاصل تھی غرض کہ وہ ''جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں'' کا دعوی تعلّی نہیں بیان حقیقت ہے گویا پچاس سے زیادہ علوم وفنون کی ایک ضخیم کتاب کی شکل، ارباب فکر ونظر کو دعوت علم وفن دے رہے تھے۔ سیاسی واقلیدس کی جلوہ گری لئے، ہیئت وتوقیت کے نقش ونگار لئے، جس کے ورق ورق میں قرآن کریم وحدیث پاک مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کا عطر بسا ہوا تھا اور ان کا سینہ عشق رسول سے لالہ زار بنا ہوا تھا۔ یہ تھی امام احمد رضا کے کنج خمولی کی علمی وسعت

اب سوال یہ تھا کہ اس صحیفہ زبان وقلم کو کون سمجھے اور کس طرح سمجھائے۔ جس میں علم ریاضی کا مسئلہ، علم اقلیدس کے اشکال، علم ہیئت کا ذکر اور علم توقیت کے اصول تھے۔ بات ظاہر تھی کہ جسے ان فنون پر عبور وکمال نہیں اس کیلئے امام احمد رضا خاں کا مطالعہ بے سود تھا، ان دوسرے فنون کو رہنے دیجئے صرف ان کا فقہی سرمایہ ''فتاویٰ رضویہ'' کا سرسری جائزہ لیجئے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کا صحیفۂ فقہ ہمارے سامنے ہے۔ جس کے ورق ورق میں علمی خزانے ہیں کہیں وہ ماہر فلکیات کی شکل بن کر نظر آتے ہیں کہیں وہ طبعیات کی صورت رنگ آب کی تحقیق کرتے دکھائی دے رہے ہیں اور اوصاف آب پر بحث کر کے پانی کے سیکڑوں اقسام نکالتے ہیں۔ کہیں وہ علم ریاضی سے کام لیتے ہیں کبھی علم مثلث کی گفتگو چھیڑ دیتے ہیں اور کبھی علم اقلیدس کے ذریعہ مسئلہ فقہ حل فرماتے ہیں۔ گویا کہ ایک جلوہ ہزار رنگ ایک آئینہ لاکھوں عکوس۔

پانی سے بھرا حوض کے بارے میں فقہاء کرام نے ایک ضابطہ پیش کیا ہے جو علم المساحت کا اصول ہے کہ اگر پانی سو ہاتھ کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہو تو وقوع نجاست سے وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔ اب اگر یہ موضع آب مربع و مستطیل کی شکل میں ہے تو طول وعرض کی باہمی ضرب سے اس کا رقبہ دریافت ہو سکتا ہے مربع جس کے چاروں اضلاع مساوی ہوتے ہیں مان لیجئے کہ اس کا ہر ضلع دس دس ہاتھ کا ہے تو کبھی دو ضلع کی آپسی سے حاصل ضرب سو ہاتھ کا رقبہ ہوگا۔ جسے دہ دردہ ۱۰×۱۰ حوض کہا جاتا ہے۔ مستطیل جس کے چاروں اضلاع مساوی نہ ہو بلکہ عرض سے طول کچھ زیادہ ہو مان لیجئے کہ اگر

اس کا عرض پانچ ہاتھ اور طول بیس ہاتھ کا ہے تو طول وعرض کے کسی بھی دو ضلع کی باہمی ضرب سے سو ہاتھ کا رقبہ نکل سکتا
۔لیکن یہی حوض اگر شکل مثلث یا دائرہ نما ہو تو ہم اپنے فنی افلاس پر ماتمکر تے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول میں ایک استفـ
ہے ''کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کنویں کا دور کتنے ہاتھ کا ہونا چاہئے کہ وہ دہ دردہ ہو اور نجاست گرنے
ناپاک نہ ہو سکے''۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا قدس سرہ نے مختلف اقوال پیش کئے اور ہر قول پر تنقید فرما کے قعر، محیـ
اور مساحت کی بحث چھیڑ دی اور دائرہ میں مثلث و مربع بنا کر کنویں کے دور ثابت فرمایا۔ اسی طرح فتاویٰ رضویہ جلد د
میں وقت مستحب، مکروہ کا استفسار کیا گیا ہے۔ بظاہر ایک معمولی سوال ہے مگر اس فکر وفن کے امام نے ایسی تحقیق فرمائی کہ
صبح وشام کا سہانا منظر، طلوع وغروب کا خوشگوار سماں اور نصف النہار کی تمازت کا فلسفہ، حقیقت شناس ذہن کو درخشانی ع
کرتا ہے۔ فاضل بریلوی رقم طراز ہیں۔

''صاف وشفاف مطلع میں اس قدرتی دائی حیلولت، کرۂ بخار کے سبب کہ افق کے قریب میں نگاہ کو اس کا کثیر حصہ
کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے طلوع وغروب کے قریب آفتاب پر نگاہ بے تکلف چمکتی ہے جب اس سے اونچا ہوتا ہے
کرۂ بخار کا قلیل حصہ حائل رہ جاتا ہے شعاعیں زیادہ ظاہر ہوتی اور نگاہ جمنے سے مانع آتی ہے اور یہ حالت مشرق ومغر
میں یکساں ہے''۔

فاضل بریلوی نے بتایا ہے کہ سطح زمین سے ۴۵ ریا دوسرے قول پر ۵۲ میل کی بلندی تک کرۂ بخار پھیلا ہوا ہے۔ پھر کرۂ
اور سورج کا افق سے اوپر اٹھنے کے منظر کو ایک شکل بنا کر سمجھایا ہے ہم اسے طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتے ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ رضویہ جلد ثالث میں علی گڑھ عیدگاہ کی حد استقبال سے متعلق سوال ہے اس کی تحقیق پر ایک رسالہ تصنیـ
فرمایا جس میں فنی اصولوں کے ذریعہ سمت قبلہ کی تعین فرما کر قدر انحراف پر ایسی گفتگو فرمائی کہ ہماری فکر ونظر سے بالاتر ہے۔

غرض بالغ النظر اور دقیق الفکر امام احمد رضا قدس سرہ کے دماغ میں باطل فرقوں کی تردید مسلمانوں کی اعلیٰ ومعیـ
تعلیم، عمدہ تربیت اور خودان کے فنپاروں کی تفہیم کا ایک مکمل خاکہ تھا وہ مذہبی تعلیم کے ذریعہ ذہنی بالیدگی، فکری نشـ
کر کے ایسے منفرد علماء اسلام تیار کرنا چاہتے تھے، جو باطل کی یلغار کو روک سکیں کتاب وسنت کے علوم سے آراستہ ہو
خودان کے علمی شہ کاروں کو سمجھ سکیں اور ان کی ایسی تربیت ہو کہ ہر محاذ زندگی پر قوم وملت کی رہنمائی کر سکیں۔ ایسے حا

میں ایک اعلیٰ معیاری درسگاہ، عظیم تربیت گاہ کی تاسیس ناگزیر تھی۔ چنانچہ ''منظر اسلام'' کا قیام انہیں بنیادی مقاصد پر عمل میں آیا۔ بہر حال امام اہل سنت نے اپنے مقدس ہاتھوں سے جس منظر اسلام کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اب ایک صدی گزر چکے ہیں اس طویل مدت میں ''منظر اسلام'' سے سیکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں مسلمان علم وفن کی برکتوں سے مالامال ہوئے اور ایسے باصلاحیت عالم وفاضل، محدث، مناظر اور فقیہ نکلے جو آسمان ہدایت کے خورشید اور علم وفن کے ماہتاب بن کر چمکے اور بریلی علم وفن کا ایسا دلکش مرکز بن گیا کہ اسکی نظیر نہیں اور یہ سب کچھ امام اہل سنت کے فیضان علم وفن کا نتیجہ ہے۔

دار العلوم منظر اسلام کی تقریباً ساٹھ بہاریں گذر چکی تھیں کہ راقم السطور اس کا علمی شہرہ سن کر شہر عشق ومحبت اور مرکز علم وفن بریلی شریف ۱۹۶۲ء میں پہونچا تھا۔ حال سے ماضی تک لگ بھگ چالیس سال کی ایک طویل مدت بکھری ہوئی ہے اتنا لمبا عرصہ آج بھی مرے تصورات میں سمٹا ہوا ایک پل کی طرح خوابیدہ ہے اس علمی سفر پر نکلنے سے قبل میرے دل و دماغ میں صرف بریلی کا تصور تھا۔ یہ بات تو اس مقدس دھرتی پر قدم رکھنے کے بعد معلوم ہوئی کہ یہاں دو تعلیمی چشمے رواں دواں ہیں منظر اسلام جس کے موسس امام احمد رضا قدس سرہ اور مظہر اسلام جو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے منسوب ہے۔ کوئی فطری جذبہ تھا یا کہ نادیدہ کشش میں نے منظر اسلام میں اپنا داخلہ کرایا۔ یہ ادارہ اس وقت چند بوسیدہ وقدیم عمارتوں پر مشتمل تھا انہیں عمارتوں میں علم وفن کا گلستاں سجا ہوا تھا۔ جس کے باغبانوں میں رازی وغزالی، بخاری ومسلم اور شامی وابن ہمام جیسا علمی دبدبہ وفنی کمال رکھنے والے اساتذہ تھے۔ سیدنا واستاذنا بحر العلوم علامہ مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہ استاذنا علامہ مولانا محدث احسان علی رحمۃ اللہ علیہ اور استاذنا علامہ مولانا محمد احمد جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال اساتذہ فن جن کے علوم وفنون کا غلغلہ سارے ہندوستان میں تھا۔ یہ سب گلستان رضا کی آبیاری کر رہے تھے۔

اس وقت تعلیمی معیار اس قدر بلند تھا کہ جو منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کر لیتا وہ اپنے وقت کا مناظر، محدث اور فقیہ کہلاتا گویا نصاب کی تکمیل بہترین فنی مہارت کی ضمانت تھی۔ ملا جلال، میر زاہد، حمد اللہ، قاضی مبارک، شمس بازغہ، تصریح شرح چغمنی اور مسلم الثبوت جیسی مختلف فنون کی کتابیں داخل نصاب تھیں نیز علم ریاضی پر مشتمل ساتھ ہی ساتھ علم اقلیدس بھی نصاب کی زینت بنا ہوا تھا۔ اس اعلیٰ معیاری نصاب کی تکمیل فکر ونظر کی بہترین بالیدگی کی دلیل تھی۔ منظر اسلام کے اس نصاب کو دل ودماغ میں اتارنے والا شخص، جہاں بڑی آسانی سے گمراہ فرقوں کا رد واستیصال کر سکتا تھا۔ وہیں امام احمد رضا کے قلمی شہ کاروں کو سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا اس کے لئے بڑا سہل تھا۔ اور یہی منظر اسلام کا مقصد تاسیس تھا۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قدس سرہ

(۱۳۰۳ھ/۱۳۸۲ھ)

ڈاکٹر حسن رضا الحسنی

ملک العلماء محمد ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد عبد الرزاق بن کرامت علی بن غلام قادر بن ملک سعادت یار بن ملک تاتار بن ملک بہاء الدین بن ملک محمد اسماعیل بن الہ داد بن غلام محی الدین عرف گدن بن خطاب الملک بن ملک علاء الدین علاء الملک بن داؤد بن ملک حضرت سید ابراہیم ملک عرف ملک بیاغازی بوشہید بن حضرت سید ابوبکر بن سید ابوالقاسم عبداللہ بن سید محمد فاروق بن سید ابو منصور عبد الاسلام بن عبد الوہاب بن غوث الثقلین وغیث الکونین حضرت سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدست اسرارہم ونفعنا اللہ ببرکاتہم۔

سلسلۂ نسب کے تیسویں بزرگ مدار الملک سید ابراہیم عرف ملک بیو کا سلسلہ بہار میں کافی پھیلا ہوا ہے۔ عالم اسلام کے مشہور بزرگ اور معقولی اور اصولی عالم حضرت ملا قاضی محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب مسلم العلوم و مسلم الثبوت اسی خاندان کے نامور فرزند تھے۔ پروفیسر ابوبکر احمد حلیم پرووائس چانسلر علی گڑھ اور نامور سیاسی قائد و ماہر قانون مسٹر محمد یونس بیرسٹر سابق وزیر اعلیٰ بہار اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

۱۴ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ کو مولانا ظفر الدین بہاری موضع رسول پور میجرہ ضلع پٹنہ عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنی تعلیم کے سلسلے میں مولانا خود تحریر فرماتے ہیں اس دور انگریزی میں کہ ہر شخص سلطنت کی زبان سیکھنے سکھانے کا گرویدہ ہے حضرت عزت حق سبحانہ کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو مجھے مذہبی عربی تعلیم دلانے کی توفیق بخشی باوجودیکہ بعض خاص اعزہ واقارب نے حد سے زیادہ اصرار کیا کہ زمانہ انگریزی سلطنت کا ہے۔ اپنے بچہ کو انگریزی تعلیم دلوایئے مگر انہوں نے پرواہ نہ کی اور مجھے مذہبی عربی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا (۱) دیباچہ حیات اعلیٰ حضرت)

بروز اتوار شوال ۱۳۱۳ھ مدرسہ حنفیہ غوثیہ موضع بین ضلع پٹنہ میں والد مکرم نے داخلہ کرایا۔ حضرت مولانا معین الدین ازہر اور حضرت مولانا بدر الدین اشرف اساتذہ مدرسہ ہذا نے بڑی دلچسپی اور انہماکی سے آپ کی تعلیم کی طرف توجہ دی۔

متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت قاضی عبد الوحید فردوسی مرحوم رئیس لودی کٹرہ پٹنہ سٹی المتوفی ۱۳۲۶ھ کے قائم کردہ دار العلوم حنفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں داخل ہوئے اس وقت شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ المتوفی ۱۳۲۳ھ صدارت تدریس کی مسند پر رونق افروز تھے محدث سورتی علیہ الرحمہ امام الحدیث حضرت مومن احمد علی محدث سہارنپوری المتوفی ۱۲۹۷ھ استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی المتوفی ۱۳۱۳ھ کے نامور شاگرد تھے۔ حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی المتوفی ۱۳۱۳ھ سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی مولانا ظفر الدین بہاری ۱۳۱۷ھ تک یہاں مصروف تعلیم رہے آپ پٹنہ سے حصول تعلیم کیلئے کانپور پہونچے اور استاذ زمن حضرت مولانا احمد حسن کانپوری قدس سرہ المتوفی ۱۳۱۲ھ سے علوم وفنون کی امہات الکتبہ کا درس لیا۔ حضرت مولانا شاہ عبد اللہ کانپوری المتوفی ۱۳۴۳ھ سے ہدایہ آخرین تحقیق سے پڑھی اور مولانا قاضی عبد الرزاق کانپوری علیہ الرحمہ المتوفی ۱۳۴۶ھ سے کتب حدیث میں استفادہ کیا۔

کانپور سے پھر اپنے مشفق استاذ حضرت محدث سورتی کی خدمت میں پیلی بھیت پہونچے جہاں وہ پٹنہ سے پہلے ہی جاچکے تھے، امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی جن کا محدث سورتی اپنے درس کے دوران بار بار ذکر کرتے جس سے آپ کا اشتیاق بڑھا اور ۱۳۲۲ھ ہی میں فاضل بریلوی کی خدمت میں بریلی پہونچے۔ فاضل بریلوی کی تصنیفی مصروفیات اور افتاء وغیرہ کے شدید بار کیوجہ سے کچھ دنوں کیلئے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی میں رہنا پڑا اور دار الافتاء رضویہ میں حاضر ہوکر مشق افتاء کرتے رہے آپ کے ساتھ آپ کے ہم وطن حضرت مولانا سید شاہ عبد الرشید عظیم آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی تھے۔ کچھ دنوں کے بعد آپ مستقل طور پر فاضل بریلوی کیخدمت میں حاضر ہوکر کسب فیض کرنے لگے اپنی اس نسبت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور پھر ان تمام نعمتوں کے علاوہ سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلی حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مئوید ملت طاہرہ مولانا مولوی حافظ قاری شاہ احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی نے بیعت وتلمذ وارشاد وخلافت کے شرف سے مشرف فرمایا جو شریعت مطہرہ وطریقت منورہ کی علمی تصویر تھے۔ جو شریعت کا رہنما جن کا ہر فعل احکام الٰہی کی اتباع جنہوں نے بلاخوف لومۃ لائم مسائل شرعیہ ومسائل فقہیہ کی تعلیم و تبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف وتصنیف افتاء وتدریس کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت ورہنمائی فرمائی (۱) دیباچہ حیات اعلی

فاضل بریلوی چونکہ کسی باقاعدہ مدرسہ میں تعلیم نہیں دیتے تھے اور کوئی مدرسہ بھی نہیں تھا۔ اس کمی کو آپ نے شدت سے محسوس کیا اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی المتوفی ۱۳۶۲ھ سے اپنا خیال پیش کیا ان حضرات نے باہم مشورہ کر کے مولانا سید حکیم امیر اللہ بریلوی المتوفی ۱۳۲۲ھ کو فاضل بریلوی سے اس موضوع پر گفتگو کیلئے آمادہ کیا۔ قیام مدرسہ کو آپ نے بڑی مشکل سے منظور کیا کیونکہ دیگر مشاغل کی کثرت تھی اس مدرسہ کا نام منظر اسلام رکھا جس سے ۱۳۲۲ھ کا استخراج ہوتا ہے ۔ منظر اسلام کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا بشیر احمد علی گڑھی تلمیذ رشید حضرت مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا۔ صحیح بخاری و مسلم از اول تا آخر آپ نے فاضل بریلوی سے پڑھی ۱۳۲۵ھ میں فاضل بہاری اور مولانا عبد الرشید صاحب عظیم آبادی جو اس مدرسہ کے سب سے پہلے طالب علم تھے ان کی دستار بندی ہوئی۔ فاضل بہاری اس مدرسہ میں مدرس مقرر کر لئے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد حاجی عبد الرزاق قادری رضوی مقیم شملہ کے شدید اصرار پر فاضل بریلوی نے آپ کو جامع مسجد شملہ کی امامت و خطابت پر مامور کر دیا۔ وہاں پر مشہور ماہر ریاضیات ڈاکٹر سر ضیاء الدین سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آپ ملے اور انہوں نے اعلی حضرت فاضل بریلوی سے جن مسائل ریاضی کا حل پوچھا تصدیق کی۔ حضرت مولانا رحیم بخش قادری رضوی المتوفی ۱۳۴۲ھ نے

مدرسہ فیض الغرباء آرہ کیلئے شدید اصرار کیا اور درخواست کی کہ آپ فاضل بہاری کو ہمارے مدرسہ کیلئے بھیج دیجئے چنانچہ ۱۳۳۰ھ میں فیض الغرباء پہونچے اور پھر وہیں سے تقریباً سال بھر کے بعد الحاج سید نور الہدیٰ کے اصرار پر پٹنہ میں تشریف لائے۔

الحاج سید نور الہدیٰ المتوفی ۱۳۳۵ھ ایم اے ایل ایل ایم کیمرج یونیورسٹی انگلینڈ نے اپنے دیرینہ دوست عزت مآب سر سید فخر الدین وزیر تعلیم حکومت بہار واڑیسہ و دیگر دیندار حضرات کی رائے سے یکم نومبر ۱۹۱۳ء (۱۳۳۰ھ) کو مدرسہ شمس الہدیٰ کی بنیاد ڈالی تھی اور تفسیر و حدیث و فقہ کے درجات کھولے گئے کچھ دنوں بعد جب مولانا مشتاق احمد کانپوری المتوفی ۱۳۵۲ھ میں مولانا احمد حسین کانپوری مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے تو آپ کو استاذ تفسیر و حدیث اور مدرس اول منتخب کیا گیا۔

حضرت سید شاہ ملیح الدین کبیری سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام جو فاضل بریلوی کے مخلصوں میں سے تھے، انہوں نے

اور مدرس اول منتخب کیا گیا۔

حضرت سید شاہ ملیح الدین کبیری سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام جو فاضل بریلوی کے مخلصوں میں سے تھے، انہوں نے حضرت مولانا شاہ حفیظ الدین صدر مدرس مدرسہ خانقاہ کبیریہ کے انتقال کے بعد فاضل بریلوی سے فاضل بہاری کی مانگ کی، منظوری کے بعد انہوں نے فاضل بہاری کو سہسرام کی دعوت دی۔ اور منظوری کی فاضل بریلوی کو اطلاع بھی دی چنانچہ ۱۳۳۲ھ کے آواخر میں آپ سہسرام بحیثیت صدر مدرس تشریف لے گئے

مولانا محمود احمد قادری شمس الہدیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یکم جنوری ۱۹۲۰ء میں مدرسہ حکومت کے زیر اثر آ گیا۔ سپردگی وقت مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں نو مدرس تھے نئے انتظام کے بعد پرنسپل کے علاوہ پندرہ مدرسین کردیئے گئے اس وقت مدرسہ کی نیک نامی کیلئے مرحوم جج صاحب نے حضرت الاستاذ ملک العلماء کو بلانا بہت ضروری سمجھا چنانچہ حضرت الاستاذ دوبارہ ۱۳۳۸ھ کو سہسرام سے منتقل ہو کر شمس الہدیٰ آگئے، اور فنون کی اعلیٰ کتابوں کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ فقہ وحدیث اور ہیئت میں ان کا درس دور دور مشہور ہوا ۱۶/ جولائی ۱۹۴۸ء میں جامعہ کے شیخ اور پرنسپل ہو گئے۔ ۲۲/ نومبر ۱۹۴۵ء سے ۱۸/ اکتوبر ۱۹۵۰ء تک خرابی صحت کی وجہ سے فرصت لے کر آرام فرمایا۔ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ایک طویل مدت کی علمی خدمت کے بعد پنشن پر ریٹائر ہوئے (ا) ماہنامہ اشرفیہ ص ۲۱، جلد ۲ شمارہ ۱۸/ جولائی ۷۷ء) ۱۳۶۷ھ سے ۱۳۷۰ھ تک ظفر منزل شاہ گنج پٹنہ میں مقیم رہے، حضرت سید شاہ شاہد حسین سجادہ نشین تکیہ حضرت شاہ رکن الدین عشق پٹنہ التوفی ۱۳۰۳ھ قدس سرہ کی استدعا پر ۲۹/ شوال المکرم ۱۳۷۱ھ میں کٹیہار میں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کا افتتاح کیا، اور اس کے صدر مدرس کے عہدہ کو رونق بخشی ۱۳۸۰ھ میں علالت کیوجہ سے ظفر منزل آگئے ۔ ۱۹/ جمادی الاخری ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء شب دوشنبہ سپیدۂ سحر نمودار ہونے سے پہلے ذکر اللہ اللہ کرتے کرتے جان جاں آفریں کے سپرد کر کے واصل الی اللہ ہوئے،

حضرت شاہ ایوب ابدالی شاہدی رشیدی اسلام پوری نے جنازہ کی نماز پڑھائیحضرت ملک العلماء کا مزار پاک محلہ شاہ گنج پٹنہ ۶ میں ہے۔

بارگاہِ اعلیٰ حضرت، مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کے جشن صد سالہ کے مبارک موقع پر

وزیر اعظم ہند کا

خراج عقیدت

وزیر اعظم "باجپئی" کی کارروائیاں اسلام دشمن ہیں۔ اس کے باوجود اپنے سیاسی مفاد کی خاطر وہ بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ یہ اعلیٰ حضرت کے روحانی تصرف کی ایک زندہ مثال ہے" ادارہ"

प्रधान मंत्री

Prime Minister

संदेश

मुझे यह जानकर दिली मुसर्रत हुई कि बरेली में उर्से रजवी की तकरीबात का 18 मई से 20 मई, 2001 ई0 तक ऐहतमाम किया गया है। मजीद खुशी की बात यह है कि आला हजरत के कायम कर्दा मदरसे 'मन्जरे इस्लाम' (कयाम 1322 हिजरी/1904 ई0) का सदसाला जश्न हिजरी सन् के ऐतबार से मनाया जा रहा है जो ईस्वी सन् के ऐतबार से 1904 ई0 तक उर्स के मौके पर मनाया जाता रहेगा।

आला हजरत के 82वें उर्से मुकद्दस के मौके पर मैं अपनी और मरकजी हुकूमत की जानिब से खिराजे अकीदत पेश करने की सआदत हासिल कर रहा हूं।

अटल बिहारी वाजपेयी

(अटल बिहारी वाजपेयी)

नई दिल्ली
17 मई, 2001

قدسی صفت بزرگ

جو منظر اسلام کے مہتمم بھی تھے

ازقلم:- قاضی شریعت مفتی محمد رضا صاحب رحمانی پرنسپل دار العلوم رحمانیہ ولی عہد بارگاہ رحمانیہ پوکھریرا شریف سیتامڑھی۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ **اما بعد**

الحمدللہ خانوادۂ عالیہ رضویہ بریلی شریف پر بطفیل حضور سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ رب تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم کی صبح وشام ایسی موسلادھار بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔ جن سے خوش عقیدہ اہل سنت و جماعت صد امشرف ومنور ہوتے رہتے ہیں۔اور قیامت تک ہوتے رہیں گے

غلامی میں بہت سے اولیاء اللہ ہیں شامل

امام الاولیاء ہیں پیر و مرشد مفتی اعظم

پھر شہزادگان بارگاہ عالیہ رضویہ کا کیا کہنا ہے۔

ہرایک، اپنی مثال آپ ہیں۔

ہرایک، رشدوہدایت کے عظیم مینارہ ہیں۔

ہرایک، آفتاب علم وفن ہیں۔

ہرایک، سراجا منیرا کے پرتو ہیں۔

ہرایک، مشن نبویہ کے مظہر ہیں۔

ہرایک، اخلاق مصطفوی کے پیکر ہیں۔

ہرایک، ارشادات شہ کونین ﷺ کے مظہر کامل ہیں۔

ہر ایک، امانت طیبہ و بغداد کے امین ہیں۔

ہر ایک، طریقت کے تاجدار ہیں۔ ہر ایک، فن حدیث پاک کے محدث ہیں۔

ہر ایک، قرآن عظیم کے مفسر ہیں۔ ہر ایک، صدیق اکبر کی صداقت کی جھلک ہیں۔

ہر ایک، عدالت فاروق اعظم کی شفق ہیں۔ ہر ایک، سخاوت عثمان ذوالنورین کی رمق ہیں۔

ہر ایک، شجاعت حیدری کے گوہر آبدار ہیں۔ ہر ایک، امام اعظم کے سچے نائب ہیں۔

ہر ایک، سرکار بغداد سید الافراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے جانشین ہیں۔

ہر ایک، سرکار خواجہ کے علمی اور عملی پیغام کے علمبردار ہیں۔

ہر ایک، محدث علی الاطلاق علیہ الرحمہ کے علم شریعت و طریقت کے وارث ہیں۔

ہر ایک، تاجدار سلسلہ برکاتیہ حضور ال رسول علیہ الرحمہ کے فیضان و کرم کی بارش ہیں۔

ہر ایک، حضور مجدد اعظم کے فضل و کمال کے آفتاب و مہتاب ہیں۔

جس آستانہ پر زمانہ جھک جائے۔ ایمان و عقیدت کی دنیا چمک جائے۔ بے وقاروں کو وقار نصیب ہو جائے۔ بے علموں کو علمی فیضان مل جائے۔ اور اگر دنیائے ایمان و عقیدت درست ہے۔ تو آن واحد میں۔ آفتاب ولایت بن کر زمانے کا حاجت روا بن جائے۔ بیشک۔ انہیں جانشینان سید الافراد حضور غوث پاک علیہ الرحمہ میں ایک ذات بابرکات تھی۔

نبیرۂ حجۃ الاسلام و مفتی اعظم و شہزادۂ مفسر اعظم استاذ العلماء خطیب اعظم فقیہ النفس مخدوم الملت حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ مفتی محمد ریحان رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی۔

گلستان رضا کا پھول ہوں ریحاں کہتے ہیں۔ مرا آغاز جنت ہے مرا انجام جنت ہے

جو اپنی عظیم خوبیوں اور صفات حسنہ نیز ایسے گرانقدر علمی و روحانی وجود سے تاحیات زمانے کو مشکبار بے علم کو صاحب علم بے عمل کو صاحب عمل بے کمال کو صاحب کمال بے نور کو صاحب نور، بے وقار کو صاحب وقار، بے زباں کو صاحب زباں، بداخلاق کو صاحب اخلاق، بدعقیدہ کو عقیدت مند، بے فیض کو صاحب فیض، غیر آباد کو آباد، خزاں کو بہار فرماتے رہے۔

حضور ریحان ملت کے عظیم کارہائے لاجواب کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ جنہیں زمانہ نجم الدین و مفکر ملت کہتا ہے۔

ان کے کرم کا شمار کون کریگا ہمدم، وہ جو اپنا تھا راہی ملک بقاء ہوگیا۔

حقیقت خدا جانے لیکن فقیر رضوی کا جو ذاتی مشاہدہ ہے۔ اسکی مختصر سی جھلک نذر قارئین کرتا ہوں۔ جو صد فیصد درست ہے۔ بریلی شریف کی مشہور و معروف عظیم درسگاہ الجامعۃ الرضویہ منظر اسلام میں داخلہ کیلئے دار العلوم رحمانیہ حامدیہ پوکھریرا شریف سے جو شیخ الاسلام محب اعلیٰ حضرت سرکار مجی اقدس سرہ کے روحانی فیضان کا مشن ہے۔ جسے تاج الاسلام جانشین مفتی اعظم ازہری میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج شاہ سبحانی میاں صاحب قبلہ، حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ، کی سرپرستی۔ اور حضور جانشین سرکار مجی محبوب الاولیاء پیر طریقت حضرت مولانا الحاج شاہ محمد حمید الرحمٰن صاحب قبلہ کی نظامت حاصل ہے۔

اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کیلئے بحکم والدین کریمین ہمراہ حضور محدث اعظم بہار حاضر ہوا۔ تو جامعہ منظر اسلام کی عمارت دیکھ کر۔ جو صرف چار کمروں پر مشتمل تھی۔ بعد زیارت حیران و پریشان رہا۔ یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہی وہ دار العلوم ہے۔ جہان کے فارغین کو زمانہ حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم، حضور صدر الشریعہ، حضور محدث اعظم، حضور ملک العلماء کے نورانی القابات سے یاد کرتا ہے۔

پھر ان نورانی شخصیتوں کے بعد اسی دار العلوم نے حضور مفسر اعظم، محدث اعظم پاکستان، امام النحو، صدر العلماء میرٹھی، حضرت محدث اعظم بہار، حضرت حافظ ملت، حضرت مجاہد ملت، حضرت شمس العلماء، حضرت امین شریعت، حضرت مفتی اعظم کانپور، کو پیدا کیا، پھر اسی جامعہ کے فارغین میں حضور ریحان ملت، حضور جانشین مفتی اعظم، حضور شیخ المحدثین علامہ تحسین رضا خانصاحب، حضور امین شریعت ثانی و ثالث ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار، حضور بحر العلوم افضل حسین لائل پوری ہیں۔ خبردار۔ اے دل۔ یہی وہ منظر اسلام کی مقدس و منور درسگاہ ہے۔ اور یہ سب حضرات اسی دار العلوم کی نورانی ایمانی علمی بہاریں ہیں۔ جن کے تلامذہ سے نسلا بعد نسل عالم مستفیض و مستنیر ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ہوتا رہیگا۔

الحمد للہ! اپنی معراج ہے کہ یہاں تک آیا۔ جہاں سے سب نے علم و فضل اور دولت عشق رسالت کا لاجواب تاج پایا خوش قسمتی سے حضور جانشین مفتی اعظم قبلہ کی صدارت اور حضور ریحان ملت کی نظامت نصیب ہوئی۔ پھر کیا کہنا! تعلیمی سلسلہ الی آخرہ جاری رہا۔ عظیم عمارت سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر۔ کسی کو کیا معلوم! حضور ریحان ملت نے کچھ ہی

دنوں بعد تعمیری دنیا کی طرف ایک شاندار کروٹ لی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے۔عربی یونیورسٹی دار العلوم منظر اسلام اور مسجد نبوی شریف کو خراج عقیدت پیش کرنے والی رضا مسجد، اور افریقی ہاسٹل، اور امام اعظم کے نورانی دار الافتاء کی یادگار مرکزی رضوی دار الافتاء کی ایسی حسین دیدہ زیب عمارت تعمیر کروائی کہ اہل سنت کا دل باغ باغ ہو گیا۔

اب مرکزی شایان شان عمارتیں وجود میں آئیں۔ سبحان اللہ ! اللہ تعالیٰ کو یہ تعمیر و ترقی ریحان ملت کے ہاتھوں منظور تھی۔

حضور ریحان ملت ہر فن میں ید طولیٰ کے مالک تھے۔ اپنی آنکھوں دیکھا سینئر مدرسین کی عدم موجودگی میں کلاس کے طلباء کو علمی فیضان سے سیراب کرنے کیلئے جب زینت درسگاہ بنتے تو حضور صدر الشریعہ، حضور صدر العلماء کی یاد تازہ فرمادیتے۔ کبھی حضرت علامہ مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب قبلہ اپنے وطن تشریف لے جاتے یا طبیعت ناساز ہوتی تو مرکزی دار الافتاء میں مسند افتاء پر اپنے جد کریم ابن کریم حضو رسیدی مرشدی مفتی اعظم کی شان افتاء کے مظہر نظر آتے۔ سلام عرض کرتا تو ایسی نوری مسکراہٹ کی فضاء میں جواب عنایت فرماتے۔ کے بے قراری کو قرار آجاتا۔ مضمحل دل مسکرا اٹھتا فیضان ولایت سے دل روشن ہو جاتا کچھ لمحے تک نوری مسکراہٹ لبوں پر رقص کرتی رہتی۔ اور رضوی قلم فیضان افتاء کو قرطاس ابیض پر بکھیرتا رہتا۔

اور وہ رحمانی مسکراہٹ میرے استعجاب کو یہ صدا دیتی ۔ع:

مت سہل ہمیں جانو!

میں صرف جامعہ کا مہتمم ہی نہیں ہوں فیضان حضور مفتی اعظم کا ہر فن میں مظہر ہوں۔ یعنی اپنے وقت کا لاجواب شیخ الحدیث ہوں۔ عمدہ مفسر ہوں، سند المدرسین بھی ہوں، رئیس الفقہاء بھی ہوں، استاذ العلماء بھی ہوں، شمع بزم خطابت بھی ہوں، اور فن نعت کی مقدس بزم کا استاذ الشعراء بھی ہوں، اور خانقاہ عالیہ رضویہ کا صاحب سجادہ بھی ہوں۔ اور حکومت ہند کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہنے والا ایم، ایل، سی، بھی ہوں۔

حضور ریحان ملت نے سرکار مجبی کانفرنس پوکھریرا شریف ضلع سیتا مڑھی کی دعوت پر جو ہر سال بموقعہ عرس رحمانی خانقاہ عالیہ رحمانیہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اپنے نورانی خطاب سے فیضیاب فرمانے کیلئے دعوت قبول فرمائی۔ جہاں خانوادۂ رضویہ کے جملہ اکابرین تشریف لاتے رہے حضرت کو کانفرنس کی پہلی شب میں تشریف لانا تھا۔ مگر ٹرین تاخیر

سے آئی۔لہذا دوسرے روز صبح آٹھ بجے تشریف لا کر پروگرام کو رونق بخشی، جس وقت ہر سال کی طرح نعتیہ مشاعرہ شروع ہوا۔بوقت قدم بوسی ارشاد فرمایا ۔تم نے مصرع طرح نہیں لکھا۔اچھا دس منٹ کیلئے احباب اہل سنت کی آمد و رفت کا سلسلہ بند کر دیجئے۔میں

نعت شریف لکھتا ہوں۔میں دروازے کے پردے سے جھانک کر اس مرد خدا کو دیکھ رہا تھا۔دس منٹ کے اندر ہی دروازہ کھول کر اسٹیج پر تشریف لے آئے۔اور مختصر سے وقت میں پندرہ،سولہ اشعار پر مشتمل نعت شریف مجمع عام کو خود پڑھ کر سنائی بڑے بڑے شعراء کرام علماء، صلحاء، مشائخ، جو شریک مشاعرہ تھے سنکر تڑپ اٹھے۔مصرع طرح تھا۔ع: در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے۔چند اشعار حضرت کے نذر قارئین کرتا ہوں ملاحظہ ہو

نبی کی یاد ہے دل میں نظر میں انکی صورت ہے
میں اس عالم میں رہتا ہوں اسی کا نام جنت ہے
نبی ہیں ان سے کوئی چیز مخفی ہو نہیں سکتی
کہ عیبوں کی خبر رکھنا خبر دینا نبوت ہے
وہ مکہ میں ہوئے پیدا مدینے میں وہ رہتے ہیں
مگر ان کا وجود پاک ہر عالم کی رحمت ہے
یہ دربار مجبیؔ میکدہ ہے اہل سنت کا
شراب معرفت پی لے جسے پینے کی حاجت ہے
گلستان رضا کا پھول ہوں ریحان کہتے ہیں
مرا آغاز جنت ہے مرا انجام جنت ہے

حضرت کے انہی اشعار کے ساتھ مشاعرہ کا اختتام صلوۃ وسلام پر ہوا۔

پروردگار عالم سے دعاء ہے جملہ شہزادگان اعلیٰ حضرت کا سایہ ہم اہل سنت و جماعت پر تا قیام قیامت باقی رہے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وسلم

ڈھونڈتی ہیں اورلب ہلیں تو یہی پکار گونجتی ہے۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے

ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

یہ پکار زوال امت کے اندھیروں میں ابدی اجالے کی نوید ہے دیکھو اس عہد انحطاط میں ہر آنکھ احیائے امت کا خو اب دیکھ رہی ہے۔ ہر ذہن عروج اسلام کے منصوبے بنا رہا ہے ہر شخص بحالی ملت کیلئے کام کر رہا ہے۔ کہیں خدمت دین کے ولولے ہیں۔ اور کہیں تعمیر ملت کے زمزمے۔۔ پر اس سارے ہجوم میں ایک آواز سب سے الگ تھلگ سنائی دے رہی ہے۔ اور اہل ایمان کی سانسوں میں اتر رہی ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

بظاہر یہ ایک تنہا شخص کی پکار ہے مگر ذرا گوش دل سے سنئے تو ساری کائنات اس کی ہمنوا ہے۔ یہ نغمہ ہندی ہے۔۔ پر اس کی لئے حجازی ہے اس کا آہنگ بشری ہے۔۔ پر اس میں روح قرآنی ہے۔ یہ صدا سوز دل سے اٹھی ہے اور صحرائے حیات پر چھا گئی ہے یہ تاریخ کے سب سے نازک لمحے میں ابھری ہے اور روح عصر کی اجتماعی پکار بن گئی ہے دیکھو یہ وقت کا کون سا لمحہ ہے جب عالم یہ ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر حکیم مشرق علامہ اقبال کے الفاظ ہیں۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

اور جس عشق کی آگ حکیم مشرق کو بجھی ہوئی محسوس ہو رہی ہے وہ عشق کونسا ہے خود علامہ اقبال کے الفاظ میں۔

عصر ما، مارا زما بیگانہ کرد

از جمال مصطفیٰ ﷺ بیگانہ کرد

جمال مصطفیٰ ﷺ سے اہل ایمان کو بیگانہ کرنے کی سازش کہاں سے پھوٹی اور کیسے پروان چڑھی یہ عالم آشکار ہے میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام دشمن قوتیں جب تاریخ کے مختلف ادوار میں دین حق کو مٹانے کیلئے اپنے حربے آزما

چکیں لیکن اسلام مٹنے کی بجائے مزید ابھرتا گیا سکڑنے کی بجائے اور پھیلتا گیا دبنے کی بجائے سب پر حاوی ہوتا گیا دیکھو مدعیان نبوت ابھرے اور دم توڑ گئے مرتدین بھاگے اور مٹ گئے سبائی فتنے لیکر اٹھے اور خود بھی فتنوں سمیت معدوم ہو گئے خارجی بگڑے اور لڑ کر ختم ہو گئے یورپ کے صلیبی لشکر ناچتے ہوئے آئے اور صدیوں تک آتے رہے لیکن مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی اڑائی ہوئی گرد میں ڈوب گئے، تاتاری صحرائے گوبی سے اٹھے اور آندھی بگولے کی طرح ہر سو چھا گئے مگر جب اہل اسلام کی کھوپڑیوں کے مینار بنا چکے تو ایک دم پلٹے اور سب کے سب حلقہ بگوش اسلام ہو کر کعبہ کی دہلیز پر جھک گئے پھر اسی اقبال سے سنئے

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

تاریخ کے یہ سب ادوار جب دشمن دیکھ اور بھگت چکا تو اس نے فیصلہ کیا کہ اب اپنے ترکش کا آخری تیر چلا دینا چاہئے اور یہ تیر کونسا تھا اس کا رمز شناس بھی احمد رضا کا ہم عصر اقبال ہے وہ ہمیں ابلیس کا اپنے فرزندوں کے نام سے سب سے بڑا حکم سنوا رہا ہے

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

اور پھر شیطان کی ذریت اس آخری مشن کی تکمیل میں لگ گئی اس مشن کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو اس کیلئے دور جانے کی ضرورت نہیں دور احمد رضا کے برطانوی جاسوس ہمفرے کے اعترافات پڑھ لو پھر احمد رضا کے معاصر چند مولویوں کی کتابیں اٹھاؤ ورق پلٹو، اور دیکھو کہ ان میں کیسی کیسی دریدہ دہنی کی گئی ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کوئی خدا کے محبوب ﷺ کو اپنے جیسا بتا رہا ہے، حالانکہ خود محبوب خدا ﷺ نے فرمایا ایکم مثلی (کون تم میں مجھ جیسا؟) کوئی کہتا ہے معاذ اللہ آپ ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے حالانکہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (یعنی خدا نے مٹی پر انبیاء کے جسموں کو نقصان پہونچانا حرام کر دیا ہے) کوئی بولتا ہے تو رسول خدا ﷺ کے علم کو معاذ اللہ جانوروں کے علم جیسا ٹھہراتا ہے حالانکہ خدا اپنے محبوب کے علم ناپید اکنار کی وسعت یوں آشکار کرتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احد اا الا من ارتضیٰ من رسول (یعنی خدا کے پاس علم غیب ہے اور وہ اپنے

غیب کا علم کسی کو تفویض نہیں کرتا سوائے اپنے اس برگزیدہ رسول کے جس کی رضا وہ چاہتا ہے) کوئی اور آگے بڑھتا ہے تو دین میں رسول خدا ﷺ کے اختیار کی نفی کرتا ہے حالانکہ خدا کا اپنا کلام ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہا ہے یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث :یعنی رسول ﷺ ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتے اور خبیث چیزیں حرام کرتے) اور ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (یعنی جو کچھ تمہیں رسول دیدیں اسے لے لو اور جس سے وہ روک دیں اس سے رک جاؤ) کیا دین اس کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے ہرگز نہیں۔

میں تو بس دین کا مفہوم یہی سمجھا ہوں
اپنے ہر کام میں آقا ﷺ کی رضا کو دیکھو

یہ ابلیسی ترکش کے وہ چند تیر تھے جن کا ہدف ناموس رسالت ہے پر احمد رضا ان تیروں کے آگے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے ہیں وہ بدزبان مولویوں کو للکار کر کہتے ہیں خدارا میرے آقا ﷺ کی توہین کرنا چھوڑ دو اور ان کے بجائے مجھے گالیاں دیتے رہو۔ میرا احساس یہ ہیکہ ادھر ابلیس نے اپنے ترکش کا آخری تیر چلایا اور ادھر مشیت الٰہی نے احمد رضا کو عشق رسول ﷺ کا پیکر بنا کر سامنے کھڑا کر دیا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ تیری خوش نصیبی پر زمانہ ناز کرے گا۔

خدا نے جس کام کیلئے تجھے چنا ہے اس سے بڑا کوئی کام اس دھرتی کے سینے پر کسی امتی سے ممکن نہیں تو گستاخان رسول ﷺ کے سروں پر لٹکی ہوئی تلوار ہے تو مصطفیٰ کا نقیب ہے اور ناموس رسالت کا پاسباں تو اٹھا تو امت مسلمہ کو نئی اٹھان ملی تو چلا تو سارا زمانہ تیری راہ پر چلا تو نے دنیا کو وفا کا درس دیا اپنے آقا ﷺ سے وفا کا درس تو نے لیا شعور دیں بانٹا تیرا شعور دیں یہ کہ۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہ شعور دین پھیلایا تو گستاخان رسول جان ہارنے لگے کہیں علم الدین شہید غازی بن کر اٹھا کہیں مرید حسین اور عبدالقیوم شاتت رسول ﷺ کی وہ تحریک جو کلمہ گو مولویوں کی جسارت سے کفار میں پھیل رہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے دم توڑ گئی احمد رضا کا پیغام برصغیر کی پوری فضا میں گونج رہا تھا اور شمع رسالت کے پروانوں کو گرما رہا تھا اس حرارت ایمانی کے فیض سے جگہ جگہ پروانے اپنے آقا ﷺ کی ناموس پر جان نچھاور کر رہے تھے ایک طرف جاں نثاری کا یہ حسین منظر

ہے اور دوسری جانب علم وعرفان کی وادیوں میں عشق مصطفیٰ علیہ کے گلزار مہکنے لگے ہیں کہیں فروغ سیرت کا مشن برپا ہے شاہ عبدالعلیم صدیقی کو جانئے کہیں تفسیر قرآن کے جواہر بکھر رہے ہیں۔ نعیم الدین مرادآبادی کو دیکھئے کہیں احکام شریعت کی بہار اپنا جوبن دکھارہی ہے۔ امجد علی اعظمی کو پڑھئے اور کہیں محبت رسول علیہ کا بیکراں سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے حکیم مشرق ڈاکٹر اقبال کی پکار سنئے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد علیہ سے اجالا کردے

مجھے تو عشق رسول علیہ کی ان سب موجوں میں ایک ہی برقی رو نظر آتی ہے اور اس برقی رو کا سرا احمد رضا کے سینے میں ابھر رہا ہے یہ وہ سینہ ہے جس میں گداز عشق کی بجلیاں بھری ہیں اور وہ ان بجلیوں کی حرارت ہر سو بانٹ رہا ہے کبھی کنزالایمان کی صورت میں، کبھی الدولۃ المکیہ کے روپ میں، کبھی فتاویٰ رضویہ کے رنگ میں اور کبھی حدائق بخشش کے آہنگ میں کیا آپ نہیں دیکھتے دنیا کے گوشے گوشے میں جہاں بھی کوئی اپنے آقا علیہ کو یاد کرتا ہے اور ان کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام نچھاور کرتا ہے احمد رضا کے لہجے سے ہمکنار ہوجاتا ہے احمد رضا نے اپنے آقا علیہ کے حضور کچھ ایسے جذبوں کا نذرانہ پیش کیا ہے کہ آج بحر وبر، دشت وجبل میں ہر سو اس کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ☆ شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مجھے یقین ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام کچھ اس شان سے مقبول ہوا کہ اسے محبت رسول علیہ کا عالمگیر تحفہ بنادیا گیا ہے اب جو بھی چاہتا ہے کہ اسے بارگاہ رسول علیہ میں پذیرائی ملے وہ اپنی دھڑکنوں میں احمد رضا کے جذبے سمو لیتا ہے اور اپنی زبان پر احمد رضا کے شعر سجالیتا ہے۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

یہ ہے اس احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جھلک جسے دنیا ''امام اہل سنت'' کہتی ہے اور اعلیٰ حضرت کے لقب سے یاد کرتی ہے جو علم وفکر کے ہر میدان میں یکتا ہے اور بیان واظہار کے ہر اسلوب پر حاوی ہے جو فہم وادراک کے ہر گوشے میں سب پر

فائق ہے، اور جذبہ واحساس کی ہر منزل میں سب سے آگے، جس کا وجود ہمارے لئے ہمت کا استعارہ ہے۔ اور جس کی شخصیت ہمارے لئے رہنمائی کا خزانہ جسکا باطن عشق رسول ﷺ سے پرنور لوگ اسے اپنے عہد کا مجدد کہتے ہیں، اور میں اسے آنے والے ہر دور کیلئے اپنے رسول ﷺ کا معجزہ سمجھتا ہوں اور لوگ اسے فاضل بریلوی پکارتے ہیں اور میں اسے "آیت الٰہی" دیکھتا ہوں لوگ اسے عالم وفقیہ ٹھہراتے ہیں اور میں اسے "فہم دین میں حجت" گردانتا ہوں۔۔ اور صرف اس لئے گردانتا ہوں کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فہم دین کی اساس عشق رسول ﷺ پر اٹھائی ہے اور تعبیر شریعت کا محور نسبت مصطفیٰ ﷺ کو بنایا ہے اور یہی خدا کی منشا ہے۔۔ سارے قرآن کا جوہر یہی ہے اور علم وعرفان کا حاصل یہی۔

مجھے یقین ہیکہ کوئی شخص عالم دین ہی نہیں بن سکتا جب تک اسکے علم کا ہر نقطہ ذات رسول ﷺ کا طواف نہ کرے۔۔ اور سچ یہ ہیکہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی عالم ہیں۔۔۔ میرے نزدیک تجدید دین صرف اس کا نام ہے کہ دین کی ہر تعبیر نسبت رسول ﷺ سے جوڑ دی جائے۔ اور حق یہ ہے کہ امام احمد رضا ایسے ہی مجدد ہیں۔۔ میرا ایمان یہ ہیکہ صاحب عمل صرف وہی ہے جس کا ہر عمل محبت رسول ﷺ کا آئینہ دار ہو۔۔۔ اور واقعہ یہ ہیکہ امام احمد رضا کا عمل ایسا ہی ہے میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ خدا کے ہاں قرب ورضا کے سب درجے ان کیلئے ہیں جو تعظیم رسول ﷺ میں بڑھتے جائیں اور کون اس بات کا انکار کرسکتا ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی تعظیم رسول ﷺ کی پاسداری میں گزری۔ میرا احساس یہ ہیکہ دنیا میں پائیدار صرف ایسے لوگوں کا نام ہے جو ذکر رسول ﷺ کا فیض لٹاتے ہیں اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جب تک جئے اپنی زبان وقلم سے یہی کام کرتے رہے اور اب ان کا آستانہ یہی سوغات بانٹتا رہے گا

تاریخ اسلام کو جتنے بھی ادوار پہ بانٹا جائے اس کا آخری دور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ اور اب یہ دور رہتی دنیا تک جتنا بھی طویل ہوگا ہمیشہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا دور رہے گا یہ دور تحفظ ناموس رسالت کا دور ہے۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس کا نقیب۔۔ یہ دور فروغ سیرت کا دور ہے اور احمد رضا اس کا علمبردار۔۔ یہ دور تحریک عشق مصطفیٰ ﷺ کا دور ہے۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس تحریک کا کارواں سالار۔

اب رہتی دنیا تک یہ تحریک پھیلتی رہے گی۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اس کا سرخیل وسالار رہے گا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم .... جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

جامعہ رضویہ منظر اسلام

اپنے اپنے مہتمم کے عہد میں

از:۔ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی ایم ،اے پی ،ایچ ،ڈی

مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دست پاک سے رکھی گئی تھی جامعہ کا قیام کسی شہرت یادنیاوی منفعت کے پیش نظر نہیں تھا بلکہ صرف حق کی اشاعت اور اہل سنت و جماعت کی ترجمانی مقصود تھا اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تذکرہ جمیل کے مصنف رقمطراز ہیں۔

''مشیت ایزدی کو منظر اسلام کا قیام اور علم دین کا اعلام منظور تھا سید صاحب (امیر احمد) مذکور امام احمد رضا کی خدمت میں یوں گویا ہوئے'' حضرت اگر آپ نے مدرسہ کا قیام نہیں فرمایا تو بدعقیدہ لوگوں دیوبندیوں وہابیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہیگا اور میں قیامت کے دن شفیع المذنبین ﷺ کی بارگاہ میں آپ کے خلاف نالش کرونگا یہ سننا تھا وہ بھی آل رسول کی زبان سے امام احمد رضا لرزہ براندام ہوگئے اور فرمایا سید صاحب آپ کا حکم بسروچشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے اس کے پہلے ماہ کے اخراجات میں خود ادا کرونگا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کی ذمہ داریاں سنبھال لیں (تذکرہ جمیل ۱۷۷)''

مذکورہ عبارت سے صاف واضح ہوگیا کہ اس وقت منظر اسلام کا قیام کتنا اہم اور ضروری تھا یوں تو اعلیٰ حضرت اپنی تصنیفات وتالیفات سے اشاعت دین حق کا کام بہت سرگرمی سے انجام دے رہے تھے لیکن تحریر کردہ کتابوں کے مضامین اور فکر ونظر کو عوام تک پہونچانے اور مشتہر کرنے کیلئے ان کو متدین ومعتمد اور جامع علوم وفنون افراد کی سخت ضرورت تھی

چنانچہ جب جامعہ کا قیام عمل میں آیا اور ملک العلماء جیسی شخصیت اس سرچشمہ علم کے طالب علم بنے تو چند سال ہی میں یہ کمی دور ہوگئی ہر چہار جانب سے طالبان علوم نبویہ مرکز علم وادب میں جمع ہو گئے اور درس وتدریس کا سلسلہ بام عروج کو پہونچ گیا مختصر سی مدت میں جامعہ شہرت کا حامل ہو گیا طلباء کی آمد کا تانتا لگ گیا بھلا ایسا کیوں نہ ہوتا؟ جب کہ اعلیٰ حضرت بنفس نفیس جامعہ میں کچھ دنوں تک تدریسی خدمات انجام دے چکے تھے ساتھ ہی ساتھ اپنی جیب خاص سے مدرسین کی تنخواہ اور دیگر مصارف کا بار بھی اٹھا چکے تھے جب مصارف کا ذکر آ گیا تو یہاں پر یہ واقعہ قارئین کیلئے یقیناً باعث مسرت ہوگا نیز موجودہ دور کے مہتمم حضرات کیلئے باعث عبرت بھی ہوگا، واقعہ یہ ہیکہ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے قیام کو ابھی صرف دو سال ہوئے تھے کہ مختلف صوبہ جات کے طلباء داخل ہو گئے تھے حضور حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے گھر میں صرف لڑکیاں پیدا ہو رہی تھیں اس وقت تک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا سب کی خواہش اور تمنا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہو جائے خدا کی رحمت سے ۱۳۲۵ھ میں مولانا شاہ ابراہیم رضا خاں صاحب کی ولادت ہوئی ولادت باسعادت پر سب کو فرحت ومسرت ہوئی پوتے کی خوشی میں اعلیٰ حضرت نے دعوت کا اہتمام کیا اور کس طرح کی فیاضی اور فراخدلی کا ثبوت پیش کیا اسے آپ ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام کی انکی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔ بنگالی طلباء سے فرمایا آپ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مچھلی بھات چنانچہ روہو مچھلی بہت وافر طریقے پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی بہاری طلباء سے فرمایا آپلوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ بریانی زردہ فیرنی کباب میٹھا ٹکڑا وغیرہ بہاریوں کیلئے پرتکلف کھانا تیار کرایا گیا پنجابی اور ولایتی طلباء کی خواہش ہوئی کہ دنبہ کا خوب چربی دار گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں غرض ان لوگوں کیلئے وافر طور پر اسی طرح انتظام ہوا (حیات اعلیٰ حضرت ص ۴۷، ۴۸)

مذکورہ اہتمام سے آپ حضرات نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ طلباء سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو کس قدر پیار تھا اور ان کی دلی خواہش کی تکمیل کا کیسا درد اور انوکھا خیال تھا۔

انہیں خدمات کی روشنی میں یہ کہنا بھی حق بجانب ہوگا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی منظر اسلام کے صرف بانی ہی نہیں تھے بلکہ آپ اس کے مدرس اعلیٰ اور مہتمم بھی تھے گرچہ یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا۔ کیونکہ آپ مجدد وقت تھے اور مرجع الفتوی بھی تھے۔ اس لئے تصنیف وتالیف اور دیگر دینی وملی سرگرمیاں آپ کی حیات طیبہ کا حصہ بن چکی تھیں۔ تصنیف وتالیف اور فتوی نویسی میں آپ اس قدر منہمک رہا کرتے تھے کہ آپ نے اپنے بارے میں خود ارشاد فرمایا ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد اللہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔

(الملفوظ حصہ چہارم ص ۵۰)

انہیں مصروفیات کیوجہ سے آپ نے اہتمام کی تمام تر ذمہ داریاں اپنے صاحبزادے حضور حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے ناتواں کندھوں پر ڈالیں۔ حضور حجۃ الاسلام کی اعانت کیلئے جامعہ کے دفتر کا انتظام اور دیگر امور کی نگرانی کا کام استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے سپرد کیا۔ یہ جامعہ کی سالانہ روداد جس کے مرتب خود استاذ زمن مولانا حسن رضا ہیں اس سے واضح ہو رہا ہے، مزید ثبوت حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ نقشبندی مجددی رامپوری کی معائنہ رپورٹ سے مل رہا ہے موصوف نے جامعہ کا سالانہ امتحان لینے کے بعد معائنہ رپورٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو حسن ترقی روز افزوں عطا فرمائے ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم دفتر مولانا حسن رضا خاں صاحب دام مجدہم سے امید کامل ہیکہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے ایسی برکات فائض ہوں جو تمام اطراف وجوانب کی ظلمات اور کدورت کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ حنیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنفیہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور رہو۔

(روداد منظر اسلام ۱۳۲۳ھ ص ۵۱)

مذکورہ عبارت سے قبل ایک جگہ مجددی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:-

ہر قسم کے طلباء مبتدی ومتوسط ومنتہی کے متعدد جلسۂ امتحان میں شریک اور علوم دینیہ ضروریہ معقول ومنقول خصوصاً علم تفسیر وحدیث وفقہ وسیر واصول وغیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا الحمد للہ ببرکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلباء علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کے مبشر پایا (ایضاً)

مذکورہ بالا عبارت میں لفظ ناظمین کا ذکر آیا ہے جس سے ظاہر ہیکہ ناظم مدرسہ حضرت مولانا حامد رضا خان اور ناظم دفتر مولانا حسن رضا خان کی حسن سعی سے مدرسہ ترقی کی طرف گامزن رہا اور طلباء کی تعلیمی صلاحیت قابل دید رہی بہر کیف حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کی معائنہ رپورٹ اس بات کی شہادت پیش کرتی ہے کہ جامعہ منظر اسلام مختصری مدت میں ایسی شہرت کا حامل ہوگیا کہ اقلیم ہند میں اس کی کوئی نظیر نہیں تھی مندرجہ بالا رپورٹ کی عبارت میں موصوف نے ظلمات اور کدورت کا ذکر کیا ہے ظلمات وکدورت کے معنیٰ ومفہوم سے آپ باخبر ہیں لیکن یہاں پر خصوصیت کے ساتھ تحریر کرنے کا منشاء کیا ہے اس کی وضاحت کیلئے مناسب ہیکہ یہاں پر اختصار کے ساتھ اس وقت کے حالات کی تھوڑی سی منظر کشی کردی جائے تا کہ جامعہ کے قیام کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ سب کو ہوجائے اس وقت کی تاریخ کا پس منظر ملاحظہ فرمائیں جب منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا تھا تاریخ شاہد ہیکہ اس وقت وہابیت دیوبندیت نیچریت نجدیت ندویت کا دور دورہ تھا یارسول اللہ یا غوث یا خواجہ کہنے پر شرک کا گولہ داغا جارہا تھا میلاد رسول اور بزرگان دین کے اعراس نیز فاتحہ تیجہ چالیسواں پر بدعت کا پہرہ بیٹھا دیا گیا تھا ناموس رسالت اور شان کبریائی کو کھلے عام پامال کیا جارہا تھا اہل بیت اطہار اور صحابۂ کرام کی عظمت ومحبت کو مسلمانوں کے سینوں سے دور کیا جارہا تھا عقیدہ وایمان کی دولت پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے گندم نما جوفروشوں کا قافلہ دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنو سے برابر نکل رہا تھا۔

ندوۃ العلماء کے مفاسد کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد ابراہیم خوشتر صاحب رقم طراز ہیں:-

"ندوۃ العلماء کے مفاسد کا سب سے زیادہ نوٹس امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی نے لیا اور اس کی تردید میں سب سے زیادہ مالی اور اشاعتی تعاون۔

قاضی عبدالوحید صاحب نے کیا۔ اصلاح ندوہ کا سب سے بڑا ہندوستان گیر مظاہرہ حضرت مولانا شاہ امین احمد صاحب فردوسی سجادہ نشین بہار شریف کے زیر صدارت ۱۶، ۱۷، ۱۸ رجب ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۰، ۱۱، ۱۲ نومبر ۱۹۰۰ء کو عظیم آباد پٹنہ جلسۂ ندوہ میں ہوا اس کے تمام اخراجات حامئ سنت ماحئ فتن ندوہ شکن ندوی فگن قاضی عبدالوحید صاحب فردوسی نے خود برداشت کئے" (حاشیہ تذکرۂ جمیل ص ۱۱۹)

ایسے پرفتن اور پر آشوب ماحول میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کا غیر معمولی ترقی کرنا کوئی آسان بات نہیں یہ مجدد وقت کے ہاتھوں کی برکت اور زبان فیض ترجمان کا فیضان تھا کہ مختصری مدت میں علم وحکمت کا یہ سرچشمہ غیر منقسم ہندوستان کا مرجع اور مرکز بن گیا جب سے اب تک دنیائے سنیت کا مرکز ہے مہتمم اول حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے جامعہ کو مزید ترقی دلانے کیلئے مجلس شوریٰ قائم کی اور عمائدین شہر کی توجہ مبذول کرائی ساتھ ہی ساتھ حکام وقت کو جامعہ کے سالانہ اجلاس میں شریک ہونے کی دعوت دی حجۃ الاسلام نے اس سلسلے میں جو خط تحریر کیا تھا اس کی نقل ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں آجکل دار العلوم کے جلسہائے سالانہ کے انتظامات زیر نظر ہیں مجالس شوریٰ کا انعقاد ہو رہا ہے اور سارے عمائدین شہر کی توجہ منعطف ہے اس سال نتیجہ امتحان بہترین صورت میں دکھایا جانا قرار پایا ہے۔ بیس طالب علم دستار فضیلت کے قابل تیار ہوئے ہیں اور سارے شہر کی رائے ہیکہ گورنر یوپی حافظ احمد سعید خاں صاحب (جو میری ملاقات کے اشتیاق میں دو مرتبہ بریلی آئے اور میرے موجود نہ ہونے کے باعث ملاقات نہ ہو سکی) چونکہ ایک مسلمان گورنر ہے لہذا جلسۂ سالانہ میں انہیں دعوت دی جائے اور نواب سر مزمل اللہ خان اور سر محمد یوسف وغیرہ عمائدین اور مشائخ میں سے جناب دیوان صاحب اجمیر مقدس اور پیر جماعت علی شاہ صاحب پیر پنجاب وغیرہ منتخب حضرات کو بلایا جائے۔

(مکتوب بنام مولانا وزارت رسول حامدی)

مندرجہ بالا خط سے آپ کی کارکردگی اور حسن نظامت کا اندازہ بخوبی ہوگیا اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں جامعہ کے بعد قیام جب سے آپ نے اہتمام کی عظیم ذمہ داری اپنے کندھوں پر لی تب سے تا حیات آپ ہی مہتمم رہے اور جامعہ کو فروغ دیتے رہے اپنی حیات میں جہاں آپ نے نظامت کی عظیم ذمہ داری سنبھالی وہیں پر جب کبھی بھی جامعہ کو مدرس یا صدر المدرسین کی ضرورت در پیش ہوئی تو آپ نے تدریسی خدمات اور صدر المدرسین کے فرائض بھی انجام دیئے حضرت محمد ابراہیم خوشتر صاحب رقمطراز ہیں

دار العلوم منظر اسلام کے نہ صرف آپ مہتمم رہے بلکہ مولانا رحم الٰہی کے ۱۹۳۶ء ۱۳۵۴ھ میں میرٹھ چلے جانے کے بعد شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کا منصب بھی آپ نے سنبھالا حدیث و تفسیر خصوصا بیضاوی شریف پڑھانے کا انداز اتنا دل نشین تھا کہ علماء دور دور سے آپ کے درس میں شرکت کیلئے شد رحال کرتے اور سفر و حضر میں آپ سے استفادہ کرتے (تذکرۂ جمیل ص ۱۷۳)

مندرجہ بالا تحریر اس بات کی مکمل شہادت پیش کر رہی ہے کہ حضور حجۃ الاسلام بیک وقت (مہتمم شیخ الحدیث اور صدر المدرسین) تینوں اہم عہدوں پر اپنی خداداد صلاحیت کا اظہار کر رہے تھے آپ کے تلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے مگر یہ چند نام خصوصیت کے حامل ہیں۔

سرفہرست حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی حضرت مولانا شاہ عبدالکریم صاحب ناگوری حضرت مولانا مفتی ابرار حسین صاحب تلہری محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب حضور مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خانصاحب حضرت مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری شیخ الحدیث منظر اسلام حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور جامع معقول و منقول مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب پاکستان یہ حضرات آپ کے مشہور شاگردوں میں تھے اور آپ کے بعد اہل سنت و جماعت کے امیر کارواں کی صف میں شمار کئے جاتے تھے آپ کی دینی ملی سیاسی خدمات کو احاطۂ تحریر میں لانا مجھ جیسے کم علم کے بس کی بات نہیں بہر کیف آپ نے تدریسی، تصنیفی، تالیفی، خدمات کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۴ء سے ۱۹۴۳ء تک

تقریباً ۳۹ رسال بحیثیت مہتمم جامعہ کی خدمت انجام دی آپ کی نیابت میں امام احمد رضا کے ہمشیرزادے جناب حکیم علی احمد خاں صاحب زندگی بھر دارالعلوم منظر اسلام کی دیکھ ریکھ اور حساب و کتاب کا فریضہ انجام دیتے رہے حضرت مولانا خوشتر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

آپ کی نیابت میں امام احمد رضا کے ہمشیرزادے حکیم علی احمد خان صاحب اپنی زندگی بھر دارالعلوم منظر اسلام کا کام کرتے اور نائب مہتمم رہے (تذکرۂ جمیل ص ۱۷۳)

اسی طرح حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب بھی جامعہ کے نائب مہتمم رہے اور کافی دنوں تک اسی عہدے پر اپنی کارگزاری پیش کرتے رہے مولانا ابراہیم صاحب اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد اسی دارالعلوم کے نائب مہتمم رہے اور اسی سے اپنی تدریس کا آغاز کیا اور آپ کا یہ سال تدریس تاریخی (تدریس تقدس علی ۱۳۴۸ھ) قرار پایا اگر چہ آپ نائب مہتمم تھے مگر دارالعلوم عرس قادری وغیرہ کا سارا اہتمام آپ کے ذمہ تھا اور نائب صاحب کے لقب سے مشہور رہوئے۔

(تذکرۂ جمیل ص ۲۳۸)

حضور حجۃ الاسلام کے بعد وصال جامعہ رضویہ منظر اسلام ایک اختلافی دور سے بھی دوچار ہوا وہ دور تاریخی اعتبار سے بھی بڑا پرفتن اور پرآشوب تھا جنگ آزادی کا معرکہ شباب پر تھا قتل وغارت گری لوٹ کھسوٹ افراتفری ہر طرف پھیلی ہوئی تھی نفسی نفسی کا عالم تھا بڑی جدوجہد کے بعد ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوا آزادی کے بعد ہندوستان پاکستان کی تقسیم کا مسئلہ فریقین کیلئے دردسر ہوگیا بحث ومباحثہ اور قیل وقال کے بعد بالآخر دونوں فریق باہم راضی ہوگئے پاکستان کا وجود عمل میں آیا قرارداد طے ہوتے ہی عمل درآمد کا سلسلہ شروع ہوا کچھ لوگ پاکستان سے ہندوستان آئے کچھ لوگ ہندوستان سے پاکستان گئے یہ سلسلہ بڑا ہی بھیانک نقصان دہ ثابت ہوا اس افراتفری کے عالم میں نائب صاحب یعنی حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب جب تک ہندوستان میں رہے تو انہیں کے ہاتھ میں منظر اسلام کا انتظام رہا لیکن جب وہ پاکستان چلے گئے تو حقیقی وارث کے ہوتے ہوئے اہتمام دوسرے کے ہاتھوں چلا گیا غیروں کا تسلط ہوگیا اس

اختلاف کا اظہار زیر نظر مضمون میں مناسب نہیں کیونکہ اس کی لمبی داستان ہے اس لئے اس سے قطع نظر میں صرف حقیقی وارث کے اہتمام کا ذکر کر رہا ہوں چونکہ حضور حجۃ الاسلام کی وصیت بھی اپنے خلف اکبر کیلئے تھی وصیت نامہ کے عین مطابق جب حق حقدار کو مل گیا تو حضور مفسر اعظم ہند خانقاہ اور اس سے متعلق تمام چیزوں کے متولی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے بااختیار مہتمم دوم بن گئے۔

اس وقت سے تاحیات سارے امور کو آپ ہی انجام دینے لگے آپ کی زندگی کے تین بڑے نقوش کا تذکرہ کرتے ہوئے تذکرہ جمیل کے مصنف رقمطراز ہیں جس میں مذکورہ اختلاف کی تھوڑی سی جھلک شامل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) منظر اسلام انکے آباء واجداد کا شجر سدا بہار تھا اس کی آبیاری اور گل وغنچہ وجڑ وپتی وشاخ کے سنوارنے میں زندگی بھر مصروف رہے اس راہ میں بڑے صبر آزما مصائب سے آپ کو گزرنا پڑا تا آنکہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کیلئے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیئے جاتے یہ تھا وہ ایثار جس نے دار العلوم منظر اسلام کو منظر اسلام بنائے رکھا حضرت مفتی سید محمد افضل حسین صاحب (جو اس دور میں منظر اسلام کی خدمت تدریس سے وابستہ تھے) نے صحیح ارشاد فرمایا کہ ایسا نرالہ مہتمم میری نگاہ نے نہیں دیکھا اگر صرف مکتب کی کرامت ہوتی تو ختم ہوجاتی مگر یہاں فیضان نظر بھی تھا جو ہر دور میں اپنا کام کرتا رہا اغیار حساد کی کارفرمائیاں اپنوں کی چشم پوشیاں اور لیل ونہار کی تبدیلیاں آپ کے آڑے نہ آسکیں آپکا کاروان علم وعمل شاہراہ رضا پر رواں دواں رہا۔

(۲) درس وتدریس میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ مسلم شریف وشفاء شریف ان کی شروح ان کے پیش نظر ہوتیں اور ایسا معلوم ہوتا کہ صاحب مسلم امام مسلم ابن الحجاج اور صاحب شفاء قاضی عیاض کی روحانیت جلوہ گر ہے کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ الفاظ سے گزر کر معانی میں پہنچ جاتے اور قال کو چھوڑ کر سراپا حال ہوجاتے اپنے اسلاف کرام کی طرح برکت المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق محدث دہلوی سے خاصا شغف رکھتے معتقدات میں ان کی تصانیف ازبر

ہوتی مسلک کے اثبات میں دلائل کے انبار لگا دیتے ان کی عبارتیں جھوم جھوم کر پڑھتے
یہاں تک کہ ان کے مزار سے بھی استفادہ کرتے۔
(۳) مسلک اہل سنت کی اشاعت میں مسلسل کوشش فرماتے خود ہندوستان گیر دورہ
فرماتے اپنے تلامذہ و مریدین کو دور دراز مقامات میں روانہ کرتے صوبہ بہار (جو حامدی صوبہ
ہے) کے شہروں اور گاؤں میں تشریف لیجاتے نیپال کے اتار چڑھاؤ میں بھی آپ
کا سفر وسیلۂ ظفر جاری رہتا آپ جہاں بھی جاتے رضا کی زبان ہوتے حق آپ
کا ہمرکاب اور باطل سرنگوں اور خراب ہوتا۔
(تذکرۂ جمیل ص ۲۰۶، ۲۰۷)

مندرجہ بالا عبارت سے آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر ہوگیا کہ حضور مفسر اعظم ہند نے دار العلوم منظر اسلام کی ترقی اور استحکام کیلئے کس کس طرح کی قربانی پیش کی ہے مالی بحران سے دوچار ہونے کے باوجود آپ نے تعلیمی ترقی کیلئے مصری استاذ کے لانے کی داغ بیل ڈالی بذات خود مصری سفارت خانہ دہلی تشریف لے گئے سفارت خانہ کے امیر سے اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی یہاں تک کہ منظر اسلام میں ایک عربی استاذ بحیثیت مدرس بھیجنے پر انہیں راضی کر لیا وعدے کے مطابق ان کے آنے میں تاخیر ہونے لگی تو آپ نے حضرت مولانا مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی مدرس منظر اسلام اور اپنے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب کو یاد دہانی کیلئے دوبارہ دہلی بھیجا آپ کی یاد دہانی پر سفارت خانہ کے افسر اعلیٰ نے مصر کے ایک عالم دین حضرت مولانا عبد التواب مالکی کو تدریسی خدمات کیلئے بریلی شریف بھیجا ان کی تشریف آوری سے طلباء میں عربی ادب کا ذوق وشوق مزید دوبالا ہوگیا اس کا خاطر خواہ نتیجہ یہ ہوا کہ طلباء با آسانی باہم عربی زبان میں گفتگو کرنے لگے (بروایت حضرت مولانا مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب)

اس کے علاوہ عربی و فارسی امتحانات اتر پردیش الہ آباد بورڈ سے ۱۹۴۸ء میں جامعہ کو الحاق کرادیا جس سے جامعہ کی سند مزید باوزن ہوگئی اور طلباء کو ملازمت میں آسانی فراہم ہوگئی (بروایت جناب نواب حسن خاں صاحب)

اہتمام کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ۱۹۵۶ء تک صدر المدرسین کا بھی عظیم فریضہ بھی آپ نے انجام دیا جب

حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب قبلہ نے باقاعدہ ذمہ داری قبول کرلی تب آپ کو اس منصب سے گلوخلاصی حاصل ہوئی (راوی حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب) اس سلسلے میں مزید کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے یوں تو اس خاندان اور خانقاہ سے عالم اسلام کو اہل سنت وجماعت کا پیغام تصنیفات وتالیفات کے ذریعے برابر ملتا رہا نیز مہذب اور مسلک حق کی اشاعت بھی ہوتی رہی یہ زریں سلسلہ اعلیٰ حضرت کے جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں سے شروع ہوا تھا جو آج تک جاری وساری ہے۔

یعنی ۱۸۳۱ء سے تادم تحریر (ایک سو ستر سال) بدستور جاری ہے خدا کرے تا قیامت جاری رہے تصنیفات وتالیفات کی کتابت وطباعت میں کافی صرفہ آتا ہے اور ہر فرد بشر کو ان کتابوں کا مطالعہ کرنا آسان بھی نہیں ہے اس لئے پرانے لوگوں نے اور ہمارے سلف صالحین نے ایک آسان راستہ نکالا کہ بڑی بڑی کتابوں کے مفاہیم کو مضامین کی شکل دے کر اشتہار اخبار رسائل وغیرہم کے ذریعے عام سے عامتر کردیا تاکہ سبھی استفادہ کرسکیں اس نظریئے کو لوگوں نے پسند کیا جس سے رسائل وغیرہ کی اہمیت عوام میں بڑھ گئی اس نظریئے کے تحت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خواہش کے مطابق یادگار رضا بریلی سے جاری ہوا اس سے قبل الرضا بھی نکل چکا تھا جس کی تعریف وتوصیف مولوی محمد شبلی نعمانی نے بھی کی تھی انہوں نے رسالہ ندوہ میں لکھا تھا کہ:-

> "مولانا صاحب (اعلیحضرت) کی زیر سرپرستی ماہوار رسالہ الرضا بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور وخوض دیکھی ہیں جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں"

اسی طرح کا تاثر یادگار رضا کیلئے بھی لوگوں نے پیش کیا تھا حضرت مولانا ابراہیم خوشتر صاحب رقمطراز ہیں:-

> یہ ماہنامہ مذہبی تھا اور اخلاقی بھی تمدنی بھی تھا اور تاریخی بھی علمی تھا اور ادبی بھی اس کے مضامین گواہ ہیں اسنے اپنے دور کے ہر چیلنج کا مقابلہ کیا اور مقدس مذہب اسلام کا ہر حملے اور فتنے سے دفع کیا (تذکرہ جمیل ص ۲۱۰)

وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے آتا ہے اور گزر جاتا ہے اسی آمد ورفت کا شکار یادگار رضا بھی ہوگیا حضور حجۃ الاسلام

کا وصال ہوا یادگار رضا بھی ماضی کی یاد بن کر رہ گیا۔

یاد تو یاد ہی ہے جب اس کی تڑپ زیادہ ہوتی ہے تو بزرگوں کا فیضان جاری ہو جاتا ہے اور تسکین کی کوئی صورت پیدا ہو جاتی ہے اس یاد اور تڑپ کے پیش نظر حضور مفسر اعظم ہند نے مسلک اہل سنت کی اشاعت و حمایت کیلئے اعلی حضرت ہی کے نام سے ایک ماہنامہ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۰ء کو مرکز اہل سنت بریلی سے جاری فرمایا اس کے پہلے مدیر عبد المجید رضوی اور منیجر حافظ انعام اللہ صاحب تسنیم قرار پائے ماہنامہ اعلی حضرت کا پہلا شمارہ عرض حال کر رہا ہے۔

عرصہ سے ایک ماہنامہ رسالے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی اہل سنت کے پاس نہ رسائل ہیں نہ اخبارات خصوصا ہندوستان اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرف باطل کی سیاہ کالی گھٹائیں چھاتی چلی جارہی ہیں اور اس کی کوئی امداد نہیں ہو رہی ہے اس سلسلے میں کرنے کی ضروری چیز روزانہ اخبار ماہنامہ رسائل اور مدارس اہل سنت کی بڑے پیمانہ پر امداد ہے اس سے بھی زیادہ باہمی تعاون اعتماد اور کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی مگر جو ہو رہا ہے اور انداز یہ ہیکہ ہوتا رہے گا وہ ہے جمود، تعطل، بےحسی افراتفری مخلص و محنت کشوں اور کارکنوں کو تنگ کرنا ان پر بیجا نکتہ چینیاں گروپ بندیاں اور اس ٹائپ کی اور بہت کچھ انا للہ وانا الیہ راجعون اس ضرورت کے پیش نظر یہ رسالہ شائع ہو رہا ہے خدا کرے اس کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اس عزم پر شائع کیا جارہا ہے بہر حال ضرور شائع ہونا ہے خدا نے چاہا مستقل شائع ہوگا یہ رسالہ ایسا ہی چلے گا جیسا دار العلوم، ماہنامہ اعلی حضرت انشاء اللہ قمر نامہ ہی ہوگا ابھی تو ہلال ہی ہے ایک دن آئے گا جب یہ بدر کامل ہو جائے گا اور یہ ہو کر رہے گا۔

مذکورہ عبارت اور پیشین گوئی کے مطابق آج کا ماہنامہ اعلیحضرت پڑھئے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کو دیکھئے کہ مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بات حرف بحرف درست اور سچ ہیکہ نہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہیکہ مومن کی فراست

سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ایک ولی کامل کی نگاہ حق آگاہ جس حسین مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ آج ہمارے سامنے ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی صورت میں ہرا بھرا مسکراتا نظر آرہا ہے۔

حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد اپنے جد امجد مولانا حامد رضا خان کی وصیت کے عین مطابق حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ خانقاہ عالیہ رضویہ کے متولی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم سوئم قرار پائے آپ کے اہتمام کا ابتدائی دور بڑا کٹھن اور مشکل دور تھا دار العلوم منظر اسلام مالی بحران کا شکار تھا جیسا کہ آپنے گزشتہ اوراق میں حضور مفسر اعظم ہند کے دور کا مطالعہ فرمایا کہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کیلئے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیئے جاتے یہ مالی پریشانی تو تھی ہی اس کے علاوہ آپسی چپقلش کی وجہ سے ان کو اطمینان وسکون بھی حاصل نہیں تھا ایسے حالت میں انہوں نے حد درجہ صبر وتحمل کا ثبوت پیش کیا رفتہ رفتہ حالات بدلتے گئے اور آپ کی جدوجہد رنگ لائی تبلیغی دورے پر آپ کا قدم گھر کی چہاردیواری سے باہر نکلا ملک وبیرون ملک کا آپ نے سفر کیا جامعہ کی ترقی اور بقاء کیلئے عقیدتمند و ارادتمند کی توجہ مبذول کرائی آپ کی تقریر پرتنویر لوگوں کے دلوں میں اترتی چلی گئی مالی بحران دور ہوا جامعہ کی قدیم عمارت ازسرنو تعمیر کے مراحل سے گزر کرنئی بلڈنگ میں تبدیل ہوگئی۔

درسگاہوں کی توسیع ہوئی طلباء کی اقامت کیلئے پندرہ کمروں کا سہ منزلہ رضوی افریقی ہاسٹل تیار ہوکر دعوت نظارہ دینے لگا رضا مسجد جو کافی دنوں سے خستہ اور چھوٹی سی تھی سہ منزلہ تعمیر ہوکر اپنی مثال آپ بن گئی
آپ کے دور میں تعمیراتی وترقیاتی امور بڑی تیزی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہونچنے لگے۔

جامعہ کا نظام تعلیم بہتر کرنے کیلئے آپ نے ایک دستور العمل ترتیب دیا جس میں اساتذہ وطلباء کیلئے ہدایات تحریر کی گئیں طلباء کی تعلیمی لیاقت مضبوط اور استعداد میں مزید چار چاند لگانے کیلئے آپ نے جامعہ کے پرانے تجربہ کار شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر صاحب علیہ الرحمہ کو دوبارہ منصب تدریس پر بحال کیا اور وہ اساتذہ جنکی مدت ملازمت ختم ہوگئی تھی یا صحت وتوانائی کے اعتبار سے نحیف ولاغر ہوگئے تھے انکی جگہ پر جواں سال باصلاحیت اساتذہ کا آپ نے تقرر کیا وقت کی اہم ضرورت اور حالات کے پیش نظر علمائے کرام کی سفارش پر آپ نے ١٩٨٣ء میں بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے منظر اسلام کی درس نظامی والی سند منظور کرائی۔ یہی وجہ ہیکہ آج منظر اسلام کے ہزاروں

کا وصال ہوا یادگار رضا بھی ماضی کی یاد بن کر رہ گیا۔

یاد تو یاد ہی ہے جب اس کی تڑپ زیادہ ہوتی ہے تو بزرگوں کا فیضان جاری ہو جاتا ہے اور تسکین کی کوئی صورت پیدا ہو جاتی ہے اس یاد اور تڑپ کے پیش نظر حضور مفسر اعظم ہند نے مسلک اہل سنت کی اشاعت و حمایت کیلئے اعلیٰ حضرت ہی کے نام سے ایک ماہنامہ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۰ء کو مرکز اہل سنت بریلی سے جاری فرمایا اس کے پہلے مدیر عبد المجید رضوی اور منیجر حافظ انعام اللہ صاحب تسنیم قرار پائے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا پہلا شمارہ عرض حال کر رہا ہے۔

عرصہ سے ایک ماہنامہ رسالے کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی اہل سنت کے پاس نہ رسائل ہیں نہ اخبارات خصوصا ہندوستان اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرف باطل کی سیاہ کالی گھٹائیں چھاتی چلی جارہی ہیں اور اس کی کوئی امداد نہیں ہورہی ہے اس سلسلے میں کرنے کی ضروری چیز روزانہ اخبار ماہنامہ رسائل اور مدارس اہل سنت کی بڑے پیمانہ پر امداد ہے اس سے بھی زیادہ باہمی تعاون اعتماد اور کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی مگر جو ہو رہا ہے اور انداز یہ ہیکہ ہوتا رہے گا وہ ہے جمود، تعطل، بیجسی افراتفری مخلص و محنت کشوں اور کارکنوں کو تنگ کرنا ان پر بیجا نکتہ چینیاں گروپ بندیاں اور اس ٹائپ کی اور بہت کچھ انا للہ وانا الیہ راجعون اس ضرورت کے پیش نظر یہ رسالہ شائع ہو رہا ہے خدا کرے اس کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اس عزم پر شائع کیا جارہا ہے بہر حال ضرور شائع ہونا ہے خدا نے چاہا مستقل شائع ہوگا یہ رسالہ ایسا ہی چلے گا جیسا دار العلوم، ماہنامہ اعلیٰ حضرت انشاء اللہ قمر نامہ ہی ہوگا ابھی تو ہلال ہی ہے ایک دن آئے گا جب یہ بدر کامل ہو جائے گا اور یہ ہو کر رہے گا۔

مذکورہ عبارت اور پیشین گوئی کے مطابق آج کا ماہنامہ اعلیحضرت پڑھئے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کو دیکھئے کہ مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بات حرف بحرف درست اور سچ ہیکہ نہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہیکہ مومن کی فراست

سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ایک ولی کامل کی نگاہ حق آگاہ جس حسین مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ آج ہمارے سامنے ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی صورت میں ہرا بھرا مسکراتا نظر آرہا ہے۔

حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد اپنے جد امجد مولانا حامد رضا خان کی وصیت کے عین مطابق حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ خانقاہ عالیہ رضویہ کے متولی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم سوئم قرار پائے آپ کے اہتمام کا ابتدائی دور بڑا کھٹن اور مشکل دور تھا دارالعلوم منظر اسلام مالی بحران کا شکار تھا جیسا کہ آپنے گزشتہ اوراق میں حضور مفسر اعظم ہند کے دور کا مطالعہ فرمایا کہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کیلئے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیئے جاتے یہ مالی پریشانی تو تھی ہی اس کے علاوہ آپسی چپقلش کی وجہ سے ان کو اطمینان وسکون بھی حاصل نہیں تھا ایسے حالت میں انہوں نے حد درجہ صبر وتحمل کا ثبوت پیش کیا رفتہ رفتہ حالات بدلتے گئے اور آپ کی جدوجہد رنگ لائی تبلیغی دورے پر آپ کا قدم گھر کی چہار دیواری سے باہر نکلا ملک وبیرون ملک کا آپ نے سفر کیا جامعہ کی ترقی اور بقاء کیلئے عقیدتمند وارادتمند کی توجہ مبذول کرائی آپ کی تقریر پرتنویر لوگوں کے دلوں میں اترتی چلی گئی مالی بحران دور ہوا جامعہ کی قدیم عمارت ازسر نو تعمیر کے مراحل سے گزر کر نئی بلڈنگ میں تبدیل ہوگئی۔

درسگاہوں کی توسیع ہوئی طلباء کی اقامت کیلئے پندرہ کمروں کا سہ منزلہ رضوی افریقی ہاسٹل تیار ہو کر دعوت نظارہ دینے لگا رضا مسجد جو کافی دنوں سے خستہ اور چھوٹی سی تھی سہ منزلہ تعمیر ہو کر اپنی مثال آپ بن گئی
آپ کے دور میں تعمیراتی وترقیاتی امور بڑی تیزی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہونچنے لگے۔

جامعہ کا نظام تعلیم بہتر کرنے کیلئے آپ نے ایک دستور العمل ترتیب دیا جس میں اساتذہ وطلباء کیلئے ہدایات تحریر کی گئیں طلباء کی تعلیمی لیاقت مضبوط اور استعداد میں مزید چار چاند لگانے کیلئے آپ نے جامعہ کے پرانے تجربہ کار شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر صاحب علیہ الرحمہ کو دوبارہ منصب تدریس پر بحال کیا اور وہ اساتذہ جنکی مدت ملازمت ختم ہوگئی تھی یا صحت وتوانائی کے اعتبار سے نحیف ولاغر ہوگئے تھے انکی جگہ پر جواں سال باصلاحیت اساتذہ کا آپ نے تقرر کیا وقت کی اہم ضرورت اور حالات کے پیش نظر علمائے کرام کی سفارش پر آپ نے ۱۹۸۳ء میں بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے منظر اسلام کی درس نظامی والی سند منظور کرائی۔ یہی وجہ ہیکہ آج منظر اسلام کے ہزاروں

فارغین بہار حکومت کے

امداد یافتہ مدارس میں خدمت دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور معاشی پریشانی کی گرفت سے بھی آزاد ہیں جب طلباء کو اس طرح کے مواقع اور سہولت فراہم ہونے لگی تو مختلف صوبہ جات کے لڑکے جامعہ رضویہ منظر اسلام میں برائے داخلہ کشاں کشاں کثرت سے آنے لگے اس آمد اور بھیڑ کو دیکھ کر آپ نے منظر اسلام کی توسیع کا ارادہ کیا محلہ سوداگران میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی کہ اس میں مزید درسگاہ کی تعمیر ہوسکے آپ کی حساس طبیعت نے اس کمی کا احساس کیا قسمت نے یاوری کی الحاج محمد نیاز احمد شیری سے آپ کی ملاقات ہوگئی آپ نے دلی خواہش کا اظہار کیا انہوں نے تقریباً اکاون بیگھہ زمین جامعہ رضویہ منظر اسلام کے متولی کے نام وقف کردی۔

وصال سے تقریباً ایک سال قبل آپ نے بریلی شریف سے تیس کلو میٹر دوری پر رچھا ریلوے اسٹیشن سے متصل ایک عظیم دینی درسگاہ بنام ''الجامعۃ القادریہ'' کا سنگ بنیاد رکھا صد افسوس کہ زندگی نے آپ کا ساتھ نہیں دیا مگر آپ کے خوابوں کی تعبیر السعی منی والاتمام من اللہ کے مصداق پوری ہورہی ہے۔

(سیمینار نمبر ص ۱۷)

اس طرح کی خدمات نیز قوم کے مسائل خواہ دینی ہوں یا سیاسی انکو حل کرنے کا جذبہ آپکی زندگی کا نصب العین تھا بہر کیف میں عرض کررہا تھا کہ جامعہ کی ترقی آپ کی زندگی کا اصل مقصد تھا اس لئے بھی اپنے اسلاف کی طرح صرف مہتمم ہی نہیں رہے بلکہ جب جب جامعہ کو مدرس یا شیخ الحدیث کی ضرورت درپیش ہوئی تو انتظام نہ ہونے تک آپ نے بنفس نفیس تدریس کا فریضہ انجام دیا اور شیخ الحدیث کی کمی کو پورا کیا وصال سے قبل کی بات ہیکہ دو طالب علم سری لنکا سے آگئے جنکی مادری زبان عربی تھی وہ دونوں بالکل اردو نہیں جانتے تھے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا شبنم کمالی صاحب رقمطراز ہیں۔:۔

''عام طور سے ہندوستانی اساتذہ کرام جب صحاح ستہ کی کتابیں پڑھاتے ہیں خصوصاً بخاری شریف اور مسلم شریف کا درس دیتے ہیں تو اردو ترجمہ اور اس کے مطلب ہی پر اکتفاء

کرتے ہیں۔لیکن حضور ریحان ملت کی خدمات کے دوران کچھ ایسے بھی طلباء دورۂ حدیث میں داخل ہوئے جو اردو زبان کی اچھی طرح سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے انمیں سری لنکا کے حضرت مولانا بدرالدین صاحب اور حضرت مولانا مخدوم صاحب ایسے خوش نصیب تلامذہ میں سے ہیں جنکو حضور ریحان ملت نے عربی (عربی میڈیم) سے بخاری شریف پڑھائی۔ یہ وفات سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے یہ دونوں حضرات حضور ریحان ملت کے پڑھانے اور سمجھانے کے دلکش اور پیارے انداز سے بہت خوش تھے اور انتہائی مسرت وشادمانی کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ حضور ریحان ملت سے جو فیض علمی وروحانی ہم کو ملا وہ کہیں نہیں ملا" (ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا سمینار نمبر ص ۲۲۵)

یہ تعریف و توصیف کی بات نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے کہ آپ کے دور اہتمام میں غیر ملکی طلباء منظر اسلام میں کثرت سے داخل ہوئے اور سند فراغت حاصل کر کے اپنے اپنے ممالک میں مذہب وملت بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت انجام دیتے رہے آپ نے اپنے دور اہتمام میں دین کی خدمت اور اہل سنت کی ترویج واشاعت کیلئے رضا برقی پریس کا انتظام کیا اور اشتہار چھاپ کر آپ نے یہ اعلان کر دیا کہ رضا برقی پریس سے صرف اہل سنت وجماعت کے لیٹریچر اور کتب ورسائل اشتہار وغیرہ شائع ہونگے بدمذہب بددین یہاں پر برائے اشاعت آنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ تھی انکی بے باکی اور حق پسندی خدا کے فضل سے آج بھی رضا برقی پریس قوم وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہا ہے بہر کیف آپ نے از ابتدا تا انتہا اہتمام کی تمام ذمہ داریاں بحسن وخوبی پایۂ تکمیل کو پہونچائیں۔ زیر نظر مضمون میں اس بات کی وضاحت نہایت ضروری ہے کیونکہ بعض لوگوں نے جامعہ رضویہ منظر اسلام کے بانی اور مہتممین کے بارے میں کچھ اختلاف رائے کا اظہار کیا ہے جس سے بعض لوگوں کو بدگمانی ہوئی اور آئندہ بھی ہوسکتی ہے اس لئے بروقت اس کی وضاحت ضروری ہے مزید اس لئے بھی کہ یہ مضمون "یادگاری مجلہ" کیلئے قلمبند ہو رہا ہے جو ہر اعتبار سے تاریخی اور معلوماتی ہوگا لہٰذا اس حیثیت سے بھی یہاں یہ بات قابل ذکر ہے۔حالانکہ

راقم الحروف نے اس کا جواب ۱۹۹۷ء میں "بعنوان مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنا اور بانی کب اور کون " دیدیا تھا جو ماہنامہ اعلیحضرت میں بشکل اداریہ شائع ہوا تھا۔ اور قارئین نے پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا۔ اسی مضمون پر مہر تصدیق ثبت کرنے کیلئے مزید حوالہ جات نذر ناظرین ہیں۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صاحب رقمطراز ہیں۔:۔

"امام احمد رضا کی موجودگی میں دار العلوم کا سارا انتظام وانصرام آپ (حجۃ الاسلام) کے سپرد تھا۔ آپ کے دو راہتمام میں حضرت مولانا رحم الٰہی شیخ الحدیث، شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجددی رام پوری اور شمس العلماء کے وصال کے بعد آپ کے صاجزادے علامہ نور الحسین رامپوری صدر المدرسین تھے، اہل سنت وجماعت کے ممتاز علماء مولانا حشمت علی خان لکھنوی مولانا احسان علی صاحب صدیقی مظفر پوری، مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری، مولانا عبدالواحد گڑھی پوری پشاوری۔ مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری۔ مولانا غلام جیلانی میرٹھی وغیرہم فارغ التحصیل ہوئے۔ (تذکرۂ جمیل ص ۱۷۳)

مذکورہ حوالہ کے علاوہ دوسری عبارت جو میرے مدعا اور مفہوم کو واضح کرنے کیلئے بہت ہی مستحکم اور ٹھوس ہے اسے ملاحظہ فرمائیں:۔

"ایک عظیم دور فکری، تعلیمی، تعمیری، حضرت حجۃ الاسلام سے شروع ہو کر بظاہر حضرت ریحان ملت کے وصال پر ختم ہو گیا، امام احمد رضا کے یہ سہ تن خوشتر از صدتن تھے آپ کے فیضان کے یہ تینوں بڑے روشن مینار تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ کا گل شاداب اپنی ریحان بکھیر گیا، جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا، مقدرات کا فیصلہ یہی تھا۔ ہاں صاحب سجادہ کے کاندھوں پر عظیم ذمہ داریاں آگئی ہیں مگر یہ کار رضا ہے نہ پہلے رکا ہے نہ اب رکے گا رضا کی رضا شامل حال رہے گی آپ کا ماضی صبر وشکر سے روشن ہے اپنے والد گرامی اور جد سامی کی روایات اور جدودنامی کی نمایاں خدمات کو پیش نظر رکھئے۔ کار رضا میں پوری ثابت قدمی

کے ساتھ قدم آگے بڑھائیے۔آپ صاحب منزل ہیں اورنشان منزل آپ کے سامنے ہے''۔(مکتوب بنام حضرت سبحانی میاں)

مندرجہ بالاعبارت ایک تعزیتی مکتوب سے ماخوذ ہے۔صاحب مکتوب نے صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں قبلہ دام ظلکم کوریحان ملت کے وصال پرتعزیتی خط لکھا تھا جس میں انہوں نے حجۃ الاسلام سے ریحان ملت تک صرف تین شخصیت کا تذکرہ کیا ہے کہ ان تینوں حضرات نے گلشن رضا کو خون جگر سے سینچا اور اعلیٰ حضرت کے مشن کوفروغ دیا۔یعنی اعلیحضرت نے جوعلم وحکمت کا چراغ بنام''منظر اسلام'' جلایا تھا اس کی روشنی کو اکناف عالم میں پھیلانے کا فریضہ ان تینوں نے بخوبی انجام دیا اور یہی حضرات عہد بعہد جامعہ منظر اسلام کے مہتمم رہے کیوں کہ اگر مکتوب نگار کی مراد سہ تن سے جامعہ کے مہتمم نہیں ہے تو ان تینوں حضرات کے علاوہ خاندان کے دوسرے بزرگوں نے بھی تو اعلیٰ حضرت کے پیغام کو عام سے عامتر کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے تو کیا ان کی خدمات کو نظر انداز کر دیا جائے گا یا ان سے چشم پوشی کی جائے گی؟ نہیں ہرگز نہیں خاندان کے سبھی حضرات نے اعلیٰ حضرت کے پیغام کو عام کیا لیکن بحیثیت مہتمم ان تینوں حضرات نے خدمت انجام دی اس لئے صاحب مکتوب نے''سہ تن خوشتر از صدتن'' سے اس کی طرف اشارہ کیا مکتوب نگار کوئی معمولی آدمی نہیں ہے کہ ان کی تحریر غیر معتبر ہوگی بلکہ وہ تو حجۃ الاسلام کے فیض یافتہ اور حضور مفسر اعظم ہند کے صحبت یافتہ ہیں لہذا ان کی تحریر قابل سند ہے۔

حضور حجۃ الاسلام کے زمانے سے لیکر حضور ریحان ملت کے دوراہتمام تک جوترقیاں ہوئی ہیں انکا اجمالی خاکہ راقم الحروف نے پیش کیا۔لیکن حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ کے وصال سے مہتمم چہارم حضرت علامہ الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں کے دوراہتمام تک جوغیر معمولی ترقی ہوئی ہے اور ہورہی ہے وہ بھی ناظرین سے پوشیدہ نہیں۔شرائط داخلہ میں بے حدسختی اور پابندی کے باوجود فارغین کی تعداد میں اضافہ ہونا جامعہ کی شہرت اور مقبولیت کا بین ثبوت ہے۔ گزشتہ چند سال سے موجودہ دور کا خیال اور طلبہ کی ترقی اور انکی ملازمت دفاتر ہندو بیرون ہند میں ضروری جان کر جامعہ کی سندکو یونیورسٹی کے معیار پر لانے کیلئے جو دستوری خاکہ بنایا گیا ہے اس کی چند جھلکیاں پیش نظر کی جارہی ہیں۔

طریقۂ داخلہ :-

(۱) جامعہ میں داخلہ ۱۰/شوال سے ۳۰/ذی الحجہ تک ہوگا۔ دورۂ حدیث میں داخلہ کیلئے تحریری امتحان بطور ٹیسٹ ہوگا۔ دورۂ حدیث کے علاوہ دیگر تمام درجات کا ٹیسٹ تقریری ہوگا (۲) جامعہ کی تاریخ داخلہ ختم ہونے کے بعد کسی کی کوئی سفارش داخلہ کیلئے مسموع نہیں ہوگی۔ (۳) جامعہ کے مطلوبہ درجہ میں داخلہ کیلئے امتحان داخلہ میں کامیاب ہونا ضروری ہوگا ورنہ جس درجہ کے لائق ہوگا اسی درجہ میں داخلہ کیا جائیگا (۴) دورۂ حدیث میں شریک ہونے والے طلبہ کیلئے مشکوۃ آخر، توضیح تلویح، المعتقد المنتقد، ملا جلال، مختصر المعانی، میبذی وغیرہم پڑھنے کا تصدیق نامہ کسی سنی صحیح العقیدہ ادارے سے یا درجۂ عالم الہ آباد بورڈ، درجۂ عالم پٹنہ بورڈ، ٹائیٹل کلکتہ بورڈ کی مارکشیٹ یا سند کی مصدقہ کاپی درخواست کے ساتھ منسلک کرنا لازمی ہوگا (۵) جامعہ سے فاضل درس نظامی کی سند ۱۸/سال سے کم عمر والے امیدوار کونہیں دی جائیگی (۶) جامعہ کے اصول وضوابط جو فارم داخلہ میں مرقوم ہیں ان پر عمل کرنا لازمی ہوگا (۷) جامعہ میں داخل ہونے والے طلبہ کو مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں اپنا عقیدہ رکھنا ہوگا (۸) جامعہ سے سند حاصل کرنے کے بعد بھی اگر مسلک اعلیٰحضرت کی روشنی میں بدمذہب اور بدعقیدہ ہونیکا ثبوت فراہم ہوا تو سند منسوخ کردی جائیگی (۹) جامعہ کے مفاد کو نقصان پہونچانے کیلئے کسی طالب علم نے شخصی یا اجتماعی طور پر کوئی حرکت کی تو اس کو جامعہ سے فوراً خارج کردیا جائیگا (۱۰) جامعہ کے مہتمم اور اساتذہ کا احترام کرنا بہر صورت لازم ہوگا۔

طریقۂ امتحان:-

(۱) جامعہ کے تمام درجات کا سالانہ امتحان ماہ شعبان میں تحریری وتقریری دونوں ہوگا (۲) جامعہ کا ششماہی امتحان ماہ ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں ہوگا (۳) جامعہ کے دورۂ حدیث کا امتحان سالانہ جمادی الاولی کے پہلے عشرہ میں ہوا کریگا (۴) دورۂ حدیث کے طلبہ کا سالانہ امتحان صحیحین (بخاری شریف ومسلم شریف) کا تقریری اور دیگر کتب کا تحریری ہوگا (۵) جامعہ کے فاضل درس نظامی کی سند کا وہی امیدوار مستحق ہوگا جو سالانہ امتحان میں کامیاب ہوگا ناکام امیدوار کو اسی داخلہ کی بنیاد پر دوسرے سال سالانہ امتحان میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ (۶) ناکام امیدوار کو کسی درجے میں کسی صورت ترقی نہیں ملے گی (۷) امتحانات عربی وفارسی اتر پردیش میں شریک ہونا ہوگا (۸) جامعہ یا بورڈ کے کسی امتحان میں بلاعذر غیر حاضر رہنا شدید جرم ہوگا۔

مذکورہ تمام امور پر عمل پیرا ہونے کیوجہ سے جامعہ کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر ہو گیا ہے اور ہندوستان کے مختلف جامعات (یونیورسٹی) نے اپنے اپنے امتحانات کیلئے "فاضل درس نظامی" کو بی، اے اور ایم، اے کے مساوی قرار دیا ہے۔ جامعہ اردو علی گڑھ کے جناب رجسٹرار صاحب رقمطراز ہیں۔

"مکرمی تسلیم! آپ کے ادارہ کے امتحان "فاضل درس نظامی" کو جامعہ اردو نے اپنے امتحان "ادیب کامل" میں شرکت کیلئے منظور کرلیا ہے اطلاعا تحریر ہے امید کہ مزاج بخیر ہونگے" مخلص

سید انور سعید، رجسٹرار جامعہ اردو علی گڑھ

اسی طرح سے جامعہ ہمدرد دہلی کے وائس چانسلر صاحب نے بھی منظوری نامہ بھیجا ہے ذیل میں ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

"جامعہ ہمدرد کی مجلس تعلیمی نے ہندوستان کے کچھ اہم مدارس جہاں ابتدائی درجات سے لیکر فضیلت تک معیاری تعلیم کا بندوبست ہے وہاں کے فاضل کی اسناد کو پری طب (طبیہ کالج) اور ایم، اے (اسلامک اسٹڈیز) میں داخلہ کیلئے منظور کرلیا ہے یہ اطلاع دیتے ہوئے مجھے خوشی ہورہی ہے کہ منظور شدہ مدارس کی فہرست میں آپ کے ادارہ کا نام "جامعہ منظر اسلام بریلی" بھی شامل ہے۔

اسی طرح سے آزاد نیشنل یونیورسٹی حیدرآباد کے وائس چانسلر صاحب سے جامعہ کی سند کو منظور کرانے کیلئے خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہے ان کے مطالبہ کے مطابق ضروری کاغذات بھیج دیئے گئے ہیں توقع ہیکہ مستقبل قریب میں منظوری نامہ آجائے گا مذکورہ تینوں جامعات سے رابطہ کرنے اور منظوری نامہ کے حصول میں راقم الحروف کی کوشش اور مشورہ شامل ہے۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ جامعہ کی ترقی اور طلباء کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر کرنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں تمام تعلیمی اداروں میں اساتذہ وطلباء کیلئے جو اصول وضوابط ہیں وہ اپنی جگہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے اپنی طرف سے کچھ مخصوص ہدایات قلم بند کرا کے تمام درسگاہوں میں آویزاں کرادی ہیں والد گرامی کے طریقۂ کار پر عمل کرتے ہوئے جامعہ کے سابق پرنسپل حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب قبلہ دام ظلکم کا آپ نے شیخ الحدیث کے منصب پر دوبارہ

تقرر کیا اسی طرح وہ اساتذہ جو ضابطہ ملازمت کے مطابق میعاد پوری کر کے اپنے اپ عہدوں سے سبکدوش ہو گئے ان کی خالی جگہوں پر نئے تجربہ کار اساتذہ کا آپ نے تقرر کیا سردست جو اساتذہ تدریسی خدمات پر مامور ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں سرفہرست شمس العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب قبلہ شیخ الحدیث کشن گنج، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ پرنسپل بستی، شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مئو، اسم بامسمیٰ عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ بریلی، خطیب شعلہ بار عالم ذی وقار حضرت علامہ مولانا الحاج عبد الخالق صاحب قبلہ نائب شیخ الحدیث پورنیہ، صاحب علم وفن حضرت علامہ مولانا محمد انور علی صاحب قبلہ بہرائچ، ماہر درسیات حضرت علامہ مولانا محمد ایوب عالم صاحب قبلہ اتر دیناجپور، صاحب فکروفن حضرت علامہ مولانا سید شاکر علی صاحب قبلہ رامپور، شیر قادریت خطیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب قبلہ بریلی، شیخ القراء حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ رامپور، استاذ الحفاظ حضرت حافظ محمد انوار صاحب قبلہ بریلی، جناب ماسٹر نبی رضا عرف شاہد صاحب قبلہ بریلی، جناب ماسٹر عرفان صاحب قبلہ بریلی ، راقم الحروف بھی نائب صدر المدرسین کے منصب پر تدریسی خدمات انجام دے رہا ہے حضرت مولانا محمد احتشام الدین صاحب نوادہ بہار، حضرت مولانا محمد ظہور الاسلام صاحب نوری دیناجپور بنگال یہ دونوں معین المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں رضوی دارالافتاء بحیثیت صدر مفتی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فاروق قادری صاحب قبلہ بریلی حضرت مولانا سید کفیل احمد صاحب قبلہ ہزاری باغ بہار یہ دونوں حضرات فتوی نویسی کا کام انجام دے رہے ہیں مدرسین ومفتیان کرام کے علاوہ کچھ ملازمین دفتری حضرات بھی جامعہ کی خدمت پر مامور ہیں۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ کے دور اہتمام میں تعمیری کام بھی بہت ہوا ہے اس سلسلے میں راقم الحروف نے ایک مکمل مضمون بعنوان "خانقاہ عالیہ قادریہ کی تعمیرات جدید اور ترقیاتی امور پر ایک نظر" تحریر کیا ہے جو ماہنامہ اعلی حضرت کے شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے میری اپنی معلومات کے مطابق آپ کے دور اہتمام میں تعمیری کام سب سے زیادہ ہوا ہے خدا کرے یہ سلسلہ قائم ودائم رہے اور منظر اسلام سابقہ روایات کے مطابق منزل بمنزل ترقی کرتا رہے امین بجاہ سید المرسلین۔

دینی خدمات کا نام ''منظر اسلام''

از: نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا الحاج محمد تسلیم رضا خاں صاحب نوری، رضا نگر بریلی شریف

فقیر کے جد کریم، اہل سنت کے امام و پیشوا، دین اسلام کے مجدد اعظم، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کی یادگار ''جامعہ منظر اسلام'' آسمان علم وفضیلت پر، سورج سے بھی زیادہ درخشندہ وتابندہ ہے۔ آسمان، سورج دنیا کے گوشے گوشے کو اپنی ضیاء پاشیوں سے منور و تابناک کر رہا ہے۔ مگر علم وفضیلت کا یہ آفتاب ''منظر اسلام'' ظاہر کو بھی جگمگا رہا ہے اور باطن کو بھی۔ چہروں کو بھی تابناک کر رہا ہے اور دلوں کو بھی، جسموں کو بھی روشن کر رہا ہے اور روحوں کو بھی۔ ایمان کو بھی ضیا بخش رہا ہے اور اعمال کو بھی۔ بلکہ یوں کہیے کہ دنیا بھی منظر اسلام کے نور سے درخشاں ہے اور آخرت بھی۔

''منظر اسلام'' دنیا میں زندگی کا شعور و سلیقہ بخشتا ہے اور آخرت کیلئے متاع نجات، منظر اسلام دنیا میں اپنے مستفیدین کو عزت وافتخار عطا کرتا ہے اور آخرت میں شفاعت ومغفرت۔ منظر اسلام دنیا میں اسلامی اعلیٰ زندگی عطا کرتا ہے اور آخرت میں حسین انعام واکرام۔ حق ہے ''منظر اسلام'' دنیا میں نعمت وعظمت وشوکت و رفعت عطا کرتا ہے اور آخرت میں اللہ کی جنت و دیدار۔

''منظر اسلام'' دیگر مدارس میں ممتاز و منفرد ہے۔ یکتائے روزگار ہے۔ بے مثل و بے مثال ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس کے بانی سرکار اعلیٰ حضرت علماء عصر اور فقہائے زمانہ میں یگانہ وممتاز ہیں۔ یقیناً منظر اسلام کو خراج عقیدت اسکے بانی سرکار اعلیٰ حضرت کو خراج عقیدت پیش کرنا ہے۔

منظر اسلام ایک ایسا چراغ ہے جس نے درجنوں نہیں سیکڑوں، سیکڑوں نہیں ہزاروں چراغ روشن کیے۔ اور وہ چراغ مختلف مقامات پر روشن کیے۔ ایسا نہیں کہ ایک ہی مقام ومکان میں وہ سارے چراغ روشن ہوں۔ جہاں

اندھیرا دیکھا منظر اسلام کے چراغ نے وہیں ایک ''دیا'' جلادیا۔اس طرح آج دنیائے سنیت کے گوشے گوشے میں منظر اسلام کے چراغ کی روشنی ہے منظر اسلام کے فیضان کا نور ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ جلائے جلاسکتے ہیں۔مگر اس اصل چراغ کی روشنی میں نہ کوئی فرق پڑتا ہے نہ کمی آتی ہے۔اسی طرح منظر اسلام کے روشن چراغ نے بھی ہزاروں چراغ اپنی روشن لو۔ سے روشن کئے مگر اس اصل چراغ منظر اسلام کی روشنی اور ''لو'' میں کوئی کمی نہیں آئی اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے۔ منظر اسلام کا چراغ یونہی اپنا علمی نور بکھیرتا رہے گا۔اور جو اس چراغ علم منظر اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں۔یا بجھانا چاہیں گے وہ خود ظلمتوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔اور اندھیریوں میں بھٹکتے رہیں گے۔مگر منظر اسلام کی روشنی مدھم نہیں ہوسکتی۔اس لئے کہ اس چراغ علم وحکمت ''منظر اسلام'' میں اعلیٰ حضرت کے ایثار، حجۃ الاسلام کی خدمات، جیلانی میاں کے عزم وحوصلہ اور ریحان ملت کے جہد مسلسل کا روغن جل رہا ہے۔اور اسی کی روشنی دنیائے علم وعقیدت کو تاباں کررہی ہے۔

منظر اسلام نے قوم وملت کو جہاں ہزاروں علماء فقہاء، محدثین ومفسرین، فصحاء وبلغاء، مقررین ومبلغین، شعراء وادباء اور معلمین ومدرسین عطا کیے ہیں۔وہیں سیکڑوں مدارس ومکاتب، ہزاروں کتب وتصانیف اور لاکھوں تحقیقی فتاویٰ بھی عطا کئے۔منظر اسلام کے فارغین ومستفیدین نے ملک وبیرون ملک میں جو دینی مدارس قائم کئے۔وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔اور منظر اسلام کے فارغین علماء نے جو تصانیف جلیلہ اس قوم کو عطا فرمائیں وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔اور مفتیان منظر اسلام یا فارغین منظر اسلام نے جو فتاویٰ تحریر کئے وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔منظر اسلام کے سن قیام ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء سے لیکر آج تک منظر اسلام کے دارالافتاء سے لاکھوں فتاویٰ نافذ کئے گئے۔اور فارغین نے بھی اپنی اپنی علمی قیام گاہوں سے لاکھوں فتاویٰ نافذ کئے۔وہ سب بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔

ملک العلماء، مفتی اعظم ہند، مفتی غلام جان محمد ہزاروی، صدر الشریعہ، محدث اعظم، برہان الملت ودیگر اکابرین امت علیھم الرحمہ کے لاکھوں لاکھ فتاویٰ بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہے۔اسلئے کہ یہ علماء ذوی الاحترام

منظر اسلام کے تلامذہ ہیں۔

واقعی منظر اسلام کی خدمات دینیہ کا احاطہ نہایت مشکل ترین کام ہے۔فقیر کے برادر اکبر ناظم اعلیٰ منظر اسلام حضرت علامہ الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ نے ''فتاویٰ منظر اسلام'' کے نام سے کتابی شکل میں منظر اسلام کے فتاویٰ شائع کرنے کا عزم بالجزم کیا ہے۔مولیٰ تعالیٰ حضرت موصوف کو شفا وصحت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے تا کہ وہ یہ اہم علمی کام بحسن وخوبی انجام دے سکیں۔

منظر اسلام کی دینی وعلمی خدمات کا احاطہ وشمار آسمان کے تارے گننے کی طرح مشکل ہے۔منظر اسلام نے اپنے سو سالہ عہد میں مذہب اسلام اور قوم مسلم کی جو خدمت کی ہے۔وہ لاجواب و بے مثل ہے۔اور آج بھی منظر اسلام علمی ودینی خدمات میں مصروف ہے اور کل بھی رہے گا۔اور ان تمام خدمات کا اجر عظیم سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی روح پر فتوح کو پہونچتا رہے گا۔اس لئے کہ وہ اس کے بانی ہیں۔اور انہوں نے اپنی جیب خاص سے اس کو جاری فرمایا۔مولیٰ تعالیٰ اپنے بندۂ برگزیدہ امام احمد رضا کے صدقہ وطفیل منظر اسلام کو دوام و استحکام اور ارتقاء وعروج نیز اسکے فیضان کو عام سے عام تر فرمائے۔آمین یارب العلمین بجق سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

رزق حلال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حلال مال کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے وہ جنتی ہے۔(مشکوۃ شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں (بخاری شریف)

اعلیٰ حضرت کاایک گمنام شاگرد

مولانا سید احمد عالم قادری رجھتی

از: سید بدر عالم رضوی، نوری رجھتی بکاروتھرمل (جھارکھنڈ)

آج جب دنیا کے نشیب وفراز پر ہم نظر ڈالتے ہیں تو دنیا میں بیشمار ایسی ہستیاں رونما ہوتی ہیں جو اپنی یادوں کے نقوش منقش کر جاتی ہیں۔ جن کے ذکر جمیل سے ہم اپنے کو مشرف کرتے ہیں۔ دھرتی کے سینے پر نہ جانے کیسے کیسے محبوبان خدا تشریف لائے جن کے وجود مسعود سے زمین کیف وسرور کے نغمے سناتی ہے۔ مرجھاتی ہوئی کلیاں لہلہانے لگتی ہیں کیف ونشاط کا سماں بندھ جاتا ہے۔ کلیاں مسکرانے لگتی ہیں بھنورے گنگنانے لگتے ہیں۔ جن کے وجود کی خوشبو سے ایک جہاں کی مشام جاں معطر ہو جاتی ہے۔ جن کے افعال وکردار جہاں والوں کے لئے مینارۂ نور بن جاتے ہیں۔

انہی میں سے میرے والد گرامی آقائے نعمت مرشد برحق تلمیذ وخلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت مولانا سید احمد عالم قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ آپ کے وجود مسعود سے عالم کو روشنی ملی۔ وہ ہوش سنبھالتے ہی شریعت مطہر کے پاسبان وعلمبردار بن کر دنیا والوں کے سامنے چمکے اور ایسا چمکے کہ دنیا کے ذہن وفکر پر چھا گئے۔ اور تاریخ کے صفحات پر جگمگانے لگے۔ حضور والد گرامی کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں۔ جن کا فیضان برصغیر کے طول وعرض میں پھیلا ہوا ہے۔ حضرت کی پروقار شخصیت مہر تاباں کی طرح درخشندہ وتابندہ ہے۔ علم وعمل کا وہ پیکر جمیل جب اپنی تابانی کو بکھیرتا ہے اور اپنے علم وعرفان کے گوہر آبدار کو نچھاور کرتا ہے۔ تو ہر چہار جانب علم وعرفان کی خوشبو پھیل جاتی ہے اور یہ مبنی بر حقیقت ہے حضرت کے نام سے ایوان باطل میں زلزلہ پیدا ہو جاتا باطل لرزنے لگتا وہ کبھی بھی مادی طاقتوں سے خوفزدہ نہیں ہوئے۔ بدعقیدہ لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دنداں شکن جواب دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے اس مایۂ ناز شاگرد کو حق وصداقت اور معرفت وحکمت کا ایسا جام پلایا کہ اسی نشہ میں مست رہے۔ اور پوری زندگی حق وصداقت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اعلیٰ

حضرت فاضل بریلوی نے اپنے چہیتے شاگرد پر ایک نگاہ کیمیا ڈال کر کندن بنادیا ایک خدادوست اور عاشق رسول ﷺ نے ایک آل رسول اللہ ﷺ کو قوم وملت کا نمونہ عمل بنادیا۔

یہ احمد رضا ہی کا فیض تھا کہ والد گرامی کی ایک ذات جو باغیان اسلام اور ایمان فروشوں کی پوری ایک جماعت کبیر حملہ کو اپنی ہمت وجوانمردی اور خداداد صلاحیت کی بنیاد پر روکتی رہی۔اغیار کے ہر نجس منصوبہ کو نیست ونابود کرتی رہی باغیان اسلام کو بے نقاب کر کے اس کی طاغوتی دیوار میں آخری کیل ٹھونک دی۔

استاذ العلماء کے والدین نے بے دینی وگمراہی کے پراگندہ ماحول میں جو مجاہدانہ کردار پیش کیا اس کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتی ہے۔کاشانۂ عالم علم وعمل فکروفن شعور وآگہی کا ایک عظیم قلعہ تھا جہاں شب وروز علم وعرفان شریعت وطریقت کا درس دیا جاتا تھا۔ایسے پر بہار ماحول وعلمی گہوارہ میں حضور استاذ العلماء کو پروان چڑھایا گیا۔جدامجد اور والدین کریمین کی تربیت نے حضور استاذ العلماء کی زندگی میں عظیم نکھار پیدا کردیا۔اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی توجہ خاص نے مزید استاذ العلماء کے اندر ایک عظیم جوہر پیدا کر کے قوم وملت کا پاسبان بنادیا

شجرۂ نسب پدری: سید احمد عالم بن سید ولی عالم بن سید قاضی فردوس عالم بن سید قاضی یتم اللہ بن قاضی سید اعتصام اللہ بن قاضی سید محمد سالک بن قاضی سید عبدالمنعم بن قاضی سید عبدالرزاق بن قاضی سید سیف الدین بن قاضی سید محمد تاج بن قاضی سید احمد عرف محمد بن سید دیوان مبارک عرف بوڑھن شہہ رگ بن سید بدرالدین بن قاضی سید صدر الدین بن قاضی سید عبدالعزیز لسان الغیب بن سید سلیمان دانش بن سید مخدوم شیخ بن سید شیخ حاجی بن سید پیر منصور بہاری بن سید حاجی ابوالکمال بن سید موسیٰ سالک مجذوب بن سید اویس سیلانی بن سید شعیب خربو بن سید مخدوم اسماعیل دانشمند بن سید ابراہیم حلبی بن سید شیخ ہارونی بن سید سلیمان بن سید حاجی یوسف دانشمند بن حضرت سید ہلیہ دار بن سید حضرت ادریس بن سیدنا عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا

ولادت باسعادت: آپ کی پیدائش سادات بہار کے مشہور قصبہ بجرو کھی متصل رجہت ضلع گیا (حال ضلع نوادہ) ایک متمول صاحب علم ودیندار گھرانہ میں ہوئی۔آپ کے والد ایک بڑی زمینداری کے مالک تھے۔آپ کا خاندان ضلع گیا کے ممتاز حسنی سادات گھرانہ ہونے کی بدولت ممتاز خاندان میں شمار کیا جاتا ہے۔

حلیہ مبارک: وہ ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ گندمی رنگ چہرہ، بہت خوبصورت، داڑھی گھنی، دونوں بھنویں آپس میں ملی تھیں، کشادہ پیشانی، فراخ چہرہ جس سے نورانیت عیاں بارعب اور پروقار شخصیت کے مالک، آنکھوں میں ہروقت سرخ ڈورے نظر آتے تھے۔ ان کے چہرے پر ایک قدرتی رعب تھا۔ دل سے بہت وسیع بالکل نرم دل، مگر تعلیمی معاملے میں بہت سخت تھے۔ نہایت ہی ملنسار، خوش خلق اور اصول پسند تھے، انداز گفتگو مثالی تھا مختصر لفظوں میں بڑی قیمتی اور انمول بات کرجاتے تھے ادھر ادھر کی فضول باتوں سے پرہیز کرتے زیادہ تر سنجیدہ رہتے۔ بہت خوش ہوتے تو مسکرا دیتے کبھی قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا گیا۔

تسمیہ خوانی تعلیم و تربیت: خاندانی روایت کے مطابق چار سال کی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی ہوئی ناظرہ اردو فارسی حضرت کی والدہ محترمہ نے پڑھایا۔ جب آپ کی عمر شریف پانچ سال ہوئی تو آپ نے مشہور خلیفہ مولوی تاج الدین صاحب اور مولوی سید عباس صاحب رجہتی سے گلستاں بوستاں پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ فارسی کی بہت سی کتابیں سکندر نامہ ورقعات بہار عجم وغیرہ ختم کیا۔ پھر وہاں سے مدرسہ کبیریہ سہسرام میں داخلہ کرایا گیا اور وہیں عربی کتابیں پڑھیں۔ پھر وہاں سے جونپور کی شہرۂ آفاق درسگاہ مدرسہ حنفیہ میں داخلہ کرایا گیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب امام معقولات استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ہدایت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ رشید حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت کا ڈنکا پورے ملک میں بج رہا تھا۔ آپ نے جب جونپور آکر مسند تدریس سنبھالی۔ تو جونپور کو شہرستان علم وفضل بنادیا پورے برصغیر سے تشنگان علوم کشاں کشاں چلے آتے اور علم کے گھر سے اپنے آپ کو بھرتے۔ علم کے بحر ذخار سے اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لیتے اور خوشی خوشی رخصت ہوتے مگر جب ۱۹۰۸ء میں جونپور آپ سے محروم ہوگیا تو شہرستان علم وحکمت اجڑ گیا۔ وہ دربار جہاں علم وہنر کے دیوانے بستے تھے کھنڈر ہوگیا۔ جونپور میں کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کرتے رہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا محدث جونپوری سے اپنے درس کے دوران باربار ذکر سنا کرتے تھے۔ آپ کا اشتیاق بڑھا اور اپنے استاذ مکرم سے بریلی شریف جاکر امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت چاہی۔ تو حضرت محدث جونپور نے بخوشی اجازت دیدی۔ اور اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں ۱۳۲۱ھ میں آپ کو سپرد کیا گیا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے فرمایا اپنی زندگی

کا انمول ہیرہ آپ کے نذر کر رہا ہوں (مکتوب قلمی)

فاضل بریلوی کی تصنیفی مصروفیات اور افتاء کے شدید بار کی وجہ سے کچھ دنوں آپ کو کسی دوسری جگہ رہنا پڑا اور روز دارالافتاء رضویہ میں حاضر ہوکر مشق افتاء کرتے رہے۔

آپکے ہم وطن ملک العلماء حضرت علامہ ظفرالدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالرشید عظیم آبادی بھی آپ کے ساتھ تھے۔

نوٹ :اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریس وافتاء وتصنیف کی طرف توجہ فرمائی فاضل بریلوی چونکہ باقاعدہ کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں دیتے تھے۔ اور کوئی مدرسہ بھی نہیں تھا۔ اس کمی کو شدت سے آپ نے محسوس کیا۔ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خیال ظاہر فرمایا اور ان حضرات نے باہم مشورہ کر کے حضرت مولانا سید حکیم امیر اللہ صاحب بریلوی کو فاضل بریلوی سے اس موضوع پر گفتگو کیلئے آمادہ کیا۔ قیام مدرسہ کو آپ نے مشکل سے منظور کیا۔ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی نے (تلمیذ داغ دہلوی) اس مدرسہ کا نام ''منظر اسلام'' رکھا۔ جس سے ۱۳۲۲ھ کا استخراج ہوتا ہے۔ منظر اسلام کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا بشیر احمد صاحب علی گڑھی (تلمیذ مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی) سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔ مگر صحیح بخاری شریف از اول تا آخر اپنے مرشد برحق امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

دستار بندی: ۱۰، ۱۱، ۱۲ر شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق ۷، ۸، ۹ر ستمبر ۱۹۰۸ء دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ کو جلسہائے دستار فضیلت بمقام بی بی جی مسجد میں منعقد ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء بریلی شریف اور حضرت مولانا سید احمد عالم قادری رجہتی کی دستار بندی اپنے دست حق پرست سے کی۔ امسال یعنی ۱۹۰۸ء میں آٹھ طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا سید احمد عالم قادری رجہتی بہار

(۲) حضرت مولانا ظہیر الدین اعظم گڑھ یوپی

(۳) حضرت مولانا حفیظ احمد صاحب اعظم گڑھ یوپی

(۴) حضرت مولانا مفتی نواب مرزا صاحب

(۵) حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب نواکھالی بنگلہ دیش

(۶) حضرت مولانا عظیم اللہ صاحب مچھلی شہری

(۷) حضرت مولانا ابراہیم صاحب بہاری

(۸) حضرت مولانا صدیق احمد صاحب نواکھالی بنگلہ دیش (بحوالہ دبدبہ سکندری ۲۶/اکتوبر ۱۹۰۸ء اخبار نمبر ۳۸/جلد نمبر ۶ ص ۳ تا ۵)

دستار بندی کے بعد اپنے مرشد برحق فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لیکر طب کا کورس مکمل کرنے لکھنو چلے گئے۔ وہاں طب حکیم عبد الولی صاحب لکھنوی سے پڑھی منطق وفلسفہ کی تعلیم ماہر علم وفن حضرت مولانا ہدایت اللہ رام پوری سے حاصل کی جو امام علم وفن حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی کے تلمیذ خاص تھے۔ اپنے پیرومرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون بھی حاصل کئے۔ یہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا خصوصی فیض تھا۔ کہ آپ نے مندرجہ ذیل علوم پر عبور حاصل کیا۔

علمی لیاقت: علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدل، تفسیر، عقائد کلام نحو، معانی، بیان، بدیع، منطق، فلسفہ، مناظرہ، تکسیر، ہیئت، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، علم طب وغیرہم پر کافی عبور تھا۔ آپ مشہور حکیم بھی تھے۔

درس وتدریس ۱۳۲۸ھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بلا کر مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں مدرس رکھ لیا۔ مگر جب ۱۳۲۹ھ کے اول ماہ میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ اہل سنت پٹنہ سے جانے کے بعد فاضل بریلوی نے آپ کو مدرسہ منظر اسلام سے مدرسہ اہل سنت پٹنہ میں شیخ الحدیث کی جگہ پر بھیجدیا پھر وہاں سے بحکم مرشد فاضل بریلوی ۱۳۳۱ھ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ چلے گئے۔ اور وہاں صدر المدرسین مقرر ہوئے۔ مدرسہ کبیریہ سہسرام سے جب حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ واپس آگئے تو حضرت سید شاہ ملیح الدین سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام جو فاضل بریلوی کے

مخلصوں میں تھے انہوں نے فاضل بریلوی سے مانگ کی کہ مجھے کوئی اچھا مدرس چاہئے۔ پھر فاضل بریلوی نے آپ کو سہرام جانے کا حکم فرمایا چنانچہ بحکم پیر و مرشد آپ سہرام مدرسہ کبیریہ تشریف لے آئے۔

آپ نے جدھر بھی رخ کیا۔ علم کے دریا بہادیئے ویرانوں کو آباد کیا۔ اور دشت و کہسار کو رشک چمن بنا دیا۔

مدرسہ قادریہ معتبریہ جو ضلع گیا امام گنج تھانہ میں ہے۔ جہاں روہیلہ زمیندار پٹھانوں کی ملکیت ہے۔ جناب معتبر بی نے اڑھائی سو بیگھہ زرخیز زمین مدرسہ کے نام وقف کردی تھی۔ مدرسہ خود کفیل ہے۔ کوئی چندہ نہیں ہوتا۔ وہاں ایک اچھے عالم اور صدر مدرس کی ضرورت تھی۔ انہوں نے اپنے متولی قادر خاں کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا۔ کوئی اچھا صدر مدرس ہمیں دیں۔ حضور اعلیٰ حضرت کی نظر ایک بار پھر استاذ العلماء سید احمد عالم قادری برکاتی رضوی کی طرف گئی۔ اور مرکز اہل سنت سے حکم ہوا۔ سید صاحب آپ مدرسہ کبیریہ چھوڑ دیں اور قادریہ معتبریہ بسرام پور میں صدر المدرسین کی جگہ پر بحال ہو جایئے۔ اور تاحیات وہیں کے ہو جایئے۔ مرشد برحق کا حکم ملتے ہی استاذ العلماء مدرسہ کبیریہ سہرام چھوڑ کر مدرسہ قادریہ معتبریہ بسرام پور ضلع گیا میں صدر المدرسین کی جگہ پر ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو بحال ہوئے۔ اور اپنے عمر کی آخری سانس تک وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ۱۹۵۰ء میں جب ملک العلماء ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے تو ایک قاصد کی معرفت خط والد علیہ الرحمہ کے نام روانہ کیا کہ آپ مدرسہ شمس الہدیٰ تشریف لے آئیں یہاں پرنسپل کی جگہ خالی ہے اور تنخواہ بھی اچھی ہے۔ آپنے اپنے ہم سبق دوست اور پیر بھائی کو معذرت کے ساتھ جواب دیا کہ میرے مرشد برحق نے حکم دیا ہے کہ تم وہیں کے ہو جاؤ تو اگر میں یہاں چھوڑ کر جاتا ہوں تو اپنے مرشد کی حکم عدولی ہوگی۔

خطابت: آپ کو جہاں بہت سے دوسرے کمالات حاصل تھے۔ وہیں فن خطابت میں اچھی مہارت اور کمال حاصل تھا۔ آپ کی خطابت میں رعب تھا کیف و مستی کا سماں اور نصیحتوں کا بے بہا خزانہ بھی تھا۔ قادر الکلامی بھی تھی۔ اور جادو بیانی بھی تھی۔ آپ کی تقریر سننے کا شوق ہر دل میں جاگزیں تھا۔ جو آپ کو جانتے تھے علماء و فضلاء اور وقت کے نامور مقررین بھی آپ کی تقریر سننے کو بیقرار ہو جاتے اور تقریر سننے کے بعد عش عش کرنے پر مجبور ہوتے۔ حضرت ملک العلماء فاضل بہاری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے ہم سبق دوست اور پیر بھائی بھی تھے آپ کی خطابت کے متعلق یوں رقمطراز ہیں

''مولانا بڑے شیریں گفتار ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین یا کوئی معمولی موضوع پر گفتگو ہو سب پر بڑی شگفتگی کے ساتھ تقریر کرتے ہیں ان کی گفتگو میں مزاح بھی ہوتا ہے۔ ادب کا لطف بھی آتا ہے اور نئے نئے جملے محاورات ان کی گفتگو میں نگینہ بن کر چمکتے ہیں۔ علم خطابت میں ان کا درجہ ہند کے بڑے بڑے مقررین کے مقابلے میں مانا ہوا ہے''۔

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے چہلم شریف کے موقع پر فرمایا۔ ''کہ سید صاحب کی تقریر ایسی والہانہ اور پر کیف ہوتی تھی کہ مجمع تو مجمع ماحول اور فضا پر بیخودی چھا جاتی تھی۔ جب مولانا کی شدت جذبات بھری آواز در و دیوار سے ٹکراتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ در و دیوار سے صلوۃ وسلام کی صدائیں آرہی ہیں۔ غرض کہ آپ کی خطابت کی دھوم پورے ملک میں تھی۔ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی جادو بیانی کا لوہا مانتے اور آپ کی پر مغز تقریر سننے کے مشتاق ہوتے تھے۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائے وہ طوفاں

تصنیف و تالیف: آپ جہاں ایک نامور خطیب اور قادر الکلام مقرر تھے۔ وہیں ایک محقق اور صاحب قلم بھی تھے آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں مختلف کتابوں پہ مقدمات وحواشی تحریر کیے اور کئی کتابوں کے ترجے اردو میں کیے۔ افسوس کوئی کتاب منظر عام پر نہ آسکی کیونکہ والدگرامی کے جو بھی قلمی نسخے اور خاندانی مخطوطہ وکشکول اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجنوں خطوط مہر، سند وخلافت نامہ وغیرہ تھے ۱۹۶۴ء میں بسرام پور کے مکان میں نذر آتش ہوگئے۔ مکان میں دو بجے شب کو آگ لگی اور صبح تک نہ بجھ سکی صرف جو کپڑے پہنے تھے وہی بچے اور باقی سب نذر آتش ہوگئے۔ زمین کے کاغذات نقدی زیورات وغیرہ بھی جل کر خاک ہوگئے کاش وہ سب مخطوطات صحیح حالت میں رہتے تو آج بہت کام آتے۔

تلامذہ: حضرت کے تلامذہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں مگر انسان کے ساتھ ساتھ جنات کے لڑکے بھی آپ سے پڑھتے تھے۔ یہ قصہ مشہور ہے کہ گرمی کے دنوں میں رات کو مدرسہ کے آنگن میں سیکڑوں لڑکے سوئے ہوئے تھے اور سب کی پلنگ الگ الگ تھی اور لالٹین بجھانے کی باری اس وقت ایک لڑکے محمد شبیر احمد کی تھی۔ شبیر احمد کا پلنگ درجنوں پلنگ کے بعد تھا لالٹین ایک کونے میں ٹیبل پر جل رہی تھی کہا گیا کہ شبیر لالٹین بجھا دو شبیر نے وہیں سے ہاتھ بڑھایا تقریباً پچیس

فٹ دور سے ہاتھ لمبا کر کے لالٹین کو بجھا دیا سب لڑکوں میں یہ شوروغل ہونے لگا کہ یہ جنات کا لڑکا ہے جب یہ خبر والدعلیہ الرحمہ کو صبح کی نماز کے وقت ملی تو شبیر کو مدرسہ سے خارج کر دیا۔

جناب مسعود خاں رضوی سینئر ایڈوکیٹ گیا کورٹ جو حضرت کے شاگردوں میں ہیں رقمطراز ہیں کہ گیا کے ایک جناب نورالحسن عرف منو صاحب جنہیں حضرت کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے فرماتے ہیں کہ حضرت کا ایک جن شاگرد جن کا نام نصراللہ تھا پتہ ٹھکانہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کہاں کا رہنے والا ہے جب نورالحسن صاحب اپنے ہم سبق جن سے اس کا پتہ ونشان دریافت کرتے تو حضرت استاذ مکرم نورالحسن صاحب کو منع فرماتے کہ آپ کو اسکی کیا ضرورت آپ اپنا کام کریں اور اس کو پڑھنے دیں۔

کرامات: آپکی بہت سی کرامتیں ہیں مگر یہاں صرف انہی کرامات کو لیا گیا ہے جو آپکے وصال کے بعد صادر ہوئیں (۱) آپ کے وصال کے بعد آپ کے جسد مبارک کو مکان سے مدرسہ کے آنگن میں لایا گیا۔ اور جب غسل دیا جارہا تھا تو سفید رنگ کا بڑا کبوتر جو آج تک کسی نے اتنا بڑا کبوتر نہیں دیکھا آکر غسل کے پانی سے اپنے پر بھگو کر اڑ جاتا تھا ۔یہاں تک کہ پانی دو بالشت بھی پھیلنے نہ پایا تھا۔ (۲) جب جنازہ مبارک کو لوگ کاندھے پر لیکر قبرستان کی طرف رواں دواں تھے تو یک بیک کافی تعداد میں ایسے لوگ شامل ہو گئے جن کے لباس بہت ہی سفید تھے اور سب کے سب ایک ہی طرح کے سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ جن کو علاقائی لوگ شناخت نہیں کر پا رہے تھے۔ چہرہ پر کافی چمک دمک نورانیت تھی سب کے سب آکر جنازہ کو کاندھا دینے لگے اور دفن کے بعد تمام لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے یہ سب کے سب اجنہ تھے یا خدا بہتر جانے کون لوگ تھے۔

(۳) والدعلیہ الرحمہ کے وصال کے پانچ سال بعد بڑے بھائی سید نہال عالم مرحوم کی شادی کوساہی کوٹھی جناب سید نجم الہدیٰ صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے طے پائی۔ شادی کی تیاری پورے زوروں پر تھی۔ صرف ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔ بھائی جان سامان لانے شہر گیا گئے ہوئے تھے گھر میں ہم سب چھوٹے چھوٹے تھے۔ مرد کی صورت میں کوئی بھی نہیں تھا، گرمی کا موسم تھا چاندنی رات تھی ہم سبھوں کو لیکر والدہ مرحومہ آنگن میں سوئی ہوئی تھی۔ کہ اتر جانب سے جہاں مدرسہ کے جانور رہا کرتے تھے دیوار پر ایک چور چڑھ کر ہمارے مکان میں کودنا چاہتا تھا کہ والدہ مرحومہ نماز تہجد کیلئے وضو بنا رہی

تھیں۔رات کے دو بج چکے تھے ۔دیکھا کہ کوئی چور مکان میں کودنا چاہ رہا ہے۔ابھی کچھ سوچ ہی رہی تھیں کہ شور وغل کریں دیکھا کہ مکان کے صحن میں والد علیہ الرحمہ ٹہل رہے ہیں۔جب والدہ مرحومہ نے والد مرحوم کو دیکھا تو سکون سے تہجد پڑھنے میں مشغول ہوگئیں ادھر چور چیخ مارتا ہوا دوسری جانب بھاگ گیا اور صبح بستی میں سب لوگوں سے کہنے لگا کہ ہم سے بہت بڑی غلطی ہوگئی کہ ہم مولانا کے مکان پر چڑھ گئے تھے۔کہ یک بیک پیچھے سے مولانا نے آکر ڈنڈے سے مارنا شروع کردیا ابھی تمام جسم میں بہت درد ہے۔لوگوں نے کہا کہ بی بی صاحبہ سے جاکر معافی مانگ لو۔آکر ہمارے دروازے کے باہر کھڑا ہوکر رو رو کر معافی مانگنے لگا۔تو والدہ مرحومہ نے معاف فرمادیا اور اسی وقت سے درد بھی ختم ہوگیا۔

(۴) والد علیہ الرحمہ کے وصال کے ایک سال بعد بستی میں طاعون آگیا۔اور دوسا دمحلہ ویران ہونے لگا۔جہاں پر والد علیہ الرحمہ کا مزار ہے اس سے چند گز کی دوری پر یہ محلہ ہے۔ایک بدھن مانجھی جو چوکیدار تھا اور حضرت کے پاس برابر آیا جایا کرتا تھا۔اس کے گھر میں بہت زور کا طاعون پھیلا تو وہ مزار پر جاکر کہنے لگا جب تک آپ باحیات تھے اور میرے گھر میں کوئی بیماری ہوتی تھی آپ پانی پر دم کرکے دیدیتے تھے تو مریض کو شفامل جاتی تھی آج ہمارا بیٹا جاں بلب ہے ہمارا پورا گھر طاعون کے مرض میں مبتلا ہے سرکار ہم سب کو آپ کے حوالے کررہے ہیں یہ کہہ کر روتا ہوا اپنے گھر چلا آیا۔اور ساتھ ہی مزار کی مٹی بھی ساتھ لایا۔اور تمام مریضوں کے جسم پر مٹی بھگو کر رکھ دی اور تھوڑی کھلادی۔مٹی کھاتے کے ساتھ ہی قے اور دست دونوں بند ہوئے اور سب مریض خدا کے فضل وکرم سے تندرست ہوگئے۔اسی رات مغرب کے وقت مزار سے باآواز بلند اذان کی آواز آنے لگی اور لگاتار تین روز تک ایسی آواز لوگوں نے سنی ۔اور اس روز سے آج تک بسرام پور اور اس کا پورا علاقہ اس وبا سے محفوظ ہوگیا۔

(۵) جناب لیاقت حسین صدیقی مرحوم کا ایک مقدمہ ایک غیر مسلم لالہ سے چل رہا تھا وہ بہت پریشان تھے ایک روز مزار پہ جاکر رو رو کر دعا کی اور التجا پیش کی کہ حضور میں آپ کا شاگرد ہوں اور ایک غیر مسلم مجھ کو پریشان کررہا ہے ہم پر نظر کرم فرمائیں ہمارے پاس نہ تو رقم ہے نہ کوئی پیروی کار۔اگر آپ خصوصی توجہ کریں تو یہ مقدمہ میں جیت جاؤں یہ کہہ کر وہ واپس مکان آکر سو گئے دیکھا کہ حضرت آکر فرمارہے ہیں لیاقت تم گھبراؤ نہیں جب تم کورٹ جاؤ تو فلاں دعا پڑھنا انشاء اللہ تعالیٰ مقدمہ کا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔لیاقت حسین مرحوم کا کہنا ہے کہ میری آنکھ کھلی اس وقت رات کے بارہ بج

رہے تھے اور کل صبح گیا کورٹ میں جانا تھا کیونکہ کل ہی کوٹ میں فیصلہ تھا۔ حضرت کے حکم کے مطابق دعا پڑھتا رہا مجھے کوئی امید نہیں تھی کہ میرے ہی حق میں ڈگری ہوگی۔ کیونکہ ہمارے پاس نہ پیسہ اور نہ کوئی اچھا وکیل صرف حضرت ہی کی جانب ایک امید تھی۔ جج صاحب آئے اور فیصلہ ہمارے حق میں دیدیا۔

(۶) ہمارا بھانجا سید شکیل احمد ۱۹۸۶ء میں سخت بیمار تھا۔ جونڈس ہوگیا تھا۔ تین ماہ سے بستر پر پڑا ہوا تھا ایک روز حالت زیادہ خراب ہوگئی رات کا وقت تھا وہ بھی دیہات برسات کا موسم اس کے والد نا امید ہوگئے۔ بدن میں خون کی کمی تھی چلنا پھرنا بند تھا۔ اس کی والدہ مرحومہ کا کہنا ہے کہ میں نے گھر ہی سے ابا جان کے مزار مبارک کی جانب ہاتھ اٹھا کر کہا کہ ابا میرا ایک ہی لڑکا ہے جو جاں بلب ہے۔ عشاء کی اذان کے بعد کہا اور جب آدھی رات قریب ہوئی سب لوگ مایوس ہوگئے کئی شبانہ روز لگاتار جاگنے کی وجہ سے نیند آگئی۔ مریض کا کہنا ہے کہ جب رات کا سناٹا ہوگیا تو پورا مکان خوشبو سے معطر ہوگیا۔ اور ایک بزرگ باوقار چمکتا ہوا چہرہ تشریف لائے پہلے تو میں ڈر گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ڈرومت تو میں سمجھ گیا کہ میرے نانا جان ہیں کیونکہ والدہ محترمہ سے نانا جان کی شکل وصورت سنی تھی وہ ہستی یہی ہے آکر پانی میں دم کیا اور مجھ کو پلا کر اٹھا کر بیٹھا دیا۔ اور کہا دو چار قدم چلو ہم نے کہا کہ ہم بیٹھ بھی نہیں سکتے تو چلیں کیسے؟ نانا جان نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور چلا دیا جب ہم آنگن میں گھوم رہے تھے تو ہمارے والدین کی آنکھ کھلی تو انہوں نے کہا کہ تو اچھا ہوگیا تو میں نے سارا قصہ ان لوگوں کو سنا دیا۔ جو ابھی چند منٹ پہلے گزرا اس وقت سے آج تک اس موزی مرض سے نجات ہے۔

(۷) بسرام پور جامع مسجد میں والد علیہ الرحمہ عشاء کی نماز پڑھ کر ایک بجے رات تک مشغول رہتے تھے۔ گرمی کا موسم تھا چاند کی چودہویں تاریخ روشن شب تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ درخت کے پتے یک بیک زور زور سے گرنے لگے۔ مسجد کے دائیں اور بائیں نیم اور بکائین کے قدیم درخت تھے ان دونوں درختوں کی پتیاں زور زور سے گرنے لگی تھیں۔ لوگ اپنے مکان کے باہر سوئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر کے گرجنے کی آواز آنے لگی۔ سب لوگ خوف سے مکان کے اندر بھاگ گئے۔ کچھ لوگوں نے چھپ کر دیکھا کہ ایک شیر جو حق شاہ کی ٹونگری (حق شاہ علیہ الرحمہ سیکڑوں سال قبل بسرام پور کربلا کے پہاڑ پر عبادت کرتے تھے۔ وہاں پر ان کا چلہ گاہ ابھی بھی موجود ہے۔ وہ لکڑی کی راکھ جو آپ جاڑے کے موسم میں تاپتے تھے۔ تروتازہ ہیں۔ دیکھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ کل کسی نے جلا کر راکھ بنایا ہے۔ یہ پہاڑ بسرام پور

سے دو میل کے فاصلے پر ہے) آواز دیتا شیر مسجد کے پاس آگیا والد علیہ الرحمہ مسجد کے صحن میں بیٹھکر وظیفہ میں مشغول تھے۔ شیر آکر مصلی کے پاس آدھا گھنٹہ تک بیٹھا رہا۔ والد علیہ الرحمہ شیر کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔ خدا جانے اشاروں اشاروں میں کیا راز ونیاز کی باتیں ہوئیں۔ کہ مسجد کے صحن سے دروازے تک پیچھے قدم چل کر پھر آواز دیتا ہوا (گرجتا ہوا) حق شاہ کی ٹونگری پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ درجنوں لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا۔ اب ہر جمعرات کو شیر آنا مشہور ہوگیا۔ لوگ بارہ بجے شب اپنے گھروں سے نکل کر مسجد کے اردگرد چھپ کر بیٹھنے لگے۔ جب تیسری جمعرات کو بستی کیلوگ چھپ کر جمع ہوکر تماشا دیکھنے لگے تو شیر آیا اور تین بار خوفناک آواز میں گرج کر غائب ہوگیا۔ صبح جمعہ کو جب مدرسہ کے متولی جناب قادر خاں صاحب مرحوم نے والد علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضرت کیا ماجرا ہے شیر کا۔ تو والد علیہ الرحمہ مسکرا کر خاموش ہوگئے اور اس دن سے شیر کا آنا بند ہوگیا۔

وصال کی دوسری جمعرات کو مزار پاک پر بارہ بجے رات کو اسی شیر کو آتے دیکھا گیا۔ اور زور زور سے تین بار آواز لگاتا ہوا غائب ہوجاتا، لگاتار تین جمعرات تک آتا رہا۔ قبرستان کے بغل میں غیر مسلم مانجھی کی بستی تھی۔ ان لوگوں نے شیر کو دیکھا تو ڈر گئے اس روز سے شیر کی آواز آنی بند ہوگئی۔

علم وعرفان کا آفتاب غروب ہوگیا: حضرت مولانا حافظ سمیع خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تلمید استاذ العلماء علیہ الرحمہ نے قلم بند فرمایا۔ مورخہ ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۷۷ھ سیدی استاذی مولانا سید عالم علیہ الرحمہ نے فرمایا حافظ صاحب سنا ہے آپ کل رانچی جارہے ہیں۔ آپ کل بھر رانچی نہ جائیں کل آپ کو بہت ضروری کام کرنا ہے۔ آپ کے ذمے ایک اہم کام سپرد کرونگا۔ میں نے کہا کہ حضور جو حکم فرمائیں۔ میں رانچی ایک ہفتہ کے بعد جاؤں گا اور آج شب اپنے مکان پانکرڈیہ بھی نہ جاؤنگا۔ آج جناب بابو ایوب خان صاحب رئیس اعظم بسرام پور کے مکان پر قیام کرونگا۔ یہ کہہ کر بابو ایوب کے مکان پر چلا گیا۔ عصر کے وقت پھر حضرت سے ملاقات ہوئی۔ نماز عصر سے مغرب تک حضرت نے قبر کی پہلی رات کے عنوان پر گفتگو کی۔ آپ کی محفل میں علم وعرفان کی بارش ہوا کرتی تھی۔ آپ ملت اسلامیہ کے قلوب کو عشق رسول ﷺ کی روشنی اور چمک سے مزین فرماتے رہے۔ جناب عثمان خاں اور دیگر روسائے بسرام پور مسجد میں حضرت کی تقریر کو بغور سنتے رہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر مجھ سے کسی کو کوئی رنجش وغیرہ ہے تو مجھے معاف کردو۔ یہ سنکر سبھوں کی آنکھوں سے

آنسو نکل پڑے اور میں سمجھ گیا کہ یہ حضرت کی آخری تقریر ہے۔ کیونکہ حضرت کا اتنا روشن چمکتا ہوا چہرہ آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ آپ کا نورانی چہرہ اور اس منورہ چہرے کی تابانی کا کیا کہنا۔ آپ کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون حاصل ہوجاتا اور اس پر مزید یہ کہ آپ کی زبان حق ترجمان سے شیریں لہجے میں نکلے ہوئے جملے سن کر ایمان تازہ ہوجاتا تھا۔ اور ایسا لگتا کہ زندگی کی یہ حسین گھڑیاں مرتے دم تک ایمان کی حفاظت کریں گی۔ آپ کی زبان مبارک سے اپنے اسلاف کے خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے سننے کی جو سعادتیں حاصل ہوئیں۔ وہ تادم مرگ یاد رہیں گی۔ مغرب کے بعد میں حضرت کے ساتھ ہی عشاء تک مسجد میں رہا اور حضرت وظیفہ میں مشغول رہے بعد نماز عشاء حضرت نے صبح کی دعا جو بعد نماز فجر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت نے پڑھنا شروع کیا۔ دلائل الخیرات شریف و دیگر وظائف کو پڑھا۔ اور مجھے حکم دیا کہ حافظ صاحب رات کے دس بجے ہیں۔ برسات کا موسم ہے۔ اب جاکر آرام کریں۔ کل صبح آپ کو بہت سا کام کرنا ہے۔ میں نے حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور اجازت لیکر بابو ایوب خاں کے مکان پر آرام کرنے چلا گیا۔ جانے سے قبل مجھے اور جو لوگ وہاں پر تھے۔ حضرت نے کچھ وصیتیں کیں۔ میں نے جاکر کھانا کھایا اور کچھ دیر ہی آرام کیا تھا۔ کہ کہرام مچا کہ مولانا صاحب وصال کر گئے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ابھی صرف دو گھنٹہ قبل حضرت کو مسجد میں وظائف پڑھتے چھوڑ کر آیا تھا اور یہ کیا ہوا۔

حضرت گیارہ بجے حسب دستور مسجد سے مکان تشریف لائے اور اپنی اہلیہ محترمہ (جو ایک ولیہ کاملہ تھیں، تہجد گزار دن رات عبادت و ریاضت میں وقت گزرتا تھا۔ نماز چاشت و اوابین اشراق پابندی کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں) سے کہا کہ کافی مچھر ہیں میں باقی وظائف پڑھ لیتا ہوں۔ آپ لکڑی جلا کر دھواں کردیں تاکہ مچھر بھاگ جائیں تب کھانا کھائیں۔ والدہ علیہ الرحمہ نے لکڑی جلا کر دھواں کردیا اور حضرت وظائف میں مشغول رہے۔ بعد وظائف نماز پڑھنے لگے۔ جب دو رکعت پڑھ چکے تو فرمایا دھواں بند کردو ہمارے حلق میں دھواں چلا گیا۔ اس وجہ کر حلق کسکساہٹ محسوس کررہا ہے والدہ محترمہ نے لکڑی پر پانی ڈال کر دھواں بجھادیا۔ آپ نے پھر نماز کی نیت باندھ لی۔ جب سجدہ میں گئے تو کافی دیر ہوگئی اور باواز بلند جو سبھوں نے سنا۔ ایک بار سبحان ربی الاعلیٰ کی آواز آئی پھر خاموش ہوگئے۔ کچھ دیر بعد جب سجدہ سے والدہ محترمہ نے سر کو اٹھایا تو بے جان جسم مصلیٰ پر ڈھلک گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ وقت شب شنبہ گیارہ

بج کر پینتالیس منٹ تھا۔ میں دوڑا دوڑا حضرت کے مکان پر حاضر ہوا۔ ہمارے ساتھ بابو ایوب خاں انکے بڑے صاحبزادے منظور خاں صاحب تھے۔ تھوڑی دیر بعد جناب عثمان خاں صاحب وغزالی خاں صاحب اور درجنوں لوگ آگئے۔ بابو ایوب خان صاحب اپنے ساتھ تریاق لائے تھے وہ حضرت کے کان میں ڈالا گیا۔ اور زور زور سے آواز بھی دی گئی حضرت، حضرت مگر حضرت تو دنیا کو الوداع کہ چکے تھے۔ تو کیسے سنتے۔ میں جب مکان پر پہونچا تو ان کے بڑے صاحبزادے سید نہال عالم اور مدرسہ کے متعلمین و اساتذہ و دیگر متوسلین و معتقدین بے چینی کے عالم میں مغموم کھڑے تھے۔ دل پر جو ضرب لگی تھی وہ ناقابل برداشت تھی۔ حضرت استاذ العلماء قبلہ رخصت ہوگئے۔ یہ تصور آتے ہی جسم پر لرزہ سا محسوس ہونے لگا۔ دنیائے اہل سنت کے سروں سے حضرت کا سایہ اٹھ گیا۔ ہم یتیم ہوگئے بے سہارا ہوگئے۔ ہمارا امیر چلا گیا۔ ہمارا غمگسار ہمیں داغ فراق دیکر ہمیں روتا بلکتا ہوا چھوڑ کر عالم نور میں سدھار گیا۔

آپ کے ساتھ بیتی ہوئی ماضی کی گھڑیاں یاد آنے لگیں اور اب آپ کے ہجر میں تاریک مستقبل منظر ذہن کے پردے پر ابھرنے لگا۔ اسی کرب واضطراب کا عالم تھا کہ جناب رضی الدین صاحب رئیس تلہاری سے آنکھیں دوچار ہوئیں آپ مجھ سے لپٹ گئے۔ اور صدائے آہ وفغاں بلند ہوئی۔ جس نے ماحول کی غمگینی میں مزید اضافہ کردیا۔ سب کی حالت یکساں تھیں۔ کون کس کو سہلائے۔ کون کس کو سمجھائے۔ کون کس کو تسلی دے۔ حضرت شہزادوں کو اپنے شفیق پدر کی جدائی کا غم تھا تو مجھ کو میرے روحانی پدر اور استاذ کے بچھڑنے کا غم تھا۔ خیر دل کو مضبوط کر کے حالت پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے وہاں تک پہنچا جہاں آپ کا مبارک جسم رکھا تھا۔ وہ منظر بیان استطاعت سے باہر ہے۔ حضرت پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ جسم اقدس پر سفید چادر پڑی ہوئی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وقت کا عظیم شہنشاہ دنیا ومافیا سے مستغنی ہو کر چادر تان کر سویا ہوا ہے۔ دل قابو میں نہیں تھا بیتابی کا یہ عالم کہ اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل تھا۔ جذبات دل، جوش غم میں دل کی

آہنی و نرم دیواروں کو پھاڑ پھاڑ کر کہیں باہر نہ آجائیں۔ میں نے اپنی آنکھیں حضرت کے قدموں پر رکھدیں اور قدموں کو چوم لیا۔ لیکن دل میں یہ امید لئے کہ کاش چہرے کا دیدار ہو جائے تو میری قسمت کی معراج ہو جائے گی۔ اسی تمنا میں تھا کہ حضرت کے خلف اکبر نے فرمایا کہ بھائی جان چہرے کا دیدار کرلیں۔ آپ نے چہرے سے چادر ہٹائی تھی بلکہ چاند کے چہرے سے بدلی ہٹائی تھی، چودھویں کا چاند اپنی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ جس چہرہ کو دو گھنٹہ قبل دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کی تھیں۔ اس چہرے کی شان نرالی ہے۔ آپ کا چہرہ آج صرف نور سے معمور نہیں بلکہ سراپا بقعہ نور بنا ہوا ہے۔ آنکھیں ان کی نور کی تابانی سے خیرہ تھیں۔ کثرت نور کا یہ عالم تھا کہ چہرے پر آنکھیں جم نہیں رہی تھیں، مگر پھر جی بھر کر دیکھ رہا تھا اس نورانیت سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ ایک حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی حیات میں جو دلکش دل نشیں اور حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر نمایاں ہوا کرتی تھی۔ اس سے کئی درجہ زیادہ دلکش دلنشین اور حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر محسوس ہو رہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے نانا جان رحمت عالم ﷺ کا دیدار کر رہے تھے۔ اور اس دیدار کی خوشی آپ کے ہونٹ اور چہرے پر عیاں ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کیلئے تو ایسا لگا کہ حضرت رخصت نہیں ہوئے ہیں بلکہ چین و سکون کی نیند میں ہیں۔ اور مبارک خواب ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

عشق احمد میں جو دنیا سے گیا ہے اس کی
جان لینے کو قضا بن کے دلہن آئی ہے

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

تری بزرگی تری عزتیں وقار ترا
ہر ایک ذرہ سے ہے آشکار کیا کہنا

دار العلوم منظر اسلام ایک مطالعہ

ازقلم: محمد شمشاد حسین مفتی رضوی دارالافتاء چودھری سرائے بدایوں

لفظ: دارالعلوم، کے معنی میں، وسعت، معنویت، اور جامعیت پائی جاتی ہے۔ عربی میں اسی کو، جامعہ، اور انگریزی میں، یونیورسٹی، کا نام دیا جاتا ہے۔ منظر اسلام کا ایک جز ولاینفک" دارالعلوم، ہی ہے جہاں کہیں منظر اسلام بولا لکھا جاتا ہے، روزمرہ کی بول چال ہے یا تحریری زبان وادب۔ گورنمنٹ کے کاغذات ہوں یا اسکے اپنے ریکارڈس پہلے دارالعلوم لکھا جاتا ہے بعد میں منظر اسلام، منظر اسلام یقیناً دارالعلوم ہے۔ کیونکہ وہ گہوارۂ علم وادب ہے۔ چمن زار عشق ومحبت ہے۔ یہاں زندگی کے آداب سکھائے جاتے ہیں۔ امور حیات بتائے جاتے ہیں۔ یہیں ذہن ودماغ میں انجلائی کیفیت بیدار کی جاتی ہے۔ قوت فکر ونظر میں توانائی۔ اور زور استدلال کو نکتہ عروج دیا جاتا ہے۔ ملت کے نونہالوں میں ذمہ داری کا احساس۔ ان کے شعوری نظام میں درستگی اور بہتری لائی جاتی ہے۔ اخلاق وآداب پر آب زر چڑھایا جاتا ہے۔ تہذیب وتمدن اور سماجی خصوصیات سے بچوں کو آشنا کیا جاتا ہے۔ سچ پوچھئے یہی مدارس ہیں جہاں بچوں کی شخصیت تشکیل پاتی ہے۔ اور نشو ونما کے مراحل عبور کرتی ہے۔ فیروز بختی اور سعادتمندی کا شعور عطا کیا جاتا ہے۔ ان کی تخئیل کی آبلہ پائی پر حنابندی کی جاتی ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام اپنے یوم تاسیس سے کامیاب وکامران دکھائی دیتا ہے۔ اور شاہراہ ترقی پر تیز گام نظر آتا ہے۔ منظر اسلام نے ملک وملت کی جو خدمت انجام دی ہے اس سے انکار نہیں۔ منظر اسلام نے علماء دیئے دانشور دیئے محقق مفکر دیئے، ادیب وشاعر دیئے، ماہر زبان وادب دیئے، محدث ومفکر دیئے، ملت کی ضرورتوں کو اس دارالعلوم نے پورا کیا۔ ملک کیلئے اس دارالعلوم نے اچھے شہری دیئے، سماجی اور قومی یکجہتی کے وفادار دیئے، ماہر معاشیات واقتصادیات دیئے قومی جذبہ کا صور کس نے پھونکا؟ محبت، خلوص اور پیار کا راگ کس نے الاپا۔ دارالعلوم منظر اسلام کو تاریخی تناظر میں دیکھئے اور مطالعہ کیجئے۔ اسی ہندوستان میں بہت سے مدارس نے اپنے باغ وبہار کو نذر خزاں کردیا، بانی کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ان کی عظمت رفتہ قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی بہت سے ایسے بھی مدارس ہیں جو مکتب کی شکل میں زندہ ہیں۔ اور چراغ سحری کی مانند بھڑک رہے ہیں۔ مگر یہ منظر اسلام ہے سرسبز وشاداب کھیتی کی طرح لہلہاتا

دکھائی دے رہا ہے۔ منظر اسلام خلوص و پیار اور جذبہ بے لوث کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد صرف علوم دینیہ کی اشاعت تھا۔ فیضان محبت کا عام کرنا تھا۔ ایک ایسی جماعت گروہ اور ٹیم تیار کرنا تھا جو مستقبل کی خونخوار وادی میں کامیابی کے ساتھ سفر کرسکے۔ جواں ہمتی اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرسکے۔ کسی بھی ادارہ کی اہمیت کا اندازہ اس کے پس منظر کے حالات اور پیش منظر کے کوائف سے لگایا جاتا ہے آیئے اس کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ منظر اسلام کی اہمیت کا احساس ہمارے دلوں میں ہوسکے۔

قیام - اور اس کا پس منظر

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ پس منظر اور پیش منظر ہی ادارہ کے قیام کا سبب اور محرک ہوتا ہے۔ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال کی ابتداء حضرت اورنگزیب کے انتقال کے بعد سے ہی ہوچکی تھی۔ مگر بہادر شاہ ظفر کے دور میں مغلیہ سلطنت مکمل طور پر ختم ہوچکی تھی۔ ۱۸۵۷ء کا انقلاب بہت زیادہ روح فرسا۔ اور پر خطر انگریزوں کے خلاف بغاوت، شورش ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل چکی تھی۔ ہر طرف انگریزوں پر حملے ہو رہے تھے۔ شب خون مارے جا رہے تھے۔ اس انقلاب سے کیا ملا۔؟ ہندوستانیوں کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ ان کے مستحکم عزائم زمین دوز ہوگئے۔ آن واحد میں سارا زور مٹ کر رہ گیا۔ انقلاب میں ناکامی ہوئی۔ شکست وریخت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد انگریزوں نے انتقامی کارروائی شروع کی۔ خاص طور پر مسلمان ہی نشانے پر آئے۔ ظلم وستم کے پہاڑ ہم پر ٹوٹے۔ توپ وتفنگ کا شکار مسلمان ہوئے ان مدارس کو برباد اور تباہ کردیا گیا۔ جہاں سے انگریزوں کے خلاف جہاد کے فتوے جاری ہوئے تھے۔ علماء تختہ دار پر لٹکائے گئے۔ انگریزوں نے ناشتہ میں لڑکوں کا سر پیش کیا۔ بتایئے کس کے ساتھ یہ حادثہ پیش ہوا۔ وہ ایک مسلمان ہی تو تھا۔ وہ بہادر شاہ ظفر ہی تو تھے۔ ہماری تہذیب، ہمارا تمدن، ہماری معاشرتی اور اقتصادی حالت کمزور کردی گئی۔ ہزاروں بچے یتیم ہوئے۔ سیکڑوں عورتوں کے سہاگ لوٹ لئے گئے۔ ایسے نامساعد حالات کے سبب ہماری ملت، ہماری جماعت سرد مہری کا شکار ہوئی۔ قوم مسلم کے افراد تھکے ہوئے مسافروں کی مانند مفلوج ہوکر رہ گئے، ذرا سوچئے۔ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی زندگی کا کارواں لٹ چکا ہو۔ ماضی کی عظمت نذر خزاں ہوچکی ہو۔ اور مستقبل تاریک ہوگیا ہو۔ حسرت ویاس ناامیدی، اور انتشار ہی اس کا نصیبہ ہوگا۔ زبوں حالی شکستہ خاطری ہی اس کی قسمت ہوگی۔

سر سید کی تحریک اور ہماری مجبوری

ہماری زبوں حالی اور شکستہ قلبی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ سرسید نے اپنی تحریک کی ابتداء کی۔ اس تحریک کے کیا اسباب ہوسکتے ہیں۔ اس کے کیا محرکات ہوسکتے ہیں۔ یہی نا۔ کہ سرسید نے اپنی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں اور مجبور ہندوستانیوں کو انگریز کے قریب کیا۔ اسکی تہذیب اور تمدن کو ہماری رگوں میں پیوست کرنے کی کوشش کی۔ اس تحریک کا مقصد مسلمانوں میں حوصلہ پیدا کرنا یا انہیں دلاسہ دینا نہیں۔ بلکہ انگریزوں کو خوش کرنا تھا۔ ان کی تہذیب کو پھیلانا تھا۔ ان کے نظریات کو شائع کرنا تھا۔ مسلمانوں کی دینی مذہبی حمیت اور پختہ عزم و ارادہ کو خاک میں ملانا تھا۔ سرسید اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ کالجوں، اسکولوں میں طلبہ آئے، داخلہ لیا۔ اس کو کیا فائدہ ہوا؟ یہی نا۔ کہ عشق وایمان رخصت ہوا۔ یقین کے اجالے غائب اعتقاد کی لو مدھم ہوئی۔ مندرجہ ذیل شعر سے ہماری تہذیب گرتی ہوئی دیوار کی مانند دکھائی پڑتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز

سر سید تحریک کا رد عمل

سرسید تحریک کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں۔ ردعمل شروع ہوا۔ سرسید پر فتوے لگے۔ انکی تحریک کی مخالفت شروع ہوگئی۔ کیوں نہ ہو۔ کہ سرسید تحریک کے سبب مسلمانوں میں جدت پیدا ہوئی۔ جدید تہذیب اپنانے کا جذبہ بیدار ہوا۔ فیشن اور انگریزی تہذیب کو وسعت ملی۔ مسلمانوں کے درمیان روح بلالی، عشق رومی، رخصت ہوا۔ صدیق جیسا عزم وحوصلہ، فاروق جیسی جرأت، اور حسین جیسا صبر واستقامت نہیں رہا۔ یہ کامیابی نہ صرف سرسید کی تھی۔ بلکہ انگریزوں کی بھی تھی۔ یہ روشنی نہ تھی۔ بلکہ قلب وجگر کی تاریکی تھی۔ یہ اجالا نہ تھا۔ بلکہ قلب اور دماغ کیلئے اندھیرا تھا۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

سرسید نے جس تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ اس سے کیا ملا۔ الحاد، نفاق، ویرانی، تہذیب عریاں،

ہم سمجھتے تھے کہ لائیگی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئیگا الحاد بھی ساتھ

ندوۃ العلماء کا قیام بھی اسی ردعمل کا نتیجہ تھا۔ بہت سارے علماء اس تحریک میں شامل تھے۔ اس کے بعض جلسوں میں سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی بھی شریک تھے۔ اس کے قیام کا یہی مقصد تھا۔ کہ مسلمانوں میں پہلے جیسا ہی دینی شعور بیدار کیا جائے۔ ان میں حوصلہ، جرأت اور امید کی تابش پیدا کی جائے۔ مگر شبلی نعمانی نے قوم کو دھوکہ دیا۔ دانشوروں کے ساتھ فریب کیا۔ مشرقی تہذیب اور مغربی تہذیب میں تال میل شروع کردیا۔ صلح کلیت کی طرف رغبت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ملت اسلامیہ چوطرفہ مصیبتوں، آفتوں کا شکار۔ ہر طرف سے یورشیں ہو رہی تھیں۔

پہلی یورش: انگریزوں کی طرف سے تھی۔ ظلم وستم توپ وتفنگ کا استعمال، حوصلوں کو پست کرنا مسلمانوں کو تختہ دار پر لٹکانا بچوں کو یتیم کرنا عورتوں کا سہاگ لوٹنا ان کا شیوہ تھا۔ اپنے انتقام کی آگ میں مسلمانوں کو جھونکنا ان کا کارنامہ تھا۔

دوسری یورش: سرسید کی طرف سے تھی۔ جو مسلمانوں کو ترقی اور روشن خیالی کے نام پر انگریزوں کے قریب کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کے مابین ان کی تہذیب ان کے تمدن کو لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ انگریزی زبان کے توسط سے الحاد، کفر نفاق کی تعلیم عام کر رہے تھے۔

تیسری یورش: ندوۃ العلماء کے بانیوں، بہی خواہوں کی طرف سے تھی۔ جو مغربی ومشرقی تہذیبوں کا سنگم تیار کر کے مسلمانوں کو اس پر جمع کر رہے تھے۔ یہ صلح کلیت کا پیغام تھا۔

چوتھی یورش: اسماعیل دہلوی کے وفاداروں کی طرف سے تھی۔ جو مسلمانوں کے ایمان وایقان اور عشق ومحبت پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف تھی۔ مزارات اولیاء اور ان کے اعراس پر شرک کے فتوے چسپاں کئے جا رہے تھے۔ بزرگوں کی محبت ہمارے دلوں سے نکال پھینکنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔

یہ چوطرفہ یورشیں کس پر ہو رہی تھیں۔ اسکے کون شکار ہو رہے تھے مسلمان، اور ملت اسلامیہ۔ ظاہر ہے کہ ضرورت تھی ایک ایسے شخص کی۔ جو ان یورشوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ اور ان کی حفاظت کرے۔، اور منظم طریقہ سے ان یوریشوں کا مقابلہ کرے۔ قربان جایئے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمت وجرأت اور جانبازی پر۔ کہ انہوں نے کسی کا

انتظار نہ کیا۔تن تنہا میدان میں اتر پڑے۔اور چوطرفہ یورشوں کا دنداں شکن جواب دیا۔امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحریروں،اور نادر و نایاب تصنیفات کا مطالعہ کیجئے آپ کو اسکا بخوبی اندازہ ہوجائیگا۔ایک مصلح اور خیر خواہ ملت ہونے کی حیثیت سے انہوں نے نہ صرف دفاعی مورچہ سنبھالا۔بلکہ وقتاً فوقتاً ملت اسلامیہ کو بیدار کرنیکی بھی کوشش کی ۔خواب غفلت سے بیدار کرنے کا کتنا اچھوتا انداز ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں

تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

امام احمد رضا کی زبان مبارک حق کی ترجمان تھی۔اور نوک قلم صداقت شعار،عدو دین وملت کیلئے تیر خارا شگاف اور اسلام کے شیدائیوں کیلئے شبنمی پھوار تھی۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

جسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

امام احمد رضا فاضل بریلوی کی یہ خدمات انفرادی حیثیت رکھتی ہیں۔حالات کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو منظم انداز میں انجام دیا جائے۔تا کہ یورشوں کا تدارک جماعتی طور پر بھی ہو سکے۔اس کیلئے ضرورت تھی ایک ادارہ کی۔ایک مدرسہ کی۔مگر اس کے قیام سے قبل تعلیمی نظریات کی تشکیل بھی اہم تھی۔امام احمد رضا نہ صرف محقق،مفکر تھے۔بلکہ ماہر تعلیم بھی تھے۔ان کے تعلیمی نظریات بھی ہیں۔جو گراں قدر اور بیش بہا ہیں۔

امام احمد رضا اور تعلیمی نظریات

ماہر رضویات جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب ان کے تعلیمی نظریات کو اس طرح پیش کرتے ہیں۔

(۱) تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہئے۔

(۲) بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہئے۔

(۳) سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر معرفت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت کرے۔

(۴) ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقش دل پر بٹھا دیا جائے اس کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء وصلحاء کے نقوش بھی قائم کر دیئے جائیں۔

(۵) جو کچھ پڑھا جائے، وہ حقائق پر مبنی ہو جھوٹی باتیں انسانی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

(۶) اساتذہ کے دل میں اخلاص ومحبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(۷) طلبہ میں خودشناسی اور خودداری کا جوہر پیدا کیا جائے کہ دست سوال دراز نہ کریں۔

(۸) طلبہ میں تعلیم اور متعلقہ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۹) تعلیمی اداروں کا ماحول پرسکون اور پروقار ہوتا کہ طالب علم کے دل میں وحشت اور انتشار فکر نہ ہو۔

مذکورہ تعلیمی نظریات بہت اہم ہیں۔ میں دعوت فکر دیتا ہوں۔ کہ ماہرین جدید تعلیم آئیں۔ اور ان تعلیمی نظریات کا مطالعہ کریں۔ ماہرین نے تعلیم وتربیت کے جو جدید نظریات آج پیش کئے ہیں۔ امام احمد رضا انہیں نظریات کو سو سال پہلے پیش کر چکے ہیں۔ اسکول، کالج، اور اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں میں آج جو خصوصیات وامتیازات نظر آتے ہیں۔ امام احمد رضا اس کو بہت پہلے پیش کر چکے ہیں۔ تعجب ہے۔ جن میں جدید تعلیمی نظریات کی تمام خوبیاں، بنیادی عناصر مثلاً تعلیم کا محور، تعلیم کا بنیادی مقصد، ذہنی تربیت، سیرت کی تشکیل، کردار سازی، بچوں کی نفسیات خود شناسی، خودداری، خوشگوار ماحول، خداشناسی وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ جو ان کی مستقبل شناسی کا پتہ دیتی ہیں۔ اور ان کی قائدانہ صلاحیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

دارالعلوم منظر اسلام کا قیام

پس منظر کے حالات۔ کوائف کے تناظر۔ اور تعلیمی نظریات کے پیش نظر وقت کا اہم تقاضا ادارہ کا قیام تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اسی تقاضہ کے تحت ۱۹۰۴ء مطابق ۱۳۲۲ھ میں "دارالعلوم منظر اسلام" کو قائم کیا۔ ادارہ کا قیام کسی سیاسی مصلحت یا حصول جاہ ومنصب یا دولت بٹورنے کیلئے نہ تھا۔ بلکہ اس کے قیام کا مقصد صرف مسلمانوں میں تعلیمی بیداری لانا۔ غفلت پسند ملت کو خوشگوار بنانا تھا۔ اسلام اور دین حق کی اشاعت اس کا نصب العین تھا۔ منظر اسلام کا قیام خلوص وللٰہیت۔ پیار ومحبت اور جذبۂ بے لوث کے سبب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں انقلابات آئے مختلف

انداز سے زمانے نے کروٹ لی۔ گردش دوراں نے اپنے تیور دکھائے۔ طوفان بادوباراں آئے۔ مگر دارالعلوم منظر اسلام ٹس سے مس نہ ہوا۔ آندھیوں کی زد پر بھی چراغ جلتا رہا۔ طوفانوں نے اس فانوس کی حفاظت کی۔ اس ادارہ کا انتظام و انصرام امام احمد رضا سال بھر تک اپنی جیب خاص سے کرتے رہے۔ سن ہجری کے مطابق اس ادارہ کے قیام کو سو سال ہو چکے ہیں۔ اور عیسوی کے اعتبار سے ۲۰۰۴ء میں اس کے سو سال پورے ہوں گے۔ ۱۴۲۲ھ سے ۲۰۰۴ء تک کل مدت تین سال ہوتی ہے اس تین سال کو جشن صد سالہ کے طور پر منانا بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اور حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب کا یہ فیصلہ نہ صرف قابل قدر ہے بلکہ قابل تقلید بھی ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کو زندہ جاوید۔ اور بقائے دوام عطا کرنے کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ میں نہایت ہی ادب واحترام اور خلوص ووفا کے ساتھ عرض گزار ہوں۔ شاید حضرت علامہ سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ کو پسند آجائے۔ جشن صد سالہ منانے کا یہ فیصلہ سرآنکھوں پر ہے۔ مگر اس کو اعلیٰ پیمانے پر منایا جائے۔ تو زہے نصیب۔ یہ جشن صد سالہ کم از کم چار مرحلوں میں منعقد کیا جائے۔

(۱) جشن صد سالہ کے ذیلی یا تمہیدی جلسے جلوس منعقد کرائے جائیں۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں ہو یا بیرون ملک۔

(۲) اہل قلم حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل کی جائے۔ جس کی ذمہ داری دارالعلوم کے تعلق سے تمام مضامین قلم بند کرنا ہو۔ بلکہ شعوری طور پر دارالعلوم منظر اسلام کی تاریخ لکھی جائے۔

(۳) دارالعلوم منظر اسلام کے جس قدر فضلاء ہیں۔ انہیں دعوت دی جائے اور انہیں اعزازی سند عطا کیجائے۔

(۴) پھر ایک شاندار جشن صد سالہ منعقد کیا جائے۔ جس میں ہندو بیرون ہند کے اکابر علماء مدعو کئے جائیں۔

دارالعلوم منظر اسلام اور مجلس منتظمہ

مجلس منتظمہ ان افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو کسی ادارہ کو چلاتے ہیں۔ مجلس منتظمہ فل پاور اور بااختیار ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ یہ تمام افراد بانی کے تعلیمی نظریات سے متفق ہوں۔ اور مدارس کے مقاصد پر یقین رکھتے ہوں۔ انہیں مخلص اور بے لوث ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ تمام افراد اہل علم کے قدرداں ہوں۔ ذاتی منفعت کے حصول اور جھوٹی شہرت سے دور ونفور ہوں۔ کیونکہ انکی شخصیت کی خصوصیات یا اثرات ادارہ پر مرتب ہوتے ہیں۔ مجلس منتظمہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) رقوم کی فراہمی۔ ذاتی طور پر یا بطور چندہ

(۲) عمارت کی تعمیر

(۳) طلبہ ومدرسین کیلئے بنیادی سہولتوں کا انتظام

(۴) مدرسین کی تقرری

(۵) طلبہ کیلئے کتابوں کا انتظام

(۶) خورد ونوش کا انتظام

(۷) تدوین نصاب میں معاونت کرنا

دارالعلوم منظر اسلام کی مجلس منتظمہ میں کیسے کیسے عظیم افراد رہے ہیں۔ اس پر غور فرمائیں۔

(۱) امام احمد رضا فاضل بریلوی

(۲) مولانا حسن رضا خاں بریلوی

(۳) حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ

(۴) حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں

(۵) حضرت مولانا ریحان رضا خاں

یہ وہ حضرات تھے جو اپنے اپنے دور کے ماہ تاباں تھے۔ شمس وقمر تھے۔ یہ ایسے آسمان علم تھے جس کی وسعت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اور یہ سب کے سب امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کے معتقد تھے۔ خلوص، پیار، خوشنودئ رب کیلئے کام کرتے تھے۔ اشاعت دین ان کا بھی مقصد تھا۔ جس شجر علمی کی بناء امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ڈالی تھی۔ ان حضرات نے اس کے تحفظ اور اسکی آبیاری میں کسی قسم کی کمی نہیں کی بلکہ اس شجر علمی کی ہر ضرورت پوری کی۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اپنی خوشبوؤں سے ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی مشام جاں کو معطر کئے ہوئے ہیں۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ سبحانی میاں صاحب قبلہ دارالعلوم منظر اسلام کے موجودہ ناظم اعلیٰ ہیں۔ ان کی نظامت بھی اپنے بزرگوں کی نہج پر رواں دواں ہے۔ ان کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں اور کمالات پائے جاتے ہیں۔

جوایک کامیاب ناظم کیلئے ضروری ہیں مثلاً تعلیمی نظریات سے اتفاق کرنا اس کے فروغ کیلئے خون جگر تک کی بازی لگانا ۔جدوجہد میں کوئی کسر نہ چھوڑنا۔شب وروز محنت ولگن سے کام کرنا۔علمی مشاغل میں دلچسپی لینا۔اہل علم کی قدر کرنا۔بہتر سے بہتر اساتذہ کا انتخاب کرنا۔طلبہ کیلئے تعلیم وتربیت کا بہتر بندوبست اوران کی بنیادی سہولتوں کا فراہم کرنا۔وغیرہ ۔دارالعلوم منظر اسلام حضرت سبحانی میاں کی کوششوں سے منزل بہ منزل رواں دواں ہے۔اور تیز گامی سے ارتقائی سفر کررہاہے۔یہ سب فیض ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی کا جوان کی شخصیت سے ابل رہاہے ۔اورفی الحال جاری وساری ہے۔ہمیں امید ہے ان کی نظامت میں یہ ادارہ مزید ترقی کریگا۔اور مستقبل کیلئے راہ حیات کا تعین بھی کریگا۔خدائے دوجہاں انہیں سلامت رکھے۔

دارالعلوم منظر اسلام اور تعلیمی کارواں

دارالعلوم صرف جدید یا خوبصورت عمارت کا نام نہیں۔منقش درودیوار کا نام نہیں۔بلکہ مدرسہ کی ترقی،فلاح وبہبودی ،نظام تعلیم اور کاروان تعلیم پر منحصر ہے۔جس قدر بہتر نظام ہوگا،جس قدر لائق اور قابل کاروان تعلیم ہوگا۔اسی کے مطابق مدرسہ کامیاب قرار دیا جائیگا ۔دارالعلوم منظر اسلام میں موجودہ کاروان تعلیم نہ صرف باصلاحیت ہے۔بلکہ اسمیں عظیم خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔۔کاروان تعلیم میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت علامہ مولانا نعیم اللہ خان صاحب بستوی

(۲) حضرت علامہ مولانا غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی

(۳) حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب اعظمی

(۴) حضرت علامہ مولانا عبدالخالق صاحب پورنوی

(۵) حضرت علامہ مولانا محمد صالح صاحب قبلہ

(۶) حضرت علامہ مولانا اعجاز انجم صاحب لطیفی

(۷) حضرت علامہ مولانا محمد ایوب صاحب

(۸) حضرت علامہ مولانا محمد انور علی صاحب بہرائچی

(۹) حضرت علامہ مولانا سید شاکر صاحب برکاتی (۱)

یہ سبھی افراد علم وفن کے درخشندہ ستارے ہیں۔ جو منظر اسلام کے آسمان میں چمک رہے ہیں۔ اور اپنی چاندنی و سنہری کرنوں کو دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے ہیں۔ اور زبان و بیان کے جمالیات سے فضاؤں کو خوشگوار بنا رہے ہیں۔ رنگ وروپ اور حسن و بانکپن میں منظر اسلام کو کشمیر کی وادی سے تعبیر کرنا مناسب ہوگا۔ یہ مدرسین و معلمین کامیاب اور تجربہ کار ہیں۔ معلم ہونے کی حیثیت سے انہیں بچوں، لڑکوں اور طالب علموں کی نفسیات پر کافی عبور حاصل ہے۔ نفسیات و ذہانت کے انفرادی اختلافات کے مابین ایک ''مشترکہ انداز تفہیم'' کا اختیار کرنا کسی اچھے اور ماہر استاذ کا کام ہوسکتا ہے۔ یہ خوبی کاروان تعلیم کے ہر فرد میں پائی جاتی ہے۔ جو ان کی کامیابی کی دلیل ہے۔ یہ اساتذہ مخلص اور دیندار ہیں۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائگی میں چاق و چوبند ہیں۔ طلبہ سے محبت کہئے۔ یا اپنی بزرگانہ شفقت۔ کہ وہ درس وتدریس میں لیت ولعل سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ ''ھل من مزید'' کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اور شب و روز محنت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

صدر مدرس یا میر کارواں

حضرت علامہ نعیم اللہ خاں صاحب دارالعلوم منظر اسلام کے صدر مدرس ہیں۔ اور کاروان تعلیم کے امیر ان میں قائدانہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ تنظیمی معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی قیادت میں کاروان تعلیم برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ویسے صدر صاحب قبلہ نحیف الجثہ ہلکے پھلکے اور سادگی پسند ہیں۔ مگر ان کی شخصیت میں بانکپن، جاذبیت، کشش اور شوخی پائی جاتی ہے۔ وہ گدڑی میں لعل ہیں۔ یا پھٹے کپڑوں میں ''عظیم الشان ہیں'' انہیں بننے سنورنے کی ضرورت ہی کیا۔ جو جمال علم وفن رکھتے ہوں۔ میں نے انہیں بار ہا دیکھا ہے۔ اور آزمایا بھی ہے۔ کہ وہ ایک اچھے اور کامیاب پرنسپل ہیں۔ ان کی کامیابی کی دلیل مندرجہ حیثیتوں سے اجاگر ہوئی۔

(۱) قابلیت سے۔ حضرت صدر صاحب قبلہ قابل ترین شخص ہیں۔ ہر علم اور ہر فن میں عبور رکھتے ہیں۔ خاص طور پر فلسفہ و منطق، فقہ اور اصول فقہ میں۔ آپ فلسفیانہ طرز کی تمام کتابوں کے پڑھانے میں درک رکھتے ہیں۔ خواہ کتاب کا تعلق کسی بھی فن سے ہو۔ اسی قابلیت کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم کے طالب علم آپ سے مانوس نظر آتے ہیں۔

(۲) تنظیمی معاملات سے۔ تنظیمی معاملات میں خاص عبور حاصل ہے۔ تمام اساتذہ کو خوش رکھنا۔ طلباء کے مابین ربط

وضبط لانا۔ ماتحت اساتذہ سے کام لینا۔ مشفقانہ انداز میں کلام کرنا۔ نرم روئی اور خوش مزاجی سے ہر مشکل کام کو آسان کرلینا۔ یہ تمام خوبیاں آپ میں پائی جاتی ہیں۔

(۳) بحیثیت پرنسپل۔ ان کی پالیسی سہ رخی ہوتی ہے۔ کبھی ناظم اعلیٰ سے۔ کبھی اساتذہ سے۔ کبھی طلبہ سے۔ اور ہر رخ پر خوش اسلوبی کا مظاہرہ کرنا۔ ہر ایک کا کام نہیں بلکہ کامیاب اور اچھے پرنسپل ہی کرسکتے ہیں۔

(۴) صدر صاحب قبلہ اپنے منصب کے متعلقہ فرائض کی انجام دہی میں کافی حیثیت رکھتے ہیں۔ داخل وفارغ کا معاملہ ہو۔ یا نظام الاوقات، سالانہ امتحان کی کارروائی ہو یا بورڈ کے متعلق امور۔ مرکز ترقیم کی ذمہ داری یا فراغت کے متعلق کاغذات۔ ہر نشیب وفراز میں آپ یکساں دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ کی شخصیت میں جو اہم پہلو ہے۔ وہ ان کی چھٹی حس ہے۔ جو کافی حد تک بیدار ہے۔ خوش طبعی، شگفتہ مزاجی، طنز کی تلخی، مزاج کی چاشنی یہ سب چھٹی حس کے نتائج ہیں۔ اسی کی بدولت وہ ہر نشیب وفراز، اور پرخار وادیوں میں بھی اپنے دامن کو تار تار ہونے سے بچالیتے ہیں۔ یوں تو پرنسپل بننا آسان ہے۔ مگر اس کو خوش اسلوبی سے چلانا بہت مشکل ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کی پرنسپلی تو بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ یہ صدر صاحب کا ہی جگر ہے کہ اس کو خوش اسلوبی سے چلارہے ہیں۔ کیونکہ بریلی شریف، مرکز عقیدت بھی اور مرکز علم وفن بھی۔ دونوں میں تال میل برقرار رکھنا انہیں کا حصہ ہے۔

منظر اسلام شجر پروقار کی حیثیت سے

دارالعلوم منظر اسلام وہ شجر پروقار ہے۔ جس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اسی کے پھل اور پھول ہیں جو ہندو بیرون ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر سال سیکڑوں کی تعداد میں یہاں سے علماء، فضلاء کی فراغت ہوتی ہے۔ حفاظ نکلتے ہیں۔ اور قراء سند قرأت حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ چشمۂ حیواں ہے۔ جس سے ذہن وفکر میں وسعت، علم وفن میں گہرائی اور شخصیت میں جاذبیت ہوتی ہے یہ وہ روشن مینارہ ہے۔ جس سے علم کی روشنی، فکر کی روشنی سعادت مندی اور فیروز بختی کی روشنی پھیلتی ہے۔ یہ وہ معدن گوہر ہے جہاں سے جوہر آبدار، اور درنایاب دستیاب ہوتے ہیں۔ جس سے نہ صرف حال روشن ہوتا ہے۔ بلکہ مستقبل کے تمام زاویوں پر اسکی ضیا پڑتی ہے۔ یہ وہ کشت زعفران ہے۔ جس سے خوشبوئیں پھوٹ رہی ہیں۔ اور ہر ایک کی مشام جاں کو معطر کررہی ہیں۔ انہی خوشبوؤں کا کرشمہ ہے کہ آپ جہاں بھی جائیں گے۔ بریلوی

کہلائیں گے۔ سچ ہے کہ ع۔ کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے"

دار العلوم منظر اسلام صرف ایک علمی ادارہ ہی نہیں بلکہ میتھڈ آف اسکول ہے۔ جہاں سے امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سماجی، حیاتیاتی، عمرانی، اقتصادی، اور معاشی و تعلیمی نظریات کی اشاعت ہو رہی ہے۔

انہیں نظریات پر مسلک اعلیٰ حضرت، یا بریلوی مسلک کا اطلاق ہوتا ہے۔ دعا ہے۔ خالق ارض و سما اس علمی ادارہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱) ان حضرات کے علاوہ اور بھی ذی صلاحیت اساتذہ ہیں جو درج ذیل ہیں۔ مضمون نگار نے نہ معلوم کن وجوہ کی بناء پر ان کو شامل مضمون نہیں کیا ہے

(۱۰) حضرت علامہ قاری عبد الرحمٰن خان قادری بریلی شریف

(۱۱) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فاروق صاحب

(۱۲) حضرت حافظ و قاری عبد الحکیم صاحب رام پوری

(۱۳) حضرت حافظ محمد انوار صاحب بریلوی

(۱۴) عالیجناب ماسٹر نبی رضا خاں صاحب بریلوی

(۱۵) عالیجناب ماسٹر عرفان خاں صاحب بریلوی

(۱۶) حضرت مولانا سید کفیل احمد صاحب ہزاری باغ

(۱۷) حضرت مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دیناجپور بنگال

(۱۸) مولانا سہیل احمد صاحب فیض پور بہار

(۱۹) مولانا ابرار الحق رحمانی مدھوبنی

(۲۰) مولانا جعفر صاحب پیلی بھیتی

(۲۱) عالیجناب بابا عبد الهادی صاحب

(۲۲) مشیر خاص عالیجناب نواب حسن خاں صاحب (۲۳) عالیجناب عبد الشکور صاحب بریلوی

حضرت ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری محمدی السنی الحنفی القادری

استاد شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

حالات و کوائف:- حضرت علامہ ڈاکٹر الشیخ جلال الدین احمد نوری المحمدی السنی الحنفی القادری ابن الشیخ محمد اسحاق (المرحوم) کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے۔

ولادت:- ڈاکٹر نوری ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:- قرآن وحدیث وتفسیر کی ابتدائی تعلیم جلیل القدر معروف اساتذہ سے حاصل کی ان میں حضرت حافظ ملت جلالۃ العلم علامہ الحاج المحدث عبد العزیز مبارکپوری "شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ" مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) حضرت علامہ سید حامد اشرف الجیلانی کچھوچھوی المفتی محمد عبد المنان مبارکپوری اور اپنے برادر اکبر حضرت مولانا شاہ عبد القادر القادری الرحمانی مدظلہ العالی، علامہ بدر الدین احمد القادری فیض الرسول ضلع بستی، علامہ تحسین رضا خاں بریلوی ابن حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی ابن حضرت حسن رضا خاں بریلوی، علامہ اختر رضا خاں الازہری ابن حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، علامہ احسان علی مظفرپوری مدرسہ منظر اسلام بریلی، علامہ غلام مجتبیٰ اشرفی پورنوی، حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری خلیفہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی اور کراچی میں حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری ابن حضرت علامہ الحکیم مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، حضرت علامہ المفتی نصر اللہ خاں الافغانی مدظلہ دار العلوم امجدیہ کراچی علامہ محمد حسن حقانی ابن حضرت علامہ المفتی عبد الحفیظ علیہ الرحمہ مفتی آگرہ ابن علامہ عبد المجید آنولوی البریلوی علامہ قاری محمد مصلح الدین الصدیقی القادری الرضوی (علیہ الرحمہ) سے درس نظامی کی تکمیل کی اور ۱۹۷۰ء میں دورۂ حدیث کیلئے پنجاب تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ المفتی سید افضل حسین مونگیری حال شیخ الحدیث اور مفتی دار العلوم القادریہ فیصل آباد اور مولانا مفتی معین الدین الشافعی (خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم ہند) سے حدیث وفقہ وعلم المنطق، علم الصرف والنحو اور دیگر علوم کی اسناد حاصل کیں اور پاکستان کے تقریباً ۵۰ علماء ومشائخ کی موجودگی میں آپ کے سر پر علم حدیث وفقہ میں فراغت کی دستار فضیلت باندھی گئی۔

۱۹۷۱ء میں عربی زبان وادب اور فقہ کی مزید تعلیم وتربیت کیلئے پاکستان میں سفیر عراق نبیرۂ حضور سیدنا غوث الاعظم

دستگیر رضی اللہ عنہ کے خصوصی کرم سے مدرسۃ القادریہ بغداد شریف تشریف لے گئے۔ اور مدرسۃ القادریہ کے ممتاز مشائخ اور اساتذہ جن میں حضرت شیخ العلامۃ المفتی عبدالکریم المدرس بیارہ، صدر المدرسین المدرسۃ القادریہ الگیلانیہ البغدادیہ العراقیہ اور حضرت علامہ شیخ عبداللہ صوفی القاضی الاول فی بصرہ حضرت شیخ علامہ کمال الدین الطائی، المدرس مدرسۃ القادریہ بغداد رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین جیسے باکمال صاحب علم ومعرفت اساتذہ سے علم فقہ و علم تفسیر و علم حدیث و علم سلوک و اخلاق کی تعلیم حاصل کی۔ سیدنا یوسف الجیلانی سجادہ نشین غوث الاعظم دستگیر الشیخ عبدالقادری الگیلانی کی خصوصی توجہ سے آپنے مدرسۃ القادریہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد یونیورسٹی آف بغداد اور عراق کے کلیۃ الدواب والشریعہ میں داخلہ لیا اور حضرت الشیخ علامہ ڈاکٹر عبدالکریم زیندان، ڈاکٹر ابویقظان الجبوری، ڈاکٹر عبدالرحمٰن الجی، ڈاکٹر حسن عبد الحمید ڈاکٹر قعطان عبدالرحمن الدوری، ڈاکٹر نوری حموری القیسی الشیخ ابراہیم فاضل السامرائی، ڈاکٹر ضیاء الکرم العمری وغیرھم جیسے جلیل القدر اساتذہ سے سبق اساتذہ علمی سے مشرف ہوئے اور یونیورسٹی سے بی-اے کی ڈگری حاصل کی۔

بغداد یونیورسٹی سے فراغت کے بعد ۱۹۷۱ء میں سابق صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم کے خصوصی اجازت سے ازہری یونیورسٹی قاہرہ کلیہ القانون فی الدراسات العلیا (شعبہ فقہ المنازی) میں داخلہ حاصل کیا اور وہاں کے ممتاز اساتذہ کرام بالخصوص ڈاکٹر عبدالحسن شاذی حضرت الشیخ مفتی حسنین محمد مخلوف مفتی دیار المصریہ ابوالعربیۃ الاسبق، اور حضرت علامہ الشیخ انیس عبادہ، الشیخ الحبر احی ڈاکٹر محمد عبدالحلیم محمود شیخ الازہر (رحمھم اللہ) سے متعدد علوم وفنون بالخصوص علم فقہ اور علم الفتویٰ میں کمال حاصل کیا۔ ۱۹۷۹ء میں جامعۃ الازہر سے ڈپلوما کرنے کے بعد رابطۃ العالم الاسلامی بمکۃ المکرمہ اور ندوۃ العالیہ للشباب الاسلامی الریاض کی دعوت پر سعودی عرب روانہ ہوئے اور سعودی عرب کی اعلیٰ دینی درسگاہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ بالعھد العالی، الدعوۃ الاسلامیہ میں داخل ہو گئے اور وہاں کے اساتذہ کرام سے فن اصول دعوت، تبلیغ کی اعلیٰ تربیت حاصل کی، درسگاہ کے ممتاز اساتذہ میں ڈاکٹر عبداللہ زائد ڈاکٹر سعود بن بشر، ڈاکٹر محمود الطحان الدمشقی، ڈاکٹر عبدالفتاح ابوغدۃ الصلبی الدمشقی (علیہ الرحمہ) سے بھی اسباق پڑھے اور مندرجہ ذیل مشائخ عظام سے روحانی تربیت حاصل کی اور اجازت سے مشرف ہوئے۔

(۱) حضرت سیدنا یوسف عبداللہ الگیلانی، سجادہ نشین غوث الاعظم دستگیر الشیخ محمد عبدالقادر الگیلانی البغدادی علیہ الرحمہ (۱۹۷۴ء)

(۲) حضرت سیدنا الشیخ فوزی الحسنی الجیلانی البغدادی علیہ الرحمۃ ۱۹۷۶ء

(۳) حضرت شیخ الحلقۃ القادریہ جامع الگیلانی الشیخ عبدالباقی علیہ الرحمہ ۱۹۷۴ء

(۴) حضرت الشیخ العلام السید یوسف ھاشم الرفاعی مرالکویئت ۱۹۸۰ء

(۵) حضرت سیدنا الشیخ الاسلام والمسلمین حضور مفتی اعظم ہند مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں بریلوی ابن الامام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہما (۱۹۶۸ء)

ڈاکٹر نوری کا خاندانی تعلق انڈیا، صوبہ بہار گوپال گنج (تربروا) کے معروف صدیقی خاندان سے ہے جو دینی اور تعلیمی اعتبار سے اپنے علاقے میں بہت معروف ہے اور ڈاکٹر موصوف کے برادر اکبر حضرت مولانا شاہ عبد القادر الصدیقی القادری الرحمانی مدظلہ العالی مسلک اہل سنت و جماعت (بریلوی) کے ایک ممتاز عالم دین اور حکیم بھی ہیں اور برصغیر پاک و ہند کے ایک عظیم محدث وفقیہ اور صوفی مولانا شاہ عبدالرحمٰن سندھی لکھنوی علیہ الرحمہ کے سلسلہ سے وابستگی اور خلیفہ مجاز ہونے کی حیثیت سے تبلیغ اسلام کیلئے نمایاں حیثیت اور مقام رکھتے ہیں جبکہ مولانا شاہ عبد القادر الرحمانی کے بڑے صاجبزادے مولانا الشاہ عبید اللہ الصدیقی الرحمانی دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے فاضل اور مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ ،یوپی انڈیا میں صدر مدرس ہیں۔

ڈاکٹر نوری نے ۱۹۸۹ء میں یونیورسٹی آف کراچی شعبہ علوم اسلامی سے دنیائے اسلام کے ایک عظیم محدث اور فقیہ حضرت علامۃ الشیخ القاضی الامام ابن دقیق العبد المصری المتوفی ۷۰۲ھ کی علمی فقہی خدمات پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی اور آج کل شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ڈاکٹر موصوف کے زیر نگرانی کئی طلباء پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کر چکے ہیں اور اس وقت کئی طلباء وطالبات پی ایچ ڈی کیلئے مقالہ جات ترتیب دینے اور جمع کرنے میں روز وشب مصروف عمل ہیں۔

علمی مقالات اور ابحاث جو عالمی مجلات میں شائع ہوئے

(۱) الحدیث المرسل بین القبول والرد مئی ۱۹۸۴ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی (عربی)

(۲) التدریس واختلاف المحدثین فی حکمہ جون ۱۹۸۴ء (عربی)

(۳) البیت الاسناد فی الحدیث جون جولائی ۱۹۸۴ء (عربی)

(۴) مصفات فی علوم الحدیث اپریل ۱۹۸۶ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی

(۵) الزواج بالکتابیات فی الشریعۃ الاسلامیہ اکتوبر دسمبر ۱۹۸۸ء

(۶) الامام ابراہیم النخعی کوفی واثرفی الحدیث اکتوبر دسمبر ۱۹۸۹ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی

(۷) السنۃ النبویہ حجیتھا وتطبیقھا جنوری فروری ۱۹۹۰ء

(۸) امام ابوحنیفہ اور علم حدیث پر ایک تحقیقی وتنقیدی نظر نومبر دسمبر جنوری ۱۹۹۵ء ماہنامہ الاشرف کراچی

(۹) علم فتاویٰ اور کتب فتاویٰ فروری، مارچ ۱۹۹۸ء دارالمصنفین اعظم گڑھ انڈیا مجلّہ معارف

(۱۰) قاضیوں کیلئے دستوری لائحہ عمل ۱۹۹۸ء سیرت طیبہ سہ ماہی رسالہ کراچی

(۱۱) فقہ حنفی کے ارتقاء میں فاضل بریلوی کا کردار ۱۹۹۹ء مجلّہ معارف رضا از ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

(۱۲) عبداللہ ابن مبارک واثرہ فی الحدیث نومبر ۱۹۹۹ء مجلّہ المعارف اسلامیہ کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی

(۱۳) حکومتی ادارے اور فرائض، مجلّہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۰۰ء

(۱۴) شاہ ولی اللہ الدھلوی کا فقہی نظریہ مجلّہ سیرت طیبہ کراچی دسمبر جنوری ۲۰۰۰ء

(۱۵) الدعوۃ الاسلامیہ فی "فیجی" اکتوبر ۱۹۹۸ء الدعوۃ العربیہ کراتشی

(۱۶) تراجم من علماء الھند

(الف) العلامۃ محمد عبدالعلیم الصدیقی حیاتہ وآثارہ

(ب) العلامۃ المحدث سورتی حیاتہ مجلّہ الدعوۃ العربیہ ۱۹۹۰ء

(ج) فضیلۃ الشیخ العلامۃ ضیاء الدین المدنی۔ حیاتہ وآثارہ (د) العلامۃ سعید احمد الکاظمی مجلّہ الدعوۃ العالیۃ کراتشی ۱۹۹۰ء

مطبوعة ورلڈ اسلامک مشن ٹرسٹ پاکستان

(۱۷) القادیانیۃ غیر مسلمۃ ۱۲/۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء (ترجمہ والتحقیق)

(۱۸) الامام ابن دقیق العید، حیاتہ وآثارہ مجلّہ البعث الاسلامی لکھنؤ

(۱۹) المسلمون فی جزر والبحر الکاربی۔ مجلۃ البلاغ الکویت ۲۲/ مارچ ۱۹۸۵ء

(۲۰) ختمی مرتبت کا نظریہ عدل مجلۃ سیرت طیبہ (اردو) جولائی ۱۹۹۱ء

(۲۱) الخطوط رئیسہ الاقتصاد الاسلامی ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

علاوہ ازیں عربی اور اردو زبان میں سیاسی، غیر سیاسی مذہبی اور ادبی مقالات اور مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

علمی ایوارڈز و نمائندگی

(۱) میموریل ریسرچ گولڈ میڈل آف جعفر برادرز ۱۹۹۰ء (بتوسط)

(۲) امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۰ء (منجانب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

(۳) رکن کمیٹی آف کورسز بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کراچی (نمائندہ جامعہ کراچی)

(۴) علمی تحقیقی (اردو فیچر) ایوارڈ ۱۹۷۷ء ریڈیو بغداد اعراق

قومی اور انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت

(۱) انٹرنیشنل علماء کانفرنس بغداد ۱۹۹۰ء (جامعہ کراچی کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی اور عراق میں موجودہ مقامات مقدسہ پر تحقیقی مقالہ پیش کیا جو ہفت روزہ میگ کراچی میں شائع ہوا۔

(۲) علماء اور مشائخ کانفرنس اسلام آباد ۱۹۸۸ء (۳) عالمی مساجد کانفرنس رابطۃ العالم اسلامی ۱۹۷۸ء

(۴) انٹرنیشنل دعوت کانفرنس وزارت اوقاف کویت ۱۹۷۹ء

(۵) قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد ۱۹۸۸ء (۶) صوفیاء کانفرنس قاہرہ مصر ۱۹۷۸ء

(۷) عالمی سیرت کانفرنس" جامعہ اسلامیہ بہاولپور ۲۰۰۰ء (۱۳/ فروری)

مراجع:۔

(۱) سہ ماہی جرنل "الاحناف" کراچی ۱۹۹۹ء

(۲) انٹرویو روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹۹۰ء (۳) بروشر شعبہ علوم اسلامی محاسبہ صوفیاء کانفرنس ۱۹۹۴ء

(۴) ہفت روزہ "احوال" کراچی ۱۹۸۵ء (۵) روزنامہ "جسارت" کراچی ۱۹۷۹ء

اظہارِ حقیقت

صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ
مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

الله رب محمد صلیٰ علیه وسلما

نحن عباد محمد صلیٰ علیه وسلما

وہ رب کریم عزوجل جس نے اپنے حبیب علیہ التحیۃ والثناء کو ہمہ تن کرم بنایا۔ اسی رؤف ورحیم کی بارگاہ بیکس پناہ میں سجدۂ شکرادا کرتے ہیں اوراس کے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے حضور جبینعقیدت خم کرتے ہیں۔ اور اس کے جملہ محبوب اولیائے کرام بالخصوص اپنے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے جملہ مشائخ عظام علیہم الرحمۃ المنعام کے فیضان کا سہارا لیتے ہوئے اعتراف واقرار کرتے ہیں کہ گذشتہ سال عرس رضوی ونوری وریحانی کے موقع مسعود پر مرکز اہل سنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ کو جو کامیابی وکامرانی ملی وہ ہماری امید سے کہیں زائد تھی ہم اور ہماری امید کی کیا بساط بس ہم تو یہ دیکھ رہے تھے کہ صرف ہمارے دست ناتواں ہیں کارفرما کوئی اور ہی ہے۔ قربان اپنے آبائے کرام علیہم الرضوان کی دستگیری پرورنہ ”من آنم کہ من دانم“ عرس پاک میں سیکڑوں مشائخ عظام اور علمائے کرام اور لاکھوں لاکھ کی تعداد میں ملک وبیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے عاشقان اعلیٰ حضرت اپنے مرکز علم وادب منظر اسلام کا جشن صد سالہ اپنی پیشانی کی کھلی آنکھوں سے ملاحظہ

کررہے تھے۔اور بانی منظر اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت نیز ان کے جگر گوشوں کو ان کی مساعی جمیلہ پر داد تحسین نچھاور کررہے تھے۔حق ہے خلوص وللٰہیت سے جو کام کیا جاتا ہے فتح وظفر سایہ فگن رہتی ہے۔مرکز اہل سنت منظر اسلام کی بنیاد ہی خلوص وللٰہیت پر رکھی گئی ہے۔اوراس کے بانی و مہتممین ہمیشہ خلوص وللٰہیت کے خوگر رہے۔یہی وجہ ہے کہ مرکز اہل سنت کو سال بہ سال ترقی حاصل ہورہی ہے۔تعمیری سرگرمیاں ہوں یا تعلیمی مراحل۔بحمدہ تعالیٰ منظر اسلام ہر منزل پر ترقی پذیر ہے۔والد گرامی آقائے نعمت حضور ریحان ملت قدس سرہ کے دور اہتمام میں منظر اسلام نے جو تعمیری و تعلیمی عروج حاصل کیا۔وہ دانشوران قوم وملت سے پوشیدہ نہیں ہے۔مجھ ناتواں سے کیا کارہائے نمایاں انجام پاسکتے تھے۔میں تو حضور والد گرامی کے نقوش کا مرہون ہوں۔اورانہیں نقوش کو مشعل بنا کر دارالعلوم کی تعمیری و تعلیمی ارتقاء کا متمنی وخواہشمند ہوں۔اوراسی میں اپنے آبائے کرام علیہم الرضوان کی خوشی یقین کرتا ہوں۔اوراپنے جد کریم امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں اپنے لئے دعا کرتا ہوں کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم کروڑوں درود

میں نے گذشتہ سال اعلان کرایا تھا اوراشتہار ورسالہ میں شائع بھی کیا تھا کہ مرکز اہل سنت منظر اسلام عیسوی سن کے حساب سے ۱۹۰۴ء میں قائم ہوا ہے۔لہذ ا ۲۰۰۴ء تک انعقاد جشن کا سلسلہ جاری رہے گا۔لہذا امسال ہزار کٹھنائیوں کے باوجود کہ مسلمانوں کے ہونٹوں کا تبسم چھینا جاچکا ہے انکی مسرتوں کا تاج محل مسمار کیا جاچکا ہے،بیواؤں کی آہیں آسمان سے ٹکرارہی ہیں،یتیم بلکتے اور سسکتے نظر آرہے ہیں۔مساجد ومقابر کی بے حرمتی کی جارہی ہے،مدارس دینیہ کو فسادیوں کا اڈہ بتا کر ان کو بدنام یا بند کرنے کی ناکام کوششیں کی جارہی ہیں۔اسلام اور مسلمانوں پر نت نئے حملے کئے جارہے ہیں۔اللہ کے پاکیزہ کلام قرآن کریم کو نذر آتش کیا جارہا ہے۔ہر باریش مسلمان کو مشکوک وشبہات کی نظر سے دیکھا جارہا ہے۔اساتذہ وطلبائے مدارس کو جابجا زدوکوب کیا جارہا ہے۔ملک گیر خبریں سن کر اخبار پڑھ کر کلیجہ

دہل رہا ہے۔ جگر پانی پانی ہو رہا ہے۔ آنکھیں نمناک ہیں۔ ٹرین کا سفر ہو یا بس کا۔ خوفناک ہو کر رہ گیا۔ ہر صاحب ایمان اپنی جگہ سہما ہوا ہے۔ خدا جانے کہاں اور کس وقت کیا ہو جائے اللہ تعالیٰ امن وامان کا ماحول پیدا فرمائے۔ اہل ایمان چین وسکون کا سانس لیں۔ ان کے جان ومال محفوظ رہیں۔ ان میں جو شہید ہوئے ان کے درجات بلند ہوں۔ بیواؤں کی آہیں، یتیموں کی سسکیاں رنگ لائیں اور اسلام اور اہل اسلام کا بول بالا ہو۔ دشمنان اسلام خائب وخاسر ہوں۔ آمین ثم آمین ایسے جاں سوز ولہولہو کے ماحول میں عرس پاک وجشن صد سالہ انعقاد پذیر ہے۔ کامیابی وکامرانی دست قدرت میں ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ جن کا کام ہے وہ خود نگہبانی فرمار ہے ہیں۔ ہم اپنی سی کوششوں میں کمی نہیں کر رہے ہیں اور نہ کریں گے ۔ ہمارے اساتذہ وبہی خواہان ادارہ نیز رضا کاران عرس وجشن صد سالہ اپنے اپنے متعلق کاموں میں منہمک ہیں۔ مضامین کی بہتات ہے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر طباعت کی آخری منزل میں ہے۔ ہم اپنے تمام اہل قلم کے مشکور ہیں کہ انہوں نے قلمی تعاون فرما کر ہماری عزت افزائی فرمائی اور حق مرکزیت ادا کیا۔

جن حضرات کے مضامین سال رواں کے رسالے منظر اسلام نمبر میں طبع ہونے سے رہ گئے ہیں وہ محفوظ ہیں۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ آئندہ سال ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے صد سالہ منظر اسلام نمبر میں طبع ہوں گے۔ مزید اہل قلم حضرات سے گذارش ہے کہ اعلیٰ حضرت وخانوادۂ اعلیٰ حضرت اور ان کی خدمات دینیہ نیز منظر اسلام سے متعلق معلوماتی مضامین ارسال فرمائیں۔ تاکہ ان کی خدمت قلمی کو سراہتے ہوئے ان کے مضمون کو زیور طبع سے آراستہ کریں۔ ہم اپنے شعرائے کرام کے بھی ممنون ہیں کہ انہوں نے بھی اپنے ذہن وفکر کو اشعار کا جامہ پہنا کر حوصلہ افزائی کی۔ ان کی بھی کاوش فکر رسالہ کے ذریعہ عوام وخواص تک پہونچ رہی ہے۔ جن شعراء کا کلام امسال چھپنے سے رہ گیا ہے انشاء اللہ وہ آئندہ سال چھپے گا۔ دعا ہے کہ مولائے کریم جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے طفیل جملہ عاشقان اعلیٰ حضرت وفدا کاران مفتی اعظم کو دارین کی سعادتیں مقدر فرمائے۔ تمام حاضرین عرس کو دونوں جہان میں سرخروئی بخشے۔ عالم اسلام کو دشمنان اسلام کے دست ظلم سے محفوظ وماموں رکھے۔ ہر بلائے ساوی وارضی سے نجات عطا فرمائے۔ ہمارے مشائخ عظام وعلمائے کرام کے سایہ رحمت کو ہم اہل سنت پر دراز فرمائے۔

آمین آمین یارب العلمین بجاہ النبی الامی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

حضور حجۃ الاسلام اور دار العلوم منظر اسلام

از---- مولانا ریاض حیدر حنفی سابق صدر المدرسین دار العلوم حشمت الرضا حشمت نگر پیلی بھیت شریف

اللہ رب العزۃ علم نافع کی دولت سے سرفراز فرما کر اپنے جن نیک بندوں کو دنیا و آخرت میں مالا مال فرماتا ہے انکو علمائے ربانی کہا جاتا ہے۔ انسانوں کا یہی وہ اعلیٰ اور مصلح قوم وملت طبقہ ہے جو شب و روز مخلوق کی علمی و روحانی تربیت و تعلیم میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ اس کی امتیازی شان اور نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ زندگی کے کسی نازک سے نازک مرحلہ میں اسلامی مفاد کے خلاف ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ یعنی سر فروش تو ہو سکتے ہیں مگر ضمیر فروش نہیں ہو سکتے ان کے سامنے مال و زر کا انبار لگا ہو۔ بڑے بڑے ظالم و جابر حکمرانوں کے دربار میں پیش کیے جائیں۔ انکو دنیا کا عظیم سے عظیم منصب دیا جائے مگر دنیا کا عظیم سے عظیم منصب ٹھکرا دیں گے اور ان کے لبوں پر جب کوئی کلمہ آئے گا تو کلمہ حق آئے گا۔ ذہن و دماغ میں جو تصور ابھرے گا وہ حق وصداقت کے جذبات واحساسات سے زندہ وتابندہ ہوگا۔ جو قدم اٹھے گا اس میں خدا و رسول جل جلالہ ﷺ کی رضا مندی وخوشنودی کا پر خلوص عزم شامل ہوگا۔ یہ سراپا مبارک و مسعود ہستیاں اپنے ماحول میں صلاح وفلاح کا روشن چراغ ہوتی ہیں انسانوں کیلئے شاہراہ حیات پر ہدایت وارشاد کی جگمگاتی ہوئی کرنیں ہوتی ہیں۔ انہیں نفوس قدسیہ میں شہزادہ اعلیٰ حضرت شیخ الانام حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ایک ممتاز مقام پر فائز ہیں۔ آپ نے اپنے زمانہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ رشد وہدایت۔ تصنیف وتالیف۔ تحقیق وتصدیق۔ تراجم کتب اعلیٰ حضرت وغیرہا بیشمار اہم دینی امور سے اسلام و سنیت کی جو بہترین خدمات انجام دیں یہ سعادت آپ کیلئے ازل میں مقدر ہو چکی تھی۔ انہیں کارہائے نمایاں میں ایک عظیم الشان اور اہم کارنامہ منظر اسلام کو معرض وجود میں لانا بھی ہے۔ بریلی شریف جہاں امام اہل سنت حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وفضل کا دریا بہہ رہا تھا وہاں ایک مرکزی دار العلوم کی سخت ضرورت تھی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے والد ذیشان مفتی عرب وعجم سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حکم وارشاد سے ۱۳۲۲ھ میں ایک دار العلوم کی بنیاد ڈالی۔ جس کا تاریخی نام منظر اسلام رکھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ دار العلوم آسمان علم و

فضل کی آخری سرحدوں تک پہونچ گیا۔ باذوق طالبان علوم نبویہ اپنی علمی تشنگی بجھانے کیلئے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی طرف رواں دواں ہو گئے۔ آپ کے دور اہتمام کے منظر اسلام کا منظر علامۂ زماں مولانا شاہ سراج الدین صاحب نقشبندی رامپوری قدس سرہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''ان میں سے تمام ہندوستان میں اس وقت جو دبدبہ وشوکت وجاہ وحشمت اور اقبال وہمت وقوت وسعت ظاہری ومعنوی علمی وعملی حق تعالیٰ نے جناب حامئ دین متین وارث برحق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقاءٖ کو جس قدر عطا فرمایا ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور ان کی سعئ بلیغ مقبول فی الدین اور آپ کی تصانیف مبارکہ رد مبطلین سے مدلل اور مبرہن ہیں اور بے شبہ مصداق ہیں مضمون حدیث ہذا کے۔ ان اللہ جند کل بدعۃ کید بھا الاسلام ولیا من اولیانہ یذب عن دینہ بے شک ہر بدعت و بدمذہبی جس سے اسلام پر داؤ کیا جائے اس کے مقابل اللہ کا لشکر اس کے اولیاء میں کوئی ولی ہوتا ہے جو اس کے دین کا دفع کرتا ہے۔ حضرت مولانا کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزندار جمند صاحب ہمت بلند جامع انحاء سعادت ماحئ بدعت، حامل لوائے شریعت قرۃ العین العلماء مولوی حامد رضا خانصاحب طول عمرہ وزید قدرہ نے ایک مدرسہ خاص اہل سنت کے بنام منظر اسلام بنیاد ڈالی جس کی صرف بریلی والوں کے لئے نہیں بلکہ تمام اہل سنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی اس کے وجوہ اور خوبیاں روداد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل ہونگی''

ان ایام میں جلیل القدر معلمین اور طلباء کاملین سے منظر اسلام کا منظر کتنا دلکش تھا اور تعلیم کتنی ٹھوس تھی مولانا نقشبندی علیہ الرحمہ طلبہ کا امتحان لینے کے بعد یہ تاثر سپرد تحریر کرتے ہیں۔

بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب الطلب فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ ومدرسین اور مبلغ علوم طلبہ اور طرز تعلیم سے واقف ہوا ہر قسم کے طلبہ مبتدی ومتوسط ومنتہی کے متعدد جلسۂ امتحان میں شریک اور علوم دینیہ ضروریہ معقول ومنقول خصوصاً علم تفسیر وحدیث وفقہ وسیر واصول وغیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمد للہ کہ برکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلبۂ علوم دین کو مستعد اور اس بشارت سے مبشر پایا۔ لایزال اللہ یغرس فی ھذا الدین غرسا لیستعملھم فی طاعتہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس دین میں کچھ پودے لگاتا

رہے گا جس سے اپنی طاعت میں کام لے گا بالخصوص منتہی طلبہ کی علو ہمت اور حسن تقریر مطالب اور تحریرات فتاوی جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادمانی ہوئی''

دارالعلوم منظر اسلام کے بے مثال تعلیمی ماحول سے متاثر ہوکر مولانا رام پوری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''اس مدرسہ مبارکہ جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے ایسی برکات فائز ہوں جو تمام اطراف و جوانب کے ظلمات اور کدورت کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ منیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنفیہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو''

یہ نہیں کہ حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ اپنے آپ کو تعلیم و تعلم سے دور رکھ کر صرف اور صرف بانی دارالعلوم منظر اسلام تھے بلکہ معقول و منقول کے اعلیٰ درجات کی کتابیں بھی آپ نے ایسی پڑھائیں کہ شاید ہی کسی نے پڑھائی ہوں۔۔۔۔اور کیوں نہ ہو کہ بے مثال کی تعلیم بھی بے مثال ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کی بے مثالی کی تصدیق خود امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اکابر خلفاء کی موجودگی میں ان تاریخی کلمات سے کی کہ ''ان جیسا عالم اودھ میں نہیں'' اور کیا ہی اچھا کہا ہے کسی کہنے والے نے

وفی روح العلی حامد رضا من۔۔۔۔غراس جدوۃ الغض الجدید

حضور حجۃ الاسلام شیخ الانام علیہ الرحمہ ظاہری و باطنی دونوں علوم کے جامع تھے۔ یہی وجہ ہیکہ علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کو اپنی حیات کا اہم فریضہ تصور کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی مرضی وخوشی سے منظر اسلام کی بنیاد ڈالکر ملت اسلامیہ پر عظیم احسان فرمایا کہ ہزاروں تشنگان علم وفن اس سرچشمہ فیض سے سیراب ہورہے ہیں طلباء کی تدریس اور قیام وطعام میں بنفس نفیس دلچسپی لیتے آپ کا دولت کدہ مہمانوں کیلئے مہمان خانہ اور طلباء کیلئے لنگر خانہ ہوتا دارالعلوم کے انتظام وانصرام کے علاوہ جب آپ نے صدر المدرسین وشیخ الحدیث کا منصب سنبھالا تو دارالعلوم منظر اسلام پر جامعہ ازہر مصر کا شبہ ہوتا تھا آپ کی تعلیم وتربیت سے بڑے بڑے جید علماء فارغ التحصیل ہوکر شیخ الحدیث و شیخ العلماء ومناظر اعظم ہوگئے جو بجائے خود اپنے دور میں درس وتدریس، تعلیم وتربیت، رشد وہدایت، تصنیف وتالیف کے امام شمار ہوتے ہیں۔

(☆☆)

مناظر اسلام حضرت مولانا امام الدین قادری رضوی قدس سرہ

(کوٹلی لوہاران، سیالکوٹ)

از:- ڈاکٹر جلال الدین قادری کراچی

ناصر سنت، ماحی بدعت حضرت مولانا ابوالیاس امام الدین قادری رضوی ابن حضرت مولانا عبدالرحمٰن قدس سرہما کوٹلی لوہاران ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ جلیل القدر اساتذہ سے علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے دست مبارکہ پر بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ بریلی جاکر علم فقہ اور فتوی میں کمال حاصل کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کے دونوں بڑے بھائی مولانا علامہ ابوعبداللہ محمد عبدالقادر محمد عبداللہ کوٹلوی اور فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی قدس سرہما بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلیفہ ومجاز تھے۔

(ماہنامہ الرضا بریلی، شمارہ ۴، ۵ رمارچ، ربیع الآخر وجمادی الاولی ۱۳۳۸ھ)

آپ نے تمام عمر فرق باطلہ کے خلاف تقریری وتحریری طور پر جہاد کیا۔ آپ پنجاب کے بہترین شاعر تھے۔ آپ علمی مسائل، آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور عبارات فقہ بڑی عمدگی سے نظم کے قالب میں ڈھال دیتے تھے۔ آپ نے تصانیف جلیلہ کا ذخیرہ یادگار چھوڑا، لیکن آپ کے اعزاء واقرباء نے اس کی حفاظت واشاعت کی طرف توجہ نہیں دی چند تصانیف کے نام یہ ہیں:-

۱: نصرۃ الحق المعروف بہ تیغ نعمانیہ برگردن وہابیہ (ردوہابیہ) "تقلید، علم غیب، حیلہ، اسقاط، کفنی لکھنا، اور احتیاط الظہر وغیرہ مسائل پر سیر حاصل بحث، پنجابی اشعار میں صفحات ۸۲- مطبوعہ مفید عام پریس، سیالکوٹ، سن تالیف ۱۳۲۸ھ)

۲: احتیاط الظہر (اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ نصاریٰ کی حکومت میں احتیاط الظہر پڑھنی چاہئے، مخالفین کے اعتراضات کے مسکت جوابات اس کے آخر میں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی سند خلافت واجازت درج ہے۔ ۳: ہدایۃ الشیعہ اردو۔ (دو حصے)

۴: الذکر المحمود فی بیان المولد المسعود (مطبوعہ کل صفحات ۴۵ نظم پنجابی) نعت پاک کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

سب تھیں نبی محمد نوں رب وتا شان اچیرا۔ علم غیب سکھلا یا اسنوں دور کیتا سب نھیرا

نام محمد دا رب، اپنے نال دے تال رکھا یا۔ نزد اللہ دے اتھیں ودھکے ہوا پسند نہ آیا

کراں پسند جو نبیاں وچوں وساں غیب استائیں۔ وچہ کلام اللہ دے دیکھو کیسا ہے رب سائیں

اتھیں خاص نتیجہ ظاہر عقلوں والے جانن۔ غیبی علم نبی نوں سہی ہردم شکر کماون

۱۹ ربیع الثانی۔ ۲ راگست (۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) کو حضرت مولانا ابوالیاس امام الدین قدس سرہ العزیز کا وصال ہوا۔

دار العلوم منظر اسلام

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از قلم : سید محمد حسین نوری افریقی

یہ اس دور کی بات ہے جبکہ پیر کامل مرشد برحق سیدنا الحاج محمد مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات ظاہری کا زمانہ تھا۔ میں اس وقت پاکستان کے مدرسہ الحنفیہ سنیہ میں زیر تعلیم تھا۔ اس وقت مجھ کو بریلی شریف کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہ تھیں۔ لیکن انہیں ایام تعلیم میں مجھ کو معلوم ہوا کہ بریلی شریف میں ایک مدرسہ ہے جو منظر اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ جس کے بانی مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جس مدرسہ کا پڑھا ہوا اپنے وقت کا امام ہوا کرتا ہے۔ جس ادارہ کا فارغ التحصیل اپنے وقت کا عظیم مفکر بہترین دانشور محقق، مدقق عالم وفاضل ہوا کرتا ہے۔

یہ معلومات پاکستان کے ان مدارس سے حاصل ہوئیں جو احیائے دین متین میں اپنی حیثیت کے اعتبار سے ہمہ تن کوششوں کے ساتھ مصروف تھے پھر نامعلوم طریقے سے میرے ذہن ودماغ میں ایک ہیجان برپا ہوا کہ میں حصول علم کیلئے گلشن علم کے کس ریاض میں داخل ہوں میری ذہنی کشمکش بڑھتے بڑھتے ایک فیصلے کی صورت میں تبدیل ہوگئی پھر اچانک ایک انقلاب آیا۔ اور میں مرکزی ریاض علم منظر اسلام میں داخل ہونے کے شرف سے مشرف ہوگیا۔ یہ ۱۹۸۰ء کا پیریڈ تھا۔ مرکز اہل سنت سے منسلک ہونے کے بعد جب میں درسگاہ میں علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنے لگا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب میں کسی مکتب میں طفل مکتب کی حیثیت سے راہی منزل تھا اور اب میں علوم وفنون کے مرکز میں علوم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی تعلیم سے بہرہ ور ہورہا ہوں اور ایک ایسے جامع علم وفضل، فکروفن کے بحر ناپید کنار سے سیرابی حاصل کررہا ہوں کہ جس کے چند قطرے تشنگان علوم وفنون کی تشنۂ علمی کو بجھانے کیلئے اکسیر ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس کی خاص وجہ یہ ہے جو میرے سمجھ میں آئی کہ یہاں کے اساتذہ کا طرز تعلیم اور نہج درس بالکل اپنے ان مرکزی اسلاف کی

روش پر اور انہیں کے نقش قدم پر ہے۔ جنہوں نے درس گاہ علم وفن منظر اسلام کی نشستگاہ میں بیٹھ کر کے مرکزی کردار ادا کیا۔ جن مرکزی اسلاف نے علم وفن، فکر ونظر کا ایک ایسا بحر رواں پیدا کیا۔ کہ جس کی نہریں ملت اسلامیہ عرب وعجم کے مرجھائے ہوئے علمی باغ کی سرسبز وشادابی کیلئے کافی ووافی ہے۔ جن مرکزی اسلاف نے علوم مصطفی علیہ التحیۃ والثناء ہی نہیں بلکہ علوم عصر حاضر کے ذریعہ بھی عشق رسالت کا سبق اور ناموس رسالت کی حفاظت کا درس دیا۔ وہ مرکزی اسلاف جنہوں نے منظر اسلام کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر کے لعل وگہر در عدن، مشک ختن پیدا کئے جو باطل کی تاریکیوں میں آفتاب نیم روز بن کر کے چمکے۔ بالخصوص ان درہائے نایاب اور لعلہائے شب چراغ کو ہرگز ہرگز فراموش نہیں کرسکتا جو علم وفکر کی راجدھانی جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بحیثیت طالب علم صدر الشریعہ علامہ امجد علی، علامہ عبد العزیز، ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری کے نام سے داخل ہوکر کے دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اپنے مرکزی اسلاف کے مقصد اصلی یعنی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق کرنے والے کی دریدہ ذہنی کے جوابات کے حصول کے بعد جب محدثانہ، محققانہ، مفکرانہ، مدققانہ انداز کے ساتھ جب میدان فکر وفن میں شیر زباں بن کر کے نکلے تو جہاں انہوں نے علم وفضل، فکر ونظر کے موتی نچھاور کئے وہیں پر اپنے مرکزی اسلاف کی طرز روش پر چلتے ہوئے ناموس رسالت علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام سے کھلواڑ کرنے والوں یعنی دیوبندیت او وہابیت کے ناپاک چہروں پر زوردار طمانچے رسید کرتے رہے۔ اور یہ ثابت کرتے رہے۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

تو پھر ہوا کیا کہ دنیا نے ان کو صدر الشریعہ کے لقب سے یاد کیا۔ تو کسی کو حافظ ملت جیسے ارفع واعلیٰ الفاظ سے یاد کیا۔ اور کسی کو ملک العلماء جیسے منصب پر فائز کیا۔ کمال جب نہیں ہے کہ انسان خود کو اپنے وقت کا امام اور فقیہ اعظم کہے۔ بلکہ کمال تو اس وقت ہے کہ دنیا اس انسان کے اس کارہائے نمایاں سے جو زندگی کیلئے مشعل راہ ہوں متاثر ہوکر خود پکار اٹھے کہ یہ انسان اپنے وقت کا امام اعظم ہے۔ یہ انسان اپنے وقت کا فقیہ اعظم ہے۔ یہ انسان اپنے وقت کا محدث اعظم ہے۔ وہ انسان اس شعر کا مصداق بنجائے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

پھر بحمد اللہ! فقیر حقیر سراپا تقصیر بھی علی حسب الروایات السابقہ اسی اقلیم علم میں جہاں علوم دینیہ حقہ کی تعلیم سے سرفراز ہوا اور علوم منطق وفلسفہ، معانی وبیان پر نظر ڈالی وہیں پر اپنے اسلاف کے طرز طریق اور نقش قدم پر گامزن ہوکر کے بدعقیدوں اور بدمذہبوں یعنی دشمنان دین اور شاتمان رسول کے گستاخانہ عقائد ونظریات وفکریات کا منہ توڑ جواب دیتا رہا۔

اور آج بھی افریقہ اور امریکہ کی سرزمین پر ان کے باطل عقائد ناپاک عزائم اور استہزاء ناموس رسالت علیہ السلام کی سرکوبی کی حتی الامکان کوشش کر رہا ہے۔

لائق تحسین وصد افتخار ہیں میرے وہ اساتذہ جنہوں نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۷ء کی دہائی تک سات سال انتھک کوششوں محنتوں، مشقتوں کے ساتھ میری تعلیم وتربیت حسن معاشرت، تہذیب وتمدن نظام زندگی کارہائے دینی ودنیاوی کے سنوارنے میں ایک مستقل کردار ادا کیا۔

بالخصوص وہ رہبر وہ ریاض علوم جنہوں نے گلستان علم کے گل سے اس گل کی نسبت کو جوڑ کر کے جوئے بوستاں کو اعزاز عطا کر کے اس کا سرفخر سے بلند کر دیا اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر کا مصداق کر دیا۔

بگفتا من گل ناچیز بودم

و لیکن مدتے با گل نشستم

جمال ہمنشیں در من اثر کرد

وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

وہ پیکر اسلاف مرکزی وگلدستہ باغ علمی ویاسمین گلشن منظری مثلاً قاطع کفر وبدعت حامل اسرار شریعت سید الحاج محمد عارف صاحب قبلہ زیدت عنایتہ شیخ الحدیث مرکز اہل سنت۔ جامع معقولات ومنقولات، ماہر علوم شریعت واقف رموز طریقت حضرت العلام مولانا نعیم اللہ خاں صدر المدرسین مرکز اہل سنت طول اللہ عمرہ، شہزادۂ صدر الشریعہ صاحب علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الفقہ الحنفی مرکز اہل سنت، حضرت

العلام مفتی محمد صالح صاحب قبلہ دام ظلہ مدرس مرکز اہل سنت۔ یہ وہ اساتذہ ہیں جنہوں نے بہت ہی خصوصی نظر عمیق کے ساتھ میری طرف توجہ فرمائی اور مجھ بے بضاعت کو کامل و مکمل ہی نہیں بلکہ اکمل بنانے کیلئے ہر لحظہ ہر ساعت کوشش وامق کرتے رہے اور ناقابل فراموش کارنامہ میرے اخص الخواص استاذ مکرم جناب قبلہ صدر المدرسین کا تو یہ ہے کہ انہیں کا یہ احسان عظیم ہے کہ آج فقیر سید محمد حسین افریقی افریقہ ہی نہیں بلکہ امریکہ جیسے صیہونی ملک کی دھرتی پر بھی حق وصداقت کا علم مسلک اعلیٰ حضرت کے روپ میں لہرا رہا ہے۔ یوں تو میرے تمام اساتذہ درہائے نایاب، لعلہائے شب زندہ چراغ ہے لیکن حضرت کا مقام ان سب میں بلند وبالا ہے یہیں پر بس نہیں بلکہ مجھ سید زادے پر خانوادۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرم بالائے کرم تو یہ ہے کہ جہاں انہوں نے مجھ کو رشتۂ بیعت سے منسلک کیا وہیں پر رشتۂ دامادی سے بھی منسلک کر کے میری قسمت میں چار چاند لگا دیئے۔

سلام ہوان روحانی تاجداروں پر جنہوں نے ناقصوں کو کامل بنایا، اور کاملوں کی رہنمائی فرمائی۔ اور خراج عقیدت ہو اس مرکز اہل سنت پر جس نے نظر کو فکر اور فکر کو شعور اور شعور کو آگہی بخشی اور آگہی کو نکتۂ کمال تک پہنچایا جس نے گرتوں کو اٹھایا اور اٹھتوں کو سنبھالا اور راہ حق کے مسافر کیلئے مینارۂ نور بنایا۔ اخیر میں رب کریم کی بارگاہ عظیم میں یہی دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب، صاحب قاب وقوسین سید کونین ﷺ کے صدقہ وطفیل میرے مادر علمی مرکز اہل سنت ریاض علمی کو قیامت تک سرسبز وشاداب رکھے اور سنبل ولالہ ونسترن کھلیں جن کی مہک سے اسلامیان کائنات معطر ہو جائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبک سید الامین ﷺ۔

علی گڑھ

۲۶/ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ

۱۹/جولائی ۲۰۰۱ء

باسمہ حامداً و مصلیا

مکرم ومحترم حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۲/۷ تشریف لایا۔ اوراس کے ساتھ جشن صد سالہ نمبر کے تین نسخے بھی موصول ہوئے۔ جزاک اللہ ۔ایک نسخہ کتب خانے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ بقیہ دو نسخے صاحب ذوق دوستوں اور اہل علم بزرگوں کو پیش کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

اعلیٰ حضرت کا پیش نظر شمارہ، قیمتی اور مفید مضامین کا مجموعہ ہے۔ جامعہ منظر اسلام کی تاریخ پر بہت اچھی روشنی پڑتی ہے اوران بزرگوں کے کوائف معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس دار العلوم کی بنیاد رکھی تھی اور جن نفوس قدسیہ کی وجہ سے اس علمی ادارے کا قیام عمل میں آیا تھا۔

آپ نے عجلت میں لکھے ہوئے چند صفحات کو اس اہم شمارے میں شائع کر کے میری عزت افزائی کی۔ ہاں نوادر واقعی قابل اشاعت تھے۔ اور آپ نے انہیں اہتمام سے شائع کر کے اس شمارے کی افادیت میں اضافہ فرمایا۔

آپ کی صحت یابی کیلئے دعا گو ہوں خدا آپ کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

امید مزاج گرامی قرین صحت و عافیت ہوگا۔

والسلام مع الاکرام

مختار الدین احمد

در مدح مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف

از: ڈاکٹر نظر انصاری کھیری

اللہ اللہ منظر اسلام کی کیا شان ہے
اس کی مطبوعات سے روشن مرا ایمان ہے

منظر اسلام مرکز سنیت کی جان ہے
منظر اسلام کی اپنی الگ پہچان ہے

سر جھکاتے ہیں جہاں اہل ادب اہل قلم
مکتب دیں اعلیٰ حضرت ہی کا اک فیضان ہے

حضرت ریحان کی کوشش سے مہکا پھول یہ
یادگار اعلیٰ حضرت کی یہی پہچان ہے

جل گئے لاکھوں دیئے ہر گھر میں علم وفضل کے
ہر مسلماں منظر اسلام پر قربان ہے

سر اٹھا کر کوئی کیسے آئے تیرے سامنے
تو تو ختم المرسلیں کے لاڈلے کی شان ہے

منظر اسلام نے رستہ دکھایا خلد کا
منظر اسلام کا ہم پر بڑا احسان ہے

مومنو! کرتے رہو اس سے محبت عمر بھر
درس گاہ دین ہے اور سنیت کی شان ہے

منظر اسلام کی توسیع و عظمت کیلئے
اے نظر یہ مال وزر کیا جان بھی قربان ہے

از: قمر مصطفوی شمس آبادی

حضرت احمد رضا کی یادگار بے مثال
حضرت احمد رضا کی یادگار باکمال
حضرت احمد رضا کی یادگار لازوال
حضرت احمد رضا کی یادگار پرجلال

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار .... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

حجۃ الاسلام کی خدمت کا ہے جو شاہکار
مفتی اعظم کی جدت سے ہوا جو آشکار
اور جیلانی میاں سے جو ہوا ہے باوقار
حضرت ریحاں رضا سے جس میں آئی ہے بہار

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار .... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

حضرت سبحاں رضا جس کے لئے ہیں جاں نثار
کوشش سبحاں رضا سے بن گیا ہے شاندار
حضرت سبحاں رضا سے جس میں آیا ہے نکھار
حضرت سبحاں رضا سے بن گیا ہے تاجدار

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار .... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

سرور عالم کے ہے عشق و محبت کا شجر
اور صحابہ کے ہے اوصاف خلافت کا شجر
ہے حسین پاک کے صبر و قناعت کا شجر
اولیاء اللہ کی رمز کرامت کا شجر

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..................منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

جس نے باطل طاقتوں کے منہ کو کالا کر دیا
نجدیت کے فتنوں کو بھی جس نے پسپا کر دیا
جس نے دین پاک کا ہر سوا جالا کر دیا
اہل سنت کا جہاں میں بول بالا کر دیا

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..................منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

حافظ و قاری، معلم جس نے بخشے ہیں تمام
کتنے ہی ہمکو مفسر جس نے بخشے ہیں مدام
اور محدث دیتے ہیں ایمان و دیں کا سب کو جام
ساری دنیا میں دیا کرتے ہیں وہ دیں کا پیام

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..................منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

جس کی خدمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں
جس کی عظمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں
جس کی رفعت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں
علم و حکمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..................منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

پرچم دین نبی لہرادیا جس نے قمرؔ
پرچم دین متیں چمکادیا جس نے قمرؔ
پرچم ایمان و حق مہکادیا جس نے قمرؔ
پرچم اسلام کو اونچا کیا جس نے قمرؔ

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار............منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

از: شمشاد احمد نظامی قلم گوالیاری

درس سب کو دے رہا ہے حق کا یہ پیغام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

صبح صادق کیا حسیں ہے عنبریں کیا شام ہے
روضہ اقدس ہے ان کا اعلیٰ حضرت نام ہے

میں تو در پہ آگیا ہوں آگیا ہوں در پہ میں
دیکھ لے ساقی مرے ہاتھوں میں خالی جام ہے

جانتا ہوں عشق کو کیا عشق کا ہے راستہ
تیرے دیوانے کو تیرے آستاں سے کام ہے

آپ کی چشم کرم سے ہی ہے میری زندگی
زندگی سے ورنہ رشتہ تو برائے نام ہے

عشق سے مجبور ہو کر جھک کے چادر چوم لی
چند لوگوں نے لگایا شرک کا الزام ہے

لاج رکھیں گے تری تو ان کا دامن تھام لے
حوصلہ رکھ تو پہنچ جا فاصلہ دو گام ہے

دل بہت گھبرا رہا تھا گردش ایام سے
میں یہاں آیا ہوں جب سے چین ہے آرام ہے

رہنما ہیں اعلیٰ حضرت دستگیر بیکساں
رات دن جاری قلم ان کا ہی فیض عام ہے

نظم

''یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے''

از: (مفتی) محمد محبوب عالم ضیاؔ نعیمی رضوی قادری دار العلوم فیض اکبری لونی شریف

حامئی اسلام و سنت منظر اسلام ہے

قاطع کفر وضلالت منظر اسلام ہے

سنیت کی جاہ وحشمت منظر اسلام ہے

آبروئے اہل سنت منظر اسلام ہے

جس جگہ سے پھوٹ کر دریائے علم وفن بہے

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

حافظ ملت ہوں یا شاہ نعیم الدین ہوں

مرکز اہل بصیرت منظر اسلام ہے

کیوں نہ ہو اہل جہاں کو ناز اس کی شان پر

اعلیٰ حضرت کی کرامت منظر اسلام ہے

کوئی مانے یا نہ مانے ہے مسلم بالیقیں

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

اے ضیاؔ تم کو ملا جو کچھ ملا اس سے ملا

ہاں ضیائے اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

منظر اسلام بریلی شریف

از: نازاں فیضی گیاوی

م ☆مدح کرتے ہیں غلام مصطفیٰ سرکار کی ☆رکھتے ہیں دل میں تمنا حشر میں دیدار کی

ن ☆نام نامی سے دوعالم میں تجلی کاظہور ☆ہیں نقیب مومناں فردوس اور حور و قصور

ظ ☆ظلم ہے ان کے تعلق سے اہانت کاگماں ☆نام لیتے ہیں نبی کا سب زمیں وآسماں

ر ☆راستہ بس ایک ہے رب تک پہونچنے کیلئے ☆مصطفیٰ کی یاد میں رکھئے سر مژگاں دیئے

ا ☆احترام مصطفیٰ کادل میں ہوروشن چراغ ☆اور شگفتہ چاریاران نبی کابھی ہوباغ

س ☆سر جھکا ہوغوث اور خواجہ کی چوکھٹ پر اگر ☆ذہن ودل میں ہوائمہ کی بھی الفت سر بسر

ل ☆لالہ وگل کی طرح سینے میں ہویادرضا ☆جذبۂ دل سے ہوہم آہنگ فریادرضا

ا ☆اک طرف ہوں حجۃ الاسلام کی سرشاریاں ☆یعنی دین حق کی خاطرعشق کی گلکاریاں

م ☆مفتی اعظم سے الفت دوسری جانب رہے ☆نزہت صدرالشریعہ کابھی دل طالب رہے

ب ☆باغ ابراہیم جیلانی میاں کاذوق ہے ☆''منظر اسلام'' تو ریحاں رضا کاشوق ہے

ر ☆رہبر راہ طریقت نیرحسن سلوک ☆جادۂ بزم اُحداور نازش راہ تبوک

ی ☆یوں ہیں سبحانی میاں عشاق کے نور نگاہ ☆انتظام جشن پہ ہونٹوں سے نکلی واہ واہ

ل ☆لاکہیں سے اے نگاہ شوق دینے کیلئے ☆پھول کی مالاہیں ہم تیار لینے کیلئے

ی ☆یانبی اس خانوادے کے چمن کے سارے پھول ☆ہے حقیقت دل سے سب کے سب ہیں مداح رسول

ش ☆شاہراہ عشق ہے بزم رضا کیواسطے ☆مصطفیٰ کی یاد ہے یاد خدا کیواسطے

ر ☆روبروئے ''منظر اسلام'' ہے حب رسول ☆خود پہ ہونازاں جومل جائے اسے طیبہ کی دھول

ی ☆یارسول اللہ کانعرہ نگارزیست ہے ☆یاد اہل بیت میں آنسو بہار زیست ہے

ف ☆فخر ہے کہ جشن صدسالہ ہے تیرا جامعہ ☆علم ہے نازاں کہ تو ہے اس کاڈیرا جامعہ

نظم

از---------محمد عیسیٰ نیر رضوی قادری الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج یو، پی

منظر اسلام تو ہے پاسبان سنیت
منظر اسلام تو ہے ترجمان سنیت

مسلک احمد رضا کا بول بالا تجھ سے ہے ☆ مرکز علم و ادب کا نام بالا تجھ سے ہے
فکروفن کا چارسو ہے جو اجالا تجھ سے ہے ☆ علم کے اس شہر کا روشن منارا تجھ سے ہے

منظر اسلام تو ہے نگہبان سنیت
منظر اسلام تو ہے شمعدان سنیت

گلشن احمد رضا کا اک شگفتہ پھول ہے ☆ جس کی خوشبو ہے ہر اک جانب یہ ایسا پھول ہے
نور ونکہت میں ہے ڈوبا جس کا ہر اک پھول ہے ☆ عندلیبان چمن کے واسطے یہ پھول ہے

منظر اسلام تو ہے گلستان سنیت
منظراسلام تو ہے بوستان سنیت

خشت اول جس نے رکھی مرد حق آگاہ ہے ☆ کردیا معیار اونچا مرد حق آگاہ ہے
جس نے خوں سے اپنے سینچا مرد حق آگاہ ہے ☆ چارسو ہے جس کا شہرا مرد حق آگاہ ہے

منظر اسلام تو ہے آستان سنیت
منظر اسلام تو ہے اک نشان سنیت

جہل کی تاریکیوں میں اک سجی ہے انجمن ☆ مثل انجم ہے درخشاں اس کی ہر بزم سخن
زندگی کے ساز کو جس نے کیا ہے نغمہ زن ☆ محفل علم و ادب کو جس نے بخشا بانکپن

منظر اسلام تو ہے ضو فشا ن سنیت

منظر اسلا م تو ہے دلستا ن سنیت

تیری دیواروں میں ہے منقوش اسکی داستاں ☆علم وفضل و معرفت کا ہوگیا جو کہکشاں

جس کے دم سے آج بھی قائم بہار گلستاں ☆سنیت کی داستاں ہے جس کے دفتر سے عیاں

منظر اسلام تو ہے آسمان سنیت

منظر اسلام تو ہے با غبان سنیت

طالبان حق کو اس کا یہ حسیں پیغام ہے ☆قصر باطل جسکے دم سے لرزہ بر اندام ہے

جلوۂ عشق رضا میں جس کی صبح وشام ہے ☆ظلمتوں میں ضوفشاں یہ منظر اسلام ہے

منظر اسلام تو ہے جسم و جان سنیت

منظر اسلام تو ہے آن با ن سنیت

اک صدی سے جل رہا ہے جس میں ماضی کا چراغ ☆ کر رہا ہے پیش ہر دم دین رحمت کا ایاغ

مل رہا ہے جس کی ضو سے اپنے آقا کا سراغ ☆عرش پر پہونچا دیا ہے جس نے انساں کا دماغ

منظر اسلام تو ہے آشیا ن سنیت

منظر اسلام تو ہے خا نما ن سنیت

تشنگان علم کا تو ایک بحر بیکراں ☆آسمان علم میں ہے تیرا چر چا بیگماں

تیرے سینے سے ہیں لاکھوں علم کے دریا رواں ☆ وصف کیا تیرا کرے گا نیّر عاجز بیاں

منظر اسلام تو ہے ایک شان سنیت

منظراسلام تو ہے حر ز جان سنیت

منقبت شریف

از: مولانا عبید الرحمٰن خان قادری اٹاوہ

اعلیٰحضرت کی عنایت منظر اسلام ہے
اہل سنت کی امانت منظر اسلام ہے

حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے طفیل
مرکز رشد و ہدایت منظر اسلام ہے

شاہ جیلانی میاں کی دانش و بینش سے آج
آفتاب علم وحکمت منظر اسلام ہے

غوث وخواجہ شاہ برکت کی دعاؤں کے طفیل
قاسم فیضان وبرکت منظر اسلام ہے

خانقاہ رضویہ ہو یا رضا مسجد کا کام
کاوش ریحان ملت منظر اسلام ہے

دور حاضر میں عروج وارتقاء کے بام پر
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

۱۳۲۲ سے لیکر ۱۴۲۲ تلک
ترجمان اہل سنت منظر اسلام ہے

زیب وزینت نور ونکہت دیکھئے رضوی محل
شاہ سبحانی کی خدمت منظر اسلام ہے

مرکز اہل سنن ہے بالیقیں اس دور میں
شاہ اختر کی حمایت منظر اسلام ہے
پیارے سبحانی میاں کی خدمت تعمیر نو
دیکھئے خود آ کے حضرت منظر اسلام ہے
مختصر مدت میں ساری دنیا کو دکھلا دیا
ہر طرف ہے جس کی شہرت منظر اسلام ہے
خانقاہیں درسگاہیں ہند و پاکستان میں
جس کی ہیں مرہون منت منظر اسلام ہے
جشن صدسالہ مبارک ہو تمہیں اے سنیو!
رحمت عالم کی رحمت منظر اسلام ہے
ہے عبید قادری کو تجھ سے اعزاز ی سند
میرے مرشد کی کرامت منظر اسلام ہے

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے

(احسن الوعاء)

غیر عالم کا وعظ کہنا اور اس کا وعظ سننا سب حرام ہے

(احسن الوعاء)

منقبت درشان منظر اسلام وشہر بریلی

از: حضرت علامہ سید ظہیر الدین احمد صاحب زیدی علی گڑھ

پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

یہ شہر بریلی کی راہیں ☆ یہ کوچے گلیاں ہگلیارے
ان سب نے خوب ہی دیکھے ہیں ☆ یاں علم کے روشن مینارے

پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

یہ منظر اعلیٰ حضرت ہے ☆ یہ مظہر اعلیٰ حضرت ہے
یہ معبد اعلیٰ حضرت ہے ☆ یہ مرقد اعلیٰ حضرت ہے

پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

یہ مرکز اہل سنت ہے ☆ یہ منبع علم و حکمت ہے
یہ چشمۂ علم شریعت ہے ☆ یہ روح روان حقیقت ہے

پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

قرآں کے معانی سننے کو ☆ افلاک سے ناظم آتے ہیں
فقہ کے مسائل پڑھنے کو ☆ اطراف سے عالم آتے ہیں

پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

تقویٰ وطہارت اس کا نشاں ☆ تعظیم ومحبت نورفشاں
سب اہل چمن نے دیکھا ہے ☆ وہ ماہ منور جلوہ کناں

پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

یہ شارح علم شریعت ہے ☆ یہ عارف رمز حقیقت ہے
یہ حامی علم سنت ہے ☆ یہ ماحی شرک و بدعت ہے
پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

حق لاالٰہ الااللہ حق لاموجود الااللہ حق لامشہود الااللہ
حق لامقصود الااللہ، لاالٰہ الا اللہ، لاالٰہ الااللہ

یہ دل میں بسایا جاتا ہے ☆ تعلیم یہاں دی جاتی ہے
پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

ضروری اعلان

تعمیر رضا مسجد، خانقاہ عالیہ رضویہ، مدرسہ منظر اسلام اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت سے متعلق رقوم اگر آپ بھیجنا چاہیں تو کسی کے ہاتھ میں نہ دیکر بنام "مدرسہ منظر اسلام" "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" اور خانقاہ ورضا مسجد کی رقم بنام "سبحان رضا خاں" ہی ڈرافٹ بنواکر بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ تاکہ رقم صحیح مصارف میں آسکے۔ غیر ذمہ دار افرد کے ہاتھوں میں دینے سے خرد برد ہو جاتی ہے

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ

حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران، بریلی شریف

منقبت

درشان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از قلم: نقیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا علی احمد صاحب سیوانی ناظم اعلیٰ (مجوزہ) ملک العلماء عربی کالج سیوان بہار

ذاکر خلاق نور و نار ہیں احمد رضا
حمد خوان عظمت غفار ہیں احمد رضا

کیوں نہ ان کی مدحتوں سے تر کروں اپنی زباں
واصف شان شہ ابرار ہیں احمد رضا

پاسبانی ان کے در کی کیوں نہ میں ہردم کروں
پاسبان عظمت سرکار ہیں احمد رضا

کیوں نہ میں ان کو سدا حسان کا ثانی کہوں
نعت گوئے احمد مختار ہیں احمد رضا

اہل دانش کا مشام جاں معطر کیوں نہ ہو
عقل و دانش کے گل گلزار ہیں احمد رضا

فضل رب کرم خدا فیضان آقا کے طفیل
ناشر دین شہ ابرار ہیں احمد رضا

کیوں نہ میں دربار کا ہردم گدا بن کر رہوں
اہل سنت کے سد اغمخوار ہیں احمد رضا

حق و باطل خیر وشر کی جنگ کے میدان میں
دشمنوں سے برسر پیکار ہیں احمد رضا

سن کے جس کا نام باطل کا لرزجاتا ہے دل
فاتح خیبر کی وہ تلوار ہیں احمد رضا

عظمت شان مجدد تم گھٹا سکتے نہیں
علم نبوی کے بلند مینار ہیں احمد رضا

خدمت دین وشریعت کی بدولت دوستو!
جنت الفردوس کے حقدار ہیں احمد رضا
مومنوں کے دل کی دنیا میں ہے برپا روشنی
جلوہ شمع شہ ابرار ہیں احمد رضا
دشمنوں کے سارے منصوبے بکھر کر رہ گئے
عزم محکم کی قوی دیوار ہیں احمد رضا
عاشقان مصطفیٰ کی گردنوں کے واسطے
جنتی پھولوں کے دلکش ہار ہیں احمد رضا
ہم ڈریں کیوں کر تلاطم خیز طوفانوں سے آج
کشتیٔ اسلام کی پتوار ہیں احمد رضا
اہل سنت کے دلوں کی مسند ذیشان پر
باخدا ہر وقت جلوہ بار ہیں احمد رضا
پی کے عشق مصطفیٰ کی بادۂ رنگیں کا جام
بیخود و سرمست اور سرشار ہیں احمد رضا
قصر باطل خرمن کفر وضلالت کے لئے
بالیقیں ہر آن شعلہ بار ہیں احمد رضا
کیوں منور روشن منزلیں ہوں رہ روان دین کی
چرخ دیں کا مہر جلوہ بار ہیں احمد رضا
بادۂ عرفان حق کے میکدے کا دوستو!
درحقیقت ساقیٔ دلدار ہیں احمد رضا
آدمیت کو شرف حاصل ہے ان کی ذات سے
آدمیت کا صحیح معیار ہیں احمد رضا
کیوں نہ ہو صدیقیت کا آئینہ ان کا وجود
عاشق جانباز یار غار ہیں احمد رضا

تاقیامت مرقد نور و ضیامیں ہرگھڑی
ابر رحمت بن کے جلوہ بار ہیں احمدرضا
کیوں نہ چھائے ہر طرف گلزار برکاتی میں نور
صاحب البرکات کے شہ کار ہیں احمدرضا
کہتے ہیں سارے مشائخ دین داور کے علی
دشمن دیں سے سدا بیزار ہیں احمدرضا
عاشقا ن سرورکون ومکاں کے اے علی
غنچہائے دل پہ شبنم بار ہیں احمدرضا
کیوں نہ ان کے در کا کتابن کے میں ہردم رہوں
اہل غم کے اے علیؔ غمخوار ہیں احمدرضا

خلد فیض عام بیشک منظر اسلام ہے

ازقلم: نقیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا علی احمد صاحب سیوانی

حق کا اک پیغام بیشک منظر اسلام ہے
جامعہ کا نام بیشک منظر اسلام ہے
طالبا ن علم دین مصطفی کے واسطے
درس گاہ عام بیشک منظر اسلام ہے
دین داور کی حفاظت جس میں ہوتی ہے سدا
اس قلعہ کا نام بیشک منظر اسلام ہے
ہم غریبوں بیکس و مجبور لوگوں کیلئے
ارتقاء کا بام بیشک منظر اسلام ہے
اعلیٰ حضرت جاں نثار سرور کونین کی
کاوشوں کا نام بیشک منظر اسلام ہے
تاقیامت اہل حق کے واسطے اے دوستو!
حق کا اک انعام بیشک منظر اسلام ہے

ہر گھڑی پیتے ہیں میکش بادۂ عرفاں کا جام

ساقیٔ گلفام بیشک منظر اسلام ہے

جس چمن میں علم کے لاکھوں شگفتہ ہیں گلاب

اس چمن کا نام بیشک منظر اسلام ہے

کیوں نہ مٹ جائیں جہاں سے جہل کی تاریکیاں

نیر اسلام بیشک منظر اسلام ہے

شاتمان سرور کون ومکاں کے واسطے

حیدری صمصام بیشک منظر اسلام ہے

مسلک احمد رضا خاں کی اشاعت کیلئے

محو صبح وشام بیشک منظر اسلام ہے

میکشان بادۂ عرفان حق کے واسطے

خلد فیض عام بیشک منظر اسلام ہے

رضوی ونوری وبرکاتی مریدوں کیلئے

برکتوں کا جام بیشک منظر اسلام ہے

خلد کا منظر نظر آتا جہاں ہے ہر گھڑی

منظر اسلام بیشک منظر اسلام ہے

ہم کہاں جائیں بتاؤ سیر گلشن کیلئے

گلشن اسلام بیشک منظر اسلام ہے

کیوں نہ اسکی قدر دل سے ہر گھڑی ہر دم کروں

عظمت اسلام بیشک منظر اسلام ہے

حضرت سبحاں رضا کی دور حاضر میں علی

محنتوں کا نام بیشک منظر اسلام ہے

دشمنان دین حق کو کاٹ کھائے گا علیؔ

دین کا ضرغام بیشک منظر اسلام ہے

منقبت

درشان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: شکیل اثر نورانی بریلوی، مکتبہ رضویہ بی بی جی مسجد بہاری پور بریلی شریف

عاشق خیرالانام احمد رضا
آپ پر لاکھوں سلام احمد رضا

عظمتوں کا اعلیٰ حضرت نام ہے
اعلیٰ حضرت کا ہے نام احمد رضا

کردیا تشکیل عشق مصطفیٰ
بن گئی شکل اما م احمد رضا

جان ہے ایمان کی حب نبی
اس پہ ہے حجت تما م احمد رضا

منظر اسلام پر ہے ضوفگن
چودھویں کا ماہ تام احمد رضا

منزل حق کے مسافر جان لیں
راہ حق ہے اب بنام احمد رضا

شیخ نجدی ہے وہابی کا امام
سنیوں کا ہے امام احمد رضا

ہے فدایان رسول اللہ کا
تیرے در پر ازدحام احمد رضا

معرفت ہیں عشق ہیں عرفان ہیں
تیرے میخانہ وجام احمد رضا
منہ پہ گستاخ رسول اللہ کے
ہے قلم تیرا لگام احمد رضا
خود کو ناموس نبی پر تج دیا
یوں ہوا ذی احترام احمد رضا
گونجتے ہیں ہر گھڑی آفاق میں
تیرے نغمات وسلام احمد رضا
نظم پڑھیے، نثر پڑھیے اے شکیلؔ
ہیں شہنشاہ کلام احمد رضا

ص ۳۲۲

(بقیہ منظر اسلام کے فارغین کا)

(۸۶) مولوی سید غلام مصطفیٰ ولد سید محمد رئیس الدین ساکن رحمان پور کٹیہار بہار
تاریخ پیدائش: یکم جنوری ۱۹۷۷ء
فراغت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء

(۸۷) مولوی پھول محمد رضوی ولد عبدالعزیز ساکن نوری محلہ سرلاہی نیپال
تاریخ پیدائش:۔ یکم جنوری ۱۹۸۱ء
فراغت:۔ ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

(۸۸) محمد اسلام ولد عبدالمالک ساکن موضع چندولی مظفر پور
تاریخ پیدائش: ۸/اپریل ۱۹۷۹ء

مولانا رضاء المصطفیٰ نوری

از: مولانا نصیر الدین اویسی

بخدمت حضرۃ العلام قبلہ مولانا صاجزادہ سبحان رضا خاں صاحب سبحانی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ وبرکاتہ ۔مزاج بعافیت !

صد سالہ جشن بریلی شریف کے عظیم کام پر قلبی مبارکباد قبول فرمائیں ۔کوشش بسیار کے باوجو انڈین ایمبیسی سے ہمیں ویزا نہ مل سکا ۔بہر حال ۔ع

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

حسب الحکم مختصر ناچیز کا سوانحی مضمون حاضر ہے۔ادعیہ صالحہ میں یاد رکھیں ۔جملہ برادران و احباب کو سلام ۔والسلام

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری ۱۹/ اسلام آباد گوجرانوالہ پاکستان

ایک نامور محقق ، مصنف ، مدرس ، خطیب مولانا علامہ محمد رضاء المصطفیٰ نوری ظریف القادری ڈائریکٹر پاک سنی اکیڈمی وخلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف ومفتی مرکزی دار العلوم سراج العلوم گوجرانوالہ۔

ولادت: آپ ضلع گوجرانوالہ کے مشہور گاؤں چبہ سندھواں میں ایک زمیندار کے گھرانے میں چوہدری نذیر احمد کے گھر پیدا ہوئے۔

تعلیم :آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے اسکول میں حاصل کی دریں اثناء آپ نے اپنے گاؤں کے دینی مدرسہ جامعہ محمدیہ تعلیم القرآن میں مولانا قاری محمد عارف صاحب سے مختصر عرصہ میں ناظرہ قرآن مجید پڑھا شفیق استاذ گرامی

نے گلستان سنیت کی اس شگفتہ نوکلی کی ہونہاری کو دیکھا تو قرآن مجید کے پہلے پارہ کا ترجمہ اور صحت لفظی ومخارج حروف کی ادائیگی کی مشق بھی شروع کرادی۔

گوجرانوالہ آمد: موصوف ابھی اپنے گاؤں میں زیر تعلیم ہی تھے کہ ان کے حقیقی ماموں مولانا غلام محمد صاحب ہریکوٹی نے اہل خانہ کی اجازت سے انہیں گوجرانوالہ کی اولین معیاری درسگارہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم میں داخلہ کرادیا۔ اس وقت اس جامعہ میں میدان تدریس میں شہسوار شخصیات فقیہ العصر شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب علیہ الرحمہ شیخ الفقہ، علامہ محمد عبداللطیف صاحب قادری، استاذ العلماء مولانا غلام نبی صاحب، استاذ العلماء مفتی حاکم علی صاحب رضوی، مجاہد کشمیر مولانا ہدایت اللہ صاحب مرحوم فرائض تدریس سرانجام دیرہے تھے۔

آپ نے درس نظامی کے نصاب کے مطابق موقوف علیہ تک جامعہ میں تعلیم حاصل کی۔

فراغت: موصوف کو تقریباً ۱۸ رسالہ عمر میں موقوف علیہ تک تعلیم کی تحصیل کے بعد جامعہ کے پروگرام کے مطابق سالانہ جلسہ دستار فضیلت منعقدہ ۱۷۔۱۸ رشعبان المعظم ۱۳۹۷ھ مطابق ۴۔۵ راگست ۱۹۷۷ء کو جامعہ کے مہتمم اعلیٰ مجاہد ملت، نباض قوم، پیر طریقت علامہ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان اور دیگر نامور علماء ومشائخ کی موجودگی میں آپ کو دستار فضیلت وسند فراغت سے سرفراز فرمایا گیا۔

آغاز تدریس: شوال المکرم ۱۳۹۸ھ کو آپ کے جامعہ کے مہتمم صاحب نے اسی جامعہ میں بطور مدرس تقرری فرمادی ۔ جہاں آپ نے درس نظامی کے نصاب کی تدریس کا باقاعدہ سلسلہ شروع فرمادیا۔

بریلی شریف میں حاضری: تقریباً تین برس تدریسی تجربے کے بعد آپ کے علمی ذوق نے ایکبار پھر تحصیل علم کیلئے انگڑائیاں لی۔ چنانچہ بڑی تگ ودو کے بعد پاسپورٹ اور ویزا کے ذریعہ آپ نے بریلی شریف حاضری کیلئے رخت سفر باندھا۔ چنانچہ بریلی شریف حاضر ہوکر جامعہ منظر اسلام میں دورۂ حدیث شریف میں داخل ہوگئے۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ تحسین رضا صاحب زیدمجدہ، استاذ العلماء علامہ بلال احمد صاحب، جامع معقولات ومنقولات علامہ محمد نعیم اللہ خاں صاحب سے علمی فیض حاصل کیا۔ اس دوران جامعہ منظر اسلام میں چونکہ پاکستانی طالب علم فقط آپ ہی تھے۔ علامہ ریحان رضا علیہ الرحمہ اور مولانا صاحبزادہ توصیف رضا صاحب آپ سے خوب شفقت اور محبت سے پیش آئے

۔ جتنا عرصہ آپ منظر اسلام میں رہے آپ کا کھانا کاشانۂ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے آتا۔ اور کبھی کبھار علامہ رحمانی میاں صاحب علیہ الرحمہ بھی آپ کو گھر بلا کر دعوت شیراز سے نوازتے۔

واپسی: دربار اعلیٰ حضرت کی حاضری اور جامعہ منظر اسلام میں علمی فیض حاصل کرنے کے بعد آپ پاکستان واپس آگئے اور حسب سابق پہلی جگہ تدریس کا کام شروع فرمادیا۔ اس جامعہ میں کچھ عرصہ پڑھانے کے بعد فیصل آباد میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں دورۂ حدیث میں داخل ہوگئے جہاں آپ نے شیخ الحدیث حضرت علامہ ومولانا غلام رسول صاحب رضوی سے دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ جامعہ رضویہ سے دستار فضیلت وسند فراغت کے بعد گوجرانوالہ شہر کی مشہور مسجد جامعۃ الرضا میں منتقل ہوگئے۔ جہاں آپ امامت وخطابت کے علاوہ مسجد کے ساتھ ملحقہ رضا منڈل اسکول میں صدر مدرس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ایک سال وہاں کام کرنے کے بعد پھر پہلے ہی جامعہ میں بطور مدرس منتقل ہوگئے۔ جہاں آپ تدریس کے علاوہ تقریباً نو برس ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے نائب ایڈیٹر ہونے کی خدمات بھی سر انجام دی۔

مزید ذوق علمی: تدریسی زندگی کے دوران آپ دورۂ تفسیر القرآن پڑھنے کیلئے بہاولپور علامۃ العصر مولانا فیض احمد اویسی صاحب کے دار العلوم میں حاضر ہوئے۔ مگر اس سال وہاں دورہ نہ شروع ہونے کی وجہ سے واپس آکر شیخ القرآن علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ کے جامعہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد غلام رسول صاحب رضوی، علامہ محمد صدیق صاحب سالک اور جانشین شیخ القرآن مفتی محمد عبد الشکور صاحب سے مکمل دورۂ تفسیر القرآن پڑھ کر سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔ علم فرائض کی مشہور کتاب ''سراجی'' مولوی محمد ہاشم آف ڈیرہ اسماعیل خاں سے پڑھی۔

خیالی، امور عامہ، اقلیدس اور خلاصۃ الحساب علامہ حمید اللہ پشاوری سے پڑھے۔ شرح عقائد کا مکمل اور امور عامہ کے بعض حصوں کا دور شیخ الفقہ علامہ محمد عبد اللطیف صاحب قادری سے کیا۔ بی، اے کے امتحان کیلئے گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ حاضر ہوئے جبکہ تنظیم المدارس کا امتحان لاہور بورڈ سے پاس کیا۔ جو کہ ایم اے اسلامیات وایم، اے عربی کے مساوی ہے۔ علم طب کی تحصیل کیلئے گوجرانوالہ کے کہنہ مشق ایک حکیم صاحب کے پاس جاتے رہے۔

آغاز خطابت: ویسے تو موصوف نے تقریر کا سلسلہ اس وقت ہی شروع کردیا تھا جب آپ درس نظامی کی ابتدائی نصابی

کتاب پند نامہ وغیرہ کے طالب علم تھے اور خطبہ جمعہ اس وقت شروع کیا جب آپ علم نحو کی مشہور کتاب شرح جامی وغیرہ پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد اب تک مسلسل خطابت کا سلسلہ جاری ہے گوجرانوالہ کی مشہور مرکزی مسجد القائم میں خطبہ جمعہ اور درس قرآن وحدیث کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور شہری وضلعی سطح پر بھی آپ کے دوروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ میدان خطابت میں جب آپ کسی ایک چیز کو موضوع سخن بنا کر اس پر دلائل قائم کرتے ہیں اور تقریری تسلسل برقرار رکھتے ہیں۔ تو سامعین پر آپ کی سحر بیانی اور شعلہ نوائی کیوجہ سے ایک کیفیت اور سناٹا چھا جاتا ہے۔

دورۂ تفسیر القرآن: سال میں دو دفعہ دورۂ تفسیر القرآن پڑھاتے ہیں آپ کے حلقہ درس میں حاضر ہونے والوں کی تعداد سیکڑوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جن میں علماء مدارس عربیہ وکالج ویونیورسٹی کے طلباء کے علاوہ اساتذہ کرام کی خاصی تعداد شامل ہوتی ہے۔

تفسیر القرآن کورس میں شامل ہونے والے کئی حضرات خام ذہن اور متزلزل نظریات لیکر آتے ہیں اور جاتے ہوئے اپنے اپنے دامن کو عشق مصطفی ﷺ اور عقیدہ صحیحہ کی دولت سے بھر کر لے جاتے ہیں۔

تحقیق وفتویٰ: گوجرانوالہ کی اولین معیاری درسگاہ میں تدریس کے ساتھ ساتھ آپ کئی سال سے تحقیق وفتویٰ نویسی کا کام بھی کر رہے ہیں۔ دور جدید میں پیش آمدہ مسائل کو کتاب وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں ایسی بحث وتحقیق کیساتھ حل فرماتے ہیں۔ کہ پڑھنے سننے والے آپ کی خداداد صلاحیتوں پر داد تحسین دیئے بغیر نہیں رہتے۔ اور آپ کی فقہی جزئیات پر نظر دیکھ کر ہدیہ تبریک پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ علم فرائض پر گفتگو وفتویٰ نویسی کا مولا کریم نے آپ کو ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ کہ جس موضوع پر بھی جب کچھ کہتے ہیں۔ تو اپنوں کے حلقہ سے آفریں کے نغمات سنائی دیتے ہیں۔ اور بیگانے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ علم فرائض کے طلباء کی آپ کی طرف خصوصی طور پر رغبت نظر آتی ہے۔ آپ کے عشق صادق کے چراغ کی تابانی دیکھ کر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا اس پر خصوصی روحانی فیضان محسوس ہوتا ہے۔

تالیف و تصنیف: بالعموم جو مدرس ہوتا ہے وہ خطیب ومصنف ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ مگر حضرت موصوف کو دیکھنے والا میدان تدریس میں دیکھتا ہے تو ایک ماہر مدرس پاتا ہے۔ میدان فتویٰ میں دیکھتا ہے تو آپ بہترین کامیاب فقیہ نظر آتے ہیں۔ سلسلہ طریقت میں دیکھتا ہے تو عظیم روحانی پیشوا تصور کرتا ہے۔ میدان خطابت میں آپ کی اسپ

روانی کو دیکھتا ہے تو حیران ہو جاتا ہے مصنفین کی جماعت میں دیکھتا ہے تو آپ ممتاز حیثیت کے مصنف دکھائی دیتے ہیں ۔الغرض اللہ کریم نے آپ کے دامن کو بہت سی خوبیوں سے بھر دیا ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آپ کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں۔

تصانیف: (۱) الصلوٰۃ معراج المومنین عربی مطبوعہ (۲) شمع ہدایت مطبوعہ بار پنجم (۳) شمع سنت مطبوعہ (۴) شمع عقیدت مطبوعہ (۵) شمع اعتکاف مطبوعہ (۶) شمع نصیحت مطبوعہ (۷) شمع رسالت مطبوعہ (۸) شمع نبوت غیر مطبوعہ (۹) فتاویٰ قادریہ غیر مطبوعہ (۱۰) صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر مطبوعہ (۱۱) رسالہ نور (۱۲) مقالات رضا زیر طبع (۱۳) والدین محبوب خدا مطبوعہ (۱۴) قرآن مجید کا سلیس اردو میں ترجمہ نور الایمان مطبوعہ (۱۵) سنی تقویۃ الایمان مطبوعہ (۱۶) عربی زبان کا آسان قاعدہ (۱۷) حیات ونزول مسیح علیہ السلام اور ظہور امام مہدی (۱۸) نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کا جواز (۱۹) علوم القرآن غیر مطبوعہ (۲۰) لغات القرآن (۲۱) تحفظ اوراق مقدسہ بڑے سائز کے خوبصورت تبلیغی اشتہارات۔اسلام میں والدین کے حقوق کا بیان۔

(۲) دیوبندی، وہابی علماء کی کتب میں مسلک اہل سنت کا بیان۔

(۳) شیعہ کتب میں مسلک اہل سنت کا بیان (۴) اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا بیان (۵) حضرت امام اعظم کی عظمت کا بیان (۶) زندگی، موت حنفی نماز جنازہ اور دعا کا بیان (۷) والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا بیان (۸) ننگے سر نماز پڑھنے کے نقصان کا بیان (۹) امام ربانی مجدد الف ثانی کی شان کا بیان۔

عرصۂ تدریس وتلامذہ: موصوف تقریباً عرصہ ۲۴ رسال سے میدان تدریس میں علوم اسلامیہ کے تشنگان کی علمی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔اگرچہ آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہے جو دنیا کے مختلف حصوں میں مصروف تبلیغ وخدمت دین ہیں ۔تاہم آپ کے چند تلامذہ مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا صاحبزادہ سید اصغر علی شاہ صاحب ناظم امور تبلیغ پاکستان سنی فورس

(۲) مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد اویسی جنرل سکریٹری جمعیت علماء پاکستان ضلع گوجرانوالہ

(۳) محقق ومناظر اہل سنت مولانا علامہ محمد عباس صاحب رضوی صدر پاک سنی اکیڈمی گوجرانوالہ

(۴) فاضل نوجوان مولانا صاحبزادہ محمد داؤد صاحب رضوی مدرس جامعہ سراج العلوم وامیر انوار رضا گوجرانوالہ

(۵) مولانا علامہ باغ علی صاحب رضوی مہتمم جامعہ شیخ الحدیث فیصل آباد

(۶) خطیب شہیر مولانا محمد شریف صاحب صدیقی رضوی مہتمم جامعہ اکبریہ گوجرانوالہ

(۷) مفکر ملت مولانا حافظ محمد صفدر رضا صاحب ایم اے ایم ایڈ گوجرانوالہ

(۸) مولانا پروفیسر محمد عظیم فاروقی ایم اے اسلامیات ایم اے انگلش ایم اے اکنامکس

(۹) مولانا حافظ محمد فیاض الحسن صاحب صدیقی مہتمم جامعہ نورالاسلام قلعہ دیدار سنگھ

(۱۰) مولانا الفاضل غلام علی صاحب منہاس گوجرانوالہ

(۱۱) خطیب ملت مولانا حافظ محمد اشرف رضا صاحب ایڈیٹر جریدہ فدایان مصطفیٰ

ادارے: موصوف درجن سے زائد تعلیمی اداروں کے سربراہ ہیں جن میں حفظ وناظرہ کے علاوہ علوم شرقیہ وغربیہ کے شعبہ جات داخل ہیں۔

مکتبۂ قادریہ: آپ نے نشرواشاعت کے ذریعے خدمت دین وتبلیغ مذہب اہل سنت کیلئے چند ماہ کئی برس سے مکتبہ قادریہ کے نام ایک کتب خانہ بھی قائم فرمایا ہوا ہے جس کے ذریعے بھی ماشاء اللہ مسلک کی خدمت اور اشاعت کا خوب کام ہو رہا ہے۔

بیعت وخلافت: موصوف شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے بیعت، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور علامہ محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں کے خلیفہ مجاز ہیں۔

بے ضرورت شرعیہ اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور مسکین وحاجت مند مسلمانوں کیلئے مانگنا حلال ہے

(حدیث شریف)

بانی منظر اسلام کی

فن تجوید و قرأت کی عظیم خدمات

از: (مولانا قاری) محمد عرفان، پرنسپل جامعۃ القراء لکھنؤ

اللہ رب العزت جل مجدہ کریم نے بے شمار انسانوں کی تخلیق فرمائی۔ اوصاف و کمالات کے اعتبار سے انسانوں کے درجے مختلف ہیں بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جن میں کوئی خاص خوبی نہیں پائی جاتی اور بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جن میں چند خوبیاں نہیں بلکہ بہت سے اوصاف و کمالات پائے جاتے ہیں۔ یہی حال آقائے نعمت، دریائے رحمت، مجدد دین وملت، بانئ منظر اسلام امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ کا ہے آپ بیک وقت بہت سے اوصاف و کمالات ،علوم ومعارف کے جامع ہیں۔ غرضیکہ جس جہت سے بھی آپ کا مطالعہ کیا جائے تو منفرد المثال اور ممتاز نظر آتے ہیں ۔حدیث وتفسیر ،فقہ وکلام ۔ ہندسہ وریاضی، منطق وفلسفہ ،ہیئت وجفر ،طبعیات و کیمیا ،اقتصادیات وارضیات ،سائنس وطب ، جغرافیہ وتاریخ ،علم مناظرہ و مقابلہ ،نحو وصرف ،نعت وشاعری ،تصوف وسلوک کم وبیش ساٹھ (۶۰) علوم میں مہارت تامہ وملکہ ہی حاصل نہیں بلکہ درجۂ امامت پر فائز رہے جہاں آپ دیگر علوم وفنون میں امتیازی مقام رکھتے تھے ۔وہیں آپ فن تجوید وقرأت میں بھی اجود واقرء تھے۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت بانی منظر اسلام نے فن تجوید وقرأت کے تعلق سے ایسی نایاب ونادر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ فتاویٰ

رضویہ جلد سوم میں فن تجوید وقرأت کی اہمیت وافادیت پہ زور دیا ہے۔ بالخصوص اصعب الحروف ''ضاد'' کی تحقیق پہ معرکۃ الآرا رسالہ ''یسر الزاد لمن ام الضاد'' تحریر فرمایا تھا۔ افسوس کہ اس کا مسودہ مارہرہ شریف کے راستے میں گم ہوگیا۔

کاش کہ آپ کے فن تجوید وقرأت کے تعلق سے سارے رسالے چھپ کر منظر عام پر آجاتے تو یہی اہل سنت وجماعت کے قراء، علماء، حفاظ عوام کیلئے کافی تھے۔

قاری ومقری امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ تجوید وقرأت کی ضرورت واہمیت پہ اس طرح روشنی ڈالتے ہیں کہ

''اس قدر تجوید کا سیکھنا ضروری ہے کہ جس کے باعث حرف کو حرف سے امتیاز اور تلبیس اور تبدیل سے احتراز حاصل ہو۔ جو واجبات عینیہ واہم مہمات دینیہ سے ہے۔ آدمی پر تصحیح مخارج میں سعی تام اور ہر حرف میں اس کے مخرج سے ٹھیک ادا ہونے کا قصد واہتمام کہ قرآن مطابق ما انزل اللہ تعالیٰ پڑھے (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۹۷)

فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۰۷۔۱۰۶ پر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

رب ذوالجلال نے فرقان حمید کو بزبان عربی نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا اور تلاوت وسماع اور افادہ واستفادہ کیلئے حروف واصوات کے ساتھ روشن مجلی فرمایا جس طرح حضور ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ بعینہ حضور نے صحابہ تک پہونچایا اور صحابہ نے تابعین تک اور تابعین نے تبع تابعین تک اس طرح قرناً بعد قرن نسلاً بعد نسل ہر ہر حرف وحرکت وصفت وہیئت کے ساتھ غایت تواتر کے طور ہم تک پہونچا۔ بفضلہ تعالیٰ جس طرح اس کے کلمات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں اسی طرح اس کے حروف میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہم پورے یقین کے ساتھ جانتے ہیں الف، ع دونوں عربی میں الگ الگ حرف ہیں اور قرآن عظیم میں لا، الا، فلا، کے معنی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسی یقین کے ساتھ ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ عربی زبان میں ض، ظ، د تینوں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ اور قرآن مقدس میں ضل، ظل، نیز دل کے مدلولات ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ بس ''ض'' کو ''ظ'' یا ''د'' پڑھنا بعینہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی شخص الف کو ''ع'' یا ''ف'' پڑھے۔ ''ض'' کی جگہ دال پڑھنے پر توارث کا دعویٰ تو یہ غلط اور بیہودہ بات ہے۔ اس لئے توارث سے مراد اگر قرأت علماء معتمدین کا تعارف ہے تو یہ بجا ہے خود باطل ومردود ہے اور اگر ہندوستان کے عوام کا توارث مراد ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے کہ ہندوستانی عوام تجوید وقرأت سے عموماً غافل ہیں۔

دربھنگہ (بہار) سے مولوی محمد یٰسین صاحب نے اسی مسئلہ پر ایک مبسوط اور استفتاء کر کے جواب طلب کیا جس کے جواب میں امام القرأت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے ''الجام الصادعن سنن الضاد'' نامی رسالہ تحریر فرمایا۔ مسئلہ ''ض'' کی تحقیق و تدقیق اس انداز میں بیان فرمائی ہے۔ کہ اس فن اور خصوصا اس مسئلہ کے محقق اور اسکالر کیلئے یہ رسالہ درنایاب اور گوہر آبدار کی حیثیت رکھتا ہے۔

رہا سوال یہ کہ ''ض'' مشابہ ''ظ'' ہے یا ''د'' تو اس کے متعلق امام القرأت امام احمد رضا قدس سرہ قم طراز ہیں۔

''ض'' و ''ظ'' کا مشبہ الصوت ہونا یقینی ہے یہاں تک تمیز دشوار مگر نہ یہ ''ظ'' جو عامہ عوام نکالتے ہیں نہ یہ ''د'' معظم ہے۔ ''ظ'' جب اپنے مخرج سے صحیح طور پر برعایت استعلاء اطباق لسان ادا کی جائے گی تو ضرور مشابہ الصوت بہ ''ض'' ہوگی یہاں تک کہ استطالۃ واقع ہو ''ض'' ہو جائے۔ ''ذواد'' نہ مستحسن نہ مستجن بلکہ محض غلط اسی طرح ''دواد'' اور صحیح ''ظواد'' بھی نہیں۔ فقہائے کرام سب کا ایک ہی حکم دیتے ہیں کہ بحالت فساد معنی نماز فاسد جیسے ''مغظوب'' ''مغدوب'' اور بحالت صحت معنی صحیح جیسے ''ظالین'' ''دالین'' کما فی الغنیہ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۰۲)

تجوید و قرأت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔ تجوید نص قطعی قرآن و اخبار متواتر سید المرسلین ﷺ و اجماع تام صحابہ و تابعین وسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستد ام حق و واجب و علم دین شرع الٰہی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا اسے مطلقا ناحق بتانا کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ

ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی خاص قاعدے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے اسے آگاہ و متنبہ کرنا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۱۹)

ایک دوسری جگہ تجوید کے فرض عین ہونے کی صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ایک حرف کی جگہ دوسرے سے تبدیل (بدل دینا) اگر عجزا ہو تو مذہب صحیح و معتمد میں خطا ہو تو ہمارے ائمہ مذہب کے نزدیک مفسد نماز ہے جب کہ مفسد معنی ہو یا امام ابو یوسف کے نزدیک جبکہ وہ کلمہ قرآن کریم سے نہ ہو اور اس سے بچنا تعلم تمایز حروف ناممکن اور فساد نماز سے بچنا فرض عین ہے

قالاللہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے اعمال کو باطل نہ کرو (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۲۸)

بلا شبہ اتنی تجوید جس سے تصحیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض عین ہے۔

بزازیہ وغیرہ میں ہے "اللحن حرام بلا خلاف (لحن حرام ہے بلا خلاف) جو اسے (تجوید کو) بدعت کہتا ہے جاہل اسے سمجھا جائے گا۔ اور اگر دانستہ کہتا ہے تو اس کا یہ کہنا کفر ہے کیونکہ فرض کو بدعت کہتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۲۔۱۳۳)

حروف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اور اس کے ہر امر کا لحاظ رکھنا علماء، قراء، حفاظ ہی کیلئے ضروری نہیں بلکہ عامۃ المسلمین کیلئے بھی واجب وضروری ہے تاکہ قرآن مقدس نزول و مامور کے مطابق صحیح طریقے سے پڑھا اور پڑھایا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ اپنے موکد الفاظ ورتل القرآن ترتیلا نیز رتلنہ ترتیلا سے قرآن مقدس ترتیل کیساتھ پڑھنے کو واجب فرما رہا ہے رتل فعل امر ہے وہ امر جو تاکید کے ساتھ استعمال کیا جائے تو وہ وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ ترتیلا مفعول مطلق تاکید کیلئے یعنی ضروری ہے کہ قرآن مقدس ترتیل ہی کے ساتھ پڑھا جائے۔ مامور بہ پہ عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے ترتیل کا معنیٰ سمجھا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا ترتیل کیا ہے تو آپ نے فرمایا الترتیل ھو تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف ترتیل حروف کو تجوید کی رعایت اور وقوف کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنے کا نام ہے۔ اور تجوید نام ہے۔ حروف کو اسکے مخارج اور صفات کے ساتھ ادا کرنے کا بایں سبب حکم الٰہی کی بجا آوری کیلئے تجوید وقرأت کیساتھ قرآن پڑھنا واجب اور ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے تجوید وقرأت کی اہمیت وافادیت اور اسکے حصول پہ زور دیا ہے جیسا کہ آپ کے ملفوظات سے ظاہر ہے آپ کے فرمودات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ تجوید کا سیکھنا تمام مسلمان مرد اور عورت پر فرض یکساں واجب ہے۔ فی زمانہ تجوید وقرأت کا نہ سیکھنا اور اس سے غافل ہونا کوئی عذر نہیں ہے۔ اس لئے بہت سے ماہرین فن تجوید وقرأت ہر جگہ موجود ہیں اور تعلیم وتعلم کیلئے بہت سی کتابیں وجود میں آچکی ہیں جس سے بسہولت حروف کی ادائیگی و درستگی سیکھ سکیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کے تجوید وقرأت کی خدمات اور آپ کے اس مشن کو بین العوام پھیلانا ضروری ہی نہیں بلکہ واجب فی العمل ہے۔ اور فن تجوید وقرأت کے تعلق سے تحقیقات وتدقیقات کو عام کیا جائے ۔ کیونکہ فن تجوید وقرأت افضل العلوم واہم العلوم میں سے ہے بغیر اس کے لغت وعبادت ناقص اور ادھوری ہے اس لئے کہ

نماز میں نفس قرأت فرض ہے اور قرأت میں بلحاظ حروف و معانی کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے تو یہ مفسد صلوۃ ہے۔ لہذا تجوید کا سیکھنا قدر ما یجوز بہ الصلوۃ فرض ہے۔

اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے اس تحریک اور مشن کو پھیلانے کیلئے محقق علم و فن مجود عصر قاری مقری محمد یوسف عزیزی ہمہ تن مصروف و مشغول ہی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کی اس تحریک کو زندہ کرنا اور پھیلانا ان کی زندگی کا نصب العین ہے۔ انہوں نے فن تجوید و قرأت کے فقدان وانحطاط کے پیش نظر اور اس فن کی ترویج و اشاعت کیلئے متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں ان میں مصباح القرأت، روایت شعبہ میں خلاصۃ الترتیل روایت حفص میں المخلص القرأت فی السبع المتواترات قرأت سبعہ متواترہ، میں قابل ذکر ہیں جو علماء، قراء، حفاظ طلباء اساتذہ کیلئے یکساں معلومات کا ذخیرہ ہے۔

قاری مقری محمد یوسف عزیزی کے ہزاروں تلامذہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں اعلیٰحضرت کے اس مشن کو پھیلانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

مزید برآں فن تجوید و قرأت کی اشاعت اور اس کے عروج و ارتقاء کیلئے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی اس عظیم تحریک کو جلا دینے کیلئے ہندوستان کی ممتاز منفرد درسگاہ جامعۃ القراء آج سے ۷؍سال قبل ۲۲؍فروری ۱۹۹۵ء کو بنام جامعۃ القراء عمل میں آیا تھا۔ ابتدائی مرحلہ میں بانی ادارہ قاری محمد یوسف عزیزی و مولانا صابر القادری صاحبان اور ان کے ساتھ چند شائقین وتشنگان علوم تجوید و قرأت پر مشتمل ایک چھوٹی جماعت تھی۔

الحمدللہ! آناً فاناً یوماً فیوماً دیکھتے ہی دیکھتے بفضل خدا زمین کا انتظام ہو گیا اور ۹؍اکتوبر ۱۹۹۷ء کو آل انڈیا مقابلہ تجوید و قرأت و سیمینار کے پرحسین موقع پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور منانی میاں و علامہ قاری مقری احمد ضیاء ازہری رحمۃ اللہ علیہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب قبلہ، مولانا یسین اختر مصباحی، مولانا جابر حسین صدیقی ہزاریباغ، مولانا ڈاکٹر غلام یحیی انجم، مولانا مبارک حسین مصباحی، مفتی عبدالحکیم نوری، مولانا انجم لطیفی، مولانا عبدالمصطفی صدیقی ردولی و دیگر علماء کبار و قراء عظام کے نورانی ہاتھوں سے جامعۃ القراء کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اب اس وقت الحمدللہ! جامعۃ القراء کی چار منزلہ پرشکوہ عمارت تیار ہو گئی۔ اب یہ ادارہ ہند و بیرون ہند میں اپنی حسن کارکردگی اور اعلیٰ حضرت کے اس مشن و تحریک کو پھیلانے اور عام و تام کرنے کے باعث دنیائے فن تجوید و قرأت میں امتیازی وانفرادی مقام حاصل کر کے قراء کرام کے دلوں کی دھڑکن بن گیا ہے۔ اس عرصہ قلیلہ میں دو سو سے زائد علماء بشکل قراء فارغ ہو کر ملک و بیرون ملک کی ممتاز و دینی درسگاہوں میں تجوید و قرأت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جامعۃ القراء میں بہار، بنگال، گوا، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، کرناٹک، کشمیر، اڑیسہ، یوپی کے مختلف بلاد و اضلاع کے ممتاز و

فارغ شدہ قراء علماء، حفاظ ۱۰۰ ارکی تعداد سے زائد قرأت حفص، شعبہ، سبعہ، عشرہ مع درس نظامی بڑے انہماکیت کیساتھ زیر تعلیم ہیں۔

جامعۃ القراء کی ترقی کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ امام القراء مجود اعظم ہند حضرت علامہ قاری الشیخ احمد ضیاء ازہری فاضل جامعہ ازہر مصر رحمۃ اللہ علیہ جامعۃ القراء میں بحیثیت شیخ القرأت مسند تدریس پر فائز رہے۔ لیکن چونکہ موت برحق ہے ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے کے تحت ۱۴ راگست ۲۰۰۱ء کو اپنے مالک حقیقی سے جاملے اور جامعۃ القراء اپنے محسن اور ایک عظیم استاذ امام القرأت سے محروم ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

واضح ہو کہ آج قاری صاحب علیہ الرحمہ کے تلمیذ ارشد اور جانشین حقیقی محقق علم و فن مجود عصر قاری محمد یوسف عزیزی بانی جامعۃ القراء ممتاز ترین قراء، علماء کی ایک چنندہ جماعت کے ساتھ فن تجوید و قرأت حفص، قرأت شعبہ، قرأت سبعہ عشرہ وغیرہ کی باضابطہ تعلیم دے رہے ہیں۔

الحمد للہ! یہ ادارہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے مشن کو زندہ اور آپ کی تحریک کو پھیلانے میں رواں دواں ہے جو آپ کی تحریک کا ایک حصہ ہے۔

تمام مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران کو چاہئے کہ اعلیٰ حضرت کے اس مشن کو زندہ و تابندہ رکھنے اور آپ کی روح پرفتوح کو خوش کرنے کیلئے تمام ذمہ داران اپنے اپنے مدرسے میں اس فن کو ذیلی اور ضمنی نہیں بلکہ لازمی اور ضروری شعبہ قرار دیں تاکہ یہ فن بین العوام عام و تام ہوجائے۔

افسوس ہزار افسوس کہ نام نہاد علماء، قراء، حفاظ اور مدارس اسلامیہ کے اکثر و بیشتر ذمہ داران حضرات اس فن سے ناواقف اور توجہ نہ دینے کے باعث قرآن پاک مامور بہ کے خلاف پڑھتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ اعلیٰ حضرت کے مشن کو آگے بڑھانے والے ہیں؟ کیا اس سے اعلیٰ حضرت کی روح خوش ہوتی ہوگی؟ یقیناً نہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام اور امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مشن کو آگے بڑھائیں تو تجوید و قرأت سیکھیں اور اس کے حصول پہ زور دیں اور ہر ذمہ دار اپنے اپنے مدرسے میں فن تجوید و قرأت کی تعلیم کو لازمی قرار دے کر اچھا سے اچھا قاری مقری بنا کر قوم کے سامنے پیش کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے صدقے میں اعلیٰ حضرت کے مشن پر چلنے بالخصوص فن تجوید و قرأت کے ساتھ کماانزل قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس پر عمل کی توفیق بخشے آمین۔ اور تجوید و قرأت کی منفرد و ممتاز درسگاہ جامعۃ القراء پر اعلیٰ حضرت کا روحانی فیضان جاری و ساری فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہوجائے
کہ ہر پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہوجائے

نقشہ تعمیری عمارت خانقاہ عالیہ رضویہ

واقع بریلی محلہ سوداگران

یه نقشه حضور حجة الاسلام نے اپنے عهد اهتمام میں تیار کرایا۔ من وعن هدیۂ ناظرین هے "ادارہ"

یہ نقشہ حضور حجۃ الاسلام نے اپنے عہد اهتمام میں تیار کرایا من وعن ہدیۂ ناظرین ہے "ادارہ"

کہاں میخانے کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ

از: نازاں فیضی گیاوی، شعبہ ادبیات جامعہ شمس العلوم کریم گنج گیا (بہار)

جامعہ منظر اسلام کا صد سالہ جشن اپنے انتہائی عروج کی منزل میں ہے۔ عروس جادۂ منزل بہارستان خلد کی دلکشی اور رعنائی سے ہر دل میں گل لالہ کھل اٹھا۔ کتنی نیندیں قربان ہوئی ہوں گی کتنی صبح وشام کے ماتھے پر آرزوؤں کا جھومر سجا ہوگا

دل میں کیف بہاراں کا جلوس ہے ☆ اور آنکھوں میں صبح نو کی آمد آمد کا خمار
ابھی تو دور ہے صبح بہار کی منزل ☆ ابھی سے کیسے نظر کو قرار آجائے
وہاں سے دیکھنا عالم مری محبت کا ☆ جہاں سے ملنے لگیں گے کجھور کے سائے

(ترنم فیضی)

دل کی وابستگی کے نور کا نام جامعہ منظر اسلام ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دل کی دھڑکن کا نام جامعہ منظر اسلام ہے۔ جب کوئی نہ تھا نہ ہمدم وغمگسار نہ ہجوم غم میں نوید صبح بہار کی یادگار تب جامعہ منظر اسلام تھا۔ صدر الشریعہ وہاں رہے تو صدف کے وہ گہر آبدار بن کے نکلے کہ جن کی آرزوؤں نے حضور حافظ ملت کی پرورش کی۔ پرورش ہی نہیں کی زمین سے اٹھا کر فلک کا مہر درخشاں بنا دیا۔ آج ان کے تلامذہ کے تلامذہ ہندوستان سے نکل کر یوروپ امریکہ کی گلستان سجائے ہوئے ہیں۔ مناظر اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان اللہ اللہ! زبان رضا نے ابوالفتح کا خطاب اسی جامعہ منظر اسلام بریلی شریف سے دیا تو انہوں نے تازیست دیوبندیوں، وہابیوں اور آریہ سماج والوں کو اپنی حاضر جوابی سے ناکوں چنے چبوا دیئے۔ سردار احمد خاں کا علمی جاہ وجلال کس کی پیداوار ہے۔ اسی جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کی۔

ایک دو جام سے رندوں کا بھلا کیا ہوگا
تجھ کو دینا ہے تو میخانہ اٹھا کر دیدے

(اعجاز کامٹوی)

بریلی شریف کے ساقی میکدہ امام احمد رضا نے جامعہ منظر اسلام سے رندوں کو میخانہ ہی اٹھا کر دیدیا ہے تب تو کوئی حجۃ

الاسلام بن کر ابھرے، تو کوئی مفتی اعظم ہند، کسی کو مجدد کا پکا بنایا تو کسی کے دل میں احساس محبت کا نور جگمگایا مگر ایک بات مشترک ہے کہ سب کے دلوں میں محبت رسول کا پھول کھلایا۔

ایک دو جام سے رندوں کا بھلا کیا ہوگا
تجھ کو دینا ہے تو میخانہ اٹھا کر دیدے

جامعہ منظر اسلام کی چٹائی پر بیٹھ کر جو درس دیا جاتا رہا ہے اسی کا نام کہیں سید نعیم الدین مرادآبادی ہے تو کہیں حضور مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن۔

چھپے ہیں یوں تو نظر سے مجاہد ملت ☆ قریب تر ہیں جگر سے مجاہد ملت
نگاہ عشق تمہیں ڈھونڈ تی ہے ہر جانب ☆ میں تم کو لاؤں کدھر سے مجاہد ملت
پہن کے بیڑیاں شہر بی کی جیلوں میں ☆ چلے وفا کی ڈگر سے مجاہد ملت

(نازاں فیضی)

جامعہ منظر اسلام بریلی شریف ایک ایسا نیلا آسمان ہے جس میں بے شمار ستاروں کے قمقمے جگمگا رہے ہیں۔ جس میں زہرہ بھی ہے، مریخ بھی عطارد بھی ہے کہکشاں بھی آفتاب و ماہتاب کا تو کہنا ہی کیا۔ اس میں ایسے ایسے تارے بھی ہیں جو رات کے اندھیروں میں متلاشیان حق کو منزل کا پتہ دیتے ہیں۔

جامعہ منظر اسلام بیک وقت آسمان محبت بھی ہے اور گلستان ارادت و عقیدت بھی موسم ابر بہاراں بھی ہے اور بلبل متاع جان وایمان بھی ہے۔

شفق دھنک مہتاب گھٹائیں تارے نغمے بجلی پھول
اس دامن میں کیا کچھ ہیں وہ دامن ہاتھ میں آئے تو

(عندلیب شادانی)

جامعہ منظر اسلام ایک ایسا سمندر ہے جس کی تہہ میں پرورش پانے والے صدف کے موتی ایک سے ایک ہیں کبھی ابر نیساں برساتھا اور سطح سمندر پہ آ کر ہزاروں صدف نے اپنے منہ کھولے تھے۔ اگر ان کے نام گنائے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے۔

شرق وغرب اور شمال وجنوب میں دلوں کی ہری بھری کھیتیاں سبزہ زار اور چڑیوں کی نوا سنجی سب اسی کے دم قدم کی بہار ہے۔ اسی آفتاب پدر آفتاب سے روشنی لے کر سارے اہل سنت کے مہہ ونجوم آج ہر طرف جگمگا رہے ہیں۔ عرب وعجم میں جو آج سنیت کی بہار ہے وہ اسی گلستان محبت کی دین ہے۔ اسی بقعہ نور کے شامیانے میں بیٹھ کر ایک مرد حق آگاہ ایک دیوانۂ رسول نے ساری دنیا کو محبت رسول کا درس دیا تھا۔ جب ملت کا پودا مرجھارہا تھا تو اپنی صبح ومسا کی کوششوں سے اسے پھر سے ہرا ابھرا کر دیا۔

کون نہیں جانتا کہ ہمارا مرکز عقیدت بریلی شریف ہے اور جامعہ منظر اسلام اسی مرکز عقیدت کے دل کی دھڑکن ہے، سنی علماء وہاں کی سند کو آنکھوں سے لگاتے ہیں، مساجد ومدارس اسلامیہ اس کا اعتبار کرتے ہیں۔

کون ومکاں کی دھوم تمہارے چمن میں ہے

بلبل کا شور حسن کرم کی لگن میں ہے

(نازاں)

جنت کا راستہ بھول جاؤ تو دو گھڑی اس کے سائے میں بیٹھ جاؤ خلد کا رستہ یاد آ جائیگا۔

ان کا پتہ کسی سے نہ پوچھو بڑھے چلو

ہوگا کسی گلی میں تو میلا لگا ہوا

حضرت آسی علیہ الرحمہ کو یہ ذہن کہاں سے ملا۔ یہ فیضان اسی جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کی دین ہے انہوں نے یہ بھی شعر اسی ترنگ کے سائے میں بیٹھ کر لکھا ہے۔ پڑھیے اور

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی

ہے شب گور بھی اس گل سے ملاقات کی رات

امام احمد رضا اگر ساقی ہیں تو ان کا میکدہ یہی جامعہ منظر اسلام ہے۔ زاہدان خشک بھی ادھر ہی تاکتے ہیں۔

کہاں میخانے کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ

پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

اعلیٰ حضرت کی امانت ''منظر اسلام''

از:------سید محمد میاں محلہ شیخوپور قصبہ بہیڑی ضلع بریلی شریف

مذہب اسلام ظاہری رسوم کا مجموعہ نہیں مذہب اسلام حیات انسانی کی تشریح کا نام ہے ایک تمدن ہے۔ضابطۂ اخلاق ہے۔زندگی کا ایک نظریہ ہے۔اور حیات اجتماعی کیلئے ایک مکمل نظام ہے۔

ہمارا زوال اور انحطاط یہ نہیں کہ ہمارا تخت و تاج چھن گیا ہماری دنیا برباد ہوگئی اور ہم غلام اور محکوم ہوگئے بلکہ حقیقی زوال یہ ہے کہ ہم نے اسلامی زندگی کی پیاس وطلب اخلاقی وروحانی پاکیزگی کی قدر و قیمت کھودی اور ہم نے اسلام کا بخشا ہوا دل و دماغ کھودیا۔اور ہماری ذہنیت اور مذاق بگڑ گیا ادیان باطلہ کا قبضہ صرف جسموں پر ہی نہیں بلکہ دل و دماغ پر بھی چھا گیا۔ہم کم علمی اور ناواقفیت کی بنا پر مذاہب باطلہ کے سنہرے جالوں میں پھنستے جارہے ہیں ہم نے عقل وفہم اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس کے مقاصد و مطالبات پورے کرنے میں کام نہیں لیا۔

اس لئے ضروری ہیکہ مذہب اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی صلاحیت پیدا کریں اگر ہم اپنے خیال اور اپنی خواہش کے مطابق زندہ رہنا چاہتے ہیں۔تو اپنے اندر جوش ایمانی پیدا کریں کہ دلوں کو جوش ایمانی ہی کی لہریں زندہ رکھتی ہیں اور یہ جوش ایمانی تبھی پیدا ہوگا جب ہم علم دین سیکھیں قرآن وحدیث پر عمل کریں اور علماء حق کی طرف رجوع کریں۔

دنیا اور دنیا کے تمام علوم سے فنا وابستہ ہے لیکن دین اور دینی علوم کو مالک دین و دنیا کی جانب سے بقا حاصل ہے لہذا علوم دین ہی دین و دنیا میں ترقی کا لافانی سبب ہیں۔

اس وقت صحیح الخیال اور دردمند حضرات اخبارات ورسائل و مدارس کے ذریعے دین وملت کیلئے اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور اسی فرض کو انجام دینے کیلئے بریلی شریف میں ایک عظیم الشان مرکزی ادارہ اہل سنت منظر اسلام بھی قائم ہے اور یہی وہ واحد ادارہ ہے جسے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے قائم فرمایا تھا اور یہی وہ اعلیٰ حضرت ہیں جن کا دنیائے سنیت میں ایک ایسا باعظمت نام ہے جو لبوں پر آتے ہی کروڑوں

دلوں کی دھڑکن بن جاتا ہے اور لاکھوں دل سپاس گزاری سے معمور ہو جاتے ہیں اور یہی وہ اعلیٰ حضرت ہیں جن کو عزت وعظمت وشہرت کا وہ مقام حاصل ہے جس کو لیل ونہار کی گردشیں بھی متاثر نہیں کرسکی ہیں اور نہ کرسکتی ہیں اور جب تک یہ دنیا باقی ہے ہر شب وروز اس کا جلوہ اور اس کی چمک دمک زیادہ باعظمت زیادہ واضح زیادہ درخشاں ہوتی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت نے ایک دینی اور واجب فریضہ کے انجام کی ادائیگی کیلئے ایک عظیم الشان منظر اسلام قائم فرمایا کیونکہ ہر دیندار شخص اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ دین کی حفاظت ہر مسلمان کا پہلا فرض ہے اور مذاہب باطلہ کے خلاف جہاد اور نبرد آزمائی لازمی ہے اعلیٰ حضرت نے اپنا فریضہ ادا کیا اور اسلام کی حق پرست طاقت بن کر علوم دینیہ اور اسلامیہ کے حامل وناشر ہو کر اپنی ساری زندگی گزار دی اور ہمیں سب کچھ دیدیا۔

منظر اسلام محض مقامی درسگاہ نہیں اور نہ ہی وہ محض صوبہ کی ہے بلکہ یہ مسلمانوں کا بین الاقوامی ادارہ ہے ایک عظیم الشان نظام تعلیم وتبلیغ کا مرکز ہے الحاد اور بے دینی کے اس دور میں آپ کے عقیدے وایمان کا محافظ ہے گم گشتگان راہ ہدایت کیلئے ایک مشعل راہ ہے آئندہ نسل کو تعلیمات احمد رضا سے روشناس کرانے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

اندھیروں میں روشنی کا مینارہ ہے یہاں سے روشنی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں اور اسکی روشنی ملک وبیرون ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہے لہذا ہمارا اور آپ کا فریضہ ہے کہ ہم سب اپنی یک جہتی کا مظاہرہ کریں اور دنیا کو دکھا دیں کہ یہی وہ مرکز اہل سنت ہے کہ دنیائے سنیت کو جس کی ضرورت ہے اور مسلمانوں کا وقار اور سنیت کی بقا وتحفظ اسی میں ہے کہ اسکو ہر طرح قائم ودائم رکھا جائے یہ اعلیٰ حضرت کی امانت ہے۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ بطفیل حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ان کی خوابگاہ کو اپنی رحمتوں اور عنایتوں سے بھر دے اور ان کے درجات کو بلند وبالا فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے دنیائے سنیت کو ایک عظیم الشان درسگاہ عطا فرمائی۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب قبلہ کی عمر دراز فرمائے اور پروردگار عالم ان کو نظر بد اور آفات عالم سے محفوظ ومامون رکھے اور ہمت وتوفیق دے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی اس یادگار امانت کی حفاظت کریں مولانا موصوف دل کی گہرائیوں سے تحسین ومبارکبادی کے مستحق ہیں کہ اس ادارے سے متعلق گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں اور اسکی بقا وتحفظ کیلئے جد وجہد میں دن رات کوشاں ہیں مولیٰ تبارک وتعالیٰ مولانا موصوف کی اس عظیم خدمت کو قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام

از---------------------------مولانا رضوان احمد نوری امام چھوٹی مسجد ہبلی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے علمی فیض کا مرکز اور آپ کی قائم کردہ واحد درسگاہ کا نام منظر اسلام ہے۔

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنی حیات پاک کا ایک ایک لمحہ سرزمین ہند پر اسلام کا مقدس پرچم بلند کرنے اور عوام الناس کے دلوں کو عشق رسول پاک ﷺ کی لازوال دولت سے آراستہ فرمانے کیلئے وقف کر رکھا تھا۔

جہاں تصنیف وتالیف تحریر وتقریر کے ذریعہ تحفظ عظمت رسالت کے مقدس ترین فریضہ کو آپ نے اس انفرادی شان سے ادا فرمایا کہ اپنی زبان وقلم کو اپنی حیات پاک کے آخری لمحات تک مدحت نبوی ﷺ میں مصروف رکھا۔

وہیں اپنے دینی علمی فیض سے آنے والی نسلوں کو سیراب فرمانے کیلئے اپنی ایک ایسی تاریخی درسگاہ بھی غلامان مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمائی جو آج تک علم وفضل کے دریا بہارہی ہے اور انشاء اللہ العزیز تا قیام قیامت شمع رسالت کے پروا نے، عشق رسول کے مستانے، محبت رسول کے دیوانے، اس درسگاہ سے علوم ظاہری وباطنی کا نورانی تاج حاصلکر کے کفر والحاد کی تاریک وادیوں میں نور نبوت کے چراغ روشن کرتے رہیں گے آنے والی نسلوں کے دلوں پر عظمت رسالت کا سکہ جماتے رہیں گے دشمنان رسالت پر قہر الٰہی کی بجلیاں گراتے رہیں گے نجدی بھیڑیوں کو دھول چٹاتے رہیں گے دیوبند ونجد کا قلعہ مسمار کرتے رہیں گے اور بدعقیدوں کے ایوان باطل پر تحریر وتقریر کے بم برساتے رہیں گے۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام یہ وہ جامعہ ہے جو سارے سنیوں کا مرکز ہے حق ویقین اور علوم شریعت و طریقت کے انوار کا مطلع ہے جامعہ رضویہ منظر اسلام دین متین کا ناشر اور رسولوں کے سردار سرکار ابد قرار ﷺ کی احادیث کے چراغوں

کا فانوس وقندیل ہے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام ایک ایسا بہتا ہوا چشمہ ہے جس سے علوم ومعارف اور فیوض برکات بہہ بہہ کر عالم اسلام کو سیراب کرر ہے ہیں۔ یہی وہ جامعہ ہے جہاں ایک آدمی اگر فقہ میں کمال حاصل کرتا ہے تو فقیہ کی حیثیت سے شہرت پاتا ہے تفسیر میں کمال حاصل کرتا ہے تو مفسر کی حیثیت سے شہرت پاتا ہے حدیث میں کمال حاصل کرتا ہے تو محدث کی حیثیت سے شہرت پاتا ہے۔ یہی وہ جامعہ رضویہ منظر اسلام ہے جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے عشق رسول ﷺ کے مہکتے ہوئے گلاب لگائے مدحت رسول کے گلدستے سجائے جہاں سے ناموس رسالت پر مر مٹنے کا درس دیا جاتا ہے۔

مجدد اعظم عاشق رسول امام الاتقیاء سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی ذات گرامی وہ ذات ہے جس نے دین متین کی حفاظت اور مسلک سنیت کی اشاعت کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا جب دین متین کے نام پر بے دینی پھیلائی جا رہی تھی جب کلمہ اور نماز کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کی جا رہی تھی مسلمانان عالم کو محبت رسول ﷺ اور تعظیم اولیاء کی بناء پر بیک جنبش مشرک اور بے دین ٹھہرایا جا رہا تھا عمل کے کھوکھلے نعروں کی گونج میں عشق ووفا کی منزلیں دور سے دور تر ہوتی جا رہی تھیں ایسی توحید اور خدا کی حاکمیت کا وہ تصور پیش کیا جا رہا تھا جس کی قبولیت کی پاداش میں عظمت مصطفیٰ مجروح اور احترام نبوت کے جذبات گھائل ہو جائیں جب انگریز کی امداد سے نجدی عقائد کی جڑ مضبوط کی جا رہی تھی تو یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ہی ذات تھی جس نے محمدی کچھار کا شیر ببر بن کر قلعہ نجد ووہابیت کی بنیاد کو کچل دیا اپنی نوک قلم کی تیغ براں سے منافقوں کے چہرے پر پڑی ہوئی نام نہاد اسلامی نقاب الٹ کر مسلمانان عالم کو ان کی مکروہ شکلیں دکھا دی تھیں یہ اعلیٰ حضرت ہی کی ذات تھی جس نے پوری دنیا میں تحریر وتقریر سے جہاد کیا جس کی تقریر توپ اور بندوق سے زیادہ موثر تھی جس کی تقریر سن کے وہابی ونجدی وملحد کا دل دہل جاتا تھا جس کی تقریر تلوار سے زیادہ دھار رکھتی تھی جس نے اپنی تقریری طاقت سے شرک کا دامن تار تار کر ڈالا۔ جس نے بدعت کو خاک میں ملا ڈالا یہ اعلیٰ حضرت ہی تو تھے جنہوں نے نام نہاد مولویوں کے عقائد باطلہ کو علماء حرمین کے سامنے پیش کیا اور اس دور کے تمام علمائے حقہ نے متفقہ طور پر فتوی صادر فرمایا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر یہ گستاخان رسول ایسے کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان کا مقابلہ کرنے کیلئے بریلی کی سرزمین پر علماء

حق کا ایک مضبوط کارخانہ قائم فرمایا جسے جامعہ رضویہ منظر اسلام کہا جاتا ہے اسی عظیم مقصد کیلئے منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا جو اپنی ابتداء سے لیکر اب تک اعلیٰ حضرت کے اس عظیم الشان مقصد کو پورا کر رہا ہے اس سے فارغ ہونے والے لاتعداد علماء ہندو پاک ہی نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں گستاخان رسول کا مقابلہ کر رہے ہیں اس دارالعلوم سے فارغ ہونے والے علماء اپنے اپنے وقت میں آفتاب ومہتاب بن کر چمکے ہر ایک نے چمنستان رضا سے پھول چنے، اور ہر ایک نے گلزار ولالہ سے کلیاں لیں۔ اور خود کو گلستان بنالیا، وہ فضل وکمال کے آسمان پر آفتاب بن کر چمکے، ولایت وقطبیت کے فلک پر بدر فروزاں بن کر دلوں کو روشنی بخشی کوئی مظہر غوث اعظم مفتی اعظم بن کر چمکے تو کسی نے ملک العلماء بن کر رہبری کی، کوئی شیر بیشۂ اہل سنت بن کر شاتمان رسول کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرتے رہے کوئی محدث اعظم پاکستان بنے کوئی محدث اعظم ہند کوئی مفسر قرآن کسی نے امین شریعت بن کر اسلام وسنیت کی ڈگمگاتی کشتی کو پار لگایا کوئی حافظ ملت بنکر لوگوں کے دلوں کی دھڑکن بنے کوئی شمس العلماء بن کر جگمگانے لگے مختصر یہ کہ اس منظر اسلام نے قوم کو ایسے افراد فراہم کیے ہیں جو اپنی اپنی ذات میں ایک ادارہ ایک انجمن ایک دارالعلوم ہیں ان خصوصیات کو مدنظر رکھا جائے تو منظر اسلام کو وہ امتیازی شان حاصل ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مدرسہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بہار حدیث

☆ سود کھانے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت ہے

☆ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے

☆ مزدور کی اجرت طے کیے بغیر اسے کام نہ لگایا جائے

☆ پاکیزگی نصف ایمان ہے

☆ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کے بجائے تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے

بانی منظر اسلام اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اور ان کا

ترجمۂ قرآن کنز الایمان

ازقلم: (مفتی) محمد فاروق قادری نوری، دارالافتاء منظر اسلام رضانگر سوداگران بریلی شریف

اس مقالہ میں اس امر کی کوشش ہوگی کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ترجمۂ قرآن کے محاسن اور اردو ادب نیز مقام الوہیت وعظمت بارگاہ رسالت کے جلوے نظر آئیں گے اور اس بات کا دیانتداری سے بھی جائزہ لیا جائے گا کہ دوسرے اردو تراجم کنز الایمان کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ ترجمہ کا حق کن ترجموں میں نظر آتا ہے اور کون سے ترجمے اس سے محروم ہیں۔ تائید الٰہی کس ترجمے کے ساتھ ہے اور کون سے ترجمے اس تائید سے تہی دامن نظر آتے ہیں مروجہ بعض وہ ترجمے اگر دیکھے جائیں تو منکرین اسلام کو ایسے ایسے اعتراضات کا موقع فراہم ہو رہا ہے کہ الامان والحفیظ۔ لیکن اس کے بالمقابل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ترجمہ کنز الایمان دشمنان اسلام کے ہر اعتراض سے پاک وصاف ہے۔۔۔۔ اتنی تمہید کے بعد اب آیئے دوسرے ترجموں کے مقابلے میں سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا کے ایمان افروز ترجمۂ قرآن کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ روح ایمانی کہاں نظر آتی ہے سورہ بقرہ شریف کی آیت ہے رب کائنات جل وعلا ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لایومنون۔

اس آیت کریمہ کا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے یوں کیا ہے۔

"بیشک جو کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لاویں گے"

اور مولانا محمود الحسن صاحب کا ترجمہ یہ ہے۔

بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے انکو ڈرائیے یا نہ ڈرائیے وہ ایمان نہ لاویں گے۔

مولانا فتح محمد جالندھری نے ترجمہ یوں کیا ہے۔

جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لانے کے۔

قارئین کرام ان جملہ ترجموں کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کو دعوت اسلام وایمان دی جائے یا نہ دی جائے وہ ایمان لانے والے نہیں ان ترجموں پر کوئی بھی اسلام کا باغی یہ اعتراض کرسکتا ہے۔

اول یہ کہ جب کفار پر دعوت اسلام اور نصیحت کارآمد نہیں تو پھر اسلام میں تبلیغ واصلاح کے قیام کا آخر مقصد کیا ہے اور جب کفار فرمان خداوندی کے مطابق ایمان لانے والے ہی نہیں تو اب کافروں کو تبلیغ ونصیحت کی ضرورت ہی کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ ہزار ہا کفار تبلیغ ودعوت کے نتیجہ میں نیز معجزات واختیارات دیکھکر جو ایمان لائے ہیں تو کیا انکے لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ایمان قبول کرکے اور داخل اسلام ہوکر معاذ اللہ آیت کریمہ کی تکذیب کی ہے؟

محترم حضرات! یہ دونوں اعتراض اس مقام پر اس لئے وارد ہوئے کہ ان مترجمین نے کلام الٰہی کے مضمرات اور ترجمے کی روح کو نہیں سمجھا۔ اگر انہوں نے ایمان لانے والوں کو ترجمے میں کسی لفظ سے علیحدہ کردیا ہوتا تو آیت کریمہ کی مراد بالکل واضح ہوجاتی۔ اتنی تفصیل کے بعد اب آیئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ میں قرآن کی مراد ومضمرات کو کس طرح ملحوظ رکھا ہے چنانچہ حضرت موصوف کا ترجمہ یہ ہے۔

”بیشک وہ جنکی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں“

حضرات گرامی انصاف ودیانت سے کام لیجئے اس ایمان افروز ترجمے میں صرف ایک لفظ ایسا ہے کہ جس نے مخالفین اسلام کے اعتراض کو یکسر ختم کردیا۔ اور اسلام کی تبلیغ واصلاح کا مقام بھی اپنی جگہ برقرار ہے اور دعوت وتبلیغ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا۔ کیوں کہ جو کفار ایمان لاکر اسلام وایمان سے فیضیاب ہوچکے معلوم ہوا کہ ان کی قسمت میں کفر نہیں تھا۔ اسی لئے ترجمہ میں اس لفظ (قسمت) کو واضح کیا گیا کہ جنکی قسمت میں کفر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے سبحان اللہ اسی کو کہتے ہیں تائید ربانی جس سے دیابنہ محروم ہیں اور ملاحظہ ہو سورہ بقرہ شریف کی آیت کریمہ ہے۔

وماجعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه

اس آیت کریمہ کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے یہ کیا ہے۔ اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں یعنی (بیت المقدس) تو وہ محض اس لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہوجائے کہ کون رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹ جاتا ہے۔

اور مولانا محمود الحسن کا ترجمہ یہ ہے

اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائیگا الٹے پاؤں۔

حضرات قارئین کرام! ان ترجموں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ مستقبل کا علم نہیں ہے کیوں کہ ان ترجموں سے بالکل واضح طور پر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے سے پہلے اللہ رب العزت کو علم نہیں تھا اور قبلہ بنادینے کے بعد کون رسول کونین کی اتباع کرے گا اور کون اتباع نہیں کرے گا۔ دشمنان اسلام کو کیسے شدید اعتراض کا موقع مل رہا ہے کہ مسلمانوں کا خدا معاذ اللہ جہل سے بھی متصف ہے۔ کیوں کہ جب قبلہ مقرر کرنے سے پہلے معلوم ہی نہیں تھا۔ جیسا کہ (معلوم ہو جائے) اور (معلوم کریں) سے مفہوم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے علم کی نفی ہوگئی اور نفی کہتے ہیں جہل کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ دونوں دیوبندی مترجمین کے نزدیک پہلے متصف بالجہل تھا قبلہ مقرر کرنے کے بعد متصف بالعلم ہوا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کے بعد استاذ محترم سیدی علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ افادہ فرماتے ہیں کہ ان مترجمین سے اس خطائے قبیح کا صدور کیوں ہوا اس لئے کہ دیوبندی اللہ عزوجل کو بھی اپنا جیسا سمجھتے ہیں بایں معنی کہ تمام وہ عیوب اور تمام قبائح جن کے ساتھ یہ متصف ہو سکتے ہیں جیسے ظلم و ستم کذب وغداری فریب وبدکاری وغیرہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ یہ لوگ ان عیوب کے ساتھ متصف ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہو سکتا ہے۔ اور اس فرق کی وجہ یہ کہ جیسے اللہ عزوجل متصف ہو سکتا ہے ہوتا نہیں اگر یہ بھی متصف ہو سکتے ہوں تو دونوں برابر ہو جائیں گے اور برابری باطل تو یہ فرق لابدی ہوا۔

تیر بر جاہ انبیاء انداز۔۔۔۔۔۔۔طعن در حضرت الٰہی کن

بے ادب زی وآنچہ دانی گو۔۔۔بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اب آیئے امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل علیہ الرحمۃ والرضوان کا ترجمہ ملاحظہ کریں تو روح ایمان تازہ ہو جائیگی موصوف ترجمہ فرماتے ہیں۔

اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے وہ اس لئے ہم نے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون

الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

سبحان اللہ اس ایمان افروز ترجمہ پر دشمنان اسلام کو کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہیں صرف ایک لفظ (دیکھیں) نے ترجمہ کو اس اعتراض سے پاک فرمادیا اور قرآن کی مراد نیز ترجمہ کا مقصد بھی برقرار ہے اسی کو کہتے ہیں تائید ربانی جس سے ان دیوبندی مترجمین کے قلوب واذہان محروم ہیں۔

اسی طرح اس آیت کریمہ کا ترجمہ دیکھیں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا اولتعودن فی ملتنا

دیوبندی امت کے حکیم معنوی مولانا اشرف علی تھانوی اور ہندی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن وغیرہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کرنیوالوں سے اس مقام پر بھی خطائے عظیم صادر ہوئی ہے کہ اس (تعودن) کو عادہ فعل تام کا مضارع سمجھ کر فعل تام کا ترجمہ کر گئے جس سے رسولوں پر کفر کی تہمت لگ گئی حالانکہ یہ پاک ہستیاں کفر سے اجماعا منزہ ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو تھانوی صاحب کا ترجمہ یہ ہے کہ

اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آؤ۔

قارئین کرام اس پھر آؤ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ رسول پہلے کفار کے مذہب پر تھے اور ان کا مذہب کفر تھا۔

العیاذ باللہ تف بریں ترجمہ ناپاک وپراگندہ خیال۔ اور دیوبندی شیخ الہند کا ترجمہ یہ ہے

اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو کہ ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

قارئین کرام اس (لوٹ آؤ) سے بھی تو یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ رسول پہلے ان کے دین میں تھے اور ان کا دین کفری تھا تو رسول پہلے کفری دین میں تھے معاذ اللہ خاکش بدہن حضور امام النحو افادہ فرماتے ہیں ان دیوبندی مترجمین کو علوم سے دور کا واسطہ نہیں اور یہ لوگ رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے جیسا کہ کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا ایمان افروز صحیح وتائیدی ترجمہ وہ ہے جو مجدد دین وملت اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ سبحان

اللہ اسے کہتے ہیں علوم عقلیہ ونقلیہ پردسترس کہ علم کے نور نے تاریکیوں کے سارے دروازے بند کردیئے اور دشمنان اسلام کے ناپاک ہاتھوں میں اعتراض کا کوئی ہتھیار نہیں اسی لئے مسلم الثبوت علمائے کرام نے بالاتفاق فرمایا کہ مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا ترجمۂ قرآن (کنز الایمان) تائید ربانی سے فیضیاب ہے یہ وہ کنز الایمان ہے کہ واقعی ایمان کا خزانہ ہی ہے آج تک اردو تراجم میں ایسا عشق آفریں اور ایمان افروز ترجمہ نہیں ہوا ہے اگر وقت میں گنجائش اور ملک وبیرون ملک سے آئے ہوئے مقالات ومضامین کا خیال نہ ہوتا تو میں آپ کو کنز الایمان کی خوبیاں مزید بتاتا اور یہ دکھاتا کہ عربی الفاظ کا ترجمہ دیگر است اور ترجمۂ قرآن شئی دیگر است۔

صدقی صدحق فرمایا سیدنا محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے۔

"سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان وقلم کو اللہ رب العزت نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا زبان وقلم ذرہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن کردیا تھا" (ملخصا)

بہرحال میں نے دیوبندی اردو مترجمین کے ترجمۂ قرآن سے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے ترجمۂ قرآن (کنز الایمان) کا چند آیتوں کا موازنہ کرایا ہے انصاف پسند قارئین ملاحظہ کریں گے کہ واقعی تائید ربانی کنز الایمان ہی کے ساتھ ہے اور اعلیحضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے (کنز الایمان) عطا فرما کر مسلمانوں کی روح ایمان کو تابندگی وتازگی بخشی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں (کنز الایمان) کی اشاعت جس کثرت سے ہوئی اور ہو رہی ہے دوسرے ترجمے اس کثرت سے ہمیشہ محروم رہے اور رہیں گے۔

اعلیٰ حضرت کا فیضان زندہ باد

ترجمئہ قرآن کنز الایمان پائندہ باد

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام

از: محمد مستقیم احمد نوری مدرس دار العلوم فدائیہ خانقاہ سمرقندیہ رحم گنج دربھنگہ بہار

دستور خداوندی سے چلا آرہا ہے کہ جب جب باطل طاقتیں دین حق کو پامال ومٹانے کی کوشش کرتی رہیں اور ایوان دین پر شب خون مارتی رہیں۔ تب تب پروردگار عالم کی طرف سے کوئی نہ کوئی مرد مجاہد اس دنیا میں تشریف لاکر باطل طاقتوں کو ریزہ ریزہ کرتے رہے۔ ہر طرح سے منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ باطل کی دبیز چادر کا تانا بانا بکھیرتے رہے۔ اس خدائی طاقت کے ذریعہ پھر دین نکھر کر سامنے آتا رہا۔ ہر دور میں دریاتی سلسلہ چلتا رہا۔ ہمارے آقا ومولیٰ تاجدار عرب وعجم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد پھر دین اسلام کو صفحات ہستی سے مٹانے اور نیست ونابود کرنے کیلئے ہزار ہا کوششیں کی گئیں۔ لیکن باطل کا کوئی حربہ کام نہ آیا اور اسلام حسب سابق پھلتا پھولتا گیا۔

اسی طرح زمانہ گزرتا گیا آخر کار ایک ایسا بھی دور آیا کہ کچھ لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جان اسلام کی توہین کرنا شروع کردیئے۔ ہر اس کام میں جس میں تعظیم رسول کی جھلک نمودار ہوتی تھی شرک وبدعت کا فتویٰ جاری کرکے تعظیم رسول کا شیرازہ بکھیرنے لگے۔ اور محبت رسول جو ایمان کی جڑ ہے۔ نکال کر گمراہی کے دلدل میں لوگوں کو پھنسانے لگے۔

ایسے پرفتن دور میں سرزمین بریلی سے ایک مرد آہن دیوبندیوں ووہابیوں اور فرق باطلہ کی سرکوبی کیلئے مجاہدانہ جاہ وجلال کیساتھ اٹھا جسے دنیا آج رسول پاک کا سچا نائب، تصدیق حق میں صدیق اکبر کا پرتو، حق وباطل میں امتیاز کرنے میں عمر فاروق اعظم کا مظہر، رحم وکرم میں عثمان ذوالنورین کی تصویر، باطل شکنی میں حیدری شمشیر، منقولات ومعقولات میں بحر ذخار، علوم ظاہری وباطنی میں دریائے ناپید اکنار چودھویں صدی کا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مفتی حافظ وقاری الحاج شاہ امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کو اللہ جل شانہ نے جس عظیم الشان کام کیلئے پیدا فرمایا تھا۔ آپ اس میں شب وروز ہمہ تن مصروف عمل تھے۔ ایک طرف کتاب وسنت کی تصریحات وتوضیحات سے مسلمانوں کے مشام ایماں کو معطر کررہے تھے۔ تو دوسری طرف بدعتوں وبدمذہبوں کی توہین آمیز تحریروں کا مسکت ومنہ توڑ جواب لکھ رہے تھے۔ جو ان کی زبانوں کو بند کرنے کیلئے کافی تھا۔ تیسری طرف فقہ اسلامی

کے ظاہری اختلافات کا تطابق و توافق نہایت ہی آسان طرز سے فرمارہے تھے۔ جس سے فقہی دلائل و براہین میں بے مثال و بے نظیر نظر آئے۔ چوتھی طرف ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے فقہی و غیر فقہی سوالات کا جوابات دے رہے تھے۔ گویا کہ اعلیٰ حضرت چومکھی لڑائی میں مصروف جہاد تھے۔ ہر محاذ پر کامیابی و کامرانی میں رواں دواں تھے۔ آپ اپنے علم و عمل اور تقریروں اور تحریروں سے فرق باطلہ کا مقابلہ کرتے ہوئے پرچم عظمت اسلام بلند کررہے تھے۔ اور یکہ و تنہا اپنی علمی شان و شوکت سے طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کررہے تھے۔

ایسے حالات میں کسی مدرسہ کے قیام کی طرف ذہن مبذول نہیں ہوا۔ مگر آپ کے متوسلین اور احباب و مخلصین حضرات اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ہر طرف بے چین نظر آرہے تھے۔ اور اس ضرورت کو بھی محسوس کررہے تھے۔ تحریری و تقریری خدمات کے ساتھ علم شریعت و طریقت کو معاشرے میں عام کرنے کیلئے ایسے افراد پیدا کئے جائیں جن کے ذریعہ علمی ترقیاں ہوں اور ان افراد کو دینی فکر و آگہی سے آراستہ کردیا جائے۔ جو ہر محاذ پر تحریر و تقریر کے ذریعہ پھیلی ہوئی بدعقیدگی کا قلع قمع کردیں۔ اسلامی علوم و فنون کا ایک ایسا مرکز قائم کیا جائے جو مسلم نوجوانوں کو ایک اچھا مسلمان اور معاشرہ کا با اعتماد بھی بنا سکے۔ جہاں علوم عقلیہ و نقلیہ کے علاوہ طالب علم فکری اخلاق اور روحانی تربیت بھی ملتی رہے۔

لیکن آپ کی مصروفیات کے پیش نظر کسی کو عرض مدعا کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر اعلیٰحضرت کے مزاج شناسی احباب کے سید امیر احمد صاحب کو اس اہم کام کیلئے واسطہ بنایا۔ سید صاحب قبلہ اکثر و بیشتر دیگر احباب کیساتھ حاضر خدمت رہتے۔ ایک دن موقع غنیمت پاکر اعلیٰحضرت سے ایک مدرسہ کے قیام کا تذکرہ کردیا۔ بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر آپ نے اہل سنت و جماعت کی بقاء کیلئے مدرسہ قائم نہ کیا اور وہابیوں، دیوبندیوں، بے دینی اور بدعقیدوں وغیرہم کی تعداد میں یوں ہی اضافہ ہوتا رہا تو بروز قیامت آپ کے آقا و مولیٰ حضور پر نور شافع یوم النشور کی بارگاہ عالیہ میں شکایت کروں گا۔ سیدزادہ کی زبان سے اتنا سننا تھا کہ امام احمد رضا خاں لرزہ براندام ہوگئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ایک سید کی آرزو آپ پوری نہ کریں یہ نہیں ہوسکتا جب کہ سیدزادے کے حکم پر سنگلاخ دریگزار میں چلنے کیلئے تیار نظر آتے تھے۔ اشکبار آنکھوں کی حالت میں سید صاحب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا سید صاحب آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔ مدرسہ ضرور قائم کیا جائے گا۔

آپ کے مخلصین احباب کو مدرسہ کے قیام کے متعلق علم ہوجانے کے بعد بیحد خوشی حاصل ہوئی اس کے بعد مسلمانان اہل سنت کے

عقائد کی اصلاح اور اخلاق و کردار کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے ایک عظیم درسگاہ کی بنیاد رکھی گئی جس کا تاریخی نام "منظر اسلام" (۱۳۲۲) پڑا۔ اعلیٰحضرت نے اپنی حیات ظاہرہ کے آخری لمحے تک اپنے خون جگر سے اس مدرسے کی آبیاری کی۔ اور ہر ممکن کوشش سے اس کو پروان چڑھایا۔ جسکے سے دینی و علمی مرکز اور علم و فن کا بحر بیکراں بن گیا۔ اسی یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام سے ایسے افراد پیدا ہوئے جو امام احمد رضا کے سچے جانشین اور ان کے علوم کے امین و وارث ہیں۔ جن کی علمی صلاحیت پر زمانے کو ناز ہے۔ اور جن کی تقریر و تحریر نے حوادثات کا رخ موڑ دیا۔ اور ایسا انقلاب برپا کیا جس سے جہالت و نادانی کی ظلمتیں کافور ہوگئیں۔ جس کے باعث ان کے علم و فضل کا شہرہ چاردانگ عالم میں ہونے لگا۔ اور قوم و ملت کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ اور دین و سنت پر ہونے والے تمام حملوں کا مقابلہ اور انکا دنداں شکن جواب دیا۔ ضلالت و گمراہی کے دبیز پردوں کو تارتار کردیا۔

منظر اسلام امام احمد رضا کی سعی و کوشش اور ان کی جانفشانیوں کا ثمرہ ہے۔ جس کی آغوش سے ذی وقار ہزاروں عظیم المرتبت علماء، فضلاء و فقہاء، اساتذہ، شیخ الحدیث، مفتی، مبلغ، اور شیوخ طریقت پیدا ہوئے۔ منظر اسلام کی آغوش تربیت سے مدرسین و معلمین کا قافلہ نکلا۔ اور مصنفین کی جماعت پیدا ہوئی۔ مناظرین کی ٹیم تیار ہوئی۔ علوم وفنون کے شہنشاہ پیدا ہوئے۔

منظر اسلام اعلیٰ حضرت کی وہ عظیم یادگار ہے۔ جس میں ہندو پاک و بنگلہ دیش کے ہر گوشے کے طلباء کے علاوہ عرب و عجم افریقہ، بغداد و افغانستان، روس اور دیگر ممالک سے طلبہ نے آکر اپنی علمی پیاس بجھائی۔ اور یہ حضرات خود علم کا مینار اور مرکز بنے اور اپنی اپنی جگہ میں علم کا دریا بہاتے رہے۔ آج دنیائے سنیت کو جن علماء و فضلاء اور پیران طریقت پر فخر و ناز ہے وہ سب کے سب اسی دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ اور منسلک ہیں اور جن نامور علماء و صوفیاں نے جہاں بھی جن اداروں کا قیام فرمایا ان سب میں منظر اسلام ہی کی توانائی دوڑ رہی ہے۔ علم و فضل کی ان شمعوں کو منظر اسلام ہی نے روشن کیا۔ اسی چراغ سے یہ سارے چراغ جلے۔ فتنۂ ارتداد کے انسداد اور مسلم عوام میں عقیدۂ توحید و رسالت کے حوالے سے راسخ الاعتقادی پیدا کرنے میں منظر اسلام اور وابستگان علماء و فضلاء نے موثر خدمات انجام دی ہیں۔ جس کی بنیاد پر آج اہل سنت و جماعت کا بول بالا اور عاشق رسول کا قافلہ ہر ملک کے چپہ چپہ میں پروانہ وار نظر آرہا ہے۔ اگر یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام نہ ہوتا تو بہت ممکن تھا کہ ہر طرف بدعقیدہ اور بے دین گروہ مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنے میں بآسانی کامیاب ہوجاتا اور ہر طرف کفر والحاد کا زور ہوجاتا۔ اے دارالعلوم منظر اسلام خداوند قدوس تجھ کو صبح قیامت تک شاد و آباد رکھے، تو نے اہل ایمان اور ان کی نسلوں کو حقیقی عشق کی چاشنی سے آشنا کیا اور علم حقیقی کے پیاسوں کو سیراب کیا۔ گمراہوں اور بے دینوں کو راہ راست کی رہنمائی کی۔ گستاخوں اور بدمذہبوں کی سرکوبی کی۔

مولائے کریم سے دعا ہے کہ اپنے حبیب رسول اکرم ﷺ کے صدقے اور محبوب بندوں کے طفیل اسے روز بروز ترقی عطا ہو اور اس کا فیض تا قیام قیامت باقی رہے۔ آمین۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

از: حامد القادری، خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور

اللہ والوں سے نسبت رکھنے والی چیزیں بڑی عظمت و باوقار ہو جاتی ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک قدموں کی برکت سے مقام ابرہیم حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے ننھے پاؤں کی نسبت سے آب زمزم شریف اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تگ ودو کے تعلق سے صفا و مروہ لائق عظمت و شرافت اور قابل احترام و عقیدت قرار پائے۔ حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کی تحریک، عالی مرتبت جناب سید امیر احمد صاحب علیہ الرحمہ کی سفارش اور امام اہل سنت تاجدار عشق و محبت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اجازت مبارکہ سے ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ ان عظیم نسبتوں سے منظر اسلام کی رفعت مکان و عظمت شان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں واقع جامعہ منظر اسلام دین کا قلعہ ہونے کے ناطے بھی سزاوار قدر و احترام اور حقدار ذکر توجہ ہے اور امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی علمی، دینی، عملی اصلاحی یادگار کے طور پر بھی اس کا مقام و مرتبہ بلند ہے۔ عربی مقولہ ہے۔ تعرف الاشجار باثمارھا درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضور حجۃ الاسلام حضور مفتی اعظم ہند، حضور محدث اعظم لائل پوری، حضور صدر الشریعہ اعظمی اور حضور صدر الافاضل، حضور ملک العلماء بہاری، حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہم الرحمہ جس درخت کے پھل و پھول ہوں اس درخت کی حرمت و عظمت کے کیا کہنے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

مذکورہ بالا اساطین ملت اور اکابرین دین وشریعت نے منظر اسلام سے خوشہ چینی کر کے دنیا کو وہ دیا۔ جس کی اس دور میں دنیا کو ضرورت تھی۔ اپنے اقوال وافعال تحریر و تقریر، تدریس و تربیت اور نشست و برخاست سے مذہب مہذب دین اسلام کا صحیح حقیقی تعارف پیش فرمایا۔ اسلام کے نام پر خود رو پودوں کی طرح جنم لینے والے نئے نئے فرقوں کی سفاہت وجہالت کو عالم آشکار فرمایا۔ جامعہ منظر اسلام نے اسلام کے ایسے ایسے حسین نظارے پیش فرمائے۔ جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا عاجز و قاصر ہے۔ ایسے ایسے مناظرین اسلام دیئے جن کی آمد کی خبر سنتے ہی بد عقیدوں کی روباہ

صفت جماعت بھاگنے ہی میں یا میدان مناظرہ میں نہ آنے ہی میں اپنی خیریت سمجھتی تھی۔حق وصداقت اور فکر وفن کے ایسے ایسے نادر ونایاب مناظر پیش فرمائے جنہوں نے آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور بخشا۔دانش وتدبیر اور فکر ونظر کے ایسے ایسے چراغ روشن فرمائے جن کی ضیاء پاشی کے جلوے میں آج بھی اہل حق کا قافلہ بحمدہ تعالیٰ بلاخوف وخطر ہزاراں شان وشوکت کیساتھ صراط مستقیم پر گامزن رہکر دوسروں کو دعوت حسن واعتماد عمل دے رہا ہے۔حق ہے۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا

وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

انگریزوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے دیوبندی مولویوں کی نئی نسل اپنے بزرگوں کے علم وفضل کا خطبہ پڑھتے نہیں تھکتی ۔حالانکہ ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔کے مطابق اکابرین دیوبند کی علمی تہی دامنی عالم آشکارا ہوچکی ہے۔جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے حقیقی تحقیقی بانی حضرت مولانا سید عابد حسین علیہ الرحمہ سے چالاک نوکر قاسم نانوتوی نے دارالعلوم چھین لیا۔اور غصب کرنے کے بعد خود بانی دارالعلوم بن بیٹھا۔کہ آج قاسمی کہلانے والے حقیقت میں غاصبی کہلانے کے مستحق ہیں۔اسی قاسم نانوتوی کی علمی حیثیت ملاحظہ کی جائے۔محمد قاسم نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں۔بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق ومشقت سے نہیں پڑھا تھا۔(قصص الاکابر۔سوانح قاسمی) جب امتحان کے دن قریب ہوئے تو (مولوی قاسم) نانوتوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا۔(سوانح قاسمی) دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا (سوانح قاسمی) سوانح قاسمی میں قاسم نانوتوی نے خود اعتراف کیا کہ وہ غلط مسئلے بتادیا کرتے تھے۔پھر کسی سے پوچھ پاچھ کرکے لوگوں کے گھر جاکر بتاتے کہ اس وقت ہم نے مسئلہ غلط بتایا تھا۔کسی نے ہمیں مسئلہ بتایا اور وہ اس طرح ہے "سوانح قاسمی" ارواح ثلثہ اور قصص الاکابر وغیرہ میں ہے کہ قاسم نانوتوی مطبع احمد میں مزدوری کرنے لگے۔رشید احمد گنگوہی کی ازدواجی ضرورت پوری کرنے والے اسی مزدور کو آج دیوبندیوں نے پریس اور زبان کے بوتے پر کہاں سےکہاں پہنچادیا۔(معاذ اللہ)

رشید احمد گنگوہی جو دیوبندیوں کا خاتم المحدثین کہلاتا ہے۔اس کی علمی بے مائگی کا یہ حال ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ میں بیسوں مقامات پر اپنی بے بسی وبیکسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا کہ بندہ کو معلوم نہیں، حقیقت معلوم نہیں۔حال معلوم

نہیں، دیوبندیوں کے نبی اور رسول اشرفعلی تھانوی نے غالباً پوری زندگی میں صرف سچی بات کہی لیکن افسوس کہ اس کے ماننے والوں نے تھانوی کی واحد سچی بات پر نہ کل دھیان دیا اور نہ آج دھیان دینے کی سوچ رہے ہیں۔ تھانوی کی وہ صاف ستھری سچی بات یہ ہے "میں تو اب اس کام (پڑھنے پڑھانے) کا رہا ہی نہیں سب بھول بھال گیا۔ جو کچھ پڑھا لکھا تھا اب مجھ سے وہ کام لینا چاہئے جس کو میں کر رہا ہوں" (الاضافات الیومیہ جلد ۴ ص ۳۶۱)

کفر وضلالت اور جہالت وسفاہت کی اس گھٹا ٹوپ تاریکی میں جامعہ منظر اسلام ایمان ویقین اور علم ودانش کا اجالا ساری دنیا میں پھیلانے کیلئے افق اسلام پر جلوہ بار ہوتا ہے اور بحمدہ تعالیٰ اپنے بانی کی نیک دعاؤں، منتظمین ومدرسین اور بہی خواہوں کی پرخلوص کاوشوں سے پوری دنیا پر اپنے بہترین اثرات مرتب کرتا ہے۔ اور آج بھی بالواسطہ اسی ایک چراغ کی لو سے مستنیر ومستفیض ہو کر پوری دنیا کو بقعہ نور بنانے میں علماء اہل سنت پورے خلوص اور جذبہ کے ساتھ مصروف کار ہیں۔

ایک تازہ بتازہ واقعہ علمائے باطل کی فطری جہالت وسفاہت اور زھق الباطل کا جیتا جاگتا ثبوت اور علمائے حق کی عالمگیر علمی بصیرت اور جاء الحق کی روشن دلیل ملاحظہ فرمائیے۔ پہلا اور تیسرا خط فقیر یعنی حامد القادری کا ہے۔ جب کہ دوسرا خط نمائندۂ باطل مولانا شمس الحق شیخ الحدیث خانقاہ رحمانی مونگیر (بہار) کا ہے۔

پہلا خط

۸۶/۹۲

عالی جناب مولانا شمس الحق صاحب! بعد ماھو المسنون

واضح ہو کہ آپ نے ابا بکر (ضلع ویشالی) کے سنی مسلمانوں سے کہا ہے کہ وہ لوگ اپنے علماء کو بلا کر دیوبندیوں کی غلطیاں ثابت کرادیں۔ تو آپ توبہ کرنے اور کلمہ پڑھنے کو تیار ہیں اور آپ نے دس دن کا وقت دیا ہے۔

لہٰذا آپ مورخہ ۱۲؍شوال المکرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰؍جنوری ۲۰۰۰ء بروز جمعرات ۹؍بجے صبح بمقام چوک مسجد ابا بکر (وطن مالوف مولانا شمس الحق) اپنی کتابوں کے ساتھ آجائیں۔ علمائے اہل سنت بھی انشاء المولیٰ تعالیٰ وقت مقررہ پر تشریف فرما رہیں گے۔ درج ذیل مسائل ہماری طرف سے زیر بحث آئیں گے۔

(۱) علماء دیوبند خداوند قدوس اور حضور سید عالم ﷺ کو گالیاں دیکر اسلام سے خارج ہیں۔

(۲) علمائے دیوبند کے کفری عقائد کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز باطل ہے۔

(۳) علمائے دیوبند کے کفری عقائد کی وجہ سے ان کا ذبیحہ مردار وحرام ہے

آپ اپنی طرف سے اگر کچھ شرائط رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا آپ کو اختیار ہے۔ فقط

حامد القادری

خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور

۳؍شوال المکرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۱؍جنوری ۲۰۰۰ء

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا حامد القادری سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد ما ھو المسنون تحریر ہے کہ آپ کو میری جانب سے رپورٹ واضح طور پر نہیں ملی، میں نے علاقے کے سارے مسلمانوں کیسامنے یہ اعلان کیا تھا کہ میں مسلمان ہوں اور سب کے سامنے کلمہ پڑھا اور توبہ واستغفار بھی کیا اور پوچھا تھا کہ اب میرے مسلمان ہونے میں دیر ہے؟ اور مسلمان ہونے کیلئے اب مجھ کو کیا کرنا ہوگا۔؟ باقی رہا کہ بعض اشخاص وافراد کی تحریریں جو قابل گرفت ہیں۔ تو اس کی سزا و جزا اللہ کے پاس ہے اور اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد کیجئے۔ اگر دل نہ بھرے تو ان کی قبر کے اوپر لاٹھی ماریئے مگر ان کی تحریر کا ہم سب سے بدلہ کیوں لیتے ہیں۔ میں اس کیلئے تیار ہوں کہ علاقہ کے سبھی علماء بند کمرے میں مجھ سے گفتگو کرلیں۔ اور سب مل جل کر رہیں اور ایک ساتھ نماز پڑھیں۔ یہ تھا میرے اعلان کا خلاصہ۔

آپ نے گفتگو کیلئے ابابکر پور چوک مسجد کا انتخاب کیا ہے مگر ابابکر پور اور چک اولیاء مساجد کے کل متولیوں کا اعلان ہے کہ مسجدوں میں کسی قسم کی سیاسی گفتگو اور نزاعی مسائل پر بحث کی اجازت نہیں دیجائیگی۔ اس لئے آپکے مشورہ کو قبول کرنے سے معذور ہوں۔ سردست میں **ایک کتاب** بھیج رہا ہوں آپ انصاف سے پڑھیں گے۔ تو آپکو تشفی ہوجائیگی۔ او

اگر آپ کو تشفی نہ ہو تو گفتگو کیلئے خانقاہ تھتیاں شریف بہت مناسب ہے اس لئے آپ اگر میری حاضری کو برداشت کریں اور خانقاہ ناپاک نہ ہو اور میری جان کے تحفظ کی ضمانت دیں تو وہاں آنے کیلئے تیار ہوں۔

واضح ہو کہ ضلع ویشالی اور مظفر پور کے سارے قصاب آپ کی اصطلاح کے مطابق دیوبندی ہیں اور پورے ضلع کے لوگ گوشت کھاتے ہیں۔ تو آپ کے فتویٰ کے تیسرے نمبر کیمطابق ضلع کے مسلمان حرام خور ہوئے۔ کہ اس فتویٰ کو جلد واپس لیجئے ورنہ بڑا زلزلہ پیدا ہوجائیگا۔ اور سارے گوشت کھانے والے آپ کے مخالف ہوجائیں گے۔ فقط **وماعلینا الا البلاغ۔**

محمد شمس الحق

چک اولیاء، ڈاکخانہ ابابکر پور ویشالی

مورخہ ۱۴ر جنوری ۲۰۰۰ء

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مولانا شمس الحق صاحب! ماھوالمسنون

واضح ہو کہ آپ کا خط مع کتاب فیصلہ کن مناظرہ موصول ہوا۔ جن کے مطالعہ سے بہت سے گوشے اجاگر ہوگئے۔ اولاً آپ کو قرآن پاک وحدیث رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے کوئی خاص واقفیت نہیں آپ کے اندھے معتقدین آپ کو یونہی شیخ الحدیث سمجھتے ہیں۔ قرآن پاک میں کنتم خیر امۃ الخ حدیث پاک میں ہے من سن فی الاسلام الخ دوسری حدیث شریف میں ہے من رأی منکم منکرا الخ لیکن ان احکام خدا ورسول سے الگ آپ کہتے ہیں کہ بدعقیدوں کی سزا جزا اور فیصلہ خدا پر چھوڑیئے آخر آپ کے اصلاح معاشرہ پروگرام کا کیا مقصد؟ ثانیاً آپ نے توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر عام مسلمانوں سے اپنے مسلمان ہونیکا طریقہ پوچھا ہے۔ حالانکہ یہ اہل علم سے پوچھنا

چاہئے تھا۔ مجھ سے سنئے فیصلہ کن مناظرہ بھیج کر آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ منظور نعمانی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی اور خلیل انبیٹھوی جیسے گستاخان خدا اور کے ہم عقیدہ وہم مذہب ہیں جن پر علماء اسلام نے کفری فتویٰ دیا ہے۔ لہذا آپ کے مسلمان ہونے کیلئے ضروری رسول ہے کہ مذکورہ بالا علماء دیوبند کے کفری عقائد سے برأت ظاہر کرتے ہوئے ان کے قائلین کو کافر کہئے۔ اور پھر توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جایئے اور تجدید نکاح بھی کر لیجئے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ علاقہ کے سارے مسلمان ایک ہو کر وقت آنے پر آپ کو امام بھی بنالیں گے ورنہ موجودہ حالات میں امام بننا تو بڑی بات خود آپ کی اپنی نماز بھی باطل محض و برباد کیونکہ ایمان پہلے اعمال بعد میں۔

ثالثاً آپ ہی جیسی عجیب الخیال آپ کی مساجد کے متولی حضرات بھی ہیں ان لوگوں سے آپ نے چندہ ونذرانہ تو خوب لیا مگر ان کو مذہب کا علم نہیں دیا۔ مسجد نبوی میں سارے سیاسی ومذہبی نزاعی مسائل کا تصفیہ ہوا کرتا تھا۔ لہذا مسجدوں میں نزاعی مسائل کے حل کیلئے بیٹھنا غلط نہیں بلکہ سنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام ہے۔

رابعاً آپ نے اپنی ناپاکی کا اقرار واعتراف کر کے اپنے مقتدیوں اور معتقدوں کو مخمصہ میں ڈال دیا کہ وہ آپ کو اپنا امام بنائیں کہ آپکو مسجدوں میں جانے ہی سے روک دیں۔ صحیح نماز پڑھنے کا شوق رکھنے والے اپنے معتقدین کو خانقاہ قادری تھتیاں شریف کا پتہ دیجئے گا کہ اسی علاقہ میں دین کی سچی خدمت واشاعت وہاں سے ہو رہی ہے۔

خامساً آپ نے اپنی ناپاکی کا ذکر کر کے اپنی پوری بدعقیدہ دیوبندی برادری کی ناپاکی سے پردہ اٹھا دیا۔ خانقاہ گنگوہ میں قاسم نانوتوی کو بھرے مجمع میں چارپائی پر سلا کر جب رشید احمد گنگوہی دست دراز کر رہے تھے۔ تو قاسم نانوتوی جی شرما رہے تھے۔ مگر رشید جی ببانگ دہل پڑھ رہے تھے۔

ع: جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔

سادساً آپ کو خداوند قدوس کے محی وممیت ہونے پر ایمان نہیں ہے۔ ورنہ بندے سے تحفظ جان کی ضمانت نہ

مانگتے۔سابعا۔آپ نے بندہ سے جان کا تحفظ مانگ کر شرک کیا کیونکہ دیوبندی مذہب میں غیر خدا سے کچھ مانگنا شرک ہے۔ثامنا۔میرے خط میں نہ تو ویشالی اور مظفر پور کا نام ہے اور نہ قصاب اور دیوبندی اصطلاح کا ذکر۔پھر سارے قصاب کو خود ہی دیوبندی کہنا اور میری طرف منسوب کر دینا کتنا بڑا ظلم اور شرمناک بہتان ہے۔تاسعا۔آپ نے سارے ضلع کے مسلمانوں کو حرام خور بنایا۔آپ کو کوا کھانے کا ثواب حاصل کرنا ہے تو خوب کھایئے۔اس پر کوئی مسلمان ڈاکہ نہیں ڈالے گا۔مگر خدارا حلالی کھانے والے مسلمانوں کو اپنی کوا خوری پر قیاس مت کیجئے۔

عاشرا: آپ جلد توبہ کر کے مسلمان ہو کر علاقہ کے سارے گوشت خور مسلمانوں اور اہل ایمان قصاب بھائیوں سے معافی مانگ لیجئے۔ورنہ آپ کے خلاف بڑا زلزلہ پیدا ہو جائیگا۔اور ہر ایک مسلمان آپ کا مخالف ہو جائیگا۔کیونکہ میرے نزدیک تو ہمارا ہر قصاب بھائی خداوند قدوس کا بندہ اور رسول اکرم ﷺ کا سچا غلام ہے اور کوئی بھی گوشت خور مسلمان خدا کو جھوٹ بول سکنے والا۔پیغمبر کو مر کر مٹی سے ملنے والا،شیطان کو نبی سے علم میں بڑھانے والا،اشرفعلی تھانوی کے نام کلمہ و درود پڑھنے کا کفری عقیدہ نہیں رکھتا تلک عشرۃ کاملۃ۔

فیصلہ کن مناظرہ: ہوائی محل تعمیر کرنا کوئی مولانا شمس الحق صاحب سے سیکھے۔منظور نعمانی کا مناظرہ کس سے ہوا؟ آپ کی کتاب کہہ رہی ہے کہ کسی سے نہیں پھر یہ مناظرہ کیسے ہو گیا؟ اگر منظور صاحب کو مفاعلت کی خاصیت معلوم نہ تھی تو کیا دیوبندی جماعت میں سارے ایسے ہی علم کے کورے ہیں؟ اور یہ کورا پن ابا بکر پور اور مونگیر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔منظور صاحب لکھتے ہیں۔کہ ان کا مقابل میدان مناظرہ میں آنے کی ہمت بھی نہ کر سکا۔شاید آپ کو معلوم ہو کہ ساری دیوبندی برادری چیلنج کر کے ہمیشہ میدان مناظرہ سے بھاگتی رہی ہے یہی حال ہمیشہ منظور صاحب کا بھی رہا۔جاء الحق کی تائید کسے حاصل ہے اور زھق الباطل کس کا حصہ ہے۔یہ معلوم کرنے کیلئے درج ذیل سطور پڑھئے۔

طاہر گیاوی کا جھریا (دھنباد) مناظرہ سے عبدالمجید ابا بکر پور (ویشالی) کا سستی پور سے، مطیع الرحمٰن چترویدی کا یارو مجھولیہ (مظفر پور) مولانا آفتاب عالم ابا بکر پوری کا جواب خطوط سے ابوالحسین علی ندوی کا جواب سے

مولوی عبدالشکور ابابکر پوری کا جواب طور سے، مولوی یعقوب صاحب جامع العلوم مظفر پور کا مناظرہ برما مظفر پور سے، ابابکر پور اور اماموری کے (دیوبندی) مدرسین کا سرزمین چھوراہی (ویشالی) سے اور (خود آپ) مولانا شمس الحق صاحب چکولیاوی کا چوک مسجد (ابابکر پور سے انکار و فرار اور ہر مقام پر سنی علماء اجتماع واستقلال اول کے زھق الباطل اور آخر کے جاء الحق کا نا قابل تردد ثبوت بن چکا ہے۔

آپ مہوا (ویشالی) گاندھی میدان میں یا یکساں والی (ویشالی) مسجد میں حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کیلئے آجایئے۔ اور کم از کم ایک ماہ کی مدت مقرر کیجئے ساری انتظامی تیاریاں کرلی جائیں۔ اور اگر تحریری طور پر مجھ سے استفادہ واستفاضہ منظور ہے تو آپ کتابیں بھیجتے رہئے۔ اور میں ان کا مطالعہ کر کے آپ کو ان کا مفہوم سمجھاتا رہوں۔ شاید خداوند قدوس آپ کو اور آپ کی پوری رعایا کو قبول حق کی توفیق بخشے۔ وماذلک علی اللہ العزیز۔

خیر اندیش۔

حامد القادری غفرلہ

خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور

۵/ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲/مارچ ۲۰۰۰ء

نوٹ: ماہ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ تک اس کا جواب نہیں مل سکا۔

مذکورہ بالا خطوط کے مطالعہ سے اس امر کے ماننے میں قطعاً کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے کہ علمائے سوء ہمیشہ سے ہی علم سے کورے اور جہالت وسفاہت میں پورے اترتے رہے ہیں۔ اسلئے میں علمائے دیوبند سے بصد خلوص گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی تنہائی اور خلوت میں میرے امام حضور سیدنا احمد رضا فاضل بریلوی لازالت شموس افضالھم بازغۃ کی عظیم کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنا ایمان وعقیدہ درست کرلیں۔ اور برملا اعلان کردیں کہ اب تک ہم غلط ملاؤں سے وفاداری وہمدردی کر کے اپنا دین وایمان برباد کئے ہوئے تھے۔ اور اب اشرفعلی تھانوی، رشید

احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ کو ان کے عقائد باطلہ و افکار کاسدہ کے باعث ان سب کو خارج از اسلام تصور کرتے ہیں۔ اور ان سب سے توبہ کر کے ایمان قبول کرتے ہیں اتنا اعلان کرنے کے بعد بھلے ہی وہ میرے امام علیہ الرحمۃ الرضوان کا مبارک نام نہ لیں۔ لیکن خلوت و جلوت میں اپنے افکار و عقائد وہی رکھیں۔ اور برملا ذکر کریں جو میرے امام نے اپنی گرانقدر کتابوں میں تفصیلی وضاحت کے ساتھ مدلل ارشاد فرمائے ہیں۔ خداوند قدوس وہ دن جلد لائے۔ آمین۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام نے ماضی میں جو عظیم دینی و اشاعتی خدمات انجام دی ہیں۔ انہیں کو نمونہ عمل بنا کر موجودہ دور کے جامعہ کے کام کو مزید کارآمد و مفید بنانے کیلئے فقیر ذیل میں چند تجاویز عرض کرتا ہے۔ اگر قابل اعتناء ہوں تو ان پر عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

(۱) جامعہ رضویہ منظر اسلام ہندوستان کے تمام نامور دینی مدارس کی مشاورت و تعاون سے دور حاضر کا لحاظ کر کے ایک ایسا نصاب تعلیم مرتب کرے جو اہل سنت کے تمام مدارس میں نافذ العمل ہو۔

(۲) امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے مشن کا نقیب و ترجمان ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف'' سال میں ایک بار بین المدارس مضمون نگاری کا مقابلہ کرائے جس کے عنوانات مدیر رسالہ خود یا دیگر ذمہ داران مدارس کے مشورہ سے طے فرمائیں۔ مضمون دو صفحہ سے زیادہ کا نہ ہو۔

(۳) عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر ایک نشست ایسی بھی ہو جس میں مدارس اہل سنت کے طلبہ درجوں کے لحاظ سے تحریر و تقریر میں مسابقت کریں۔

(۴) درجہ فاضل کے طلبہ فن مناظرہ کی پختگی کیلئے مختلف عنوانات پر بحث و مباحثہ کریں جس میں موضوع سے متعلق تمام مثبت و منفی کے دلائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کریں۔

اجالوں کے قاسم

از:- مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دیناجپوری خطیب وامام رضا مسجد درگاہ اعلیٰ حضرت وخادم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

غوث وخواجہ ورضا حامد کی چشم فیض سے ☆ بحر علم وفضل وبرکت منظر اسلام ہے (ظہور نوری)

اسلام کا دارومدار اور اسکی ساری رونق حقیقت میں علم دین ہی سے ہے۔ علم جو قرآن وحدیث سے تعلق رکھتا ہے اسکی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ علم: جس پر قرآن وحدیث کے سمجھنے کا دارومدار ہے جیسے صرف، نحو اور علم لغت وغیرہ جسے علم آلی کہتے ہیں۔ دوم وہ علم: جو عقائد واعمال اور اخلاق سے تعلق رکھتا ہے جو دین اسلام کے علم ظاہر کے نام سے موسوم ہے۔ اسکے علاوہ ایک علم اور ہے جو علم باطن اور نور بصیرت ہے اس سے خداوند قدوس کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اسکو علم حقیقی کہتے ہیں۔ اسلام جو سچا دین اور راست مذہب ہے اسکی برتری اور رونق حقیقت میں علم دین سے ہے چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ وقل رب زدنی علما (پ ۱۶، ع ۱۴) اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ عطا فرما۔ علامہ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس آیت مقدسہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت مذکورہ میں پروردگار عالم نے علم کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے۔ کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کے طلب کا حکم نہیں دیا (فتح الباری شرح بخاری ص ۱۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: العلم حیاۃ الاسلام و عماد الدین علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے (کنز العمال ج ۱ ص ۶۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوا له، یعنی جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل کٹ جاتا ہے مگر تین عمل کا ثواب برابر جاری رہتا ہے۔ اول صدقۂ جاریہ: یعنی مسجد، مدرسہ بنانا کسی دینی، مذہبی کام میں زمین وقف کرنا یا مدارس اسلامیہ میں کتابیں وغیرہ وقف کرنا۔ دوم: ایسا علم جس سے نفع

حاصل کیا جائے۔علم سے مراد دینی کتابیں تصنیف کرنا اچھے اچھے شاگردوں کو چھوڑنا جس سے علمی فیضان جاری رہے ۔اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے دینی فیضان جاری رکھنے کیلئے ایکہزار سے زائد دینی اسلامی کتابیں تصنیف فرمائیں ۔جن کے ذریعے مذہب حق پھیلتا رہے گا۔اور اللہ کے بندوں کو دینی ودنیوی واخروی فائدہ پہونچتا رہے گا۔سرکار اعلیٰ حضرت نے مخلوق خدا اور دین مصطفوی کی خدمت کیلئے بریلی شریف کی پاک سرزمین پر ۱۳۲۲ھ میں ایک عظیم ادارہ قائم فرمایا جس سے ہزاروں تشنگان علوم نبویہ نے اپنی اپنی علمی پیاس بجھائی، بجھا رہے ہیں، اور انشاء اللہ صبح قیامت تک بجھاتے رہیں گے۔ سوم: نیک اولاد جو والدین کیلئے دعائے خیر کرے نیک اولاد کا ثواب بھی جاری رہے گا۔یعنی صالح اولاد کی نیکیوں اور اعمال خیر کا ثواب بھی والدین کو پہونچتا رہے گا۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دو ایسی نیک اولاد قوم کو عطا کی ہیں جن میں سے ایک کو حجۃ الاسلام اور دوسرے کو مفتی اعظم ہند کے نام سے قوم جانتی اور پہچانتی ہے۔

ملک العلماء

اعلی حضرت فاضل بریلوی کے تلامذہ نہ صرف علم وعمل کے پیکر تھے بلکہ انکے اندر دین کا سچا درد بھی تھا اور صلابت دینی بھی تھی ۔ اکتساب فیض کرنیوالوں میں سب سے پہلا نام ملک العلماء علامہ ظفر الدین قادری بہاری کا ہے۔ جنھوں نے اس وقت کے عظیم اور نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا لیکن ان حضرات سے مکمل سیرابی نہیں ہوئی تو بارگاہ اعلیٰ حضرت میں آکر مکمل سیرابی حاصل کی۔

۱۳۲۲ھ میں جب جامعہ منظر اسلام قائم ہوا تو سب سے پہلے آپ اور آپ کے رفیق وطن مولانا عبد الرشید عظیم آبادی کا نام سرفہرست آتا ہے۔کہ جامعہ منظر اسلام کا افتتاح انہیں دو طالب علموں سے حدیث پاک کی آخری اور سب سے بڑی کتاب بخاری شریف سے ہوا۔

ملک العلماء نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے صحیح بخاری شریف، شرح چغمینی، علم توقیت، جفر، تکسیر وغیرہ فنون حاصل کئے اور تصوف کی کتابوں میں عوارف المعارف اور رسالہ قیصریہ کا بھی درس لیا اور شعبان ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

میں علماء ومشائخ کے جم غفیر میں آپ کی دستار بندی ہوئی اور اعلیٰ حضرت نے آپ کو ''ملک العلماء اور فاضل بہار'' کالقب عطا فرمایا۔

ملک العلماء فارغ ہونے کے بعد ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں اپنے ہی مادر علمی جامعہ منظر اسلام کے مدرس مقرر ہوئے اور تین سال یعنی ۱۳۲۹ھ تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

آپ کا سب سے بڑا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ صدیوں تک ہندوستان میں شافعی علماء کے تیار کردہ احادیث کے مجموعے پڑھائے جاتے رہے ملک العلماء نے ان احادیث مبارکہ کا ایک ایسا نسخہ تیار کرنے کا ارادہ کیا جس میں وہ احادیث جمع کردی جائیں جن سے مسلک اہل سنت وجماعت اور مذہب حنفی میں استدلال کیا جاسکے۔ تو آپ نے صحیح البھاری کی ترتیب دی جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد چار چار حصوں پر یعنی کل چوبیس جلدوں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ آپ کی تصنیف کردہ موذن الاوقات، حیات اعلیٰ حضرت، نافع البشر فی فتاویٰ الظفر، الجواہر الیواقیت وغیرہ جو کہ کافی مشہور ہیں یہ آپ کے عظیم کارنامے ہیں۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ

سیدی وآقائی تاجدار اہل سنت مفتیٔ اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۲۲ رذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۷ رجولائی ۱۸۸۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔ تاریخ ولادت کی سن ہجری کا قرآن مقدس کی اس آیت مبارکہ سے استخراج ہوتا ہے ''وسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' (۱۳۱۰)

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی اعلیٰ گھرانے میں والد ماجد اعلیحضرت وبرادر اکبر حضور حجۃ الاسلام سے حاصل کی پھر آپ نے باقاعدہ طور پر جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخلہ لیکر جملہ علوم وفنون حاصل کرکے ۱۸ رسال کی عمر میں ۱۹۱۰ء کے جلسۂ دستار بندی میں دستار فضیلت وسند حاصل کی۔ اساتذۂ کرام حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی، حضرت العلام مولانا رحم الٰہی منگلوری، مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی، شمس العلماء علامہ ظہور الحسن رامپوری، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

منظر اسلام سے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۳۴۸ھ میں مسند تدریس کو زینت بخشی۔اور مسلسل ۳۰ رسال کے طویل عرصہ تک تشنگان علوم نبویہ کی علمی پیاس بجھاتے رہے، آپ نے ہزاروں کی تعداد میں دینی مبلغین تیار کیے ان میں سے مندرجہ ذیل چند تلامذہ قابل ذکر ہیں۔

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب

مولانا اعجاز ولی خاں رضوی

شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھتی

استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج مبین الدین امروہوی

ریحان ملت حضرت علامہ مفتی ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ

تاج الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری

صدر العلماء حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور

جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ نعیم اللہ خاں صاحب صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

شیر بیشۂ اہل سنت

شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں صاحب لکھنوی ثم پیلی بھیتی۔آپ لکھنؤ میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔آپ کا نام والد محترم نے محمد حشمت علی رکھا۔آپ کی تقریب بسم اللہ خوانی بڑی شان وشوکت کے ساتھ منائی گئی اور صوفی کریم بخش نے بسم اللہ شریف پڑھائی۔اس کے بعد ابتدائی تعلیم کیلئے آپ نے دار العلوم فرقانیہ میں داخلہ لیا۔آپ نے وہاں پر حفظ وقرأت کے علاوہ درجہ مولویت کا کورس بھی کچھ دنوں تک پڑھا۔آپ ہر کلاس میں ممتاز نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے تھے اور تمام طلبہ میں آپ کافی عقیل، فہیم، ذکی، اور ذہین تھے۔چونکہ دار العلوم

فرقانیہ میں آپ کے تمام اساتذہ وہابیت اور دیوبندیت خیال کے تھے اور سب کے سب مولوی اشرفعلی تھانوی کے مرید تھے ۔انہیں لوگوں نے آپ کو وہابیت اور دیوبندیت کے ابتدائی مسائل سکھائے اور شرک وبدعت کہنے تک مائل کردیا۔

مگر چونکہ اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا ایک دن آپ نے والدہ محترمہ کے پاس ایک کتاب بنام تمہید ایمان ''مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھی'' اور آپ نے اس کتاب کا نظر عمیق سے مطالعہ کیا۔ تو اسی وقت دل کی دنیا بدل گئی۔ آپ نے فوراً خیالات دیوبندیت سے توبہ کی۔ والد ماجد جو کہ پہلے ہی سے کافی پریشان رہتے تھے۔ کہ میرا لڑکا دوسرے خیال کا ہوتا جارہا ہے۔ آپ کے والد ماجد کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اب جب شیر بیشہ اہل سنت دوسرے دن مدرسہ فرقانیہ پہونچے تو ایک طالب علم کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مناظر کی حیثیت سے پہنچے اور کافی دیر تک اپنے اساتذہ سے بحث ومباحثہ کیا اور آخر کار وہ لوگ لاجواب ہوگئے۔

۱۳۳۶ھ میں شیر بیشہ اہل سنت بریلی شریف حاضر ہوئے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے قائم کردہ جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لیا۔ اور باضابطہ طور پر تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ نے تمام مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کرکے میدان مناظرہ میں دل وجان سے حصہ لیا۔ اور اعلیٰ حضرت کے فیضان وکرم سے میدان مناظرہ میں شیر بیشہ اہل سنت بن کر چمکے۔ آپ جس مناظرہ میں بھی جاتے تو کامیانی وکامرانی کا جھنڈا بلند کرکے ہی اطمینان کا سانس لیتے۔

آخر کار ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۰ھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ اور اسی سال ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ میں دار العلوم منظر اسلام کے امتحان میں آپ اعلیٰ نمبر سے کامیاب ہوئے اور سالانہ جلسہ دستار بندی میں بی بی جی مسجد کے وسیع وعریض صحن میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔

حضرت حجۃ الاسلام، صدر الشریعہ، صدر الافاضل نے آپکے دستار باندھی اور سند تکمیل درس نظامی عطا کی۔ اسی وقت حضور حجۃ الاسلام نے اپنا جبہ مبارکہ اتار کر آپ کو پہنا دیا اور خلافت واجازت سے نوازا۔

آپ کے ممتاز ترین اساتذہ: صدر الشریعہ، صدر الافاضل، مولانا رحم الہی، مولانا نور الحسن رامپوری، مولانا ظہور الحسن رام پوری، جس کے اساتذۂ کرام اپنے زمانے کے عظیم مفکر، محدث، مدبر، مقرر، مناظر ہوں تو ان کا شاگرد کیوں کر زمانے کا شیر بیشۂ اہل سنت نہ ہوگا۔

بہرحال فراغت کے بعد آپ نے اپنے مادر علمی جامعہ منظر اسلام میں تدریس کا فریضہ بھی انجام دیا۔ تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے مگر ان میں سے چند جو قابل ذکر ہیں۔

(۱) سید العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ قاری الحاج مفتی سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی

(۲) نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی

(۳) حضرت علامہ مولانا حافظ قاری سید شاہ حسن میاں قادری برکاتی مارہروی

حضور حافظ ملت

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ الحاج الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی چمنستان رضا کے پھولوں میں سے ایک روشن اور مہکتے پھول کا نام ہے۔ حافظ ملت ضلع مرادآباد کے قصبہ بھوجپور میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ معینیہ اجمیر شریف پہنچے اس وقت جامعہ معینیہ میں فقیہ اعظم صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) استاذ تھے۔ حافظ ملت نے وہاں پر تقریباً نو سال تعلیم حاصل کی۔

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۰ء میں جب صدر الشریعہ علیہ الرحمہ جامعہ معینیہ اجمیر شریف سے مستعفی ہو کر دار العلوم منظر اسلام تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ آپ کے تلمیذ رشید حافظ ملت بھی آئے۔ اور منظر اسلام میں ہی صدر الشریعہ کے علاوہ دیگر اساتذہ سے علم حدیث، تفسیر، فقہ، علم کلام وغیرہ حاصل کیا۔ اور علماء کرام و مشائخ عظام کے دست اقدس سے منظر اسلام کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں ۱۳۵۱ھ میں آپ کی دستار بندی ہوئی اور سند تکمیل درس نظامی سے آپ کو سرفراز کیا گیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد بحکم مربی اور معلم اخلاق مبارکپور اعظم گڑھ تشریف لائے اور آپ نے بفیضان علم منظر اسلام سارے عالم کو منور کیا۔ حافظ ملت کی ہی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے کہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور جیسا تعلیمی و تربیتی ادارہ وجود میں آیا۔ حافظ ملت کے اساتذہ میں سرفہرست صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا نام ہے۔ آپ کے تلامذہ کا شمار ضبط تحریر سے باہر

ہے پس اسوقت دنیائے سنیت میں دو ادارے از حد مشہور و معروف ہیں ایک یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ منظر اسلام دوسرا یادگار حافظ ملت جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔ جامعہ منظر اسلام کے موجودہ صدر المدرسین، تلمیذ رشید حافظ ملت، جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ مولانا نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ بستی، اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے موجودہ شیخ الحدیث و شیخ الافتاء شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری صاحب قبلہ گھوسی ہیں۔

آپ کا سب سے بڑا احسان قوم و ملت پر آپ کی یادگار جامعہ اشرفیہ مبارکپور ہے جو منظر اسلام ہی کا فیضان خاص ہے

مفتی غلام جان ہزاروی

حضرت علامہ مفتی غلام جان ہزاروی ثم لاہوری قدس سرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا شہرہ سن کر مرکز علم و عرفان جامعہ منظر اسلام بریلی شریف تشریف لائے۔ اور شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسن رام پوری اور صدر الشریعہ سے درس نظامی کی آخری کتابیں پڑھ کر صحاح ستہ کا دورہ کیا۔

۱۳۳۷ھ کے جلسہ دستار بندی میں امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد جامعہ منظر اسلام میں کچھ عرصہ تک مدرس رہے اور تعلیمی و تدریسی خدمات کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

شمس العلماء

شمس العلماء حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی (مصنفہ ''منظر آیات الباری مافی صحیح البخاری'') کی ولادت ۱۹۲۷ء میں ضلع کشن گنج کے گاؤں کوسیاری میں جناب خادم علی ابن خیرات علی کے گھرانے میں ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے ہی گھر میں امام بہادر حسین و ڈاکٹر ابوالحسن کے پاس ہوئی۔ اس کے بعد فارسی کی پہلی سے لیکر گلستاں و بوستاں تک کی تعلیم تلمیذ رشید صدر الافاضل و مفتی احمد یار خاں، قطب بہار و بنگال علامہ نصیر الدین صاحب خلیفہ اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے پاس ہوئی۔ پھر ۱۹۵۱ء میں بحر العلوم کٹیہار پہنچے اور ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری اور علامہ سید سلیمان اشرف بھاگلپوری سے اکتساب فیض کیا۔

۱۹۵۶ء میں دنیائے سنیت کی مشہور و معروف اسلامیات کی عظیم درسگاہ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخل

ہو کر جملہ علوم وفنون حاصل کئے۔ اور ۱۹۵۹ء میں آپ کی دستار فضیلت ہوئی اور سند فراغت عطا کی گئی۔

چونکہ آپ پڑھنے میں کافی ذہین تھے اور ہر جماعت میں امتیازی پوزیشن حاصل کرتے تھے۔ اس لئے حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو بعد فراغت معین المدرسین کی حیثیت سے رکھ لیا۔ اور پھر ایک سال بعد ۱۹۶۰ء میں مولانا نعیم الدین صاحب گورکھپوری کی جگہ پر مستقل طور پر آپ کی تقرری ہوئی۔ اور آپ نے درس وتدریس کے میدان میں وہ کمال حاصل کیا کہ ۱۹۶۹ء میں بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب مونگیری جو کہ اسوقت منظر اسلام کے صدر مدرس تھے۔ ان کے پاکستان چلے جانے پر ان کی جگہ آپ عہدۂ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور ۱۹۷۵ء تک آپ نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے نصاب تعلیم ونظریہ تعلیم کے مطابق منصب صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر اس کے بعد دار العلوم دیوان شاہ بھیونڈی تشریف لے گئے۔ ۲۲/سال تک وہاں پر آپ نے صدر المدرسین کا فریضہ انجام دیا۔

لیکن نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ ومہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۹۹۹ء میں دوبارہ منظر اسلام کے منصب شیخ الحدیث کیلئے بلایا۔ اور الحمد للہ! ابھی تک منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔

منظر اسلام میں آپ کے اساتذہ:

مفسر اعظم ہند علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ

بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری

شیخ المحدثین علامہ مولانا احسان علی مظفر پوری

علامہ مفتی جہانگیر احمد خاں اعظمی علیہم الرحمہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد دس ہزار سے بھی زائد ہے مگر ان میں سے چند حضرات قابل ذکر ہیں انکے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

فقیہ اعظم، تاج الاسلام، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری

صاحب سجادہ علامہ حضرت الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

خطیب اعظم، حضرت علامہ توصیف رضا خاں صاحب قبلہ

مجاہد اسلام، حضرت علامہ محمد منان رضا خاں صاحب قبلہ مہتمم جامعہ نوریہ بریلی شریف

حضرت علامہ الحاج مفتی محمد سلیم اختر صاحب قبلہ بانی دار العلوم غریب نواز ممبئی

حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل صاحب صدر مفتی دار العلوم غریب نواز ممبئی

اور راقم الحروف (محمد ظہور الاسلام نوری دیناجپوری) نے بھی ۱۹۹۹ء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیکر حدیث شریف کی آخری کتاب بخاری شریف کی مکمل تعلیم آپ ہی کی بارگاہ فیضیاب سے حاصل کی۔ نیز اس کے علاوہ علم توقیت بھی حضرت نے پڑھایا۔ یہ سارا فیضان بتوسط اعلیٰ حضرت منظر اسلام کے حصہ میں جاتا ہے۔

یہ ہے منظر اسلام! کہ جس نے ایسے ایسے اکابر علمائے کرام کو دین کی حفاظت اور اس کی بقاء کیلئے قوم کو عطا فرمایا۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے جس طرح سنیت کی عزت و آبرو بچائی اسی طرح منظر اسلام کی شکل میں درس و تدریس اور اشاعت دین مصطفوی کا بیش بہا خزانہ قوم مسلم کے نام چھوڑ دیا۔ کون منظر اسلام۔ وہ منظر اسلام جسے مجدد اعظم فاضل بریلوی نے قائم فرمایا۔ جس کی حضور حجۃ الاسلام نے تاحیات سرپرستی فرمائی۔ جس کے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ طالب علم رہے اور پورے ممالک اسلامیہ میں فوقیت لے گئے۔ جس کیلئے حضور مفسر اعظم ہند نے اپنا سب کچھ قربان کیا اور جس کو حضور ریحان ملت نے اپنے خون جگر سے سینچا۔

اب اسی یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام کی تمام تر ذمہ داریاں حضور صاحب سجادہ، گل گلزار رضویت، چشم و چراغ خاندان اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے سپرد ہیں جو اس دور میں اپنے بزرگوں کی طرح ایک نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور اپنے والد گرامی حضور ریحان ملت کے نقش قدم پر چل کر جامعہ منظر اسلام کے تعلیمی و تعمیری کام میں رات دن مصروف عمل ہیں۔ پروردگار عالم اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے حضور صاحب سجادہ کا سایہ تمام اہل سنت و جماعت پر تادیر قائم و دائم رکھے اور منظر اسلام کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

مرکز اہل سنت زندہ باد ☆ جشن صد سالہ پائندہ باد

حضرت ریحان ملت اور جامعہ منظر اسلام

از: اسیر مجی ریحان رضا مدھوبنی رکن سرکار مجی اکیڈمی ممبئی

گردش لیل ونہار سے افق انسانیت پر کچھ ایسی عبقری شخصیت اور یگانہ روزگار شخصیتیں جلوہ گر ہوئی ہیں جن کے علمی وفکری اور عملی کارنامے تاریخ انسانیت کیلئے رہنما اصول اور آنے والی نسلوں کیلئے قابل فخر اور لائق تقلید ہوتے ہیں۔

سپہر رشد وہدایت کے آفتاب و ماہتاب کی طرح تابندہ رہتی ہے اور فقاہت و دیانت، شرافت وحق گوئی بے باکی وبالغ نظری، فکری اصابت ومحققانہ صلاحیت حق پرستی وحق گوئی، حق نوازی وحق آگاہی جیسی تمام خصوصیات بھی ایک ہی پیکر میں سمودیتا ہے۔ ایسی ہی ہستی میں شہسوار میدان علم وفضل، بحر ذخار معقولات ومنقولات، کشور فقہ وحدیث کے نیر درخشاں، نابغۂ روزگار یگانۂ عصر، نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ الحاج محمد ریحان رضا خاں المعروف رحمانی میاں ہیں۔ جنہوں نے علمی و عملی فیضان سے اپنے عہد میں مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت کا جو کام انجام دیا یہ انہیں کا حق وحصہ تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء کو شہر بریلی شریف کے محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔ "ماہ شہ رضا" سے آپ کی تاریخ ولادت ۱۳۵۲ھ نکلتی ہے۔

جد امجد حضور حجۃ الاسلام محمد حامد رضا قدس سرہ نے آپ کا نام "محمد" رکھا اور عرفی نام "ریحان رضا" تجویز فرمایا۔ حضور ریحان ملت نے تخلص ریحان خود منتخب فرمایا۔

حضور ریحان ملت قدس سرہ رب قدیر کے بے پایاں فضل واکرام اور محبوبان خدا کے نوازشات پر تحدیث نعمت کا اظہار اور جد امجد کی نگاہ کرامت کا اعتراف یوں فرماتے ہیں۔

نام یہ جس نے دیا اس کو خبر تھی شاید
ان کا ریحاں کبھی دنیا میں مہکتا ہوگا

برصغیر میں عموما اور دنیائے سنیت میں خصوصاً "جامعہ منظر اسلام" ایک مقدس فیض رساں ادارہ ہے کیوں کہ جن عظیم ہستیوں نے اس ادارہ کا قیام عمل میں لایا تھا۔ ان کا مقصد یہی تھا کہ یہ "منظر" اپنی علمی وادبی افادی خدمات میں مرکزی

حیثیت کا حامل ہو۔ میں بغیر کسی مبالغہ کے دعوی کے ساتھ یہ تحریر کررہاہوں کہ "منظر" سے یہ سارے مناظر آں دم سے ایں دم تک جاری ہیں۔ اور قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہیں گے اور بلا کسی اختلاف کے یہ اہل سنت کا مرکز تسلیم شدہ ہے اس لئے کہ یہاں آج بھی ان مقدس ہستیوں کا روحانی فیض جاری ہے جن کے علمی نقوش تا قیام قیامت دھندلائے نہیں جاسکتے۔ اس جامعہ منظر اسلام میں علمی فیض حاصل کرنے والی تمام ہستیاں ہیں جن کے نام نامی اہل سنت و جماعت میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ حضور ریحان ملت قدس سرہ نے بھی اسی باغ علم وحکمت میں تعلیم حاصل کی ۔ جدامجد حضور حجۃ الاسلام نانا محترم مفتی اعظم ہند والد مکرم مفسر اعظم ہند علیھم الرحمہ سے اکتساب فیض کرنے کے بعد دیگر اکابر اہل سنت سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔ اور جامعہ منظر اسلام کے سالانہ جلسہ کے موقع پر علمائے کرام کی مقدس جماعت کی موجودگی میں دستار وسند فضیلت سے نوازے گئے۔

رضا وحامدی ونوری کے گلشن کا حسین ریحان جب علم وحکمت کی کتابوں کو پڑھنے کے بعد اسم بامسمیٰ ہوکر مہکا تو اپنی علمی خوشبو کو مرکز اہل سنت جامعہ منظر اسلام ہی سے فضاء عالم میں پھیلانے کیلئے تقریبا ۱۹۵۳ء کی ابتداء یا انتہا میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوگئے۔ اس وقت حضور ریحان ملت کی عمر شریف کا تذکرہ علامہ شبنم کمالی پوکھریروی فرماتے ہیں کہ ۱۹ رسال یا اس سے کم تھی۔ (اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۸ء)

جب ریحان ملت مسند تدریس پر فائز ہوئے اس وقت وہاں بڑے بڑے جید علماء علم وفضل کے گوہر لٹا رہے تھے انمیں چند حضور ریحان ملت کے اساتذہ کرام بھی تھے۔ علماء کے اس حسین سنگم میں حضور ریحان ملت کے اضافے نے جامعہ منظر اسلام کی علمی خدمات کیلئے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ آپ نے انتہائی کامیابی اور ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں طلباء کے دل ودماغ پر اپنی قابلیت ولیاقت اور شفقت کا نقش جمیل ثبت فرمادیا ۔ دوران درس علوم وعرفان کے بیش بہا نکات عام فہم اور حسین پیرایہ میں پیش فرماتے اور ہر فن کی کتابوں کا درس طلباء کو دیتے اور پڑھانے کا انداز وخیال یہ ہوتا کہ جامعہ منظر اسلام سے فارغ ہونے والے ہر میدان میں اپنی مثال آپ ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ یہ خیال ملحوظ رکھتے کہ کون طالب علم کس انداز بیان اور زبان میں پڑھانے سے اس کی علمی تشنگی سیراب ہوسکتی ہے تو اس کو اسی زبان میں پڑھاتے مثال کے طور پر علامہ شبنم کمالی صاحب پوکھریروی کے اس مقالہ سے ملخصا

تحریر کررہا ہوں جس کو علامہ نے عالمی ریحان ملت سیمینار کے موقعہ پر قلم بند فرمایا تھا۔

''دورۂ حدیث میں سری لنکا کے مولانا بدرالدین صاحب اور حضرت مولانا مخدوم صاحب ایسے خوش نصیب تلامذہ میں سے ہیں جنہیں حضور ریحان ملت نے بخاری شریف کی توضیح وتشریح عربی زبان میں پڑھائی اور دونوں حضرات حضور ریحان ملت کے علمی فیضان کا یوں اعتراف کرتے ہیں۔ ''حضور ریحان ملت سے جو فیض علمی وروحانی ہم کو ملا وہ کہیں نہیں ملا'' (اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۸ء)

اس بات کا اعتراف تو ضرور ہے کہ دین وسنت کا یہ ریحان فضائے عالم میں ہر طرف مہک مہک کر اہل ایمان کے مشام جاں کو معطر کیا۔ صرف شہر بریلی ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں گلشن رضا کے ریحان نے اپنے علم وفضل اور تبلیغ و اصلاح کی بدولت جو شہرت حاصل کی اس سعادت اور شہرت وعظمت کیلئے اپنی ذات کی کوئی خصوصیت نہیں سمجھتے بلکہ اس کو مجدد اعظم امام احمد رضا اور جد امجد مولانا حامد رضا قدس سرہم کی نوازش قرار دیتے اور جامعہ منظر اسلام جو انہیں دونوں شخصیتوں کے علمی فیضان کا مظہر ہے اس کی آغوش تعلیم وتربیت کا احسان ثابت کرتے ہیں جس کا اظہار اس شعر میں خود حضور ریحان ملت تحریر فرماتے ہیں۔

یہ ریحان دین وسنت کے مہکتے ہیں جدھر دیکھو

نوازش ہے رضا کی اور احسان ان کے منظر کا

تحدیث نعمت کے طور پر حضور ریحان ملت نے مختلف موقعوں پر کئی شعر ارشاد فرمائے ہیں اور یہ بات بالکل حق ہے کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں ریحان ملت جیسا کوئی پھول نہ کھلا جس نے گلستان رضا کی خوشبو ہر میدان میں اپنی ذات سے پھیلائی ہو۔ یہ صرف ریحان ملت کی خصوصیت تھی۔ میں مندرجہ ذیل میں ان ساری خصوصیات کو قلم بند کررہا ہوں جو حضور ریحان ملت میں موجود تھی۔

(۱) مسند اعلیٰ حضرت سجادہ نشین

(۲) جامعہ منظر اسلام کا مہتمم

(۳) بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ کا مدرس

(۴) مرکز اہل سنت کے مفتی

(۵) خاندان اعلیٰ حضرت کا شاندار خطیب

(۶) رسالہ اعلیٰ حضرت کا مدیر اور اس کی اشاعت کر کے مسلک مقدس کا ترجمان

(۷) ایک عظیم شاعر

(۸) مصلح قوم وملت

(۹) سیاسی اور سماجی بصیرت رکھتے ہوئے ایوان حکومت میں نمائندگی

(۱۰) جامع علوم وفنون

یہ تمام خوبیاں بیک وقت حضور ریحان ملت میں جمع تھیں جس کا اظہار بھی تحدیث نعمت کے طور پر یوں فرماتے ہیں ؎

ریحاں سا کوئی پھول گلستاں میں نہیں ہے

ہر رخ سے چمن اہل نظر دیکھ رہے ہیں

۱۹۶۵ء کے بعد جامعہ منظر اسلام اور خانقاہ عالیہ کے اہتمامات کی ذمہ داریوں کیساتھ اصلاحی وتبلیغی دورے کے سبب مصروفیات زیادہ ہوگئیں۔ لہذا حضور ریحان ملت نے تقریباً ۱۰ سال تک اپنے آپ کو تدریسی امور سے علیحدہ رکھا تاکہ طلباء کے اسباق ناغہ نہ ہو۔ جس سے انہیں ایک بڑا نقصان اٹھانا پڑے۔ لیکن تدریسی امور سے علیحدہ ہونے کے باوجود طلباء کی نگرانی ان کی تعلیمی نگہداشت بڑی ذمہ داری کیساتھ فرماتے رہے اور جامعہ کی ترقی ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی پابندی کے ساتھ اشاعت ایک متحرکانہ طریقے پر اس طرح انجام دینا شروع کیا کہ جامعہ منظر اسلام ناقابل فراموش ترقی کی راہ پر گامزن ہوگیا۔ اور اس سے ملحق دیگر شعبوں کی تعمیری ترقی بھی ہوئی اس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ جامعہ منظر اسلام اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی تعمیری ترقیاں جتنی حضور ریحان ملت کے عہد مبارک میں ہوئیں اس سے قبل نہیں۔

آج وہ سارے کام جو حضور ریحان ملت کے عہد مبارک میں تشنۂ تکمیل ہوگئے تھے۔ شہزادۂ حضور ریحان ملت حضرت الحاج مولانا سبحان رضا خاں مدظلہ العالی نے پائے تکمیل تک پہنچا کر اپنے والد محترم کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر فرمادیا۔ اور اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ حضور ریحان ملت کی طرح جامعہ منظر اسلام اور خانقاہ عالیہ کی نئی نئی ترقیوں کی طرف روز بروز

قدم تیزی سے بڑھاتے ہی جارہے ہیں۔ رب قدیر حضرت سبحانی میاں قبلہ کا سایہ تادیر ہم اہل سنت پر قائم رکھے آمین۔
حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ۱۹۸۲ء میں حضور ریحان ملت نے دوبارہ مسند تدریس کو زینت بخشی اور یہ ذمہ داری تاحیات انجام فرماتے رہیں۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ مرکز اہل سنت میں بحیثیت صدر مفتی فتویٰ بھی صادر فرماتے دوبارہ جب مسند تدریس پر فائز ہوئے تو پڑھانے کے جذبات ایسے عجیب وغریب تھے کہ علماء کا اندازہ ہے کہ اگر عمر وفا کرتی تو پتہ نہیں اخیر وقت میں علم حاصل کرنے والے کیسے نادر روزگار ہوتے وہ وقت بتاتا اور ایک سے ایک شہسوار علم وفن کا دنیا والے نظارہ کرتے لیکن گلستان رضا کا یہ پھول بہت جلد شاخ گل سے ٹوٹ گیا اور ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ مطابق ۸ر جون ۱۹۸۵ء بروز شنبہ ۹ر بجکر ۵۸ر منٹ پر دن میں اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔ حضور ریحان ملت کی زندگی گلاب کی طرح تھی کہ گلاب کی عمر اگرچہ کم ہوتی ہے لیکن جو بشاشت اور فرحت وسرور اہل چمن کو عطا کرتا ہے اس کے مقابل دوسرے پھول نہیں ہے۔

جن ذروں نے بوسے تیرے قدموں کے لئے تھے
ان ذروں کو سورج کی کرن چوم رہی ہے

...... گزارش ......

ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' خود بھی پڑھیں اور احباب کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔ اگر ''زرسالانہ'' ختم ہو چکا ہے تو براہ کرم پہلی فرصت میں بھیج دیں۔ تاکہ ادارہ زیر باری سے محفوظ رہے

(ادارہ)

منظر اسلام وقت کی

اہم ضرورت

از قلم: محمد شرافت حسین رضوی شعبہ تربیت افتاء الجامعۃ الرضویہ پٹنہ

۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کا زمانہ ایک طرف تابناک و پر بہار ہے تو دوسری طرف پر آشوب و تاریک بھی، اس لئے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں بھانت بھانت کے فرقہائے باطلہ کا ظہور ہوا۔ وہابیت، دیوبندیت، شیعیت، اور قادیانیت وغیرہ اسی زمانے کی پیداوار ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے طور پر بھی سیدھے سادھے، سادہ دل مسلمانوں کو گمراہی و شیطنت کے جال میں پھنسا کر ان کے خرمن ایمان وعقیدہ کو لوٹا۔ اور پورے ماحول کو کفر والحاد کی مسموم ہوا سے مکدر کر دیا۔

گویا ۱۴۰۰ سو سال قبل نبی اکرم عالم ماکان وما یکون علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو فرمایا تھا آج اس کی تصدیق ہو رہی تھی ''حدیث صحیح میں ہے کہ ایک بار حضور رحمت عالم ﷺ کا دریائے کرم جوش پر تھا سرکار نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے لئے یمن اور شام میں برکت دے، یہ سن کر نجد کے ایک باشندے نے عرض کی اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ ﷺ حضور نے دوبارہ یمن اور شام کے حق میں دعائے برکت فرمائی، نجد کے اس باشندے نے پھر اپنی درخواست پیش کی تو حضور نے پھر یمن اور شام کیلئے دعا فرمائی، دوسری یا تیسری بار نجد کیلئے درخواست دعا پر فرمایا'' ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطن'' وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کے ساتھی نکلیں گے (بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۵۱)

آخر وہ دن آیا جہاں سے انسانی شکل میں شیطان رونما ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیدائش نے نبی غیب داں کی تصدیق کر دکھائی، اس نے شان رسالت میں گستاخی کی، گندی جسارت کی ''کتاب التوحید'' نام کی کتاب لکھ کر اس کو

ہر طرف خوب پھیلایا، انگریز جیسی چالاک ومکار قوم، جنہیں مسلمانوں کے اتحاد واتفاق اور جمعیت واجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے کی فکر بہت پہلے سے لاحق تھی، وہ ہندوستان کے مسلمانوں کا اتحاد واتفاق دیکھ کر ششدر وحیران تھی کہ کیسے اس قوم میں تفریق ڈالی جائے۔ یہاں تک کہ اس عیار قوم کے ظلمت کدہ عقل میں ایک نہایت زہریلی فکر طلوع ہوئی، اور اس نے اپنی دولت کا دہانہ نام نہاد ملاؤں کے سامنے کھول دیا، عقل کے فریب خوردہ مادیت کے جھانسے میں آکر اپنے سرنیاز کو انگریزوں کی چوکھٹ پر خم کردئے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کا قلم تحفظ ناموس رسالت اور داستان عشق ووفا رقم کرنے کے بجائے تنقیص رسالت وتخریب ایمان وعقیدہ کیلئے چلنے لگا۔

دہلی جو کشور علم وفن، معدن وکنز، علم وعرفان کی مرکزی جگہ تھی جہاں سے محقق علی الاطلاق علامہ عبدالحق محدث دہلوی، اور محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی جیسی عظیم ترین شخصیتیں جلوہ افروز ہوئیں۔

لیکن اسی گھرانے میں مولوی اسماعیل دہلوی بھی پیدا ہوا، جس نے ''ولی کے گھر میں شیطان'' کا عملی نمونہ پیش کردیا۔ اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ''کتاب التوحید'' کا اردو ترجمہ کیا۔ تنقیص رسالت پر مشتمل یہ کتاب جیسے ہی مارکیٹ میں آئی خوش عقیدہ مسلمانوں کے اندر غم وغصہ اور بے چینی واضطرابی کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس پر ہر چہار جانب سے چوکھی حملے ہونے لگے، غرضیکہ اس طرح کی گندی جسارت اور ناپاک کوششوں کا ایک سلسلہ قائم ہوگیا۔ چنانچہ رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاری طیب علی، محمود الحسن اور نذیر احمد وغیرہم نے بھی کتابیں لکھیں اور لوگوں کو دام فریب وتزویر میں پھانس کر اپنی الحادی وبے دینی کا خوب پرچار کیا۔ لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح ہر دور میں فرعون ویزید سر ابھارتے رہے ہیں۔ اسی طرح ہر عہد میں اس کی سرکوبی کیلئے موسیٰ وحسین بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ لہذا جس وقت نجد وگنگوہ سے اٹھنے والے ان عیار بھیڑیوں نے حملے کی ناپاک جسارت کی اس وقت باطل کے سروں کی کھیتیاں بونے ان کی بے ادب زبانیں قلم کرنے، مرغزار عشق وایمانکی حنابندی کرنے اور تحفظ ناموس رسالت کرنے کی خاطر خون جگر کی آخری سرخیاں پیش کرنے کیلئے آبروئے اہل سنت، قامع بدعت، قاطع کفر وضلالت، امام علم وفن، محقق علی التحقیق مفتی الامام مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت حافظ وقاری الشاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ خاکدان گیتی پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے منصہ شہود پر آتے ہی دیوبندیت سر پیٹنے

لگی۔ قادیانیت وشیعیت کی جان ہی نکل گئی، نیچریت ورافضیت دم بخود رہ گئی۔ کلک رضا چلتا گیا۔ فرقہائے باطلہ کی گندی زبانیں کٹتی چلی گئیں۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ میں عشق وایمان کا ایسا سماں قائم ہوا کہ ’’کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے‘‘ کا حسین منظر نظر آنے لگا۔ غرض کہ انہوں نے زبان وقلم دونوں طرح سے باطلوں کا بھرپور جواب دیا۔ لیکن ان سب کے باوجود آپ کی مجددانہ شان، مومنانہ بصیرت اور دوررس نگاہوں نے پیش آئند خطرات کو محسوس کرلیا کہ قوم وملت کو ایمان وعقیدے کے اعتبار سے تعلیم کے ذریعہ جس قدر نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، اتنا کسی دوسری طرف سے نہیں۔ انہیں خطرات کے پیش نظر آپ نے مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد ڈالی۔ اس کی بنیاد پڑتے ہی پیاسے کو چشمہ اور چشمہ کو بہاؤ کا راستہ مل گیا۔ گنبد خضرا سے حسین پھواریں پڑیں۔ اور مارہرہ سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلیں دونوں نے مل کر ماحول کو سہانا کردیا گیا۔ پھر ایسے خوش گوار ماحول میں اعلیٰ حضرت نے ایسا راگ چھیڑا جو ہوا کے دوش پر لہراتا ہوا جہاں جہاں پہنچا سب کو مست و بے خود کردیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تشنگان علوم نبویہ اور عشاق کا قافلہ بریلی کی سرزمین پر اتر پڑا۔ دنیا نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت نے علم وفضل کا ایسا چشمہ جاری کیا کہ جہاں سے پوری دنیا کے لوگ سیراب ہوئے۔

اور آج بھی اس روحانیت ومعرفت کے سینٹر سے یہ پیغام نشر ہورہا ہے کہ مسلمانو! اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت چاہتے ہو تو بریلی شریف آؤ۔ یہی وہ مدرسہ ہے جہاں سے علماء، مفتیان کرام، مناظرین، مفسرین، محدثین، واعظین وغیرہم کی ایسی ٹیم تیار ہوکر نکل رہی ہے جو آج ہر اسلام مخالف عناصر کا بھرپور جواب دے رہی ہے۔ آج اس کے فارغ التحصیل ملک وبیرون ملک ہر میدان میں اپنی نمایاں خدمات اور حسن کارکردگی کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ غرض کہ منظر اسلام کا اولین مقصد رنگ ونسل کا امتیاز کئے بغیر دینی تعلیم کو فروغ دینا اسے عام کرنا۔ فرزندان اسلام کو دینی علوم وفنون اور زندگی کے آداب اور محاسن سے آراستہ وآگاہ کرنا ہے۔ اس عظیم درسگاہ سے ایسے افراد پیدا ہوئے جو فرقہائے باطلہ کی شکست وریخت ورد وابطال کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بحث ومناظرہ کے ذریعہ دین حنیف کی حفاظت وصیانت کا کام انجام دیتے رہے۔ اس طرح مدرسہ منظر اسلام اور اس کے فارغین

کے مسلسل کوششوں کی وجہ سے گمراہ اور باطل فرقے ختم ہوتے چلے گئے۔ لہذا ان تمام حقائق کی روشنی میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ منظر اسلام کی بنیاد نے عوام وخواص کو جو فائدہ پہونچایا ہے کسی سے پوشیدہ نہیں اور آج تک منظر اسلام کا جو نمایاں کردار لوگوں کے سامنے ہے اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے فارغین کی تبلیغی، مذہبی، تنظیمی خدمات ناقابل فراموش حقیقت ہیں۔ اس کے فارغین نے بروقت جو لوگوں کی رہنمائی کی ہے لوگوں کو صراط مستقیم سے آشنا کرایا ہے۔ اچھے برے کھرے کھوٹے کا جو امتیاز دلایا ہے۔ حق وباطل کے درمیان جو معیار حق قائم کیا ہے۔ بلاشبہ لائق ستائش اور بے نظر و بے مثیل خدمات ہیں۔ منظر اسلام نے ابھرتے ہوئے فتنہ وفساد کے شعلوں کو لپک کر جس حسن وخوبی کے ساتھ سپرد خاک کیا ہے یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے۔ منظر اسلام جس میں ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر اپنا جسم خون سے لہولہان کیا ہو۔ منظر اسلام جس نے کبھی بھی مسلمانوں کی عزت وشوکت جاہ وحشمت کو پامال نہ ہونے دیا۔ منظر اسلام جس نے کبھی بھی اسلام پر دھبہ لگنے نہ دیا۔ وہ منظر اسلام جس نے ہمیشہ اہل سنت کو اسلام کا سپہ سالار عطا کیا ہو۔ منظر اسلام جہاں سے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں علماء، فضلاء، حفاظ، قراء سیراب ہوئے اور ہورہے ہیں۔ منظر اسلام جسے یہ فخر وسعادت حاصل ہے۔ کہ اس نے برابر موقع بموقع لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کیلئے مرشد کامل پیر طریقت صدر الشریعہ، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، ملک العلماء، اور تاج الشریعہ جیسے نامور افراد پیدا کئے ہیں۔ وہ منظر اسلام جس نے بلافرق وامتیاز طلب العلم فریضۃ کا صحیح درس دیا ہے۔ منظر اسلام جس نے مرکزیت کا حق مجدد کے شکل میں پایا ہے۔ وہ منظر اسلام منبع علم وحکمت وہ مینارۂ عظمت ہے۔ وہ منظر اسلام جو نونہالان امت کی تعلیم وتربیت کی داستان اور اسلاف کے کارناموں کا امین وپاسبان ہے وہ منظر اسلام جس نے سنیت کی خاطر اعدائے دین سے مقابلہ کرنا اپنا طرہ امتیاز بنایا۔ منظر اسلام جو اہل اسلام کی شان وشوکت اور قوم مسلم کی امانت ہے۔ وہ منظر اسلام جو مسلک اعلیٰ حضرت اور ان کے مشن کا محافظ ونگہبان ہے۔

روداد سال دوئم پر درج قدیم انداز کے اعداد رقوم کی وضاحت جسکی فوٹو اسٹیٹ کاپی من وعن شائع کی جا رہی ہے اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

قومات اردو ہندسہ	قومات عربی رقم	قومات اردو ہندسہ	قومات عربی رقم	قومات اردو ہندسہ	قومات عربی رقم		
۱	عہ	۱۱	لرعہ	۳۰	سعہ	۱/	ایک پیسہ (یا چیز کا پاؤ حصہ)
۲	عہ	۱۲	ىعہ	۴۰	للعہ	۲/	دو پیسے (نصف آنہ) چیز کا نصف حصہ
۳	سے	۱۳	سعہ	۵۰	صہ	۳/	۳ پیسے (پون آنہ)
۴	للعہ	۱۴	للعہ	۶۰	سہ	۱/	ایک آنہ
۵	صہ	۱۵	صعہ	۷۰	معہ	۱/	سوا آنہ
۶	سے	۱۶	ععہ	۸۰	لسہ	۱/	ڈیڑھ آنہ
۷	معہ	۱۷	معہ	۹۰	لحہ	۱/	پونے دو آنے
۸	ىعہ	۱۸	ىعہ	۱۰۰	ما	۲/	دو آنہ
۹	لعہ	۱۹	لوعہ	۲۰۰	ىما	۳/	۳ //
۱۰	عہ	۲۰	عہ	۳۰۰	سمار	۴/	۴ //
۲۰۰۰	ىل			۴۰۰	للعمار	۵/	۵ //
۳۰۰۰	سل			۵۰۰	صمار	۶/	۶ //
۴۰۰۰	للول			۶۰۰	سمار	۷/	۷ //
۵۰۰۰	صل			۷۰۰	معما/	۸/	۸ //
۶۰۰۰	سل			۸۰۰	ىما/	۹/	۹ //
۷۰۰۰	معل			۹۰۰	لحما/	۱۰/	دس آنہ
۸۰۰۰	ىل			۱۰۰۰	الف	۱۱/	۱۱ //
۹۰۰۰	لول					۱۲/	
						۱۳/	
						۱۴/	
						۱۵/	
						عہ	ایک روپیہ
						عہ عہ	دو روپیے

شیخ طریقت حضرت مولانا المحترم سبحان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ رضا نگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت میں محمد مظہر حسن ابن جمیل محلہ ناگران بدایوں شریف کا ساکن ہوں آپ نے فرمایا تھا کہ اپنی سند اور کچھ مضمون دار العلوم کے بارے میں لکھ کر بھیج دینا۔ میں کئی سال سے فالج اور لقوہ کا شکار ہوں اس مسلسل علالت کے بعد اب کچھ سکون ہے۔ امسال عرس نوری میں حاضری کے موقع پر میں نے حضور آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آپ نے عبد النعیم عزیزی سے فرمایا کہ مظہر حسن کا نام اشتہار میں دیدیں پھر سند اور جو بھی لکھ سکیں ضرور بھیجدیں۔ لہذا بسبب کمزوری طبع کچھ سطور حاضر ہیں۔ میں نے ۱۹۶۲ء میں دورۂ حدیث کے سال دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اس وقت حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں مفسر اعظم ہند مہتمم تھے۔ جیسے ہی میں حضرت کی خدمت عالیجاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے انتہائی خوش مزاجی سے میرا داخلہ لیا۔ دورہ حدیث میں بخاری شریف، مسلم شریف تفسیر بیضاوی وسنن اربعہ پڑھیں۔

بخاری شریف حضرت مولانا احسان علی صاحب اور مسلم مولانا عبد التواب صاحب مصری سے اور تفسیر بیضاوی حضرت مولانا جہانگیر صاحب سے پڑھیں اور دیگر کتب بھی۔ منطق میں کوئی کتاب نہ تھی۔ اس لئے مفتی افضل حسین صاحب سے کوئی کتاب نہ پڑھ سکا اور نہ ہی کوئی خاص رابطہ رہا۔ حضرت مفسر اعظم ہند سے کچھ معلومات دینی اور ضروری مسائل پر اظہار رائے کا خیال پیدا ہوا۔ لہذا شرف ملاقات سے حضرت نے نوازا اور انتہائی شفقت کے ساتھ فرمایا کہ ایک گھنٹہ کیلئے بعد دوپہر آجایا کرو۔ پس میرے دل کی کلی کھل گئی اور میں حاضر خدمت ہونے لگا۔ پہلی ہی بار میں اس قدر شفقت اور غایت درجہ کرم فرمایا کہ میرے پاس الفاظ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت علماء بدایوں کی کتاب سیف الجبار اور دوسری دینی کتب زیر طبع ہیں۔ تم یہیں خورد ونوش کیا کرو اور میرے ہی کاشانہ پر قیام کرو لہذا ناچیز سے جو بھی خدمت دین اور کتابوں میں جو بھی جد وجہد ہوسکتی تھی مصروف عمل رہا۔ حضرت بہت خوش رہتے۔ پہلے گاہے گاہے میری کتابیں سنتے اور مجھے نکتوں سے نوازتے ایک بار صرف یہ کہنے پر کہ دار العلوم میں صرف ایک پنکھا ہے باقی کمرے والے طلباء ہوا سے محروم ہیں۔ حضرت نے پنکھا اتروالیا اور ایک ہفتہ بعد ہر درسگاہ کے کمرے میں پنکھے فٹ ہوگئے۔ حضرت نے پرخلوص

محنت دیکھی تو فرمایا تم بڑے خوش نصیب ہو اور بہت باحوصلہ ہو اللہ تم کو علم دین سے مالا مال فرمائے اور بدایوں میں ہماری نشانی کہلاؤ۔ پھر ایک بار دار العلوم کے بعض اساتذہ جیسے مفتی افضل حسین صاحب اور مولانا جہانگیر سے ارشاد فرمایا کہ طالب علم بدایوں کا ہے۔ لائق ہے۔ سرگرم عمل بھی ہے اپنا ہے اس کا دھیان رکھا کریں۔ الحمد للہ! یہ مبارک مسعود کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ المختصر بعد فراغت مجھے ارشاد فرمایا کہ بیٹا جا رہے ہو مگر دار العلوم منظر اسلام کو بھولنا نہیں۔ آپ کے یہ کلمات آج تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں اور حاشیہ ذہن میں ثبت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وقت دار العلوم سے لگا رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے داعی اجل کو لبیک کہا اور مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے وصال کے بعد دار العلوم کا اہتمام حضرت ریحان ملت نے سنبھالا۔ آپ دور اندیش، خوددار، مدبر، مفکر پیکر اخلاص ووفا، اور مدرس و مفتی تھے۔ آپ نے انتہائی دور بینی سے جائزہ لیکر تعمیر وترقی کا کام شروع کردیا دیکھتے ہی دیکھتے دار العلوم کی تعمیر وترقی افریقی ہاسٹل اور رضا مسجد کو چار چاند ہی نہیں لگائے بلکہ بقعہ نور بنادیا۔ آرائش وزیبائش میں تو جواب ہی نہیں ایک ناقابل فراموش یادگار بن گیا۔ آرائش وزیبائش کا سلسلہ تو آج تک جاری اور ساری ہے۔ خانقاہ رضویہ کا انتظام وانصرام بحسن وخوبی پایۂ تکمیل کو پہونچنے لگا۔ اس عظیم خدمت کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔ عرس رضوی جو خانقاہ کی چھت پر ہوتا تھا وہ اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں ہونے لگا اور باب مفتی اعظم ہند نے عرس کے سماں میں مزید رونق پیدا کردی جو ہر خاص وعام کو دعوت فکر ونظر دے رہا ہے۔ دار العلوم منظر اسلام کی شان ہر لحاظ سے اور رضا مسجد کی شان وفضیلت، مقام ارفع واعلیٰ بیان کرنا میرے وہم وقیاس سے بالاتر ہے میرا قلم اس کو لکھنے سے قاصر ہے۔

حضور صاحب سجادہ نے جو کارہائے نمایاں اور تعمیر ورہائش اور انتظامات میں جو خدمات انجام دی ہیں عروج کے اعلیٰ معیار پر کھڑا کیا ہے۔ یہ سب آپ کی انتھک کاوش، خدمت وخلوص کا نتیجہ ہے۔

جسے دیکھکر سرور کیف طاری ہوجاتا ہے رضا نگر جو جلوہ گاہ اعلیٰ حضرت ہے ہمہ وقت رحمت ونور کی برسات ہورہی ہے۔ اور دیکھنے والے پر وجد طاری ہوتا ہے۔ ریحان ملت کی پروقار پرخلوص کاوشوں کا جیتا جاگتا ثبوت وثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ خدمات لیں۔ سبحان اللہ! الحمد للہ! ہمہ وقت فیضان اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند، ریحان ملت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے عوام وخواص فیضیاب ہورہے ہیں۔ یقیناً اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ کہ رضا نگر جنت نشاں بنا ہوا ہے۔ بلکہ جنت نشاں ہے۔

فقط خادم: محمد مظہر حسن ابن جمیل احمد محلہ ناگران بدایوں شریف، فارغ التحصیل دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

جشن صد سالہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں برکاتی کے دست کرم سے قائم ہونے والا

دار العلوم منظر اسلام

☆ دار العلوم منظر اسلام جیسا نام ☆ ویسا کام ☆ اب ہوئے سو سال

☆ ہمارے پاس نہ الفاظ نہ قلم صرف اور صرف عقیدتوں کے پھول نچھاور ہیں۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو علماء وفضلاء، محدثین ومفسرین، محققین ومناظرین کا گہوارہ ہے۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو عشق رسالت کی سچی محبت کی چاشنی کے جام پلانے والا۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو صحابہ کرام کی محبت کا صحیح مقام بتانے والا۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو حجۃ الاسلام ومفسر اعظم ہند کی منہ بولتی تصویر۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو مفتی اعظم ہند وریحان ملت کے دلوں کی دھڑکن۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو امام احمد رضا برکاتی کے مسلک ومشرب کا ترجمان۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو بین الاقوامی شہرت کا حامل اور عالیشان۔

☆ دار العلوم منظر اسلام: جو مرکز اہل سنت کا نشان، یہ سب ہے برکاتی فیضان مارہرہ سے مالا مال۔

سبحان اللہ! الحمد للہ! ماشاء اللہ۔ جیسا امام ویسا صد سالہ، جیسا مجدد ویسا صد سالہ، صمیم قلب سے تحسین وتہنیت کیساتھ سیکڑوں بار، ہزاروں بار، لاکھوں بار، کروڑوں بار، اربوں بار، سنکھوں بار، بار ہی بار مبارک ہو! مبارک ہو! مبارک ہو! سبحان ملت آپکی کاوشوں کے ساتھ زندہ باد، دار العلوم منظر اسلام زندہ باد، مسلک اعلیٰ حضرت پائندہ باد۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

گدائے برکاتی محمد مظہر حسن قادری منظری

حویلی کمالی محلہ ناگران مدینۃ الاولیاء بدایوں شریف

سال گذشتہ عرس رضوی رجشن صد سالہ کے مبارک موقع پر حضرت مولانا جناب سید وجاہت رسول قادری اور دیگر علماء پاکستان بریلی شریف تشریف لائے۔ واپسی پر کراچی پہونچنے کے بعد سید صاحب نے صاحب سجادہ کے نام یہ خط تحریر کیا۔ جس میں انہوں نے عرس رضوی کے نظم وضبط اور منظر اسلام نمبر کی قسط اول کی اشاعت پر اپنے تأثرات کا اظہار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

مرکز عقیدت خواجہ تاشان رضویت حضرت مولانا **سبحان رضا خاں** مدظلہ العالی زیب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے!

بحمداللہ! بندہ بخیر وعافیت یکم جون کو شام ساڑھے چار بجے کراچی پہونچا۔ قیام بریلی شریف کے دوران آپنے اس فقیر کی اور اس کے ساتھی دیگر علماء کی جو پذیرائی اور مہمان نوازی کی اس کے لئے تہہ دل سے یہ احقر اور دیگر علماء حضرت علامہ شیخ الحدیث نصر اللہ خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ ان کے صاحبزادے مولانا احمد رضا خاں سلمہ الباری، مولانا جمیل احمد نعیمی زید مجدہ، ڈاکٹر اقبال اختر القادری زید علمہ اور پروفیسر ڈاکٹر مجیب احمد صاحب زید عنایتہ آپ کے ممنون ہیں۔ اور ہمہ وقت آپ کی خصوصی دعاؤں کے طالب ہیں۔ اور اگر اس دوران ہم سے کوئی غلطی یا بے ادبی سرزد ہوگئی ہو تو اس کیلئے ہم معافی کے خواستگار ہیں۔

عرس رضوی اور صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے تاریخی موقعہ پر لاکھوں لاکھ افراد کے اژدھام میں آپ نے جس حسن انتظام، مستعدی، تقدیم فیصلہ اور کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے ہمارے قلوب بہت متاثر ہوئے ہیں۔ منظر اسلام کے جشن صد سالہ کی تمام تقریبات خصوصاً آپ کی اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کی آئینہ دار رہیں اور ہر سطح

پر کام بڑی خوبیوں سے انجام پذیر ہوا۔

اعلیٰ حضرت کا منظر اسلام نمبر آپ کی اور آپ کے معاون اراکین مجلس ادارت کی پر خلوص محنتوں اور صحافیانہ صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ اس خوبصورت اور وقیع اجراء کیلئے مجلس ادارت کے تمام اراکین خصوصاً حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن خان قادری، حضرت مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی صاحب، ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب، حضرت مولانا علی احمد سیوانی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب حفظہم اللہ تعالیٰ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ کی ذاتی دلچسپی کے سبب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نہ صرف تعلیمی نظریات بلکہ منظر اسلام کی صد سالہ تاریخ ایک دستاویز کی صورت میں محفوظ ہوگئی۔ ہمیں یہ جان کر مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی کہ ابھی ماہنامہ اعلیٰحضرت کے اسی طرح تین اور مجلدات منظر اسلام کے حوالے سے یکے بعد دیگرے ۲۰۰۲ء تک شائع ہوتے رہیں گے۔ (عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر) بلاشبہ یہ سب آپ کی ذاتی تحریک کا نتیجہ ہے کہ جہاں منظر اسلام پر کچھ لکھنے کیلئے اہل نگارش کو روایتی مواد بھی میسر نہیں ہو رہا تھا۔ وہاں اس قدر مضامین ومقالات جمع ہوگئے کہ چار ضخیم مجلدات تیار ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے علم وعمل اور عمر شریف میں برکت عطا فرمائے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔

اس خط کی تقریب محض ہدیۂ امتنان وتشکر اور تبریک پیش کرنا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی نشست میں خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کے خادم اور علوم اسلامی کے امین دارالعلوم منظر اسلام کے محبین اور مخلصین کی حیثیت سے چند تجاویز و معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔ فقیر آپ کے صاحبزادگان اور برادران خصوصاً حضرت احسن رضا خاں صاحب، حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب اور حضرت مولانا تسلیم رضا خاں صاحب اور منظر اسلام کے اساتذۂ کرام خصوصاً حضرت مولانا نعیم اللہ خاں صاحب پرنسپل منظر اسلام، حضرت مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب، حضرت مولانا علی احمد سیوانی صاحب کا بھی شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہماری خصوصی دیکھ بھال کی۔ والسلام

آپ کا خادم علماء۔ سید وجاہت رسول قادری

جامعہ رضویہ منظر اسلام

کے

ان فارغین کا اجمالی تعارف جنھوں نے اپنی اسناد مع تعارف ادارے کو ارسال فرمائیں۔ ادارہ معذرت کے ساتھ قلت صفحات کی بناء پر مختصراً نذر قارئین کر رہا ہے۔

(۱) مولوی ادریس نوری ولد الحاج محمد اسمٰعیل ساکن کماں ٹولہ اسلامپور وایہ سیتامڑھی ضلع مظفر پور

تاریخ پیدائش ۱۳۴۸ھ

فراغت ۱۳۷۳ھ ۱۹۵۳ء

بیعت۔ دوران طالب علمی سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

مشغلہ۔ درس و تدریس اور حکمت و طبابت

---

(۲) مولوی محمد شمس الحق ولد محمد عیسیٰ ساکن باڑا پوسٹ لہوریا، مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۱۲/اگست ۱۹۳۸ء

فراغت: ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء

---

(۳) مولوی محبوب رضا خاں ولد مولوی عظیم الدین ساکن مکن پورہ، دربھنگہ بہار

تاریخ پیدائش: ۱۳۵۹ھ بمقام پوکھریرہ ضلع سیتامڑھی بہار میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی شیخ العلام حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین صاحب فاضل بہاری نے حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے دعائیں کرائی اس محفل میں سیکڑوں حضرات مرید ہوئے۔

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ۱۹۵۶ء میں بیعت ہوئے۔ حضرت نے آپکو خلافت بھی عطا

فرمائی۔

فراغت: ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

تعلیمی سفر: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی نانیہال موضع پوکھریرہ میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ رضاء العلوم کنہواں میں ابتدائی عربی کی کتب پڑھیں۔ بعدہٗ دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ لیکر سند فراغت حاصل کی فراغت کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کے مشورے سے حکیم اعجاز احمد خاں بریلوی سے باضابطہ حکمت کی تعلیم حاصل کی اسی زمانہ میں عربی بولنے پر کافی عبور حاصل ہوگیا تھا اولاً اپنے والد گرامی کے قائم کردہ مدرسہ رضاء العلوم کے صدر مدرس رہے پھر پوکھریرہ میں مدرسہ رحمانیہ میں اور مدرسہ حنفیہ جنک پور دھام میں صدر مدرس رہکر دار العلوم المشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں دار الافتاء اور پرنسپل کی ذمہ داری سنبھالی۔ یہاں رہ کر آپنے بدمذہبوں کا قلع قمع کرکے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا پرچم لہرایا۔ آپ کی کوششوں سے ہزاروں افراد سلسلہ عالیہ رضویہ میں داخل ہوکر نجات اخروی کی ضمانت حاصل کر چکے ہیں۔

---

(۴) مولوی محمد عبد الحمید نوری ولد عبد اللطیف ساکن قصبہ کنہواں ضلع سیتامڑھی

فراغت: ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

بیعت: تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ۲۴/مارچ ۱۹۶۲ء میں شرف بیعت حاصل کیا۔

مشغلہ: مختلف مدارس میں تدریسی خدمات دے کر اب الجامعۃ الاسلامیہ رضاء العلوم کنہواں ضلع سیتامڑھی بہار میں درس و تدریس میں مشغول ہیں

---

(۵) مولوی عبد الحکیم ولد غیاث الدین

تاریخ پیدائش: ۲۰/جنوری ۱۹۳۸ء

فراغت: ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

---

(۶) مولوی محمد حنیف ولد عبد القادر ساکن بساڑھ۔ چتوڑ گڑھ (راجستھان)

تاریخ پیدائش: ۵/جنوری ۱۹۴۴ء

فراغت: ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

مشغلہ: فراغت کے بعد کئی مساجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے۔ یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء کو دورۂ برطانیہ کیا۔ وہاں مسجد رضا پریسٹن میں خطیب وامام رہے۔ بولٹن میں کوئی سنی مسجد نہیں تھی ایک گھر میں جمعہ کا قیام کیا۔ جو آج مسجد نورالاسلام کے نام سے ایک مرکزی مسجد ہے۔ ایک دوسرا اعظیم مرکز مکہ مسجد کا قیام کیا جس کا افتتاح حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ سے کرایا وہاں امامت کی خدمت انجام دی۔ بولٹن میں مدینہ مسجد کو وہابیوں کے قبضہ سے ۱۹۸۲ء میں آزاد کرایا جہاں تین سال تک جملہ دینی امور انجام دیئے۔ پھر ہالینڈ میں مسجد نوری میں تین ماہ رہے۔ ریڈ کلف میں تین سال دینی خدمات انجام دیں۔

---

(۷) مولوی غلام علی حسنین خاں رضوی ولد محمد ابی صالح ساکن موضع کھیراواں، مونگیر بہار

تاریخ پیدائش: ۱۹۴۰ء

فراغت: ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

فراغت کے بعد کیتوا، دھنباد میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر جامعہ شمس العلوم، گیا میں صدر مدرس رہے۔ اسی دوران مونگیر کی رہائش ترک کر کے موضع پورہ کوٹھی ضلع جہاں آباد بہار میں مستقلاً سکونت اختیار کی۔ وہاں سے اسٹیل سٹی بکارو گئے اور وہاں ایک مسجد کی امامت کی ذمہ داری سنبھالی۔ دورۂ بکارو کے موقع پر حضرت علامہ الحاج اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ نے موصوف کو خلافت واجازت سے نوازا اور بکارو شہر کا قاضی بنا دیا۔ اور تب سے یہ ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔

---

(۸) مولوی امداد حسین ولد مطلوب الحسین ساکن نوادہ بیرہاٹ، پوسٹ بہرائل ضلع اتر دیناجپور

فراغت: ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء

---

(۹) مولوی عبدالرحمٰن ولد محمد سخاوت علی ساکن لکھن پور، مونگیر بہار

تاریخ پیدائش: ۵ر جنوری ۱۹۴۵ء

فراغت: ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء

تعلیمی سفر: ابتدائی تعلیم مقامی پرائمری اسکول میں ہوئی۔ اس کے بعد یوپی کے مختلف مدارس میں عربی وفارسی کی تعلیم

حاصل کر کے آخر میں جامعہ رضویہ منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کی۔

دار العلوم بیجاپور، اورنگ آباد، دار العلوم صمدیہ بھیونڈی مدرسہ حبیبیہ راور کیلا، مدرسہ فیض الاسلام کیشکال، بستر ایم پی۔ مدرسہ ضیاء الاسلام ہوڑہ کلکتہ۔ وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، مدرسہ حمایت الاسلام جھریا ضلع دھنباد شہر کے چند مخلص احباب کے تعاون سے قائم کیا۔ یہاں دیوبندی مولویوں سے مناظرہ کے بعد انکو شکست فاش دی۔ اور سنی مسلمانوں کو بیدار کیا۔

---

(۱۰) مولوی محمد شعیب ولد محمد حنیف ساکن باڑہ، مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۱۴ر فروری ۱۹۴۵ء

فراغت: ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء

---

(۱۱) مولوی محمد قاسم رضوی ولد محمد سراج الحق ساکن باڑہ پوسٹ لہوریا۔ سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۷ر جون ۱۹۴۷ء

فراغت: ۱۳۸۷/۱۹۶۷ء

مشغلہ: مدرسہ رضویہ شمس العلوم۔ باڑہ سیتامڑھی بہار میں بحیثیت مدرس خدمات انجام دے رہے ہیں

---

(۱۲) مولوی محمد نعیم الدین ولد محمد نیاز الدین ساکن دیار جالی باغیچہ۔ مرشد آباد

تاریخ پیدائش:

فراغت: ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء

سند اجازت: حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ریحان رضا علیہ الرحمہ نے مرحمت فرمائی ۱۹۸۴ء میں۔

مشغلہ: مدرسہ رضویہ نعیمیہ ۱۹۹۵ء میں قائم کیا وہی اس کے مہتمم وصدر مدرس ہیں۔ ۱۹۷۸ء سے گورنمنٹ اسکول میں نوکری کرتے ہیں۔

---

(۱۳) مولوی محمد جابر حسین ولد محمد اسحاق ساکن باڑہ، مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۸ء

فراغت: ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

(۱۴) مولوی حبیب الرحمٰن ولد عبد المجید ساکن صحنگاؤں، پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۲؍فروری ۱۹۵۰ء

فراغت: ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند سے ۲۹؍جون ۱۹۷۲ء میں ہوئے۔

مشغلہ: مدرسہ اسلامیہ فیض الغرباء صحنگاؤں میں مدرس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ تبلیغ دین، فروغ سنیت، اور رد عقائد باطلہ میں مشغول ہیں۔

(۱۵) مولوی شمشاد حسین ولد رفاقت حسین ساکن پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:

فراغت: ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

مشغلہ: درس وتدریس، امامت، اور یونانی معالج

ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور ان ہی کی زیر نگرانی فارسی میں دستگاہ حاصل کی۔ ۱۹۶۲ء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیکر قراءت سیکھی اور پھر درس نظامی کی تکمیل کی۔

(۱۶) مولوی محمد علاء الدین رضوی نوری ولد محمد صدیق ساکن جمیلہ بازار، مدھوبنی بہار

تاریخ پیدائش:

فراغت: ۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء

مشغلہ: درس وتدریس اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت، حسب الحکم جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت علامہ الحاج اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی ویراول گجرات پہنچ کر وہاں مدرسہ غوثیہ رضویہ کی نوری منزل کی تعمیر کے بعد اب تک صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۱۷) مولوی عبد الرزاق ولد محمد حنیف ساکن گوریا پوسٹ عزیز پور ضلع مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۵/ مارچ ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ/ ۵/ مئی ۱۹۷۷ء

مشغلہ: مدرس مدرسہ غوثیہ رضویہ نوری منزل ترک چوراہا دیراول گجرات۔

---

(۱۸) مولوی آفتاب الدین ولد عبد الجلیل ساکن قصبہ ڈنگا مرشد آباد (مغربی بنگال)

تاریخ پیدائش: ۷/ اپریل ۱۹۵۷ء

فراغت: ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء

مشغلہ: مدرسہ جامعہ نعیمیہ رضویہ میں بحیثیت مدرس کام کررہے ہیں۔

---

(۱۹) مولوی محمد علی خاں ولد محمد حسنین ساکن موضع بجھان پور پوسٹ [illegible]

تاریخ پیدائش: ۱۰/ جولائی ۱۹۵۹ء

فراغت: ۱۹۷۸ء

مشغلہ: صدر المدرسین دار العلوم رضویہ شیخ پورہ مصطفیٰ آباد سیوان بہار

---

(۲۰) مولوی محمد یونس رضا خاں ولد مولوی محمد ادریس رضا خاں ساکن قصبہ ڈنڈوہ بزرگ ضلع فرخ آباد

تاریخ پیدائش: ۱۵/ جنوری ۱۹۴۴ء

سند اعزازی: ۲۶/ اپریل ۱۹۷۸ء کو حاصل کی

مشغلہ: بہت اچھے مقرر ہیں۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ نوعمری سے ہی آپ دینی، تبلیغی، دورے کرکے لوگوں کی ہدایت کررہے ہیں۔ فی الحال اپنے علاقہ کی جامع مسجد کی امامت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد خانقاہ احمدیہ ادریسیہ کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد ہے۔

---

(۲۱) مولوی محمد عبد الغفار نوری ولد عبد العزیز ساکن بیجوپٹی، پوسٹ اکرتھپا ضلع ارریہ بہار

تاریخ پیدائش: ۲۳/ مارچ ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے

مشغلہ: درس وتدریس اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ۔

اولاً کھیری لکھیم پور میں تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ تیلی روڈ تحصیل لاڈنوں ضلع ناگور (راجستھان) میں مدرس ہیں۔ جہاں ماحول ناسازگار ہوتے ہوئے بھی دینی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے فروغ اشاعت میں ہمہ تن کوشاں ہیں۔ علاوہ ازیں موصوف نے وہابیوں کے بیچ میں موضع بیجوپٹی کے اندر دارالعلوم رضائے مصطفےٰ نورالاسلام قائم کرکے وہابیوں کی بیخ کنی کی تیاری کرلی ہے۔

---

(۲۲) مولوی محمد عبدالقادر رضوی ولد محمد ادریس ساکن چھتر گاچھ ضلع کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش: ۲مئی ۱۹۶۱ء

فراغت: ۱۷جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ ۱۴مارچ ۱۹۸۲ء

مشغلہ: مختلف مقامات پر درس وتدریس اور امامت کے فرائض انجام دے کر اس وقت مدرسہ اہل سنت اسلامیہ محمدیہ مسجد شیخان باڑہ ہندوراو دہلی میں مدرس ہیں۔

---

(۲۳) مولوی محمد راشد عالم ولد محمد عابد حسین ساکن کوجینا پوسٹ کرہیلا بوبرا ضلع کٹیہار بہار

تاریخ پیدائش: ۱۲فروری ۱۹۶۱ء

فراغت: ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

مشغلہ: دارالعلوم غریب نواز کوجینا میں مدرس ہیں۔

---

(۲۴) مولوی محمد حسین نوری ولد محمد حنیف ساکن برہم پوری ملنگوا، سرلاہی نیپال

تاریخ پیدائش: یکم جون ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

---

(۲۵) مولوی محمد عطاء الرضا المصطفوی ولد اشرف علی ساکن بدربنہ دربھنگہ بہار

تاریخ پیدائش: ۵/مارچ ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۴۱۳ھ/۱۹۸۳ء

بیعت: حضرت مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت حاصل ہے

مشغلہ: درس وتدریس اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جس کیلئے موصوف نے بہت صعوبتیں برداشت کیں۔ مختلف مدارس میں درس وتدریس کا کام کیا اور امامت کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔ عمر بھر وہابیوں سے نبرد آزمارہتے گزری۔

---

(۲۶) مولوی محمد اسلم القادری ولد محمد یوسف ساکن محلہ مرغیہ چک سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۱۴/اپریل ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

بیعت: نائب حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری سے

خلافت واجازت: خطیب ایشیاء حضرت علامہ توصیف رضا خاں صاحب قبلہ سے

مشغلہ: درس وتدریس دار العلوم قادریہ غوثیہ مرغیہ چک سیتامڑھی میں بحثیت صدر مدرس کام کررہے ہیں

---

(۲۷) مولوی محمد ابوالکلام الرشیدی ولد محمد غیاث الدین ساکن ہری پور ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۹/مارچ ۱۹۶۶ء

فراغت: ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

مشغلہ: خدمت خلق

---

(۲۸) مولوی نیاز احمد قادری ولد عبدالعزیز قادری ساکن دیوری ارجی ضلع سدھارتھ نگر یوپی

تاریخ پیدائش: ۱۵/اگست ۱۹۶۲ء

فراغت ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

مشغلہ: فراغت کے بعد مدرسہ قادریہ شمس العلوم ،بتوریا سدھارتھ نگر خود قائم کیا اور طلباء کو درس دیا اس کے بعد مدرسہ عزیزیہ ،مندویار سدھارتھ نگر اور دار العلوم احمدیہ معراج العلوم میں تدریسی انجام دیں۔ تقریباً نو سال سے سرزمین مہاراشٹرا پر

مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ترویج واشاعت میں مشغول ہیں۔

(۲۹) مولوی محمد حبیب الرحمٰن رضوی ولد شیخ عبدالمجید ساکن افریل تتلیا پوسٹ کرہیلا بوبرا ضلع کٹیہار بہار

تاریخ پیدائش: یکم مارچ ۱۹۶۳ء

فراغت: ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

مشغلہ: خطیب وامام جامع مسجد کوڑی نار ضلع امایلی گجرات۔

(۳۰) مولوی محمد مختار احمد قادری ولد عبدالرحمٰن ساکن موضع جانگی ہزاری باغ بہار

تاریخ پیدائش: ۲۸؍دسمبر ۱۹۶۴ء

فراغت: ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

اجازت وخلافت: حضرت صوفی ڈاکٹر عبدالجبار علیہ الرحمہ خلیفۂ مجاز حضرت ازہری میاں قبلہ سے ۱۱؍ربیع الثانی کو اجازت وخلافت عطا ہوئی۔

مشغلہ: فروغ سنیت، اس وقت مسجد رضا کسمی کے امام اور مدرسہ کے صدر مدرس ہیں۔ مسلک اعلیحضرت کے فروغ کیلئے پانچ مدرسے قائم کئے اور ۲۸؍گاؤں پر مشتمل ایک انجمن بنام فیضان رضا کی تشکیل کی جس کے زیرانتظام یہ مدارس ترقی پذیر ہیں اور مسلک کی اشاعت بھی ہورہی ہے۔

(۳۱) محمد اظہار حسین رضوی نعیمی ولد محمد محفوظ علی ساکن خنجر پور بھاگلپور بہار

تاریخ پیدائش: ۳۰؍مئی ۱۹۶۸ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

مشغلہ: صدر مدرس دارالعلوم رضائے قادریہ درگاہ حضرت مدار شاہ قادری علیہ الرحمہ۔ ایس، آر نگر ہاسپیٹ کرناٹک علاوہ ازیں امامت کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں

(۳۲) مولوی محمد جنید عالم رضوی ولد محمد شمشیر علی مرحوم ساکن چیچو اباڑی پوسٹ طیب پور ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۶؍جولائی ۱۹۶۷ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ/۲۹/ جنوری ۱۹۸۶ء

مشغلہ: امامت واشاعت سنیت ومسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

بیعت: خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور برہان ملت حضرت علامہ برہان الحق صاحب جبل پوری علیہ الرحمہ اور پھر سرکار کلاں حضرت علامہ مفتی سید مختار اشرف صاحب اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے طالب ہوئے۔

(۳۳) مولوی عزیز احمد رضوی ولد منظور احمد ساکن انسر مچیاں مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۱۷/ جولائی ۱۹۶۳ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل کیا

مشغلہ: تدریس، خطابت وامامت قدرے شعر وشاعری ومضمون نگاری۔ تحصیل علم۔ ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانیہ حامدیہ پوکھریرہ سیتامڑھی میں حاصل کی اور ۱۹/ پارے حفظ کئے پھر حضرت مولانا جمشید عالم رضوی کے ہمراہ جامعہ فاروقیہ بنارس پہنچ کر حفظ قرآن کریم مکمل کیا اور یہیں جماعت خامسہ تک زیر تعلیم رہ کر جامعہ حنفیہ غوثیہ بجبر ڈیہہ میں داخلہ لیا میلان طبیعت نے مرکز علم عقیدت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف پہنچا دیا۔ جہاں سادسہ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد دستار فضیلت حاصل کی فراغت کے بعد الجامعۃ الحمیدیہ بنارس میں نو سال تک بحیثیت نائب مدرس اور ماہنامہ ''زمزم'' کے نائب مدیر رہے۔ اب مدرسہ اہل سنت رشید العلوم سریاں بنارس میں نائب پرنسپل ہیں۔

(۳۴) مولوی محمد طاہر حسین ولد نور محمد ساکن کوہ بریا سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۱۶/ اگست ۱۹۶۷ء

فراغت:۔ ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

مشغلہ:۔ الجامعۃ الاسلامیہ فیض الغرباء، الجامعۃ الاسلامیہ بدر الاسلام بیتا الجامعۃ البرکاتیہ نرائن گھاٹ نیپال میں مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ فی الحال درباری مسجد آمود ضلع بھروچ میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(۳۵) مولوی محمد نور عالم ولد طیب عالم ساکن منشی ٹولہ تارا باڑی، پورنیہ، بہار

تاریخ پیدائش:۔۵/اگست ۱۹۶۴ء

فراغت:۔۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

مشغلہ:۔مدرسہ سراج العلوم حامدیہ اشرفیہ جامع مسجد سنبھل میں رئیس المدرسین کے عہدے پر فائز ہیں۔

---

(۳۶) مولوی محمد الطاف حسین خاں ولد ظہیر الحسن خاں ساکن شیخن پورہ لکھیم پور کھیری

تاریخ پیدائش:۔یکم فروری ۱۹۶۶ء

فراغت:۔۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

مشغلہ:۔اولاً مدرسہ غوثیہ معین پوروہ، بہرائچ میں منصب تدریس وافتاء پر فائز رہے۔۴/اگست ۱۹۹۲ء کومدرسہ عربیہ انوارالقرآن اترابازار بہرائچ قائم کیا پھر مسلم ویلفر سوسائٹی قائم کی۔آپکے دست حق پرست پر بہت سے غیر مسلم مشرک مشرف بہ اسلام ہوئے۔

---

(۳۷) مولوی منظور راجا ولد حاجی عابد حسین

تاریخ پیدائش:۔۲۰/اپریل ۱۹۴۷ء

فراغت:۔۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

---

(۳۸) مولوی عبدالباری رضوی ولد عبداللطیف خاں ساکن گائے گھاٹ موتی پور بہرائچ

تاریخ پیدائش:۔۱۵/جولائی ۱۹۶۵ء

فراغت:۔۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء

مشغلہ: مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فروغ میں ہمہ تن کوشاں رہے فی الحال کچھ ناگزیر حالات کے تحت کپڑے کی تجارت اختیار کی۔

---

(۳۹) مولوی محمد عیسیٰ رحمانی ولد محمد حدیث ساکن نرکٹیا (سوں برسا) سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔۹/فروری ۱۹۶۸ء

فراغت:۔۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء

(۴۰) محمد جہانگیر انور رضوی ولد عبدالرزاق ساکن کدوا پوسٹ مجگواں ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۲۲؍مئی ۱۹۶۸ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء

مشغلہ:۔ درس وتدریس یکم جنوری ۱۹۹۱ء سے مدرسہ رشید العلوم سریاں بنارس میں نائب عالیہ کے عہدے پر فائز ہیں

(۴۱) مولوی محمد مسیح الرحمٰن رضوی ولد محمد یونس علی ساکن روکتہار، پوسٹ سنکولہ تھانہ۔ آباد پور ضلع کٹیہار بہار

تاریخ پیدائش:۔ یکم جنوری ۱۹۶۹ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء

بیعت:۔ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت حاصل ہے

مشغلہ:۔ دار العلوم غوثیہ مظہر اسلام بیلوا ضلع کٹیہار بہار میں درس وتدریس میں مصروف ہیں۔

(۴۲) مولوی محمد محبوب عالم ولد شیخ رمضان علی مرحوم ساکن موہنیاں پوسٹ پلاسی ضلع ارریہ بہار

تاریخ پیدائش: ۱۲؍فروری ۱۹۷۰ء

فراغت:۔ ۱۷؍جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ/۱۲؍دسمبر ۱۹۸۸ء

بیعت:۔ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ

مشغلہ:۔ تدریس، تقریر، امامت، فی الحال مدرسہ رشید العلوم سریاں بنارس میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہیں

موصوف نے درجہ خامسہ تک کی تعلیم جامعہ گھوسی میں حاصل کی والد گرامی کے حکم سے جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخلہ لیا اور فضیلت علم کی سند عطا ہوئی۔

(۴۳) مولوی محمد شریف الرحمٰن ولد محمد ایوب ساکن باسکی ضلع مدھوبنی (بہار)

تاریخ پیدائش:۔ ۲۹؍اپریل ۱۹۶۷ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹ھ/۲۸؍دسمبر ۱۹۸۸ء

مشغلہ:۔ ترویج واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ورد باطلہ

رحمۃ للعلمین قبل ولادت اور بعد بعثت اور ٹیلی ویژن کا سرسری جائزہ۔ دو کتابوں کے مصنف ہیں۔

۱۹۹۰ء میں ہنڈون سٹی راجستھان رہ کر مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کی مگر حالات کی ناسازگاری کے سبب شہر چھوڑ کر قصبہ جیکنز آگرہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں ۱۹۹۲ء میں مدرسہ رضویہ غریب نواز کی بنیاد ڈالی اور نوری جامع مسجد کی تعمیر وتوسیع کا کام کیا۔ قادیانیوں سے مناظرہ کیا جس میں نمایاں کامیابی ملی۔ ۱۹۹۳ء میں جشن غوث الوریٰ اور علماء ومشائخ کے ورود سے اس خطۂ ارضی میں وہابیت نے دم توڑ دیا۔ فی الحال مسلم ٹائمز ممبئی کے نمائندہ ہیں اور رضا اکیڈمی ممبئی سے منسلک ہو کر کتاب وکیسٹس کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں درس وتدریس اور امامت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔

---

(۴۴) مولوی محمد نجم الہدیٰ ولد شیخ تسلیم الدین ساکن موضع موہنیاں پوسٹ پلاسی ضلع پورنیہ (ارریہ) بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۱۶/جون ۱۹۶۷ء

فراغت ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

مشغلہ:۔ درس وتدریس وامامت

فراغت کے بعد گجرات کے ایک گاؤں میں امامت کی۔ اس کے بعد دارالعلوم معین الاسلام میں صدارت کے عہدہ پر رہ کر نحومیر، کافیہ، شرح جامی وغیرہ پڑھائی اور پھر راول جوناگڑھ کی عرب مسجد میں امامت اور مدرسہ غوثیہ رضویہ میں مدرس کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

---

(۴۵) مولوی محمد عبدالخالق ولد عبدالرزاق ساکن بابھن گچھ ڈاکخانہ دیگابناہاٹ اتر دیناجپور بنگال

تاریخ پیدائش:۔ ۵/اپریل ۱۹۶۳ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء

بیعت:۔ حضرت علامہ سید شاہ محمد مختار اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ

مشغلہ:۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں، جامعہ عربیہ مظہر العلوم فرخ آباد، دارالعلوم تنظیم المسلمین پورنیہ میں درسی خدمات انجام دینے کے بعد اب دارالعلوم فیض العلوم سوناپور ہاٹ ضلع اتر دیناجپور میں مصروف ہیں۔

(۴۶) مولوی عبدالودود ولد محمد خلیل ساکن مچکونی، سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔ یکم جولائی ۱۹۶۸ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹/۱۹۸۸ء

---

(۴۷) مولوی محمد مرتضیٰ ولد عبدالسبحان ساکن ہرپوروا سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۱۲رفروری ۱۹۷۰ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء

---

(۴۸) مولوی غلام احمد ولد محی الدین ساکن چکچکی پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:۔ یکم فروری ۱۹۶۷ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء

---

(۴۹) مولوی وکیل احمد نوری ولد محمد نورالحق ساکن باڑا پوسٹ لہوریا سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۲۲/مارچ ۱۹۶۹ء

فراغت:۔ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء

بیعت:۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے

مشغلہ:۔ درس وتدریس۔ اولاً مدرسہ رشیدیہ لاٹ سریاں بنارس اور مدرسہ محمدیہ رضویہ جگوارہ مدھوبن بہار میں صدر مدرس فی الحال مدرسہ عالیہ قادریہ شمرنگر واسع پور میں مدرس ہیں۔ مسجد آزادنگر بھومی دھنباد (جھارکھنڈ میں خطیب وامام ہیں

---

(۵۰) مولوی محمد احمد القادری ولد عبدالعزیز ساکن ملھاٹول سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۷رجنوری ۱۹۷۰ء

فراغت:۔ ۱۹۸۸ء

مشغلہ: اولاً مدرسہ عربیہ تجوید القرآن پیل خانہ کلکتہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، اب مدرسہ اسلامیہ قادریہ پرتاپ پور ضلع گوپال گنج بہار میں تدریسی مشغلہ جاری ہے۔

(۵۱) مولوی محمد زبیر حسین مجددی رضوی ولد عطاء الرحمٰن ساکن پوسٹ بہادر پور تھانہ بھگوان گولہ مرشد آباد (بنگال)

تاریخ پیدائش:۔ ۲ر فروری ۱۹۷۱ء

فراغت: ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء

مدرس مدرسہ فرقانیہ عالیہ اسلامیہ

(۵۲) مولوی محمد منظور عالم نوری ولد محمد اسحاق ساکن موضع دھنبرا۔ کٹیہار۔ بہار

تاریخ پیدائش: ۱۱ر اپریل ۱۹۷۰ء

فراغت: ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء

مشغلہ: کچھ عرصہ راج کھیڑا، راجستھان میں امامت کی پھر مدرسہ فیض العلوم قلعہ گیٹ ہاتھرس قائم کیا اور اسی مدرسہ میں مہتمم اور مدرس کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۵۳) مولوی محمد جمال الدین منظر ولد محمد زین الدین ساکن الواباڑی، مغربی دیناجپور بنگال

تاریخ پیدائش: یکم رجنوری ۱۹۷۰ء

فراغت:۔ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

مشغلہ:۔ نئی جامع مسجد لیساؤ راجستھان میں امامت و خطابت اور دار العلوم جمال مصطفیٰ میں بحیثیت صدر مدرس خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۵۴) مولوی محمد تسکین رضا نوری ولد محمد یونس رضا خاں حشمتی ساکن ڈنڈوا بزرگ۔ فرخ آباد

تاریخ پیدائش:۔ ۱۸ر مئی ۱۹۷۰ء

فراغت:۔ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

مشغلہ:۔ جامعہ ادریسیہ حشمت العلوم قدیم جامع مسجد ڈنڈوا بزرگ کی خدمت کا کام انجام دے رہے ہیں۔

(۵۵) مولوی محمد مستقیم احمد نوری ولد سخاوت علی ساکن برناباڑی پوسٹ سوناپور ہاٹ ضلع اتر دیناجپور بنگال

تاریخ پیدائش:۔ ۱۲ر جنوری ۱۹۷۲ء

فراغت:۔ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

مشغلہ:۔ مدرس دارالعلوم خانقاہ سمرقندیہ رحم گنج دربھنگہ بہار

(۵۶) مولوی محمد عباس علی اشرفی ولد الحاج حمید الرحمٰن ساکن روجیہ مغربی دیناجپور بنگال

تاریخ پیدائش:۔ ۳رجولائی ۱۹۷۰ء

فراغت:۔ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

(۵۷) مولوی محمد حبیب الرحمٰن رضوی ولد عبدالستار رضوی ساکن باڑا ہوریا وایہ پریہار ضلع سیتامڑھی

تاریخ پیدائش:۔ ۱۲دسمبر ۱۹۷۰ء

فراغت:۔ ۱۹۹۰ء

بیعت واجازت:۔ تاج الاسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قبلہ سے۔ مارہرہ مطہرہ سے بھی اجازت حاصل ہے۔

مشغلہ:۔ مختلف مدارس میں درس وتدریس کی خدمات انجام دہی کے بعد فی الحال رضائے مقبول سورب کرناٹک میں مصروف درس ہیں۔ آپ کے خاندان میں ہمیشہ اہل علم حضرات رہے ہیں۔ ابھی جو بقید حیات ہیں وہ سب کے سب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت اور منظر اسلام بریلی شریف کے فراغین ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی بعدہ دیگر علماء کرام سے استفادہ کر کے منظر اسلام سے سند فضیلت حاصل کی

(۵۸) مولوی محمد شاہ عالم ولد محمد مشتاق احمد ساکن ڈمراؤ پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۷رفروری ۱۹۷۲ء

فراغت:۔ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

مشغلہ: تعلقہ جوڑیا موضع جام نگر گجرات کی مسجد میں امام اور ایک مدرسہ میں مدرس ہیں۔

(۵۹) مولوی محمد امام اختر رضوی ولد مقبول حسین ساکن راساکھواہاٹ مغربی دیناجپور بنگال

تاریخ پیدائش:۔ ۵رجنوری ۱۹۷۰ء

فراغت :۔ ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء

مشغلہ :۔ فراغت کے بعد میر تائی راجستھان میں امامت کی ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۹ء تک الجامعۃ الحفیظیہ سراج العلوم راسا کھوا ہاٹ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس وقت ضلع جلپائی گوڑی بنگال میں ردقادیانیت کی تحریک چلا رہے ہیں

---

(۶۰) مولوی محمد خدادین ولد محمد بشیر الدین ساکن میر پور مدھوبنی بہار

تاریخ پیدائش :۔ ۱۲/اگست ۱۹۷۲ء

فراغت :۔ ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء

مشغلہ :۔ درس وتدریس مختلف مدارس میں درسی خدمات انجام دیں اور پھر مدرسہ اصلاح المسلمین پڈرونہ پوسٹ ہلدیا ضلع سیوان میں بحیثیت صدر مدرس رہے اب مدرسہ نعیمیہ واجدیہ مسعود العلوم اسندی مہواواں ضلع گوپال گنج میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہیں

---

(۶۱) مولوی حبیب الرحمٰن رضوی ولد محمد حمید الرحمٰن اشرفی ساکن دمدمہ کٹیہار بہار

تاریخ پیدائش :۔ ۲/اگست ۱۹۷۲ء

فراغت :۔ ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء

---

(۶۲) مولوی غلام محمد رضا ولد عبد الشکور ساکن بلاہی مدھوبنی بہار

تاریخ :۱۳/مئی ۱۹۷۳ء

فراغت :۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء

مشغلہ :۔ خدمت دین متین اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ محلّہ چاند پورہ گجرات میں مسلمانوں کو تبلیغی جماعت کے شکنجے سے چھٹکارا دلا کر سچا پکا مسلمان بنایا اب وہ شریعت مطہرہ پر کاربند ہیں۔ اور مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام خلوص دل سے پڑھتے ہیں۔

---

(۶۳) مولوی محمد ابوالکلام ولد محمد نبی جان موضع بیرادادن سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش :۔ ۲/اپریل ۱۹۷۲ء

فراغت:۔ ۱۷/ جمادی الاولی ۱۴۱۲ھ/ ۱۳/ نومبر ۱۹۹۲ء

بیعت:۔ حضرت علامہ الحاج مختار اشرف، اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے ۱۹۸۵ء میں شرف بیعت حاصل کیا جبکہ والد گرامی کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت مفسر اعظم ہند علامہ ابرہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور عرصہ دراز تک وہ مفسر اعظم ہند کے ساتھ رہے

تدریسی خدمات۔ فراغت کے بعد دارالعلوم غوثیہ حسین پور، نیوریہ پیلی بھیت۔ میں حسب الحکم علامہ مولانا نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ نائب مدرس کی حیثیت سے کام کیا، پھر جامعہ رضویہ ہدایت المسلمین سرلاہی نیپال میں تین سال تک اور دارالعلوم غوثیہ مظفر پور بہار میں مدرس رہے۔ ۹/ جمادی الاولی ۱۴۱۷ھ سے دارالعلوم اسلامیہ رضویہ ملنگو اسرلاہی نیپال میں بحیثیت صدرالمدرسین درسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حافظ ملت کی خدمات اور امام احمد رضا کا تقویٰ ۔حضور مجاہد ملت کی ہم گیر شخصیت، بابری مسجد کی شہادت ذمہ داراؤ کی بدولت۔ بابری مسجد مسلم رہنماؤں کی بے حسی کا شکار ۔اب ہم کب بیدار ہونگے جیسے مضامین لکھے جو مختلف جرائد میں چھپ چکے ہیں۔

---

(۶۴) مولوی محمد ابرار عالم خاں رضوی ولد صمید خاں موضع باپور جموئی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۵ء

فراغت:۔ ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء میں روایت حفص کا کورس منظر اسلام سے مکمل کیا اور سند حاصل کی۔

بیعت:۔ ۲۲/ ربیع النور ۱۴۱۳ھ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ العالی سے حاصل کی اور شمس العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ (الہ آبادی) سے دلائل الخیرات شریف کی اجازت حاصل کی۔

مشغلہ:۔ درس وتدریس۔ فی الحال صدرالمدرسین دارالعلوم فیض الاسلام کیشکال ضلع بستر (ایم، پی) کے عہدہ پر فائز ہیں۔

موصوف نے اپنے دور طالب علمی سے ہی درس وتدریس کا کام شروع کردیا تھا۔ اس زمانہ میں آپ نے خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم وچراغ احسن رضا سلمہ اور مستحسن رضا سلمہ پسران حضرت سبحانی میاں قبلہ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری

سنبھالی علاوہ ازیں رضا مسجد کی امامت کے فرائض بھی انجام دیئے۔

(۶۵) مولوی محمد رضا ولد محمد کمال الدین ساکن موضع بھیروپٹی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۷؍مئی ۱۹۷۲ء

فراغت:۔ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

(۶۶) مولوی محمد سراج الحق ولد محمد معین الدین ساکن موضع امانت صاحبگنج بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۱۵؍مارچ ۱۹۷۴ء

فراغت:۔ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

(۶۷) مولوی فیروز عالم قادری ولد شمس الہدیٰ اشرفی ساکن کرہرا سیٹھا۔ ضلع مدھوبنی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۳؍فروری ۱۹۷۶ء

فراغت:۔ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

مشغلہ:۔ اولاً دار العلوم ضیاء الاسلام بتکی کھال گوپال گنج بہار میں تدریسی خدمات انجام دیں اب سنی نوری مسجد دھاراوی نیومہاراشٹر نگر میں خطیب وامام کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دے رہے ہیں

(۶۸) مولوی محمد قیصر فیضی ولد محمد سفر علی ساکن بہادر پور ضلع کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۲۵؍مئی ۱۹۷۳ء

فراغت:۔ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء (۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء میں منظر اسلام سے سند قراءت بھی حاصل کی)

مشغلہ:۔ بانی مدرسہ بہار رضا اور خطیب وامام مسجد رضا بازار پیٹ ہیں اور تبلیغ دین کر رہے ہیں۔

(۶۹) مولوی محمد شاکر رضا رضوی ولد شیخ علیم الدین ساکن چندر گاؤں چکلہ پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۷؍جولائی ۱۹۷۴ء

فراغت:۔ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۴ء

(۷۰) مولوی محمد جمال احمد خاں ولد محمد داؤد احمد خان موضع پوپری بستی، سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔۱۰/اکتوبر۱۹۷۴ء

فراغت:۔۱۴۱۰ھ۱۹۹۴ء

مشغلہ:۔قصبہ رائے پور کرجلیان ضلع ریوا مدھ پردیش کے ایک مدرسے میں مدرس کی حیثیت سے درس و تدریس میں مشغول ہیں

---

(۷۱)مولوی محمد نور عالم

فراغت:۔۱۹۹۴ء

مشغلہ:۔پرنسپل دارالعلوم اہل سنت غوثیہ نظامی روڈ اسلام پور ہبلی کرناٹک

---

(۷۲)مولوی محمد عارف رضا ولد عبدالقدوس ساکن چکلہ گھاٹ کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش:۔۲۰/اپریل۱۹۷۷ء

فراغت:۔۱۷/جمادی الاولی۱۴۱۶ھ/۱۴/اکتوبر۱۹۹۵ء

مشغلہ:۔دارالعلوم اشرفیہ مصطفائیہ ٹنکاریہ ضلع بھروچ گجرات میں معیاری کتب کی تدریس نیز دارالافتاء کی ذمہ داریوں میں مصروف ہیں۔

---

(۷۳)مولوی محمد فرصاد عالم ولد منشی عبدالمتین ساکن بتا سعدی ڈاکخانہ بتا سعدی پور وایہ بائسی بازار ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:۔۲۰/اکتوبر۱۹۷۲ء

فراغت:۔۱۷/جمادی الاولی۱۴۱۶ھ/مطابق۱۴/اکتوبر۱۹۹۵ء

موصوف نے ایک علمی گھرانے میں آنکھیں کھولیں والد گرامی فارسی زبان میں کامل دسترس رکھتے تھے بیٹے نے بھی حصول علم کیلئے گاؤں کی درسگاہوں سے نکل کر دارالعلوم تنظیم المسلمین بائسی، دارالعلوم مصطفائیہ پورنیہ، الجامعۃ النظامیہ ملکپور ہاٹ، جامعہ لطیفیہ بحرالعلوم کٹیہار، جامعہ حبیبیہ الہ آباد، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد کیلئے علمی سفر کیا۔ علمی تشنگی بجھانے کی خاطر مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا جہاں ۱۹۹۵ء میں فاضل درس نظامی کی سند حاصل کی۔

موصوف کے الفاظ میں۔

تاہم یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ دین اسلام کی صحیح معرفت مذہب اہل سنت کے خدوخال کی شناخت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پہچان جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف ہی سے ملی

مشغلہ:۔ مختلف مقامات پر تدریسی خدمات انجام دیں اس وقت دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ نگرہ ضلع چھپرہ بہار میں درس و تدریس میں مشغول ہیں۔

(۷۴) مولوی معین الدین وحیدی ولد زین العابدین ساکن موضع ڈھیروا ضلع کٹیہار بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۵/مارچ ۱۹۷۶ء

فراغت:۔ ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

مشغلہ:۔ دارالعلوم غوثیہ اصلاح المسلمین چانڑی بازار پوسٹ سکندر پور ضلع سیوان میں نائب مدرس کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

(۷۵) مولوی محمد اسمٰعیل راہی ولد محمد فرمان بخش ساکن موضع دھانگڑھا کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش:۔ یکم مارچ ۱۹۷۵ء

فراغت:۔ ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

مشغلہ:۔ مدرسہ کانپور میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۷۶) مولوی محمد معین الدین ولد محمد یونس انصاری ساکن موضع کھر سہا سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۱۵/فروری ۱۹۷۱ء

فراغت:۔ ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

(۷۷) مولوی محمد ابونصر ولد محمد نذیر الدین ساکن کمہارٹولی بیرپور کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش:۔ ۱۷/نومبر ۱۹۷۶ء

فراغت:۔ ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

مشغلہ:۔مدرس مدرسہ فیض العلوم قلعہ گیٹ ہاتھرس میں

(۷۸) مولوی محمد نیاز احمد رضوی ولد محمد غیاث الدین ساکن ہجلہ منڈیل پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:۔۸/مئی ۱۹۷۷ء

فراغت:۔ ۱۷/جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ/۱۴/اکتوبر ۱۹۹۵ء

تعلیمی سفر: ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسے میں حاصل کی۔پھر الجامعۃ النظامیہ فیض العلوم ملک پور ہاٹ ضلع کٹیہار بہار اور وہاں سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں علمی پیاس بجھائی۔اسی اثناء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے ۱۹۹۵ء میں حصول برکت واکتساب فیض کیلئے سند دستار فضیلت حاصل کی۔

مشغلہ:۔۱۹۹۷ء سے اب تک دار العلوم رحمانیہ تیغیہ قصبہ نگرہ ضلع چھپرہ بہار میں درس وتدریس میں مشغول ہیں۔

(۷۹) مولوی محمد اظہر العین ولد محمد الیاس ساکن محمد پور خانقاہ کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش:۔۱۱/فروری ۱۹۷۷ء

فراغت:۔۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

(۸۰) مولوی محمد صغیر احمد نوری ولد منشی عبد الوحید ساکن قصبہ جوکھن پور بہیڑی ضلع بریلی شریف

تاریخ پیدائش:۔۵/مارچ ۱۹۷۴ء

فراغت:۔۱۷/جمادی الاولی ۱۴۱۷ھ/مطابق ۲/اکتوبر ۱۹۹۶ء (اور فاضل دینیات عربی فارسی الہ آباد بورڈ)

بیعت:۔جانشین مفتی اعظم ہند علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی سے۔

مشغلہ:۔مختلف مدارس میں تدریس کے بعد فی الحال جامع مسجد آسپور کھیڑہ میں بحیثیت خطیب وامام مصروف ہیں۔

(۸۱) مولوی محمد ابو الکلام ولد محمد ابو بکر شیخ ساکن شیام پور،نوتن پارا۔تھانہ بھگوان گولہ ضلع مرشد آباد (مغربی بنگال)

تاریخ پیدائش:۔۱۰/جنوری ۱۹۷۵ء

فراغت:۔۱۷/جماوی الاولی ۱۴۱۷ھ/۲/اکتوبر ۱۹۹۶ء

۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء میں دار العلوم منظر اسلام سے سند قرأت بھی حاصل کی

مشغلہ:۔مدرس مدرسہ رضویہ نعیمیہ (قائم کردہ مفتی محمد نعیم الدین رضوی نوری ریحانی) دیار جالو باغیچہ، مرشد آباد اور جامع مسجد کے امام خطیب ہیں۔

(۸۲) مولوی محمد جمال الدین شمسی ولد محمد یعقوب ساکن موضع کھری پور سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔۲۹ردسمبر ۱۹۷۷ء۔۔۔۔۔۱۹۹۷ء میں سند قراءت حاصل کی

فراغت:۔۱۹۹۶ء

مشغلہ:۔قرآن وحدیث دیگر دینی فنون کی تعلیم دینا۔ ناظم اعلیٰ مدرسہ جمال مصطفیٰ، جگنتر محمود پور تحصیل آنولہ بریلی شریف میں ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کام کررہے ہیں

(۸۳) مولوی رضوان احمد نوری ولد مطیع الرحمٰن رضوی ساکن جہان پور، پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:۔یکم رمئی ۱۹۷۴ء

فراغت:۔۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء

(۸۴) مولوی محمد منصور عالم نوری ولد محمد مشتاق عالم ساکن بڑا پوکھر ڈاکخانہ طیب پور ضلع کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش:۔ (۲۵رجولائی ۱۹۷۷ء)

فراغت:۔۱۷رجمادی الاولی ۱۴۱۸ھ رمطابق ۲۱رستمبر ۱۹۹۷ء

مشغلہ:۔دارالعلوم حسینی فخری چشتی خواجہ نگری سہاگپور، شہڈول ایم پی میں درس وتدریس علاوہ ازیں وطن مالوف قصبہ طیب پور میں انجمن رضائے نوری کا قیام اور ہر سال ماہ شوال میں جشن یوم رضا کا اہتمام کرنا۔

(۸۵) مولوی محمد عیسیٰ قادری ولد محمد مستقیم ساکن مرگان بازار سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش:۔۵ردسمبر ۱۹۷۷ء

فراغت:۔۱۷رجمادی الاولی ۱۴۱۸ھ/۲۱رنومبر ۱۹۹۷ء

مشغلہ:۔امام وخطیب سگھری مسجد وایہ بسنت پور ضلع سیوان بہار

(باقی صفحہ ۲۲۸ پر)

رقم السند ۱۱۷۹ — رقم الالتحاق ۲۵۶

سند التكميل لمن جد في التحصيل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل العلماء ورثة النبيين وادبهم فاحسن تاديبهم فجعلهم كالماء المعين وعلمهم فصح علومهم وبين فهمهم فاتم معاني فهمهم فبلغهم الى منازلات علم اليقين ووفقهم في لوازم التوفيق في نياتهم ثم اعمالهم ثم افعالهم واقوالهم حتى تزكوا وزكوا من كان في غش مبين. شرح صدورهم واكمل نورهم وزين سرائرهم حتى صاروا كالمشكوة فيها مصباح فاستفاد منهم من شاء من المستفيدين والصلوة والسلام على رسوله الكريم الجليل الجميل خاتم الانبياء فخر المرسلين الذي سبق الاولين والآخرين في الاصطفاء والاهتداء والاجتباء حتى سمي ببعض اسماء رب العالمين الذي تحدى باقصر سورة مصاقع الفصحاء والبلغاء فعجزوا عن آخرهم وقد كانوا الى البيان من السابقين وعلى آله واصحابه الذين سبقوا في الايمان واليقين وجعلهم الله تعالى شموس الاسلام ومصابيح الدين. امابعد فان المولوي محمد احمد القادري ابن عبد العزيز صانه الله تعالى عن الضلالة والعصيان الساكن بقرية ملهاطول من مضافات سيتامرهي (بهار) [illegible] لما اراد الله به خيرا وفقه لتفقه الدين وقرع اذنه "اطلبوا العلم ولو كان بالصين" فوقع في نفسه ما وقع وبدا له ما بدا. فدخل المدرسة الواقعة ببلدة بريلي الشريفة "منظر اسلام" جعلها الله تعالى كاسمها منظرا للاسلام فاستفاد العلوم والفنون واقرا من الكتب الدرسية المذكورة في الذيل. واوصيه بان الدنيا وخضرتها ولذاتها كالسراب وما لها الزوال كالضباب فاليحذر [illegible] بل الى الله تعالى [illegible] واصرف الحيوة في اظهار الدين. اعطيته هذا السند ليكون تذكرة باقتناء احكام الدين واعلاء كلمة حق اليقين وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه اجمعين.

فهرس ما اقرا الفاضل المذكور في هذه المدرسة:

	الفن	الكتب		الفن	الكتب
۱	التفسير	تفسير البيضاوي	۸	الادب	〃 〃
۲	الحديث	الصحاح الستة	۹	النحو	〃 〃
۳	العقائد والكلام		۱۰	الصرف	〃 〃
۴	الفقه والفرائض	الهداية	۱۱	المنطق	〃 〃
۵	اصول الحديث	شرح نخبة الفكر	۱۲	المناظرة	〃
۶	اصول الفقه		۱۳	الهيأة والحساب والهندسة	〃 〃
۷	المعاني والبيان	〃 〃	۱۴	الفلسفة	〃 〃

عکس سند فراغت مولانا محمد احمد القادری ابن عبد العزیز ساکن ملہاطول ضلع سیتامڑھی (بہار)
در عہد مہتمم حال حضرت علامہ مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی

ادارہ ساز

رہبر طریقت مخدوم اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج عالی بخیر وعافیت ہوگا۔ یہ چند سطور پڑھنے کی زحمت دینے کا مقصد یہ ہے کہ احقر العباد بھی بارگاہ رضویت کا نمک خوار ہے۔ لہذا فقیر نے ضروری سمجھا کہ حق غلامی ادا کرنے کی غرض سے ''جشن صد سالہ'' کے موقع پر مجدد شرع متین حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر کچھ لکھا جائے یہ اور بات ہے کہ حق غلامی کماحقہ کبھی بھی ادا نہیں کرسکتے بلکہ تا حین حیات اس بارگاہ کا غلام ہی رہنا ہوگا۔ لہذا ایک مختصر مضمون کے ساتھ حضور اعلیٰ حضرت کے وہ القاب ہم نے جمع کردئے ہیں جو فتاویٰ رضویہ سے دستیاب ہوئے۔ یہ کوئی امر عظیم تو نہیں البتہ میرے خیال میں یہ ایک نیا کام ہے لہذا صد سالہ نمبر میں شائع کرنے کی بھرپور التجا ہے۔ اور فقیر کیلئے مزید ترقی کی دعا فرمائیں۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف

فقط والسلام محتاج دعا

محمد شاہجہاں منظری

خادم دار العلوم ربانیہ علی گنج باندا یوپی۔

اعلیٰ حضرت بحیثیت ادارہ ساز

از: محمد شاجہاں منظری دار العلوم ربانیہ علی گنج باندا یوپی

روز ازل ہی سے تعلیم و تعلم کو بڑی اہمیت دی گئی اور اس پر خاص توجہ رکھی گئی اور اسی کو خالق حقیقی اور اس کے بندے کے درمیان ربط وضبط کا بہترین ذریعہ مانا گیا۔ دین حق کی ترویج واشاعت اور تبلیغ وتشہیر کیلئے اسی کا سہارا لیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ تک جملہ انبیاء کرام اور رسولان عظام علیہم السلام نے اپنے اپنے دور میں تعلیم کی اہمیت کو اجاگر فرمایا اسی جوہر کی بنیاد پر حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر شرف حاصل ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے علم ہی کی بدولت جن وانس ہی نہیں بلکہ ہوا و دیگر مخلوقات پر حکمرانی فرمائی۔ اور ہمارے نبی آخر الزماں محمد مصطفی ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی کتاب اور حکمت کی تعلیم قرار پائی۔

چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کا دوسرا نام ہے۔ جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ اور وحی کی ابتداء اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم سے ہوئی۔ اس لئے اسلام میں آکر علم کا مرتبہ واہمیت اور بڑھ جاتی ہے چنانچہ علی التوارث حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، علماء مجتہدین وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرب سے عجم تک دور دراز ملکوں میں علم کا خوب خوب چرچا کیا۔ اور جگہ جگہ علمی مراکز قائم فرما کر دین حنیف کو جلا بخشی۔ اس طرح علماء کرام اور مشائخ عظام کے توسل سے علم وعرفان اور ایمان وایقان کا فیضان مصر، ماوراء النہر، عراق، سندھ اور ملتان ہوتا ہوا برصغیر ہندوستان میں بھی جاری وساری ہو گیا۔

مدت دراز تک ہمارے ہندوستان میں تعلیم وتعلم کا کوئی باضابطہ انتظام وانصرام نہ تھا۔ بلکہ تشنگان علوم نبویہ کسی خانقاہ یا کسی عالم دین اور فاضل جلیل کے ذاتی کاشانہ میں زانوئے ادب طیکرتے اور ان کے چشمۂ علم وادب سے سیراب ہوتے۔ مگر جب لوگوں میں خاصی بیداری آئی اور تشنگان علوم نبویہ کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہوتا گیا اور چونکہ قدیم

طریقے سے علم حاصل کرنا ایک مشکل کام تھا اس لئے باقاعدہ تعلیمی انتظام کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ اور ادارہ سازی کا نظریہ زوروں پر ابھر آیا تو ہمارے اسلاف کرام نے بڑی مشقت و جانفشانی کے ساتھ نواب و بادشاہوں کی مدد سے ادارہ قائم کرنا شروع کر دیا اور اس وقت سے آج تک یہی سلسلہ جاری وساری ہے۔ اور آج ادارہ سازی کا یہ عالم ہے کہ شاید کوئی بڑا شہر ہو جہاں کوئی دارالعلوم نہ ہو۔ انہیں اسلاف کرام کی دین ہے کہ آج جگہ جگہ دارالعلوم کی شکل میں دینی ادارے نظر آتے ہیں۔ یہ کہنے میں شاید میں حق بجانب ہوں کہ اس الحاد اور مادہ پرستی کے دور میں یہی مدارس عربیہ دین کی بقاء کے ضامن ہیں اور گویا یہ ایسے پاور ہاؤس ہیں جہاں سے ہر مسلمان کی رگوں میں ایمان وعرفان کی برقی توانائی پہنچائی جارہی ہے۔

دین کی تبلیغ واشاعت میں دینی مدارس کی خدمات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا اور سچ پوچھئے تو یہی دینی ادارے دین کے استحکام اور تحفظ میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ساری خوبیوں کے باوجود آج اکثر اداروں کی افادیت دن بدن کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے اور وہ مقدس اغراض ومقاصد جن کے پیش نظر پیشرؤوں نے ادارہ سازی کی طرف توجہ مبذول کی تھی۔ آج دھیرے دھیرے مفقود ہوتے جارہے ہیں۔ اس لئے ہم دور حاضر کو سامنے رکھتے ہوئے ادارہ سازی کو دو خانوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ (۱) ادارہ سازی بغرض کنبہ پروری اور دوسرا ادارہ سازی بغرض قومی رہنمائی، اول الذکر کیلئے بانی ادارہ کا دیندار ہونا ضروری اور نہ قوم کا صحیح دردضروری، دور حاضر سے آگاہی ضروری ،اور نہ قوم کے روشن مستقبل کا خواہاں ہونا ضروری، کثیر العلم ہونے کی حاجت اور نہ فکر صحیح کے مالک ہونے کی ضرورت بلکہ اس کیلئے کم علم اور ظاہری قومی درد ہونا ہی کافی ہے۔ جبکہ آخر الذکر کیلئے بانی ادارہ کی جہاں علوم وفنون سے واقفیت ضروری وہیں اخلاق وآداب سے آراستہ ہونا بھی ضروری۔ جتنا صائب الرائے ہونا ضروری اتنا ہی صاحب فراست ہونا ضروری اگر قوم کی موجودہ حالات سے آگاہی ناگزیر ہے تو قوم کے روشن مستقبل کی فکر بھی ناگزیر ہے۔ جس طرح ایک بانی ادارہ کیلئے فنون دینیہ کے ساتھ ساتھ فنون دنیویہ کی سخت حاجت اسی طرح فنون قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ سے بھی باخبر ہونا ضروری ہیں۔ غرض کہ صحیح معنوں میں حقیقی ادارہ ساز وہی ہے جو عالم باشرع ہونے کے ساتھ عامل باشرع بھی ہو۔ کیونکہ دینی ادارہ سازی درحقیقت قوم سازی سے عبارت ہے۔ چنانچہ دور حاضر میں جب ہم عالیجناب معلی القاب

حضور اعلیٰ حضرت کی زندگی اور حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ میں وہ سارے اوصاف بدرجہ اتم واکمل پاتے ہیں جو ایک ادارہ ساز کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ اور بحثیت ادارہ ساز ادارہ سازی کی کسوٹی پر کھرے اترتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ دور حاضر کے ماہرین تعلیم آپ ہی کی بارگاہ کے فیض یافتہ اور خوشہ چیں ہیں۔ یہی وجہ ہے سو سال گزر جانے کے بعد بھی منظر اسلام کی افادیت اور اہمیت کم نہیں ہوئی اور آج یہ شدت سے محسوس کیا جارہا ہے کہ منظر اسلام محض چند کمروں پر مشتمل ایک عمارت کا نام نہیں ہے بلکہ منظر اسلام اسم با مسمیٰ اور ایک مکمل نظریہ تعلیم کا دوسرا نام ہے۔ حق و باطل کے مابین ایک سنگی لکیر کا نام ہے اور کفر وارتداد اور حق وصداقت کے درمیان خط امتیاز منظر اسلام ہے۔ تقدس وحدت اور ناموس رسالت کی حفاظت کیلئے محافظ گر ایک فیکٹری کا نام منظر اسلام ہے۔

چونکہ علم کو نور وحیات اور جہل کو ظلمت وممات سے تشبیہ دی گئی اور اصلاح خلق کو علم پر موقوف رکھا گیا۔ اس لئے ہم لاریب یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہستی جس کے اندر جوہر علم ہوگا۔ وہ روشن خیالی اور زندہ دلی کی مالک ہوگی۔ اور اپنے علم کی روشنی میں قوم کی صحیح رہنمائی اور اچھی قیادت کر سکے گی۔ مگر بمقتضائے "فوق کل ذی علم علیم" علماء کے درجات میں تفاوت ضرور ہوگا سو جس کے پاس جتنا زیادہ علم ہوگا اسکا مستقبل اتنا ہی زیادہ روشن ہوگا۔ اور اسکا کام بقدر علم اکمل ومکمل اور مستحکم اور پائیدار ہوگا۔ اب آیئے ذرا شمس شریعت حضور اعلیٰ حضرت کے علم وادب، سیاست، قیادت، عبادت وریاضت وغیرہ اوصاف ممدوحہ کا جائزہ لیں تاکہ آپ کی ادارہ ساز شخصیت واضح ہو۔ اس سلسلے میں ہم صرف آپ کے ان القاب واوصاف کو ذکر کرتے ہیں جو العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں مندرج ہیں اور جنکو مختلف مستفتیوں نے اپنے اپنے استفتاء میں آپ کی شان اقدس میں استعمال کیا ہے۔ جب کہ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ سے فتوے طلب کرنے والوں میں ایک بھاری تعداد علماء، فضلاء، محققین، مدبرین اور مفکرین کی ہے۔ لہذا ان القاب سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ اول الذکر سے تعلق رکھتے ہیں یا آخر الذکر سے اس ضمن میں اتنی بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان بھاری بھرکم الفاظ کو دور حاضر کی ترازو پر نہ تولا جائے بلکہ ان الفاظ کو اسی زمانے کی عینک سے دیکھا جائے تو صحیح اندازہ ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اس قسمکے اثر بلکہ قریب الکل الفاظ اپنی حقیقت کو چھوڑ چکے ہیں اور رعام طور سے معنی مجازی میں استعمال ہورہے ہیں۔ ایک طفل مکتب بھی اپنے کو علامہ بتاتا ہے اور دس بارہ سال کا کورس مکمل کر کے ہی جہالت کی

تاریکی میں بھٹکنے والا شخص اپنے آپ کو علامہ سے کم نہیں سمجھ رہا ہے۔ ایک مقرر جس کو تھوڑی بہت تقریر آتی ہو۔ وہ لفظ مولوی اور مولانا کو اپنے حق میں بے ادبی اور گستاخی تصور کرتا ہے بھلے ہی علمی لحاظ سے مولوی کی میم سے بھی واقف نہ ہو فقہ سے نابلد بھی مفتی اور فقیہ سے کم پر راضی نہیں ہوتا ہے۔ درس وتدریس کے اصول کا ناشناس بھی استاذالاساتذہ لکھوانے پر فخر کرتا ہے۔ کوئی بھی مدرسہ، جامعہ، (یونیورسٹی) سے کم درجہ کا نہیں ہوتا بھلے ہی وہاں ناظرہ اور ابتدائی کے بچے زیر تعلیم ہوں اس کے برخلاف قدیم زمانہ میں کسی کی شان میں اسی وقت کوئی لفظ استعمال کیا جاتا جب وہ اس کا مستحق ہوتا اور اس کے اندر معنی حقیقی پایا جاتا۔ تب کسی سے جواہر پارے بکھرتے جب ہی اس کو کسی معتبر لفظ سے نوازا جاتا اور آج تو کسی لقب سے ملقب کرنے کیلئے صرف جبہ ودستار کافی ہے۔

اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنی پیاس بجھائیں۔

بحرالعلوم النقلیہ حبرالفنون العقلیہ مجدد المأۃ الحاضرۃ (جلد ۱ ص ۲)

حامئ حمایت دین مفتی شرع مجتبیٰ مولانامولوی (جلد ۱ ص ۵۷۹)

فیض مآب حاوی معقول ومنقول کاشف دقائق فروع و اصول (جلد ۱ ص ۵۹۷)

مولاناالاعظم الافخم (جلد ۱ ص ۵۸۲)

عالم نبیل فاضل جلیل و فقه الله الجمیل بمتابعة سید الانبیاء صاحب الکوثر والسلسبیل (۳ ص ۸۰)

جامع کمالات منبع برکات (جلد ۳ ص ۲۷۳)

ملک العلماء شمس الفضلاء مقتدائے اهل ایمان پیشوائے اهل ایقان (جلد ۳ ص ۳۹۱)

قدسی الالقاب (جلد ۳ ص ۳۹۶)

ذات فیض سمات قبله ارباب علم و کعبه اصحاب حلم (جلد ۳ ص ۴۳۱)

سیدنا و سندنا و مرشدنا والذخر لیومنا و غدنا و وسیلتنا و برکتنافی الدنیا و

الدین آیة من آیات اللہ رب العلمین نعمة اللہ علی المسلمین اعلم العلماء المتبحرین افضل الفضلاء المتصدرین تاج المحققین سراج المدققین مالک عظمة الفتویٰ والمفتیین ذوالمقامات الفاخرہ والکمالات الزاهرة الباہرة صاحب الحجة القاہرہ العلامہ الاجل الابجل حلال عقدة مالا ینحل بحرالعلوم کاشف السر المکتوم صدر الشریعة محی السنہ المحدث الفقیہ العدیم النظیر ا (جلد ۳ص ۴۲۸)

حضور والا برکت (جلد ۳ص ۴۸۷)

سلطان العلماء المتبحرین برہان الفضلاء المتصدرین کنز الهدایة والیقین شیخ الاسلام والمسلمین مفتی العلامة (جلد ۳ص ۲۰۸)

ہادی برحق (جلد ۳ص ۲۲۷)

سیدی سندی اعتضادی وعلیہ اعتمادی الحبر البحر الفہامة الالمعی اللوذعی (جلد ۳ص ۲۳۹)

حضرت مخدوم و معظم مقبول سبحان جناب تقدس مآب مجمع مکارم الاخلاق منبع محاسن اشفاق سراپا اخلاق نبوی مظہر اسرار مصطفوی سلطا ن العلماء اہل سنت برہان الفضلاء الملة قدوة شیوخ الزمان بحرالعلوم امام الشریعت والطریقت (جلد ۳ص ۲۴۵)

جامع علوم نقلیہ و حاوی فنون عقلیہ علامہ دہرفہامہ عصر (جلد ۳ص ۲۲۶)

مشہود خدمت (جلد ۴ص ۴)

جامع المعقول و المنقول واقف الفروع والاصول (جلد ۴ ص ۲۳)

لازم البرکة حاوی اصول وفروع (جلد ۴ ص ۳۱)

راس العلماء تا ج الفقہاء جامع الکمالات صوریہ و معنویہ (جلد ۴ ص ۳۴)

جامع العلوم (جلد ۴ ص ۵۶)

ہادی صراط مستقیم (جلد ۴ ص ۱۰۴)

میرے آقا میرے ہادی حضرت مولانادام اقبالہ (جلد ۴ ص ۲۲۰)

برہان الفضلاء المتقدمین الشاہ (جلد ۴ ص ۲۲۵)

فیض بخش فیض رساں امید گاہ جاویداں (جلد ۴ ص ۳۷۷)

عالم المعی فاضل لوزعی (جلد ۴ ص ۴۴۹)

مخزن علوم حقانی وربانی (جلد ۴ ص ۵۰۹)

مظہر انوار شریعت (جلد ۴ ص ۵۴۴)

حضور فیوض گنجور اعلیٰ حضر ت تاج العلوم الشرعیہ (جلد ۴ ص ۵۶۷)

اعلم العلماء افضل الفضلاء اکمل الکملاء آفتاب آسمان شریعت ماہتاب درخشان طریقت نوربخش قلوب مومنین روشن فرمائے دین ودنیا حاکم محکمہ ایمان ماتحت حبیب الرحمن سرور ﷺ حامی دین متین اہل سنت ماحی ضلالت وکفر وبدعت فضیلت پناہ حقیقت آگاہ اما م العلماء والفضلاء حا ج الحرمین شریفین مولاناو مقتدانا (۴ ص ۶۷۱)

فیض درجت مظہر علوم دینی و مصدر فیوض اخروی جناب مولانا با لفضل والکمال اولیانا (جلد ۵ ص ۹۴)

حضور پرنور (جلد ۵ ص ۱۶۷)

نائب رسول ﷺ (جلد ۵ ص ۱۶۷)

مخزن علوم معدن فنون علماء دین شرع متین (جلد ۵ ص ۱۹۷)

حضور لامع النور موفور السرور قامع الشرور والفسق و الفجور حضرت عالم اہل السنة والجماعت (جلد ۵ ص ۲۱۰)

سامی منزلت جامع الکمالات العلمیه والعملیه حاوی الفنون الاصلیه والفرعیه مطاع مفخم نیاز کیشان (جلد ۵ ص ۲۳۱)

ہادی دین شرع متین (جلد ۵ ص ۲۹۵)

رئیس المحققین عمدة الامین محافظ الدین رہبر شریعت و طریقت (جلد ۵ ص ۲۵۳)

سراپا برکت منبع علوم سبحانی و معدن فیوض یزدانی جامع فروع واصول (جلد ۵ ص ۶۶۷)

مجمع الفضائل منبع الفواضل کاشف دقائق شرعیه واقف حقائق عقلیه ونقلیه مروج الاحادیث المصطفویه صاحب التحقیقات الرائقة زبدة السعادات الفائقه (جلد ۵ ص ۷۷۱)

مرجع خاص وعام ملاذ علمائے کرام لازالت عتبتهم کهف الانام (جلد ۵ ص ۸۰۴)

عالم ظاہر وباطن و معقول ومنقول (جلد ۵ ص ۸۲۵)

افضل الفضلاء عالم یگانه روزگار (جلد ۵ ص ۹۶۲)

حبیب محبوب الله روحی فداك قبله کونین و کعبهٔ دارین معین الملت والدین (جلد ۶ ص ۴)

امام اہل سنت عظیم البرکت (جلد ۶ ص ۲۰)

معظم ومکرم قدوة الفضلاء فضلانا مولانا ولننا باحادیث مصطفوی (جلد ۶ ص ۴۵)

طریقت شعار حقیقت آثار (جلد ۲ ص ۱۵۹)

الفاضل البریلوی غوث الانام مجمع العلم والحلم والاحترام امام العلماء مقدام الفضلاء لازال بالافادۃ والافاضۃ والعز والکرم (جلد ۲ ص ۴۱۶)

حامی سنت ،قامع بدعت مرجع علماء وفضلاء (جلد ۲ ص ۴۴۴)

قبلہ دوجہاں کعبۂ دین وایمان (جلد ۲ ص ۵۳۳)

غوث دوراں قطب زماں مجدد ھذا الاوان (جلد ۷ص ۱۰۵)

محقق و مدقق شریعت پناہ (جلد ۷ص ۲۸۱)

فضائل منزلت (جلد ۷ ص ۵۹۰)

فاضل کبیر کامل نحریر امام العلماء المحققین مقدام الفضلاء المدققین مولانا المکرم ذوالمجد والکرم صوفی (جلد ۸ ص ۱۰۸)

شمس الشریعت (جلد ۸ ص ۳۱۴)

شمس العلماء ومفتی عصر حضور انور (جلد ۸ ص ۳۱۸)

عالی جناب معلی القاب (جلد ۸ ص ۴۵۷)

اعلم اہل سنت وجماعت موید ملت طاہرہ (جلد ۸ ص ۴۷۶)

تاج العلماء (جلد ۸ ص ۴۹۳)

افضل العلماء برکت من برکات اللہ مجدد دین نائب سید المرسلین ﷺ (جلد ۹ ص ۱۲۹)

آقائے نعمت دریائے رحمت (جلد ۹ حصہ دوم ص ۴۱)

شمس العلماء الدین اسوۃ الحکماء المحققین (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۳۰)

زبدۃ المحققین قبلہ نمائے آیات اولین عمدۃ الفواضل (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۳۴)

راس الفقہاء (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۶۲)

قامع ضلالت قیم مروج سنت (جلد ۹ حصہ دوم ص ۲۰۵)

سراج العلماء المدققین ،حامیٔ السنة والدین غیاث الاسلام والمسلمین (جلد ۹ حصہ دوم ص ۳۱۵)

قبلہ ایمانیاں و کعبۂ روحانیاں وجان ایمان بخش ایں بے جاں مقبول بارگاہ صمدیت (جلد ۱۰ ص ۱۷۷)

علامۃ الدھر (جلد ۱۰ ص ۵۰۸)

ملک العلماء والفضلاء ثقتی رجائی (جلد ۱۱ ص ۱۲۳)

صاحب حجت قاہرہ و صولت باہرہ وتصانیف ظاہرہ غیظ السفہاء محمود الکملاء محسود الفضلاء ماحی الفتن حامیٔ السنن زین الزمن حبر شریعت بحر طریقت ناصر ملت (جلد ۱۱ ص ۳۱۱)

فیاض زماں (جلد ۱۲ ص ۱۵۴)

رہنمائے دین متین مرشد راہ یقین (جلد ۱۲ ص ۱۵۷)

حامیٔ دین متین ناشر شرع مبین (جلد ۱۲ ص ۱۶۳)

منہل الطاف و کریم الاخلاق عمیم الاشفاق (جلد ۱۲ ص ۱۸۹)

واجب الاحترام والتعظیم (جلد ۱۲ ص ۲۰۳)

ماحی البدعت والشرک محی الدین (جلد ۱۲ ص ۲۱۰)

مایہ ناز ماسنیاں مخزن علوم (جلد ۱۲ ص ۲۱۴)

پیر روشن ضمیر (جلد ۱۲ ص ۳۰۰)

یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک قبلہ قبلہ پرستاں و کعبۂ ارباب ایقان (جلد ۱۲ ص ۲۲۴)

نوٹ: نقل القاب میں تکرار لفظی سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے مگر بعارض

منظر اسلام کو

خراج عقیدت

مولانا جمال الدین عرف نرالے شمسی منظری۔ کچھری پور ضلع سیتامڑھی (بہار)

جامعہ منظر اسلام" پر کچھ لکھنے اور کہنے سے جامعہ منظر اسلام کی تعریف وتوصیف کا حق تو ادا نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اس کی مدح وستائش میں تحریر کیے ہوئے چند جملے قلم کار کو ذاکرین وواصفین کی فہرست میں شامل کردیں گے۔ اور منظر اسلام کے واصفین کی فہرست میں شامل ہونا اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب، مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں اور ریحان ملت حضرت مولانا ریحان رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے واصفین وذاکرین کی فہرست میں شامل ہونا ہے۔ اور یقیناً جو ان "حضرات قدسیہ" کی تعریف و توصیف اور مدح وستائش کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہوجائے تو یہ دنیا میں انکی سرخروئی کا باعث اور آخرت میں اس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

مرکز اہل سنت "جامعہ منظر اسلام" مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی یادگار ہے۔ نہ اعلیٰ حضرت کی عظمت وشان کا کوئی جواب ہے اور نہ "منظر اسلام" کی رفعت وبلندی کا کوئی جواب ہے۔ منظر اسلام جس کے صحن علم سے اکابرین اہل سنت نے اکتساب فیض کیا۔ اور اس کے نور علم وفضیلت سے منور وتابناک ہوکر پرچم سنیت پر مہ ومہر ونجوم بن کر درخشاں ہوئے۔

منظر اسلام جس کے گلشن سدا بہار کو حجۃ الاسلام، مفسر اعظم اور ریحان ملت نے صبح و مسا اپنا قیمتی لہو دیکر سینچا۔ اور اس کی روح پرور خوشبو سے اہل عقیدت کی مشام جاں کو معطر کیا۔

منظر اسلام! جس کو مفسر اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنا خانگی زیور دیکر پروان چڑھایا۔ اور اس کے درو دیوار کو استحکام بخشا۔ منظر اسلام! جس پر ریحان ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے ذاتی سرمایہ کو اور نذرانے کو صرف کیا اور شب و روز اس کے عروج وارتقاء اور فروغ واستحکام میں مصروف رہے۔

بحمدہ تعالیٰ آج شہزادۂ ریحان ملت حضرت علامہ الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ العالی اس کی خدمت وتعمیر میں مصروف ومنہمک ہیں۔ منظر اسلام کی تیسری منزل بنام "حامدی منزل" رضا مسجد کی بالائی منزل اور اس کی تزئین وتحسین۔ خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت کی تعمیر اور گنبد رضا کی آرائش وزیبائش موجودہ سجادہ نشین حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ کی رہین منت ہے۔ منظر اسلام وہ شجر علمی ہے۔ جس کو اعلیٰ حضرت سے لیکر حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ تک تمام بزرگان رضویت نے اپنی مساعی جمیلہ اور خدمات عظیمہ کے آب طاہر سے سینچا ہے۔ آج جو حضرات اس کے حاسد ومخالف ہیں اور اسکی علمی بہاروں کو محصور خزاں کرنے کی لاحاصل کوششوں میں مصروف ہیں وہ بزرگان رضویت کی ناراضگی کا وبال اپنے سر لینے کے درپے ہیں۔

خدائے پاک عقل وشعور کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

منظر اسلام کل بھی خدمت خلق میں مصروف تھا اور آج بھی مصروف ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ جس کے محافظ و پاسباں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفسر اعظم اور ریحان ملت ہوں اسے کون برباد کر سکتا ہے۔ اور جس کے فیض یافتہ نور مفتی اعظم ہند، محدث اعظم، صدر الافاضل، مجاہد ملت، حافظ ملت، برہان ملت، ملک العلماء اور محدث اعظم پاکستان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جیسے نامور حضرات ہوں اس کے دریائے فیض علم پر بند کون باندھ سکتا ہے۔ خدائے پاک اس کو عروج واستحکام بخشے اور اس کے فیض کو عام سے عام تر فرمائے آمین۔ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

☆☆

دار العلوم

منظر اسلام ☆ ارض ھدایات

۱۳۲۲ھ ☆ ۱۴۲۲ھ

از---------حضرت سید نجیب اشرف اشرفی ایم، اے برادر سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ رائے چور

دار العلوم منظر اسلام کا قیام:-

یوں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دور میں اور ان سے پہلے کئی دینی مدارس تھے مثلاً بدایوں، رامپور اور خیر آباد و فرنگی محل میں مدارس چل رہے تھے مگر جو دوام منظر اسلام کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو نہ ہوا اور یہ بات بھی صداقت سے مزین ہے کہ اسلامی اور دینی معاشرے میں علمائے حق کا اور مجددین کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اہل سنت کو دینی عقائد کا سامان مہیا کرنا اور اہل سنت کو دینی معیار پر قائم رکھنا اور معاشرے میں بدعقیدوں کیجانب سے کی گئی بدعقیدگی کے خلاف جہاد لسانی و قلمی میں سرگرم رہنا یہ سب علمائے حق کا اہم فرض ہوتا ہے علمائے حق کا طبقہ وہ واحد طبقہ ہے جو اپنے عقائد وعمل سے ان ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے گزرے ہوئے دور میں ہمارے معاشرے میں علمائے حق کا جو مقام تھا وہ ملک کے کسی دوسرے طبقے کو حاصل نہیں ہے دار العلوم منظر اسلام کا قیام صرف اور صرف مسلک حقہ کی اشاعت اور دین مصطفوی کی حفاظت کے سوا اور کچھ نہیں منظر اسلام کا سنگ اساس حضرت مجدد اسلام فاضل بریلوی کے دست مبارک سے رکھا گیا اور تاریخی نام منظر اسلام (۱۳۲۲ھ) رکھا۔ تا کہ یہ اسلامی فوج اس اسلامی چھاؤنی میں تربیت حاصل کر کے

اسلام کے حقیقی مناظر کو اپنی نگاہ علمی سے دیکھ سکے۔ امام احمد رضا اس آیت یعنی ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ'' اور اس آیت یعنی، اللہ کے رسول کے وفادار جو کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں، کی بنیاد پر صرف اللہ و رسول کا خوف دل میں پیدا کر کے زندگی بھر ان کی اتباع کریں اور صادقوں کے دامن رحمت سے وابستہ رہیں صادقوں سے مراد اللہ نے جن پر انعام کیا یعنی نبیین، صدیقین، صالحین، شہداء، اولیاء مجددین کے دامن سے وابستہ رہنے کیلئے اس درس اسلامیہ ایمانیہ کا سنگ بنیاد رکھا تا کہ علمائے حق صادقوں کے ساتھ رہ کر رحماء بینھم اشداء علی الکفار کی عملی تفسیر بنکر رہیں اور اس شعر کے حامل بنیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے

ملحدوں سے کیا مروت کیجئے

تمام مدارس دینیہ میں منظر اسلام بریلی شریف وہ واحد ادارہ ہے جس کو حضرت مجدد اسلام فاضل بریلوی نے اپنی آمدنی کا آدھا حصہ کتب دینیہ ایمانیہ کی اشاعت اور ''منظر اسلام'' کیلئے مختص فرمایا تھا یہاں یہ بات بھی قابل غور ہیکہ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات مبارکہ میں کوئی کام ایسا نہیں کیا اور نہ ہی اپنے خلفاء و عقیدتمندوں کو کرنے دیا جس سے ذرہ برابر بھی خدا اور سول کی ناراضگی ہو تو جب سرکار بریلی رضی اللہ عنہ نے ایک دینی ادارے کا سنگ بنیاد رکھا تو ضرور خدا اور رسول کا فضل و کرم اور ان کی رضا اس میں شامل تھی تو جب مجدد دین وملت پر خدا اور رسول کا اتنا فضل و کرم ہو تو وہ ''منظر اسلام'' دینی مدارس میں افضل و اعلیٰ کیوں نہ ہوگا؟ حضرت فاضل بریلوی کا منظر اسلام کا قائم کرنا اور اس میں تعلیم صرف اور صرف خدا اور رسول کا فضل حاصل کرنا اور بدعقائد سے امت مسلمہ کی حفاظت کرنا تھا اسی لئے اعلیٰ حضرت نے منظر اسلام چلانے کیلئے نہ ہی سرمایہ دار طبقے کی چاپلوسی کی، اور نہ ہی انکو خاطر میں لائے صرف خدا اور رسول کی نصرت اور سرکار غوث پاک کی عنایت سے اس ادارے کو قائم کیا اور حقیقت میں وہ طالب علم صحیح اجر و ثواب کا مستحق ہوا جس نے منظر اسلام میں مجدد اسلام سے تعلیم حاصل کی کوئی مفتی اعظم ہند، کوئی شیر بیشۂ اہل سنت ہوئے تو کوئی عید الاسلام ہوئے تو کوئی برہان الحق ہوئے تو کوئی ملک العلماء۔ یہ اعلیٰحضرت کی تعلیم کا صدقہ ہے۔

منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی صرف تعلیم یہ تھی کہ شریعت محمدی کی روشنی میں اپنے کو پورا اسلام کے سانچے میں

ڈھال لو یہ ہے منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی تعلیم مگر موجودہ مدارس دینیہ کو دیکھئے اب کوئی بھی ادارہ منظر اسلام کے جیسا نہیں ہے نہ کوئی مفتی، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اور مفسر اعظم ہند جیسا مفتی ہے اور نہ ملک العلماء، شیر بیشۂ اہل سنت جیسے متصلب سنی عالم دین ہیں یہ فضل خداوندی سرکار بریلی کے توسل سے منظر اسلام پر ہے چنانچہ منظر اسلام کے طالب علم کو دیکھئے اور سرکار بریلی کے علمی فیضان کو دیکھئے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ سرکار بریلی کے منظر اسلام کی تمام مدارس دینیہ میں یہ خصوصیت ہے کہ اس کی تولیت بلا کسی شرکت غیر خاندان اعلیٰ حضرت میں رہی اور اعلیٰ حضرت کے زمانے میں منظر اسلام کے ناظم حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب علیہ الرحمہ متولی ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاجزادے حضرت مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب متولی ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاجزادۂ اکبر حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ متولی ہوئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاجزادۂ اکبر حضرت علامہ الحاج سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں قبلہ متولی ہیں اسی طرح سے آستانہ مقدسہ رضویہ کے پہلے سجادہ نشین حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاجزادے حضرت مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپکے بعد آپ کے صاجزادے اکبر حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاجزادۂ اکبر حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سجادہ نشین ہوئے یعنی چار پشتوں سے خاندان اعلیحضرت میں سجادگی چلی آرہی ہے اور تقریباً پانچ پشتوں سے منظر اسلام کی ''تولیت'' یہاں نہ کوئی دوسرا سجادہ نشین ہونے کا سبحانی میاں کی موجودگی میں دعویٰ کرسکتا ہے اور نہ منظر اسلام کا متولی ہونے کا دعویٰ اگر کوئی دانستہ و نادانستہ دعویٰ کرے تو شریعت اسلامیہ اور خاندانی وارثت و رسم و رواج جسکو موجودہ اوقافی قانون میں کسٹم کہتے ہیں باطل دعویٰ ہوگا، نہ یہاں کوئی کمیٹی بنائی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی ٹرسٹ بن سکتا ہے جیسا کہ آجکل کچھ مدارس میں دیکھنے میں آرہا ہے اعلیٰ حضرت نے منظر اسلام کے ساتھ دینی کتب کی اشاعت کیلئے اپنے صرف خاص سے ایک پریس بھی خریدا تھا دار العلوم منظر اسلام کے قیام کی دوسری وجہ یہ ہیکہ کفر و ضلالت سے سماج کا ماحول بگڑا ہوا تھا یہ گمراہیت اداروں کے مدارس کے نام پر کی جارہی تھی فاضل بریلوی کی یہ عادت کریمہ تھی کہ اگر

کوئی بد مذہب زبان وتقریر سے گمراہیت کو پھیلا رہا ہے تو آپ تقریر کے ذریعے گمراہیت کو دور فرماتے اگر تحریر کے ذریعے گمراہی ہو رہی ہو تو تحریر و تصانیف کے ذریعے رد فرماتے مدارس کے ذریعے جیسا کہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو ، دار العلوم دیو بند، سرسید احمد خان علی گڑھی کا جامعہ، ان سے گمراہی آپ نے ملاحظہ فرمائی تو آپ نے منظر اسلام کے ذریعے ندوۃ العلماء، دیوبند اور علی گڑھی کا قلع قمع فرمایا۔ ایک سبب منظر اسلام کے قیام کا یہ تھا جس کو مولانا محمود احمد قادری، مولانا ابراہیم صاحب ،خوشتر لندن نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے واقعہ یہ ہیکہ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری اور حضرت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وحجۃ الاسلام علیہم الرحمہ نے سب ہمرائے وہم خیال ہو کر حضرت مولانا حکیم سید امیر اللہ شاہ بریلوی کو ان کی سیادت کے پیش نظر اس کام کیلئے منتخب فرمایا کہ اعلیٰ حضرت ان کی سیادت کی وجہ سے انکار نہیں فرمائیں گے چنانچہ حکیم سید امیر اللہ شاہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سب کی طرف سے مدرسہ قائم کرنے کی درخواست کی اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیفی مصروفیات کے سبب انکار فرمایا تب حکیم صاحب نے فرمایا کہ قیامت کے دن اگر پوچھا جائے گا کہ بریلی میں وہابیت کو فروغ کس نے دیا تو میں آپ کا نام لوں گا حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا وہ کیوں کر؟ حکیم صاحب نے کہا کہ آپ مدرسہ قائم نہیں کرتے۔ اس لئے فاضل بریلوی نے فرمایا کہ میں اپنی تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا حکیم صاحب نے فورا کہا کہ حضرت حجۃ الاسلام اور مولانا حسن رضا خاں صاحب انتظام فرمائیں گے چنانچہ مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا عبد الرشید صاحب عظیم آبادی دو طلباء سے مدرسے کا افتتاح ہوا اور مجدد اسلام رضی اللہ عنہ نے حدیث پاک کے درس سے مدرسے کا آغاز کیا اور منظر اسلام تاریخی نام رکھا گیا۔ چنانچہ منظر اسلام میں سب سے پہلے مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا عبد الرشید صاحب مولانا امیر اللہ بریلوی اور مولانا حامد حسن رام پوری جو مولانا ارشاد حسین رامپوری کے خاص شاگرد تھے، سے درسیات کا تکملہ فرمایا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف کا درس لیا اور علم جفر وتکسیر کا علم حضرت فاضل بریلوی سے حاصل فرمایا اور فاضل بریلوی ہی سے تصوف کی مشہور کتاب عوارف المعارف پڑھی اور شعبان ۱۳۲۵ھ میں کثیر علماء کرام کے مجمع میں مجدد دین وملت نے مولانا ظفر الدین بہاری کی دستار بندی کی اور فضیلت کی سند عطا کی اس کے بعد تشنگان علم جوق در جوق منظر اسلام آتے گئے

اور فاضل بریلوی سے علمی پیاس بجھاتے گئے شیر بیشہ اہل سنت پیلی بھیت سے آئے مظہر اعلی حضرت ہوئے۔ منظر اسلام میں فاضل بریلوی سے کسب علم کرنے والے چند کے اسماء درج ذیل ہیں۔

مفتی غلام جان ہزاروی:-

حضرت مولانا غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ جن کے اجداد کرام سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آئے آپ نے ناظرہ قرآن اور فارسی کی ابتدائی کتابیں والد ماجد ہی سے پڑھیں پھر اعلی حضرت کے مدرسہ منظر اسلام کی شہرت سن کر بریلی شریف تشریف لائے اور شمس العلماء حضرت مولانا ظہور الحسین رام پوری جو مجدد اسلام کے دور میں منظر اسلام کے صدر مدرس تھے ان سے اور صدر الشریعہ سے تعلیم حاصل کی ۱۳۳۷ھ کے سالانہ جلسۂ دستار بندی میں حضرت مجدد اسلام نے اپنے دست اقدس سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی پھر فراغت کے بعد اعلی حضرت کے حکم سے منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے اعلی حضرت نے شرح ملا جامی پڑھانے کا حکم دیا تھوڑے ہی عرصے میں آپ کے اسلوب تدریس سے اعلیحضرت بیحد مطمئن ہوئے اور آپ نے اعلیحضرت کے حکم سے مسجد بی بی جی میں امامت و خطابت کا کام انجام دیا۔

حضرت عزیز الحسن:-

حضرت مولانا عزیز الحسن پھپھوندوی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۳۶۲ھ کی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا اخلاص حسین چشتی کی نگرانی میں ہوئی پھر حضرت مولانا مصباح الحسن سجادہ نشین خانقاہ صمدیہ پھپھوند کی توجہ وعنایت سے دار العلوم منظر اسلام میں اعلی حضرت سے داخلہ حاصل کر کے حضرت صدر الشریعہ اور مولانا شاہ رحم الہی سے تعلیم حاصل کی اسکے بعد مجدد اسلام نے آپ کو بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

حکیم عزیز غوث بریلوی:-

حضرت مولانا عزیز غوث بریلوی جو حضرت آل احمد سید شاہ اچھے میاں مارہروی علیہ الرحمہ کے خلیفہ کے پوتے تھے آپ کو منظر اسلام میں خصوصی شاگردی کا شرف حاصل رہا منظر اسلام میں فن طب میں بھی کمال حاصل کیا۔

سیدعبدالرشید عظیم آبادی :-

حضرت مولانا سید عبدالرشید صاحب علیہ الرحمہ آپ عظیم آباد ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ منظر اسلام کا شہرہ سنکر بریلی شریف آئے منظر اسلام میں مولانا سید شبیر علی اور مولانا ظہور الحسین فاروقی رامپوری اور حضرت مجدد اسلام سے تکمیل درسیات کر کے ۱۳۲۵ھ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دست اقدس سے سند فضیلت حاصل فرمائی اور اعلیٰ حضرت کے مرید ہوئے۔

حضرت مولانا شمس الدین جونپوری :-

حضرت مولانا شمس الدین صاحب جعفری جونپوری مصنف قانون شریعت کی ابتدائی تعلیم جون پور میں ہوئی پھر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حضرت صدرالافاضل سے تعلیم حاصل کی پھر صدرالشریعہ کے مدرسے جامعہ معینیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے وہاں صدرالشریعہ سے علم دین حاصل کیا جب صدرالشریعہ بریلی شریف تشریف لائے تو آپ بھی بریلی شریف آئے اور منظر اسلام میں مزید علم حاصل کیا آپ دس سال کی عمر ہی میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان:-

حضرت مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ محدث پاکستان کا، بریلی شریف آنے کا واقعہ یہ ہے، جس کا مولانا ابراہیم صاحب خوشتر لندن اور حضرت مولانا محمود احمد قادری صاحب نے اپنی تصانیف میں اسی طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت محدث اعظم پاکستان سردار احمد صاحب نے انگریزی تعلیم میٹرک تک حاصل کر کے دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لیا، آپ علمائے حق اور مشائخین عظام کے عقیدت مند بہت زیادہ تھے آپ انٹر کے دوسرے سال میں تھے کہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسہ ۱۳۴۷ھ میں شرکت کیلئے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ تشریف لائے تھے حضرت حجۃ الاسلام سے ملاقات کیلئے حضرت محدث اعظم پاکستان سردار احمد صاحب جب حاضر ہوئے تو آپ حضرت حجۃ الاسلام کے حسن خداداد اور کمال علمی سے بیحد متاثر ہوئے اور آپ اسی وقت اسی

محفل میں عربی ودینی تعلیم کا شوق دل میں لیکر اٹھے اور حضرت حجۃ الاسلام ہی کے ہمراہ بریلی شریف تشریف لائے اور منظر اسلام میں داخلہ لیا اور حضرت صدر الشریعہ سے علم حاصل کرنا شروع کیا اسی منظر اسلام میں سند فراغت حاصل کی آپ کچھ عرصے کیلئے حضور مفتی اعظم ہند کے حکم سے آپ کے قائم کردہ مدرسہ مظہر اسلام میں صدر مدرس مقرر ہوئے بعد میں تقسیم ہند کے وقت پاکستان تشریف لے گئے اور وہیں حضرت محدث پاکستان سردار احمد کا وصال ہوا۔

حضرت شیر بیشۂ سنیت :-

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت عبید الرضا مظہر اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی خانصاحب قادری برکاتی رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کا جائے ولادت لکھنو ہے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اپنی تاریخ خود سگ درگہہ بغداد سے نکالی ہے آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ فرقانیہ لکھنو کے استاذوں سے حاصل کی پھر آپ کے والد ماجد نے اپنے پیرو مرشد کے حکم سے تحصیل علم کیلئے بریلی شریف بھیجا حضرت صدر الشریعہ اور مولانا شاہ رحم الٰہی اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے منظر اسلام میں تعلیم حاصل کی ۔پھر ۱۳۴۰ھ میں سالانہ جلسہ دستار بندی میں آپکو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے دستار فضیلت وسند فراغت سے سرفراز فرمایا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی آپ کو علم کلام سے بہت زیادہ شوق تھا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی حیات ظاہری میں نینی تال کے ایک مناظرے میں دیوبندی عالم یٰسین خام سرائی کو شرمناک شکست دی اور فتح کے بعد جب آپ بریلی آئے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے خوش ہوکر اپنی دستار عنایت فرمائی اور غیظ المنافقین کا خطاب عطا فرمایا آپ کا نام نامی اسم گرامی خدمات دینیہ، ایمانیہ، اور ردوہابیہ میں بہت مشہور ومعروف ہے۔

حضرت شاہ مختار احمد میرٹھی:-

حضرت مولانا محمد مختار احمد میرٹھی علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی صاحب سے حاصل کی پھر مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ میں داخلہ لیا پھر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آکر منظر اسلام میں معرفت وسلوک کی تعلیم اپنے شیخ کامل مجدد دین وملت فاضل بریلوی سے حاصل کی اور تکمیل سلوک کے بعد آپ کو سرکار بریلی نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری :-

حضرت علامہ مولانا محمد احسان علی مظفر پوری نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پڑھنے کے بعد منظر اسلام میں مولانا رحم الٰہی اور مولانا نورالحسین فاروقی رامپوری سے تعلیم حاصل کی اور سلوک کی تعلیم حضرت مجدد دین وملت سے حاصل کی تکمیل علم کے بعد منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کے حکم سے مدرس ہوئے اور تقریباً بیس سال تک منظر اسلام میں حدیث وتفسیر کا درس دیا۔

حضرت مولانا حامد علی :-

حضرت علامہ مولانا حامد علی فاروقی علیہ الرحمہ نے جو پرتاب گڑھ کے رہنے والے تھے منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی ایماء پر مولانا نورالحسین فاروقی اور مولانا رحم الٰہی سے تعلیم حاصل کی ۱۳۴۰ھ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے سند علم عطا فرمائی آپ زمانہ طالب علمی ہی میں اعلیٰ حضرت سے مرید ہوئے ۱۳۸۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت یقین الدین بریلوی :-

حضرت مولانا محمد یقین الدین بریلوی کی بریلی شریف میں ولادت ہوئی آپ حضرت مجدد دین وملت کے خاص شاگردوں میں تھے منظر اسلام میں مجدد اسلام سے تعلیم حاصل کی اور اعلیحضرت کے حکم سے منظر اسلام میں فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیا آپ اعلیٰ حضرت کے مرید وخلیفہ تھے ۱۳۷۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت مولانا یار محمد :-

حضرت علامہ مولانا یار محمد بندیال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم لاہور کے علماء سے پڑھنے کے بعد بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کے حکم سے مولانا ہدایت اللہ صاحب سے علم حاصل کیا آپ کا ۱۳۳۷ھ میں وصال ہوا الغرض منظر اسلام میں اعلیحضرت سے تعلیم حاصل کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے ہم کہاں تک بیان کر سکتے ہیں اور قارئین کو اس مقالے میں منظر اسلام کے اغراض ومقاصد اور امام احمد رضا کے نظریۂ تعلیم کا اندازہ ہوگا۔ کہ منظر اسلام سے جو پڑھ کر نکلا تھا وہ زمانے اور اہل سنت کا رہبر ثابت ہوا اور یہ صرف اعلیحضرت کی تعلیم وتربیت کا فیضان ہے۔

عرس نوری پائندہ باد

از:- عبدالرحمٰن خان قادری ایڈیٹر ماہنامہ ھدا

بتاریخ : ۱۳ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ مارچ ۲۰۰۲ء بروز جمعرات

بمقام : خانقاہ عالیہ رضویہ، نوریہ سوداگران بریلی شریف

باھتمام : صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ

☆ کروڑوں مسلمانوں کے روحانی و مذہبی پیشوا، تاجدار اہل سنت، آقائے نعمت، مرشد برحق، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اگرچہ ۲۱ رسال پہلے اپنے ارادتمندوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔ مگر آج بھی ان کی جلائی ہوئی "شمع عشق و محبت" اپنی ظلمت کش کرنوں سے قلوب عالم کے نہاں خانوں کو تابناک کر رہی ہے۔ ان کا نورانی چہرہ اور دلکش قد و قامت اگرچہ اہل عقیدت کے سر کی آنکھوں سے روپوش ہے مگر ان کا دلنشیں پیکر، اور ایمان افروز نظارہ دل کی چشم بینا سے پوشیدہ بھی نہیں۔ لمحہ لمحہ ان کی یادیں، گھڑی گھڑی ان کا تصور، بات بات پر ان کا چرچا گویا اہل ارادت کی محفلوں میں وہ ہمہ دم موجود ہیں۔ اور اپنے ماننے والوں سے قطعاً دور نہیں۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اب سے ۲۱ رسال قبل ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء شب پنج شنبہ ۱۴۰۲ھ ۱۴ محرم الحرام کی شب میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رب سے وصال کیا۔ لہٰذا تاریخ وصال پر "ارادتمندان مفتی اعظم" عرس مفتی اعظم کا انعقاد کرتے ہیں اور اپنے عظیم رہنما کی بارگاہ ولایت و کرامت میں عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہیں۔

۱۳، ۱۴ محرم الحرام کو پوری دنیائے سنیت میں حضور مفتی اعظم ہند کے نام پر ہزاروں عرس کے جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ جن میں مفتی اعظم ہند کے اوصاف ومحاسن، خصائل وشمائل اور فضائل ومناقب کا نہایت دلنشیں انداز میں بیان ہوتا ہے۔ اور ان کی ''عبقری شخصیت'' کو گونا گوں حیثیات سے متعارف کرایا جاتا ہے۔

علم وحکمت کی سرزمین ''بریلی شریف'' میں خانقاہ رضویہ، نوریہ کی روح پرور فضا میں ہر سال ۱۳ محرم الحرام کو عرس مفتی اعظم ہند کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں اطراف وجوانب نیز دور دراز سے ہزاروں عاشقان رضویت شرکت کرتے ہیں۔ عرس اعلیٰ حضرت کی طرح اس عرس کا انعقاد بھی سجادہ نشین آستانہ اعلیٰحضرت حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ العالی کے انتظام واہتمام میں ہوتا ہے۔

امسال اتفاق سے ۱۳ محرم الحرام کی تاریخ ۲۸/ مارچ کو تھی، اور ۲۸/ مارچ ہی کو ہندوؤں کا ایک بہت بڑا تہوار (ہولی) بھی تھا۔ جس شب میں عرس وقل تھا اسی شب میں ہندوؤں کو اپنی ہولی میں آگ لگانا تھی۔ ''عرس نوری'' کا رنگین اور دیدہ زیب پوسٹر منظر عام پر آتے ہی بریلی شریف اور دیگر شہروں کے احباب نے صاحب سجادہ سے رابطہ قائم کیا۔ اور مشورہ دیا کہ امسال عرس نوری کا پروگرام آگے بڑھا دیا جائے۔ اس لئے کہ ملکی حالات نہایت ہی ناگفتہ بہ ہیں۔ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو دشمنان اسلام حقارت کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور جہاں موقع پا رہے ہیں وہیں مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کر رہے ہیں۔

گجرات میں مسلمانوں کا خون بے دریغ بہایا جا رہا ہے، ان کی املاک کو شرپسندوں کے ذریعہ تباہ وتاراج کیا جا رہا ہے۔ زندہ مسلمانوں کو انہی کے مکانوں اور دوکانوں میں مقفل کر کے جلایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں ''ہولی'' کی تاریخ ہی میں ''عرس مفتی اعظم'' کا انعقاد نہایت غیر دانشمندانہ اقدام ہوگا۔ مفتی اعظم کے ارادتمند رات میں دور دراز سے پیدل، سائیکل، رکشہ، یا موٹر سائیکل سے خانقاہ عالیہ رضویہ سوداگران کی طرف آئیں گے۔ اور رات میں ۱ ربجکر ۴۰ رمنٹ پر قل شریف کر کے اپنے مکانوں کی طرف جائیں گے۔ ہندو شراب کے نشے میں چور اور عقل ودانش سے نفور اسی حالت میں ہولی میں آگ لگا کر ناچنے، کودنے، کھیلنے، رنگ ڈالنے میں مصروف ہوں گے۔ ایسے میں مسلمانوں کیلئے کوئی بھی خطرہ ہوسکتا ہے۔ لہذا آپ امسال عرس نوری آگے بڑھا دیجئے۔ ملکی حالات کے مدنظر یہ نہایت ضروری ہے۔ صاحب سجادہ

حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں سب کی باتوں اور مشوروں کو بغور سنتے رہے۔ مگر اپنے بزرگوں کے روحانی تصرفات پر کامل یقین کے سبب آپ نے ''عرس نوری'' کو ملتوی نہیں کیا جو صد فیصد صحیح اور درست اور مناسب ثابت ہوا۔

۱۳ر محرم الحرام کو جو خانقاہ عالیہ رضویہ پر ''حسب روایت ماضی'' عرس نوری کا پروگرام شروع ہوا۔ تو لوگ جوق در جوق کشاں کشاں خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر پہونچنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خانقاہ کی چھت گزشتہ سالوں کی طرح پُر ہوگئی اور کسی بھی زاویے سے، کسی بھی انداز، کسی بھی رخ سے لوگوں کی تعداد کی کمی کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ وہی گزشتہ سالوں جیسا ماحول وہی رنگ، وہی کیفیت وہی انداز، وہی حوصلہ، وہی جذبات، وہی شان وشوکت، وہی آن بان، وہی نعروں کا ماحول، وہی داد وتحسین کی فضاء، وہی جوش وولولہ اور وہی عقید تمندانہ نغمگی پورے عرس نوری کے ماحول پر طاری رہی۔

قل شریف کے بعد لوگ مفتی اعظم ہند کی عقیدتوں کا چراغ جلا کر ان کے تصور میں ڈوب کر رات ہی میں اپنے مکانوں کی طرف منتقل ہوگئے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے ہرطرح ان کی اعانت ودستگیری فرمائی۔ کسی مقام پر بھی کسی مسلمان کو کسی غیر شائستگی کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔ آخر لوگوں نے یہ تسلیم کیا کہ صاحب سجادہ کا فیصلہ بالکل حق اور درست تھا۔ انہوں نے اپنی دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بزرگوں پر کامل یقین کیا اور سب کچھ بزرگوں ہی کے حوالے کردیا۔ لہذا بزرگوں نے ان کی بھی مدد فرمائی اور اپنے زائرین کی بھی مدد فرمائی۔ جو لوگ عرس نوری میں دور ودراز سے آئے تھے وہ رات میں نہیں جا سکتے تھے۔ لہذا ان بیرونی حضرات کے قیام وطعام کا صاحب سجادہ نے معقول نظم کیا تھا۔ بیرونی حضرات نے قیام کیا۔ صبح کو بعد فجر ناشتہ اور کھانے کا بہتر انتظام تھا۔ کھانا کھایا۔ اور دن میں خانقاہ عالیہ رضویہ کے فیضان سے مستفیض ہوتے رہے۔ رضا مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی اور اس کے بعد آستانہ بوسی کے بعد خانقاہ شریف سے رخصت ہوگئے۔ الحمدللہ! کسی بھی مقامی یا بیرونی ارادتمند کو عرس نوری میں آتے یا جاتے ہوئے کسی زحمت یا کسی ناخوشگوار کیفیت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ یہ بزرگان رضویت علیہم الرحمۃ کے روحانی تصرفات کی تازہ ترین مثال ہے۔

حسب دستور ماضی اس سال بھی عرس نوری کا رنگین اور خوش منظر پوسٹر عرس کا اعلان کرتا ہوا خانقاہ عالیہ رضویہ کے روحانی سماں سے رونما ہوا۔ ''عرس نوری'' کا پوسٹر ۳۰×۲۰ کے سائز پر مختلف رنگوں اور دلکش ڈیزائنوں سے مزین نہایت خوبصورت اور پرکشش تھا۔ پوسٹر منظر عام پر آتے ہی لوگ عرس مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادوں کے سمندر

میں ڈوب گئے۔اور تاریخ وصال (عرس) کا انتظار کرنے لگے۔ادھر صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ کی جانب سے عرس کی تیاریاں کافی شدومد کے ساتھ جاری وساری تھیں۔

۲۷؍مارچ کی شام ہی سے سوداگران کی گلیاں جگمگا رہی ہیں۔ہر طرف چہل پہل ہے۔ماحول نہایت بارونق ہے۔عقیدتمندوں کی آمد کا سلسلہ تیزی سے جاری وساری ہے۔خوشیاں مچل رہی ہیں،مسرتیں کھیل رہی ہیں،لوگ ایک دوسرے سے اظہار مسرت وشادمانی کر رہے ہیں۔صاحب سجادہ کی طرف سے لوگوں کے قیام وطعام کا معقول انتظام کیا جارہا ہے۔۲۸؍مارچ ۱۳؍محرم الحرام کی صبح نمودار ہوتے ہی زائرین جوق در جوق آنے لگے اور خلوص وعقیدت کے ساتھ رضا مسجد میں بیٹھنے لگے۔بعد نماز فجر قرآن خوانی کا پروگرام ہوا۔اور بعد قرآن خوانی کافی دیر تک نعت ومناقب اور وعظ وبیان کا سلسلہ جاری رہا۔اساتذۂ منظر اسلام نے روح پرور،ولولہ انگیز اور اصلاحی تقریریں کیں جبکہ نظامت کے فرائض (اس پہلی مجلس میں) ادیب ملت حضرت مولانا انور علی صاحب رضوی ایم اے استاذ منظر اسلام نے انجام دیے۔اس مبارک مجلس میں تمام اساتذۂ منظر اسلام جلوہ افروز رہے۔

رات کو بعد نماز عشاء معمول کے مطابق میلاد خواں حضرات نے بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت اور بارگاہ رضویت میں نذرانہ محبت پیش کیا۔ان کے بعد باقاعدہ طور پر طریقہ اہل سنت وجماعت کے مطابق ''عرس نوری'' کا آغاز کیا گیا۔ملک وملت کے نامور نقیب وادیب حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی (حسب الارشاد صاحب سجادہ) منبر اقدس پر تشریف فرما ہوئے۔موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں سامعین کو مخاطب کیا اور اپنی ''چادر نظامت'' میں شرکاء عرس کو ڈھانپ لیا۔

ابتداء میں نقیب اجلاس حضرت مولانا علی احمد سیوانی نے باندازِ خطابت خاصی محنت کی اور اس طرح ماحول سازی کی اہم ترین ذمہ داری آپ نے پوری کی جو آپ ہی کا حصہ وحق ہے۔

خانقاہ رضویہ کی چھت تقریباً بھر چکی ہے لوگ نہایت سلیقہ مندی کے ساتھ ادب واحترام کا دامن تھام کر بیٹھ چکے ہیں۔لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نقیب اجلاس کی پرفصاحت گفتگو سن کر لوگ پے در پے جلسہ گاہ کی طرف رواں دواں ہیں۔جلسہ عرس کی فضا خوشبوؤں سے مہک رہی ہے۔کہ ایسے سازگار ماحول میں نقیب اجلاس نے قاری قرآن کو آواز دی جنہوں نے قرآن عظیم کی دلآویز بوئے تلاوت سے فضا

کو مشکبار کیا۔ بارگاہ رسالت میں چند گلہائے نعت پیش کئے گئے۔ اس کے بعد ناظم اجلاس حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی نے خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا رفیع الدین صاحب قبلہ فرید پوری کا اعلان کیا۔ جنہوں نے مختصر وقت میں ایک مدلل اور سبق آموز تقریر فرمائی۔ اس کامیاب تقریر کے بعد ناظم اجلاس نے نعت ومنقبت کے نذرانے پیش کرنے کیلئے قاری عبد الرقیب مالدہ بنگال، مولانا نور العین سیتامڑھی بہار، مولانا محمد ظہور الاسلام نوری خطیب وامام رضا مسجد درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کو یکے بعد دیگرے موقع دیا۔ ان حضرات نے اپنی دلآویز آواز وترنم کے ذریعہ خوب خوب داد وتحسین حاصل کی۔ محقق ملت حضرت مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم صاحب لطیفی استاذ جامعہ منظر اسلام "ممبر عرس" پر جلوہ بار ہوئے۔ صدر المدرسین حضرت مولانا نعیم اللہ خاں صاحب کے حکم کی تعمیل میں ڈاکٹر صاحب موصوف (مولانا اعجاز انجم صاحب) کا اعلان کیا گیا۔ آپ نے کم وقت میں ایک عمدہ، قابل معیاری اور معلوماتی خطاب سے سامعین کو نوازا۔ آپ کی تقریر سن کر "سمندر در کوزہ" کی مثال یاد آئی۔ بعدہ راقم الحروف (قاری عبد الرحمٰن خاں قادری بریلوی) کی تقریر کا اعلان کیا گیا۔ راقم الحروف نے حضور مفتی اعظم ہند کی حیات مبارکہ پر ایک مبسوط تقریر کی جس کو عوام وخواص نے مفتی اعظم کے صدقے میں خوب خوب پسند کیا۔ الحمد للہ علی احسانہ

ٹھیک ۱ ر بجکر ۴۰ ر منٹ پر راقم الحروف نے قل شریف کی کارروائی کا آغاز کیا۔ شجرہ عالیہ خطیب نامور حضرت مولانا الحاج محمد مختار احمد قادری بہیڑوی نے پڑھا۔ جبکہ ایصال ثواب نیز ملت اسلامیہ کیلئے دعائیہ کلمات نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب نے ادا فرمائے۔

اس عظیم الشان جلسہ عرس میں حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب، ولیعہد خانقاہ رضویہ مولانا احسن رضا خاں، اساتذۂ جامعہ رضویہ منظر اسلام، حضرت مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب (صدر المدرسین) حضرت مولانا انور علی صاحب ایم۔ اے نانپاروی، عالم باعمل، حضرت مولانا محمد مظہر حسن صاحب نوری بدایونی، قاری خوش الحان، حضرت قاری الحاج امانت رسول صاحب پیلی بھیتی، حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب نوری، حضرت مولانا ایوب عالم قادری، حضرت مولانا سید شاکر علی رام پوری، حافظ انوار صاحب بریلوی وغیرہم کے علاوہ شہر اور اطراف شہر کے بیشتر علماء نے شرکت فرمائی۔ شعرائے کرام میں استاذ الشعراء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب صادق چندوسی، پیکر ترنم حضرت محشر پدارتھ پوری، بلبل باغ رضا حضرت صابر کٹیہاری، صاحب نغمہ وترنم حضرت مولانا نور العین سیتامڑھی وغیرہ نے شرکت کی۔ مولیٰ تعالیٰ تمام حاضرین عرس کی حاضری قبول فرمائے اور صاحب عرس علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان وکرم سے مستفیض فرمائے۔

آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم

نوٹ: عرس نوری کا پورا پروگرام کیسٹوں میں محفوظ ہیں۔ جو بریلی شریف سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

جامعہ منظر اسلام تاریخ کے آئینے میں

از:- شکیل احمد قریشی اعظمی، امام قادری مسجد ۳۸/مالونی ملاڈ ممبئی

سرزمیں بریلی شریف یوپی کا ایک مشہور و معروف ضلع ہے جو لکھنو اور رائے بریلی کے اطراف میں واقع ہے جو بریلی شریف اور ضلع بریلی کے نام سے شہرت یافتہ ہے جس طرح یوپی کے تقریباً ۶۵۔۷۰/اضلاع میں تاریخی اعتبار سے جونپور کو انفرادی مقام اور لقب شیراز ہند کا حاصل ہے۔ اسی طرح بریلی شریف کو بھی علمی و دینی فنی و عرفانی اعتبار سے ممتاز مقام حاصل ہے اور امتیازی شان رکھتا ہے ۔ اور بریلی شریف کو مرکز اہل سنت کا مقام بھی حاصل ہے اور اکثر کہا بھی جاتا ہے۔ سنیوں کا مرکز بریلی شریف۔

اور یہ حقیقت بھی ہے اسی ضلع بریلی شریف کے محلّہ سوداگران میں دو بزرگان دین اور نامور عالم دین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اول حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ اور دوسرے حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ انہیں حضرات کی نسبت سے خانوادۂ رضویہ پھل پھول رہا ہے اور شاد و آباد ہے ۔ مزید یہ کہ رضوی فیضان پوری دنیا میں پہونچ رہا ہے ۔ انہیں کے چشم و چراغ ہیں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الحاج احمد رضا خاں قدس سرہ (ولادت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء ، وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

آج سے تقریباً سو سال پہلے امام اہل سنت نے سوداگران بریلی شریف میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی اور قائم و دائم فرمایا۔

تاریخ بریلی شریف پر مولانا اعجاز انجم لطیفی رقم طراز ہیں۔

’’بریلی شریف ہندوستان کے ممتاز شہروں میں ایک مشہور و معروف شہر ہے ۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں ایک مشہور و معروف شہر ہے ۔ اس کی شہرت کے مختلف راز ہیں لیکن ان تمام میں سب سے اہم راز اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات ہے ۔ فاضل بریلوی

جس سرزمین پر رونق افروز ہوئے اور انہوں نے عشق الٰہی اور محبت رسول کا چراغ اپنے دست مبارک سے روشن کیا۔تو اس کی پرضیا وسدابہار روشنی پوری دنیا میں پھیل گئی۔پھر بریلی شریف سب کیلئے مرکز نگاہ مرکز عقیدت بن گیا۔اور سنی مسلمانوں نے اسے اپنا مرکز تسلیم کرلیا۔جب ہی سے مسلمانوں کے دلوں میں اس کی تعظیم وتکریم جاگزیں ہوگئی۔اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی وہ مقبولیت ہوئی کہ بریلی نے سنی وہابی کے درمیان خط امتیاز پیدا کردیا اور اسی کے بطن سے علم و حکمت کا وہ سرچشمہ نور جاری ہوا کہ آج ساری دنیا اس سے سیراب ہورہی ہے۔(ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف ص ۵/ اکتوبر ۱۹۸۶ء)

بقول مفتی محمد فاروق نوری جامعہ کی مدحت سرائی اپنے اشعار میں یوں کرتے ہیں۔

علم کی کان منظر اسلام بحر عرفان منظر اسلام

تیرے بانی مجدد اعظم تو ہے ذی شان منظر اسلام

اعلیٰ حضرت نے تجھ کو سینچا ہے اے گلستان منظر اسلام

"خس وخاشاک نجد کو لے بہا تیرا طوفان منظر اسلام

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف یوپی پوری دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں جس نے اہل علم واہل دل کو اپنی علمی ودینی شعاعوں سے منور کیا۔اور اپنے فیضان سے مشتاقان علم کو بہرہ ور فرمایا حقیقت یہ ہے کہ جیسا اس کا تاریخی نام ہے ویسا ہی اس کا کام بھی عام وتام ہے۔حقیقی معنوں میں جامعہ منظر اسلام نے اسلام کا منظر ویسے ہی پیش کیا جیسا کہ اس کا متقاضی تھا۔اور پھر کسی ایسے شخص نے اسے قائم نہ فرمایا بلکہ وقت کے امام نے اور فقیہ اسلام نے قائم فرمایا۔صرف اور صرف اسے جامعہ کا ہی نام نہ دیا بلکہ اس کے بنیادی اصول کو پیش نظر رکھا جو اس دور میں وقت کا تقاضا اور وقت کی اہم ترین ضرورت اور وقت کی اہم پکار تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی وعلمی فیضان اور قال اللہ وقال الرسول کا اجالا ہر چارسو پھیلانے کیلئے محلہ سوداگران میں منظر اسلام کی داغ بیل ڈالدی۔تاکہ اس تاریخ ساز دینی ادارے سے لوگ زیادہ تر اکتساب فیض حاصل کرنے کے بعد پوری دنیا میں ابر کرم بن کر برسیں اور اصل روح یہی تھی کہ علم دین کو لوگوں تک پہونچائیں اور قوم وملت برادران وطن کو علوم دینیہ کی افادیت واہمیت اللہ ورسول کے فرمان، قرآن وحدیث کے زریں اقوال، قانون

شریعت اور قانون اسلام، علم دین کے نقطۂ نظر کو صحیح ڈھنگ سے روشناش کرائیں۔اس کیلئے علماء،فضلاء،ادباء،فصحاء ،محدثین، مصنفین، مناظر، خطباء پیدا کئے جائیں۔اسی جملوں کی ترجمانی ہے منظر اسلام۔ع جس نے پیدا کئے کتنے لعل و گوہراور اس ادارے کے بانی محدث بریلوی ہیں۔جامعہ کے قیام اور سن تاسیس کے بارے میں علامہ سبحان رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔

''۱۳۲۲ھ میں امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے سن قیام کی حیثیت سے جامعہ کا تاریخی نام ''منظر اسلام'' تجویز کیا تھا۔مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ۱۳۲۲ھ میں دین کی خدمت کیلئے قائم فرمایا تھا۔اکابر علماء اہل سنت اسی مدرسے (جامعہ) کی گود میں پروان چڑھ کر دنیائے سنیت کے پیشوا بنے'' (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف ص ۹۶، دسمبر ۲۰۰۰ء)

''اہل سنت سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے ''منظر اسلام '' خالص دینی خدمت کیلئے قائم فرمایا تھا۔اہل سنت کا یہ ادارہ برسہا برس سے اسلام وسنت کی بے لوث خدمت انجام دے رہا ہے اور بفیضان اعلیٰ حضرت منظر اسلام کے طلبہ سیکڑوں کی تعداد میں ہر سال فارغ التحصیل ہوکر جاتے ہیں۔اور ملک وبیرون ملک میں اسلام وسنیت کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف ص ۳۶ جنوری ۱۹۹۸ء)

''دارالعلوم منظر اسلام، اہل سنت کے امام سیدنا اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دارالعلوم (منظر اسلام) کو قائم فرمایا'' (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۴۸ جنوری ۱۹۹۷ء)

تیرے بانی مجدد اعظم تو ہے ذی شان منظر اسلام (مفتی فاروق)

جیسا کہ ابھی اوپر لکھا گیا کہ کسی ایسے شخص نے نہیں بلکہ وہ اس دور قدیم کے ایسے عالم دین اور عالم باعمل جو بیک وقت حافظ، مفتی، محدث، فقیہ، شاعر، ادیب، حق گو اپنی ذات میں سب کچھ تھے۔جن کا اکثر وبیشتر حصہ تصنیف وتالیف میں گزرا۔جنہیں دور جدید میں دنیا مقتدائے اہل سنت اعلیٰ حضرت عبد المصطفی احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے نام سے جانتی اور مانتی اور پہچانتی ہے۔جنہوں نے کم وبیش ایک ہزار سے زائد پچاس علوم وفنون پر کتابیں لکھی ہیں۔اور علم کے موتی دریا کی

شکل میں بہائے ہیں ایسی مثالیں شاذ و نادر ہی ملیں گی۔

صدر آزاد جموں کشمیر جناب سردار محمد ابراہیم خاں فرماتے ہیں۔

''برصغیر (ہند) کی تاریخ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ وہ عالم اسلام کے نابغۂ روزگار عالم، برصغیر کی علمی میراث کے امین اسلامی فکر کے دائی مبلغ اسلام اور ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ان کی تحریر پوری امت مسلمہ کیلئے بہترین رہنمائی کا سامان ہے۔ آپنے دینی و علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ میدان سیاست میں بھی فکری رہنمائی کا کارنامہ انجام دیا''

عالی جناب ڈاکٹر جمیل قلندر اسلام آبادی کہتے ہیں۔

''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اردو کی طرح عربی زبان وادب میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے۔ جس پر ان کا عربی کلام اور تصانیف شاہد و عادل ہیں۔ وہ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے''

جناب سید طاہر رضا بخاری بیان کرتے ہیں۔

''امام احمد رضا کی تعلیمات میں موجودہ زمانے کے تمام مسائل کامل موجود ہیں، ہمیں ان سے بھر پور استفادہ کرنا چاہئے''

حضرت پیر علاء الدین صدیقی ارشاد فرماتے ہیں۔

''امام احمد رضا کو ہر علم وفن میں مہارت حاصل تھی وہ نظم ونثر ہر دو میدان کے شہسوار تھے'' (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۹۷،۹۸،۹۹/فروری ۲۰۰۱ء/۱۴۲۱ھ)

خلفاء اعلیٰ حضرت وشاگردان اعلیٰ حضرت بھی اکثر اسی ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے پروردہ اور فارغ شدہ ہیں۔ جن کے علم کا اجالا بلاد عرب وعجم یورپ وایشیاء تک پھیلا ہوا ہے۔ چند کے اسماء گرامی۔

جیسے حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی مولد و مدفن گھوسی (ولادت ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء/وصال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء)

ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری مولد ومدفن صوبہ بہار

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی لکھنوی (وصال ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء)

حضرت برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری مولد ومدفن جبل پور صوبہ مدھیہ پردیش

حضرت محبوب ملت علامہ محبوب علی خاں لکھنوی ثم ممبئی

حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی مولد ومدفن بریلی یوپی (وفات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی مولد ومدفن بریلی یوپی (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء وصال ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء)

حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی مولد ومدفن کچھوچھہ شریف فیض آباد یوپی

حضرت مولانا تقدس علی خاں مولد بریلی مدفن پاکستان

حضرت مولانا وقار الدین پاکستان وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مذکورہ اکابرین علماء وہ ہیں جن کے علمی میدان وعلمی فیضان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا اور سبھی حضرات اپنی گوناگوں صفات وخصوصیات کے سبب امام غزالی کے پرتو نظر آتے ہیں۔ عوام وخواص اہل سنت کیلئے یہ نفوس قدسیہ مشعل راہ ہیں۔ یہ سب کے سب اسی جامعہ منظر اسلام کے خوشہ چیں ہیں۔

علم وفن کے امام تونے دیئے   یہ تیری شان منظر اسلام (مفتی فاروق)

اب ان حضرات کے شاگردوں کا جائزہ لیا جائے جو خود بھی ایسے بافیض بااثر تھے کہ جہاں پر بیٹھ گئے وہیں پر جنگل کو منگل بنا دیا۔ (اس کی زندہ مثال حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان ہیں) اور اسے نئے طور طریقے سے رہنے اور بسنے کی ترغیب دیدی وہ لوگ خود سراپا مرکز عقیدت اور مرکز انجمن تھے۔

حافظ ملت استاذ العلماء حضرت علامہ عبد العزیز مراد آبادی مدفن مبارکپور اعظم گڑھ بانی الجامعۃ الاشرفیہ (ولادت ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء، وصال ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)

محدث اعظم پاکستان حضرت استاذ العلماء علامہ سردار احمد رضوی گورداس پوری مدفن لائل پور بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور پاکستان (ولادت ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء وصال ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء)

صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اشرفی مولد ومدفن میرٹھ یوپی (وفات ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۷ء)

خیر الاذکیا حضرت علامہ غلام یزدانی اعظمی مدلد گھوسی مدفن بریلی شریف یوپی، بانی دار العلوم شمس العلوم گھوسی ضلع مئو (وفات ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۴ء)

شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی وقاسمی مولد و مدفن گھوسی سابق استاذ مدرسہ قاسم البرکات مارہرہ شریف ضلع ایٹہ (ولادت ۱۹۰۲ء)

حضرت شیخ المحدثین علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی مولد و مدفن گھوسی (مصنف سیرت المصطفیٰ

مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن کنکی قادری مولد و مدفن دھام نگر اڑیسہ بانی جامعہ حبیبیہ الہ آباد یوپی (ولادت ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء، وصال ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء)

صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین رضوی اشرفی مولد و مدفن مرادآباد یوپی بانی جامعہ نعیمیہ و مفسر خزائن العرفان (ولادت ۱۳۰۰ھ وفات ۱۳۶۲ھ)

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری اعظمی مولد گھوسی مدفن پاکستان بانی دار العلوم امجدیہ کراچی (ولادت ۱۳۳۶ھ)

شمس العلماء حضرت قاضی شمس الدین جعفری جونپوری مولد و مدفن شیراز ہند جونپور یوپی مصنف قانون شریعت (ولادت ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۵ء وفات ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء)

سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ برکاتی مولد و مدفن مارہرہ مطہرہ ایٹہ یوپی، والد محترم حضرت سید نظمی میاں ولادت ۱۳۳۳ھ وفات ۱۳۹۴ھ)

شیخ المعقولات حضرت علامہ محمد سلیمان بھاگلپوری مولد و مدفن بہار صوبہ ضلع بھاگلپور (وفات ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء)

محدث مئوی حضرت علامہ ثناء اللہ امجدی بانی مدرسہ حنفیہ بحر العلوم کھیری باغ مئوناتھ بھنجن یوپی مولد و مدفن مئو ضلع سابق خطیب و امام مرچی مسجد چوک

ریحان ملت حضرت ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں رضوی مولد و مدفن سوداگران بریلی ضلع یوپی (ولادت ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء، وفات ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

یہ حضرات علم وفن اور شریعت وطریقت کے آفتاب وماہتاب تھے ان باکمال اور عبقری شخصیتوں سے لوگ زمانہ درازتک علمی فیضان سے مالامال ہوتے رہے۔اُن حضرات نے سایۂ منظر اسلام اور دامن منظر اسلام میں رہ کرعلم دین سے استفادہ کیا۔حصول علم کے بعد سیروافی الارض کی طرح ملک کے گوشے گوشے خطے خطے اور طول وعرض میں پھیل گئے۔ منظر اسلام کے دیئے ہوئے نظریات واصول وضوابط اپنے دل میں جذبۂ دینی لئے ہوئے ملک وبیرون جیسے ہند وپاکستان، بنگلہ دیش، امریکہ وافریقہ لندن وبرطانیہ، ماریشس واسپین، چین ونیپال، سعودیہ ودبئی وغیرہ میں بھی فیضان منظر اسلام پھیلاتے ولٹاتے رہے۔

تقریباآج بھی فاضلین منظر اسلام وفارغین منظر اسلام ہرملک وہرجگہ بالواسطہ یابلاواسطہ پائے جاتے ہیں جوکہ ماضی بعیداور ماضی قریب میں بھی خدمت دین متین میں شب وروز سرگرم عمل ہیں۔

گزرے ہوئے زمانہ میں بھی منظر اسلام کے فارغ التحصیل میں گرانمایاں جوہر جیسے مفکر، مناظر، مدرس، ادیب، فقیہ ،محدث، مفتی، مصنف، مقرر، سرفہرست پائے جاتے تھےاورحال ومستقبل میں بھی پائے جائیں گے۔مذکورہ حضرات کے علاوہ موجودین اکابرین علماءاہل سنت (جوفی الوقت وصال فرماگئے اور کچھ ابھی باحیات ہیں) جامع کمالات شخصیت کے ساتھ ساتھ مجمع الفضائل والکمال اور تبحر علمی کے پیکر نظر آتے ہیں۔چند یہ نام فقیہ عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ مولدومدفن گھوسی (ولادت ۱۳۴۰ھ؁۱۹۲۱ء)

حضرت علامہ مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ مدفن پاکستان

حضرت علامہ محمد ایوب رضوی علیہ الرحمہ مولد بہار مدفن ماریشس (ولادت ۱۳۵۵ھ؁۱۹۳۶ءوفات ۱۴۱۹ھ؁۱۹۹۹ء)

قاضی شریعت حضرت علامہ محمد شفیع اعظمی نوری علیہ الرحمہ خلفیہ مفتی اعظم ہند مولد ومدفن مبارکپوراعظم گڑھ (ولادت ۱۹۲۱ءوفات ۱۴۱۰ھ؁۱۹۹۰ء)

مذکورہ بالاشخصیات جن کاذکرخیرابھی اوپر گزرا۔یہ تمام کے تمام منظر اسلام کے مشہورومعروف تلامذہ واساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔اگرمذکورین کے الگ الگ حالات قلم بند کئے جائیں تواس کے لئے کافی صفحات درکار ہیں ایسے ہی یہ مبارک ہستیاں شہرت وناموری میں بے مثال ہیں۔بس اتناہی سمجھ لینا کافی ہے کہ باغ فردوس جامعہ منظر اسلام کے

روحانی سپوت لائق مبارک باد اور قابل فخر فرزندوں میں سے ہیں۔

منظر اسلام کے تاریخ و کارناموں کا نقشہ بطور منظوم خراج عقیدت شاعر اپنے اشعار میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔ بقول حضرت مفتی محمد فاروق نوری

علم وفن کے امام تو نے دیئے — یہ تیری شان منظر اسلام

شاہ حامد رضا و نوری کا — تو ہے ارمان منظر اسلام

اہل سنت کے برادارے پر — تیرا احسان منظر اسلام

شہ ابراہیم نے بلند کیا — تیرا ایوان منظر اسلام

(۱) منظر اسلام اور صدر الشریعہ

حضرت صدر الشریعہ جو کہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ و شاگرد اور محدث سورتی کے بھی شاگرد ہیں۔ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیت کا لوہا منوالیا آپ کے اساتذہ بھی مدح خواں تھے۔ حضرت صدر الشریعہ بھی منظر اسلام کی درس وتدریس سے وابستہ رہے بے شمار نامور تلامذہ پیدا کئے۔

حضرت مولانا نفیس احمد رقمطراز ہیں۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء کو دار العلوم منظر اسلام بریلی کیلئے ایک ذی استعداد استاد کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کا نام پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے طلب فرمانے پر پٹنہ سے مطب چھوڑ کر دار العلوم منظر اسلام بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ (معارف شارح بخاری ص ۱۷۲)

مجدد الملۃ امام احمد رضا بریلوی کو مدرسہ منظر اسلام کیلئے مدرس کی ضرورت ہوئی تو محدث سورتی نے آپ کا نام پیش فرمایا۔ اعلیٰحضرت مجدد بریلوی قدس سرہ کے طلب پر پٹنہ سے بریلی (مدرسہ منظر اسلام) پہونچے۔ بہت جلد اپنی قابلیت اور خداداد حسن سلیقہ شعاری کی بناء پر فاضل بریلوی کی نظر میں اور خاص بن گئے۔ (تذکرۂ علماء اہل سنت)

آپ نے اپنے شیخ کا آستانہ اور منظر اسلام کی تدریس (یہ صدر الشریعہ کی محبت تھی) چھوڑ کر جانے سے معذرت کر دی

(معارف شارح بخاری ص ۱۷۳)

''مولانا امجد علی اعظمی صاحب پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں سے ایک ہیں جنہیں میں جانتا ہوں۔

(بقول مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی ۶ ۱۳۵ھ حوالہ سابق)

''کچھ دنوں تک آپ نے مدرسہ معینیہ اجمیر میں ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۳ء تک فرائض درس انجام دیئے۔ مدرسہ کے مہتمم سے بعض اختلافات کے سبب آپ نے مدرسہ معینیہ عثمانیہ کی تدریس سے علاحدگی اختیار کی اور علماء کی ایک کثیر تعداد جو حلقۂ تلمذ سے وابستہ تھی۔ ہمراہ لیکر دوبارہ بریلی شریف آگئے اور منظر اسلام میں تدریس شروع کردی۔ (حوالہ سابق)

(۲) منظر اسلام اور مفتی اعظم ہند

شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ بھی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے فارغ التحصیل ہیں اور فتویٰ نویسی کے علاوہ تعلیم وتربیت بھی حاصل کی۔ حضرت علامہ محمد حنیف خاں رضوی تحریر فرماتے ہیں۔

سخن آموزی کی منزل طے کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ آپ نے جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان، استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری، شیخ العلماء علامہ سید بشیر احمد علی گڑھی، علامہ ظہور الحسین فاروقی رامپوری سے حاصل کئے اور ۱۸ رسال کی عمر میں تقریباً ۴۰ رعلوم وفنون حاصل کر کے (مدرسہ منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کی) فتاویٰ مصطفویہ ص ۲۸ جدید ایڈیشن)

''اور اصل تعلیم وتربیت تو اپنے والد ماجد امام احمد رضا قدس سرہ سے پائی۔ پھر ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء بعمر ۱۸ رسال جملہ علوم وفنون منقولات ومعقولات پر عبور حاصل کر کے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے فراغت پائی (معارف شارح بخاری ص ۱۸۸)

شاہ حامد رضا نوری کا تو ہے ارمان منظر اسلام

حضرت مفتی اعظم ہند کی ذات بابرکات وعبقری شخصیت یعنی مسمّٰی بہ (ابوالبرکات، آل رحمٰن محی الدین جیلانی) سے مستفیض اور بافیض ہونے والوں کی بہت طویل فہرست ہے۔

(۳) منظر اسلام اور محدث اعظم پاکستان

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کی ذات رازدار طریقت وشریعت علم قرآن وحدیث کی بحر بیکراں تھی۔ بے پناہ اہل علم وعلماء ان کے فیض روحانی وعلمی سے سرشار ہوئے ہیں۔ ان کی تعلیم وتعلم خدمت درس کی منظر کشی حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر اپنے الفاظ میں یوں کرتے ہیں۔

''اجمیر میں خواجہ خواجگان کی چوکھٹ پر اور حضرت صدر الشریعہ کی صحبت وخدمت میں علوم وفنون کی تکمیل کی اجمیر میں اپنے علم وعرفان کی پیاس مسلسل آٹھ سال بجھاتا رہا۔ قیام میں حافظ ملت، حضرت مولانا غلام یزدانی سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، حضرت صدر الصدور میرٹھی علیہم الرحمہ جو آپ کے شریک درس تھے۔ وہ سبکے سب اپنے علم وفضل میں مشاہیر روزگار رہے۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۵۳،۵۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ منظر اسلام بریلی شریف آئے تو آپ ان کے ہمراہ یہاں آ گئے اس عرصہ میں آپ نے علوم عالیہ کی بعض ان کتابوں کا درس لیا۔ جن سے عام طور سے طلباء ناواقف رہتے ہیں۔

''اسی سال حضرت والا اور اُن کے ہم درس ساتھیوں نے حضرت صدر الشریعہ سے حدیث کی تعلیم مکمل کی (تعلیم کا یہ عرصہ اندازاً ۱۳۴۳ھ تا ۱۳۴۵ھ یا ۱۹۲۴ء تا ۱۹۲۷ء کے اوائل پر مشتمل ہے) اور وہیں (جامعہ منظر اسلام) سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تدریس: دار العلوم منظر اسلام بریلی میں اپنی تعلیم کا آغاز کرنے والے طالبعلم نے تقریباً ۸ر سال بعد اسی دار العلوم (منظر اسلام) میں حضرت حجۃ الاسلام کی سرپرستی میں مدرس دوم کی حیثیت سے اپنی تدریس کا آغاز کیا۔ اس وقت وہاں صدر المدرسین کے منصب پر آپ کے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ تھے۔ حضرت صدر الشریعہ کے تین سال بعد یعنی تشریف لے جانے کے بعد آپ منظر اسلام بریلی کے صدر المدرسین کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے منظر اسلام میں درس نظامی کے جملہ فنون کی منتہی کتابیں بڑی خوش اسلوبی اور کامیابی سے پڑھائیں (نیز درس کا یہ سلسلہ جامعہ منظر اسلام میں ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء کے اوائل ہے۔ (معارف شارح بخاری ص ۲۱۸ تا ۲۱۹)

ذوالمجد والکرم حضرت علامہ مولانا قاری عبدالرحمٰن خان صاحب قادری ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہ گذارش یہ ہے کہ چند سطور دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ جشن صد سالہ کے موقع پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے تاریخی شمارہ میں شائع فرمادیں۔

مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام ہندوستان کی واحد مرکزی، دینی، علمی، روحانی درسگاہ ہے۔ یہی وہ مبارک ادارہ ہے جس کو امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا۔ اس گہوارۂ علم کے پروردہ علماء، مشائخ علم کے کوہ گراں بنے۔ اور ملک وبیرون ملک میں خدمت دین اسلام وسنیت انجام دے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے بعد آپ کے شہزادۂ اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے اس عظیم دینی قلعہ کی آبیاری فرمائی۔ حجۃ الاسلام کے بعد آپ کے شہزادے مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے مقدس کاندھوں پر اس کی ذمہ داری رہی۔ بعدہ ریحان ملت حضرت مولانا شاہ محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں علیہ الرحمہ دارالعلوم منظر اسلام کے ناظم اعلیٰ رہے۔

اب دارالعلوم منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، رضا مسجد اور سالانہ عرس رضوی کی تمام تر ذمہ داریاں شہزادۂ ریحان ملت آبروئے سنیت حضرت مولانا الحاج شاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ کے ذمہ ہیں۔ یہ سب حضرت صاحب سجادہ کی اعلیٰ کارکردگی اور بے پناہ خدمت کا ثمرہ ہے۔ کہ آج منظر اسلام اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تعمیری اعتبار سے بھی بلند وبالا نظر آرہا ہے۔ ہر چہار جانب سے محیط اس کی سہ منزلہ عظیم الشان پرشکوہ عمارت زائرین کو دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ سال گذشتہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ اعلیٰ پیمانے پر منایا گیا۔ وہ سب پر ظاہر وباہر ہے۔ آستانہ عالیہ رضویہ، منظر اسلام، رضا مسجد، اسلامیہ انٹر کالج پر ہیلی کاپٹر سے گل باری اور وزیر اعظم کی چادر پوشی اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کیلئے وزیر اعظم کا پیغام۔ یہ سب خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور منظر اسلام کی خصوصیات ہیں۔ میری جانب سے تمام دنیائے سنیت کو دارالعلوم منظر اسلام کا جشن صد سالہ مبارک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بطفیل نبی اکرم ﷺ صاحب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ کا سایہ تمام اہل سنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

سید رفعت علی تقوی عرف حسنین میاں

ناظم تحریک فکر رضا آستانہ عالیہ منظوریہ جامعہ غوثیہ بشیر العلوم شیخوپور بہیڑی ضلع بریلی شریف

مرکز اہلسنت جامعہ رضویہ منظر اسلام ۱۳۲۲ھ
کی سہ منزلہ عمارت بنام
حامدی منزل کا پر کیف منظر